

بیتوفیق خدا می بخش آفرین

المذنب یزید اترکلام المانت اطام طبع و سخن سخنان ما خبر است

ریاض

نتیجه علم ریاضیه مقال مسیح لسان از خیالات ناموشیخ امان علی در مقام تصدیق

مسیح کانی که در واقع کلام گنج حقیقی

تذکره سحرآمیز و منتخب از کتب
فیوض الحیاتی

تطویر و انصاف بر اثر نظام بلاغت نظام مطبوعه سنجان بانی المصطفی



منتخبه نظام فیضی مقالی فیضی لسانی فیضی شانی فیضی انسانی فیضی

مطبعه کربلا بانی نظام فیضی مقالی فیضی لسانی فیضی شانی فیضی انسانی فیضی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

دلیں جگہ ہی تیری آنکھوں میں نور تیرا
ہر شے میں دیکھتے ہیں عاشقِ ظہور تیرا
ای کبریا مبارک تجھ کو عنبر تیرا
سپو لون میں تیری بوہی دروغین تیرا
دھیسوڑی پہ منظر ہی شور شور تیرا
ایسکا ذکر پہلے ای تب مزدور تیرا
ہی چاند چودھوین کا جاں بلور تیرا
مشکل ہے بحرِ غم سے اہلِ عبور تیرا
یہ اطلسِ فلک سے چننا ہی نور تیرا
رتا ہی دیکھتے تھی اہلِ تسویر تیرا
خود ہی مقرر خطا کا بیہ قصور تیرا

ہر خشک و تر میں تو ہی سب سے ظہور تیرا
سوی فی طور ہی پر دیکھا تھا نور تیرا
یہ شان بی نیازی ممکن نہیں بشر میں
بیکار جستجو ہی ہر شے میں تو ہی تو ہی
ای آفتابِ محشر اب جلد ہو برآمد
پوچھیں گے جب نئی جود کو کھد میں
کوٹھے پہ کے ساتی چمکا دی میری حاجت
ساتی کنارہ کش ہے کشتیِ نشت کی شکستہ
واقف ہیں کیا غمِ ماہیت تر سے
تجہ فاتحہ کو آیا برپا ہوئی قیامت
بخشش میں اب سحر کی لازم نہیں تامل

رہنمائے تھا تو ناحق گھر کیون بنایا
 پست و بلند عالم تیری ہی ذات سے
 چاہ و ذوق میں لاکھوں گریز ہیں
 کس چال ہی مٹایا طاووس کو چمن میں
 بیشیا فقیر ہو کر بہی پہ رند تیرا
 دلغ فراق دیگا عین عروج میں کیا
 سبحان تیری قدرت ہر بات میں ہی
 جس گل کو دیکھتا ہوں شاپنی دیکھ میں
 رہ رہ کر پوچھتے ہو حال گذشتہ دل کا

خامی یہ عقل کی ہی پختہ مکان بنایا
 پیدا زمین ہی کی جب آسمان بنایا
 اچھا ثواب لٹو مجھے کوان بنایا
 شمشاد کو تراشا سرور وان بنایا
 سب بیچون فی ملک میر نغان بنایا
 مجھ کو سہی ماہ کامل اسی آسمان بنایا
 معشوق بی دہن کو کیا خوشی ان بنایا
 تو نے عجب چمن یہ اسی باغبان بنایا
 مجھ کو حضور والا کیا قصہ خوان بنایا

کہ کون کا ہی گھر و نہا سحر اپنا جسم خاک
 و مجھ کو بگاڑنے کو اسے صربان بنایا

ابی نور و زمین و حشر کا ہر سامان بنایا
 ہو کیا ہونکی غضب اتی ہی پھلنے سے
 خط کا آغاز کدین ہے کہیں خار ہی
 حور ہی خلد میں ہوگی تو پس ایسی گی
 باتون ہی باتون میں کچھ اونسی گزاتی ہو
 ہم بھی مرے ہو کو ڈونڈے کتنے کوئی قبر میں
 وادی نجد کو جنوں کی طرح کیون ڈرین
 نہ دیا منہ کا اوگال ایک گلوری کسی
 پیچھا کھینچے اون کا جو گلے پر کہہ لوں

نی دنیا میں نکالا ہے بیابان بنایا
 اک بگت ہوتا ہے ہر روز مسلمان بنایا
 سرو کا تب ہے غلط کلمہ اگر وہاں بنایا
 آج پر یون میں دیکھا ہوا کہ انسان بنایا
 قصہ خوانو کی طرح روزے میدان بنایا
 آپ بھی سویتے مبارک ہی والاں بنایا
 وسعت دل ہے موجود بیابان بنایا
 ایسی ہنگی تو نہیں کہا ہی چلی پل بنایا
 دست و حشر کوٹے اور گریبان بنایا

دو تکلف یہ بڑی آج میں ہم نہ نہیں
جامہ زیبوں کی محبت میں جامہ نہ ضعیف
ای جنوں اگر پہننے تھے بہت جو رکاوٹ
گھر میں روز ایک پریر کو لگاتے ہیں
ہنسکے کچھ بات جو کی دیئی لاکھوں گویا
ایک ہی بات میں سب شعر نیا ہوتا ہے

میں پڑائی ہو تو معشتہ ہو اچان کیا
چاک ہوتا نہیں وحشت میں گریہ کیا
اب جو دہن ہی پڑانا تو گریہ کیا
کہاں کہاتے نہیں جب تک نہ ہو جھان کیا
ہی ان احسان فراموشی کا احسان کیا
نئی بندش ہو تو مضمون ہے ہر آن کیا

سب زینین میں نئی شہرے لفظ سے
ای شہر سے نئے انداز کا دیوان کیا

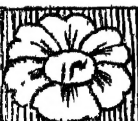
جہان گیا مارا حصہ مجھے وہاں پہنچا
بلند شہر کے ہر زمین میں ہمنے
گئے جو سیر حرم کو سنا کہ آتی خدان
یقین ہوتا ہے لفظ کے ح کیا ہے
دو سنرلی پر اگر سوئے تھے تھے کو
متحارے آتی ہی گویا گیا ہوں میں
بچا دیا ہو تیر کے کیر کو ہی خدا
کسی نے چاہے تھان میں نہ دلی خبر
ہمانی بعد فنا کھائیں بدایان میر
جان بڑا قہ جانان سی کوئی سرچنی

اوٹھائے خوان کرم سر پہ آسمان پونچا
کبھی بھی مقرر سخن کو نہ آسمان پونچا
شکوہ اور نیا لیکے باغبان پونچا
دفع یار میں بھی آہ کا وہاں پونچا
جنوں میں تو تھے کوئے کی بیڑاں پونچا
مجھے تو دیکھ لے اس وقت میں کہاں پونچا
سیان ملا جو ہمیں لے کو بھی ناں پونچا
اگر کو میں میں جو یوسف کا زمان پونچا
سگ حضور کو کوئی نہ اوٹھان پونچا
وہیں لیے ہوئے قلعی کو باغبان پونچا

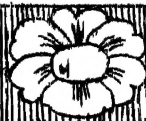
سمجھ کو ترع میں پڑ ہوا ویاں کا کلمہ
دم اخیر ہوا وقت امتحان پونچا

شراب پینی میں بھی غیر سے حجاب ہا
 غرور جسے کیا مورد عتاب رہا
 ہمیشہ بیون تو زبانیہیں انقلاب ہا
 ہے جو عالم ازاج میں وہ خوب ہا
 کھد میں کوئی کسبکا شریک مالکین
 اوٹھ جو سو کر بجالے پہلے سجدہ شکر
 ترپ ترپ کر کٹی رات یاد کیسویں
 تب فراق میں سو بار گور جو ملک آ
 سحر گہی میں صبحی ڈھلا کی ہر روز
 کیسی ساتھ نہ جائیگا نام ای ستم
 ہمارے ماتھے بھی دو گز میں آئی ہے
 وہ جانور ہے جو انسان کو نہ پہچانے

بغل میں دلی طرح نشیہ شراب ہا
 معلوم المملکوت آج تک خراب رہا
 کسبکا کام نکالا تو کامیاب رہا
 جو اس خرابی میں آیا وہی خراب ہا
 بدگو چین ملا روح پر عذاب ہا
 خیال گور میں سونیکا وقف خواب ہا
 عجب طرح کا طبیعت کو پیچ و تاب رہا
 کیسی سفر نہ ہوا روز پاتراب رہا
 صیام میں بھی نہ یہ رنڈی شراب ہا
 زمین میں آب گئے مہر خطاب ہا
 اسی طرح سے جو گرد و نکا انقلاب ہا
 ہمیشہ پر یونکی صحت سے اجنباب ہا



عجب ضعیف ہو اب ہماری توبہ کیا
 گناہ لاگوں کئے جب تک شباب ہا



رکھ دے پروہ آفتاب پیوند کروی خاک کا
 ہر مولاد یو ہے صحرا جنت ناک کا
 کام پھلی سے نکالا کیسے دلاک کا
 دیکھتا دانتو نہیں عالم یار کی مسک کا
 سنتے ہیں زیر زمین بھی آواز افلاک کا
 دم جہان نکلا بدن سے دھیرے دھیرے خاک کا

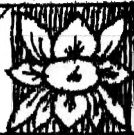
رشتہ خستہ چھو اتار بھی پوشاک کا
 کن پر نیا دوز کی جوتے کمان لایا خون کا
 سیل اپنے ماتھے کا سجھے پونے پیکھے ہم
 کوئی ڈالی موہنے کی توڑ لی ہی باغ کا
 بعد دیکھے بھی ہلکے چین ہو ممکن نہیں
 ہی ہوا جب تک جسی تک ہی بولا بقرہ کا

وقت پر دشمن ہن اینی ساختہ چڑھا
 آتش و دین جپ نکلتا ہو کہی دیکھا
 تنگ ہو چو بند سے کہ شیکے او شمع بجے
 ہن جو اہل ظرف دنیا میں ہی گر نہ ہن
 شمع پر گرتو ہن پر دے نہیں کچھ سوچتا
 بعد مر نیکی او شمع کے کسی گرو نہ ہے
 جان آسانی ہو سکے دم نہ گھر سے کہی

ایک ہیر اکھا سو گڑھی سو دل کھا
 یاد آتا ہو پسنا بلیگی پوشاک کا
 یہ نہیں معلوم خود چو بند ہو گا خاک کا
 دورہ افلاک دکھلاتا ہو چکر چاک کا
 کل حیران ایسا ہو اہر شعلہ اور اک کا
 جیسے جی کہ چوڑ دنیا خوب ہے املاک کا
 یا رسول اللہ صدقہ نبی روح پاک کا



کپڑے و باری سی پین سح اگر چو چو
 نام رکھا ہو کفن پادروں جس پوشاک کا



کیا صفا کھانا کسکا نہیں اوتھا
 اعلیٰ نہیں ہوتا، اسفل کو کہی توج
 کیا خاک کیلے غیر یہ حال دل جی +
 ہر چند ادھر کینچ رہی ہی کشش دل
 اوس کو چین جی تھی کہیں مرادین
 کہ با تھڑے ہٹایا نہیں جاتا
 وقت میں لے جتے ہن ہیر کی لگو تھی
 کتنے تھے کوسٹے ہر گرنیکو کھڑے ہن
 شمع کی دولائی میں بسر ہو ہن چلے
 درو دل متیاب کا کچھ حال نہ چو
 کچھ غیب سے رند زکو عفات ہو تو جان

چھرون سر شوریدہ سو نہیں اوتھا
 ہاتھوں کی کہی نقش کف پانین اوتھا
 نہ طے کر غبار و نکابولا نہیں اوتھا
 ہوتا جو ہی بجاری قدم اونکا نہیں اوتھا
 اب لاش پڑی ہی وہن مرد نہیں اوتھا
 کب ہم پہ شب وصل میں تکیا نہیں اوتھا
 نیچے ہوں تھوڑے یہ صدا نہیں اوتھا
 اسوقت کوئی چاہنے والا نہیں اوتھا
 بوٹا سا ہے قد اونک دو شا لا نہیں اوتھا
 تھوڑا کہ ہر بات میں چلا نہیں اوتھا
 فاروق سے ہی یوں فرج ہمارا نہیں اوتھا



در باریون کی وضع صحیح بن نہیں سکتی
نازک ہی دماغ ایسا کہ شلا نہیں اٹھتا



سر کی چمکی سے گرہ باز کبوتر مارا
ای پریر و رگ یا قوت پہ نشتر مارا
آئے کو سر دیوار سکندر مارا
پہرے لہکے لہکے گون پہرے آنکھوں پہرے مارا
کیسا بیوت ہمیں تھنے تھکے مارا
حاجم کو مرقہ جمشید پہ جا کر مارا
بات اگر سخت سنی سمجھے کہ بھڑ مارا
کچھ تکلف نہیں چہرے کبوتر مارا
زیر خنجر مہی نہ دم ای دل مضطرب مارا
غم وقت نے تو یاساتی کو تر مارا

دل بیاب کوز لہو نہیں بھنسا کر مارا
لب رنگین سے جو کین کوک کی تہیں
دل جوش فانی ہوا صورت اصلی نہ کھی
ایک پلکوں کے اشارے حصن ادا ہی نہ
دم نہ کھلنے لگا مرنے لگے اپنے خاتمے
صحبت می کامرہ ساتی دوران بہتہ
نہ گئی جوش جنوں میں ہی وہ مرزا
خال رخ سے جولیا دل تو ہوا کونسا
جیتے جی الفت ابرو میں کہی آہ نہ کی
کین لہر زہی ہو جا یہ پہاڑ عمر



استخارہ جو سحر وصل پہ واجب آیا
مسکرا کر وہی کٹھا مرے منہ مارا



سارا گم نہ دای بت نادان نکل گیا
سیٹے پہ سو جاگے گریبان نکل گیا
کاٹا سادرو ملک سحران نکل گیا
دور زمزمین مرغ گلستان نکل گیا
کس بات میں ہلا کش سحران نکل گیا
دروازے وہ سر و خزان نکل گیا

آخر ستم رسیدہ سحران نکل گیا
تر پا فراق میں دل بیاب اس قدر
سوی یہ گرم ہو کی ہم اوس گلہ نگہ سا
سخت جو میری بلبل دل ہی تو دیکھنا
رو یا نہیں فراق میں نالی نہیں
میں ناتوان مکان سے جیتا دھون

<p>رو رو کے ایسی چھٹی دی ہنسنے دھنسنے دل جانے آپ جانیے ہنسنے اٹھایا ہاتھ بتا بیان یہی ہیں تون لہجی کا آپ پہم جو تا زیادہ تمار نفس لگے</p>	<p>یا نکل غبار خاطر حبان نکل گیا اپنا قدم تو بیچ سے جان نکل گیا پہلو کو تو کر دل نالان نکل گیا کو سون سمنہ عمر گر زیاں نکل گیا</p>
---	--

<p>جس دن سے رند ساقی کو تر ہوئی سحر خوف سب و خطرہ عصیان نکل گیا</p>	<p>جس دن سے رند ساقی کو تر ہوئی سحر خوف سب و خطرہ عصیان نکل گیا</p>
---	---

<p>تمام عمر غرض اشتیاق میں رکھا ہزار شک نہ اہل نفاق میں رکھا طبق زمین کا اولنگر طباق میں رکھا نفل میں پونچا وہ شیشہ جو طاق میں رکھا قدم نہ منظر نیلے رواق میں رکھا کسی رتم کو نہ اپنے سیاق میں رکھا دعا یہ ماتک کی روزہ فراق میں رکھا خیال وضع نہ کچھ اشتیاق میں رکھا</p>	<p>مے نہ دل ہو ہمیشہ فراق میں رکھا بلا سہل کی تو بھتی ہن رند مشرب جنون میں بھوکہ لگے جب کبھی لوگوں کا ہمارا قالب خاکی شراب خانہ ہے کسی کی اونچے محل پر کبھی نگاہ کی بلا حساب یا جسکو جو دیا تو نے وہ اپنے ساتھ کھلائیں تو صاحب دیں نمھائے گھر میں چلے آئے بے طلب کو</p>
---	---

<p>نکالے سیکر دن مضمون سحر دم تحریر قلم نے جب سے قدم اشتیاق میں رکھا</p>	<p>نکالے سیکر دن مضمون سحر دم تحریر قلم نے جب سے قدم اشتیاق میں رکھا</p>
--	--

<p>جہک پیہر کالی گھڑا لٹکا ہوا ساتھ کھایا کسی تھانے تو کھانا کھایا چوم کر شیر کا نہ ہنسنے طمانچا کھایا تھنہ بک بک کے سرای غیرت لیا کھایا</p>	<p>بجلی چمکی کر یار نے سچکا کھایا کھانے نے کھایا ہمیں کھانا تو نہ کھایا دشت غربت میں چو ادا بکڑاؤ نکا قصہ جنون کا سنو اپنی کھانی نہ کسو</p>
--	---

ابن وہ تم ہونہ وہ ہم ہیں وہ لڑکھ
دوڑ کر بروی قاتل کی بلائیں یلین
گمراہ کا صبر بوجہ خدا جانہ ہے
آشنا بحر محبت میں ہزاروں دہلی
دشت غربت میں ہوا کھا کر قحط یلین
سوی سلی ہی ملی روز تو نفرت ہو جا
میسافنی ست وہ بن یار کا جی جانتا
طائر روح کو لانے پہ لگایا قاتل
پاس کے شعر ہے نزع میں یار وہ
ہضم کیا ہو وہ غذا دل نکر جو جگول

آپ بھی چوگ گئے ہمنے ہی دہو کا کھایا
بیٹھے بٹھائے اوٹھے ہاتھ میں چرکھایا
وہ اور ٹا طائر دل لفٹے جو کا کھایا
زندگی تھی جو بچے ہمنے ہی غوطا کھایا
لیکھناں ہوا جب کوئی جنو کا کھایا
آج بھی کھائیں گے کل بھی غم و دکھائے
داع فرقت کا بھی کھایا تو نہ تنہا کھایا
دل پہ ہمنے تری مبدوق کا چرکھایا
لعل او گلے درندان پہ جو ہر کھایا
ہو کیا تھمہ جو ہمنے غم فسر د کھایا



یہ بھی گھر بیٹھے ملو جا تو نہ ہے سحر
دیکھتا کون ہو غم کھایا کہ کھانا کھایا



دلکش سے ہے زیادہ ہمن کو نا اپنا
آپ منظور ہوا اہکو ڈوبونا اپنا
بچن سی قبر پہ موقوف ہی سو نا اپنا
خالی جانی کا نہیں روز کار و نا اپنا
کو نسا فرض ہی ہنجانی میں ہونا اپنا
پنجر مرہنیں دنیے کا سو نا اپنا
ای جنون ہی یہ شجر کا بچو نا اپنا
پاون سو جاتے ہمن تو نا نہیں سو نا اپنا

کچھ قدرت نہیں اس میں ہونا اپنا
آبر و خلق میں مانند گمراہ کے
نہیں گھر میں نہیں آئی کسی کروٹ میں
لاکھوں گھر میں گے لاکھوں پہ پھر گئے
جہاں قسمت کا ہر کیف یلگا کہیں ہن
تہ بڑی مانتی اعلیٰ کو کہی دست سوال
دن کو سائے میں بیو لوٹے پڑا رہا ہن
کوئی جانا نہیں کھڑی رہتی نہ رات

سنے گا اور کو مال ہی نہ
 سنا جائے سیدہ نے تمہارے دیدار سے
 عجب لطف دیا کہ آتشِ اشتیاق
 داخلِ مین میں گول لگی گئی تھی
 نہ آئی قہر و افسوس فاش پر
 یہ کیسا مرہم و نگار سبزہ خطا تھا
 کسی کو بزمِ منعم میں تھلا نہ لیجائے
 یا تو پوسہ عارض مگر تصویرِ
 وہ نام ہی اسی ہیں کیا جلا میں

خیال گایا کہی کہ خیال بھی نہ ہوا
 شہید کر کے مجھے انفعال ہی نہ ہوا
 وہ دولہ وہ جنون اب کی سال بھی ہوا
 کسی کو او کی زبان احتمال بھی نہ ہوا
 سجد کا سبز و کبھی پایاں بھی نہ ہوا
 جگر کے زخم کا کچھ اندال بھی نہ ہوا
 گلوری کیا کہ میسر و گال بھی نہ ہوا
 کہا پنا کام ہی نکلا مال بھی نہ ہوا
 کوئی مریض محبت بجا ہے نہ ہوا



خدا نے خلق کیا تو بہتر ایک سے ایک
 مگر سحر سا کوئی بس کہاں بھی نہ ہوا



بہم سے ہیں شہین کہاں کہاں کیا
 مراد دیکھا ہوا ہی خضرِ ابتدا سے مگر
 بس اتنا ہی کہ مشکلِ تابو کی پیدا کی
 سنی مین کہی گالی کہ آشا ہوں کان
 چلے وہ چال کہ پامال کر دیا تنے
 بہت اوداس بزمِ شراب و ساقی
 بغیرِ بارے بزمِ شراب مجلسِ شمع
 اخیر کو مین تمہاری گلے کا مار ہوا
 سحرِ چڑکی ہی آواز کیا چرخِ حشر

خدا کے فضل ہی میں ہی صبر کیا
 ابھی دکھا گی یہ عمرِ جاودان کیا کیا
 پھر اتنا ہی تجس میں آسمان کیا کیا
 دز اچار کے پھر کیے مران کیا کیا
 اگر رہے تھے ابھی سرِ بوستان کیا کیا
 پیالو لیتی ہیں خالی جامیان کیا کیا
 کہ شیشے روتے ہیں بلی کی جھکیاں کیا کیا
 اوتھا و داغِ جدائی کہاں کہاں کیا کیا
 کہ کھر کھڑی ہیں لوگوں کی زبان کیا کیا

نہ مت نہی کیا سوئی تلخ چوہا کرنا
کون اپنے نہ نقویں میں ہار شام
بندہ اگر نہ ہوتا چہ اختہ نیار کا
اب حال دل جو کہتے کون اہل کار کا
ہو تین جو لاکھ جانیں تم پوٹا کرتے
صواریں کار شکر کان ایک ایک کار کرتے
تم مجھ سے اس کرنے میں تو پوٹا کرتے
آتا تو صبر بانی ابر بہار کرتے
کھانا بغیر اوستے کیا نہ ہمار کرتے
ہر روز لاکھ گریبان کیوں تیار کرتے
کس کس طرح سے شکر یہ در و گار کرتے

آزاد قید کیسو کیا اختیار کرتے
معتشوق بندہ پرور شا اگر نہ ہوتا
جو کچھ کہو بجا ہے بیشک میری عطا
افشا سے راز الفت تنہا پیشتر چوٹ
افسوس مر کوئی جیتا نہیں دوبارہ
و حنت میں دیکھتے جپ ہنگامہ ہم
دو دن کی زندگی تھی کس لطف سو گدنی
دلکی لگی ہوئی کو اتسو نہیں بجھاتے
پانی اگر پیا ہو وقت میں تو قسم لو
عاشق کو ابر و در کا سو دا اگر نہ ہوتا
ہر موی تن کے پیلے ہو تین اگر نہ ہوتا

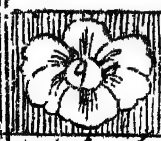


بعد از فنا ہی مٹی آپ اپنا جسم فنا کی
تجویز کیا سحر میں جا کے قرار کرتا

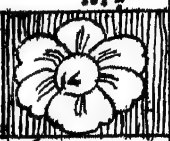


یہ نہ پوچھا کہی فراق اچھا
پایا موباف سننے رواج اچھا
کل کا وعدہ کیا تھا آج اچھا
نہیں سو اسے تحت و تن اچھا

تپ عنم کا کیسا علان اچھا
سانپ سے ارڈا بنے چوٹی
ٹھہرا فرادے حشر پر دیدار
خاک پریشیہ ننگے سر فافل



بات کرنے نہ آئے منع م کو
پوچھتا ہی سحر مران اچھا



مفت دل دے کے رنج مول لیا

جب ہوا یار پڑھ کے بول لیا

خوب نظر بن میں جیتے تولیا
 زلف کی کچھ گرہ کا کھول لیا
 اتنا عقدہ نہ پہلے کھول لیا
 پنج خانہ ساز مول لیا
 دل دھست زدہ کو اول لیا
 جسکا ہی چاما بڑھ کے بول لیا
 زہر جب تک نہ پیلا کھول لیا

تو لہ ماشہ مزاج عالی ہے
 لے لیا دل تو مال اپنا تھا
 دین تنک میں نہ تنک رہتا
 دیکھے دل پایا قبضہ بردہ پر
 جگو چوڑا جو میتہ گیسو سے
 جب سے کی اختیار خاموشی
 بے تھارے نہ پی شراب کبھی



عطر مل کی اسی سحر شب و نمل
 کل تو سارا بدن ٹول لیا



قریب مرگ رہے فنا ہے متبر اولکا
 جگر کو داغ دکھاتا نہ یا خدا اولکا
 حضور کی نہ شکایت نہ کچھ گلا اولکا
 جناب پیشے کا ہے صفا اولکا
 ناکھان ابھی بلبل نے چھوا اولکا
 زبان دہن سے نکل کر کڑی گلا اولکا
 پیر ہونگا پار کے مجلس میں مرثا اولکا
 بساط سے کہیں باہر ہی حوصلہ اولکا
 یہ بند بند ہمارا ہے مرثیہ دل کا
 ہر ایک شعر سے ظاہر ہے ولولہ اولکا
 کیا نہ صاف سکندر نے آنا دل کا

او بھتا آتا ہے سینے میں آبدلکا
 جانی دوست کے دشمن کو بھی نصیب ہو
 جو گدرا و سبکی مشیت میں دھوا صدک
 ہجوم داغ جدائی سے دل ہی گلدستہ
 لہو شراب نے یہ حقیرے کمان پائے
 ہمارے کانوں کو غیبت سے آشنا کرے
 یہ واقعہ بھی سنیں کر بلا کی حال ہی کم
 ہزار جان سے عاشق ہوا ہی قاتل
 مزہ میا تمی آنکھیں میں رونو آنکھیں
 بشر کے عیب ہر گنگو میں کھلے ہیں
 نکالے جو ہر فولاد کس مشقت سے

اٹک چلو تو کمون سارا ما جرا دل کا
ہزار بین ہو ٹوٹی جراتیں دل کا
چلو نکال دیا یہ بھی حوصلہ دل کا
کمان تھک کوئی روپا کرے گلا دل کا
شروع عشق ہی مچلا ہی سالتا دل کا
ہماری جان کی مفت کیا گیا دل کا

شب فراق عجب طرح سے بسر کی ہے
دکھاتی دین تیری صورت کی سیر کی ہے
بلا سے فلک کیا عشق میں تباہ ہو
جو کچھ ہوا وہ ہوا بس گذشتہ رات
سنا کر ابھی دیکھو تو ہوتا ہو گیا کی
جلے نہ کہنے یہ نادان دست کی کوئی



سچے شخص کو بیویوں کی آہن سنو آہن
خدا ہر اکرے کجخت پیے جہا دل کا

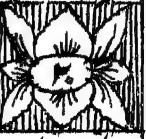


نہ ملایا رخصت رہا نہ ملا
صاف ہو کر وہ بد گمان نہ ملا
چہین کچہ زیر آسمان نہ ملا
دوڑ کر سر و بوستان نہ ملا
جوڑ کچہ خوب نصربان نہ ملا
غیر تائید آسمان نہ ملا
محب تو تو تان مین تان نہ ملا
آنگہ نہ کر کس سے باغبان نہ ملا

کوئی دنیا میں قدر دانا نہ ملا
بچلی یہ عجب رگور میں ہسم
نشاہ آرام پائین زیر زمین
تھا کشیدہ قد کشیدہ سے
دخت نہ کہنے نوجوان ساقی
جو ہوا اس زمین سے حاصل
میں کمون ہی شرافت یہ شکن
دیکھنے نے سہار دودن کے



پرہ چکے ہیں دعاے توبہ سحر
ساز مطرب اوٹھا یہاں نہ ملا



دونوں عالم سے تجھے دھو دھو نکالا
میرا کس سرے تابلوت یہ ڈالا ہوتا

ہمسا اک اور اگر چاہیے والا ہوتا
روح کو ہوتا ہر منعم کی روشانی سوچا

یہ ہم حضور نے کرنا دیکھا ہی ہوتا
وہ وصل ہوتی ہی گنگ بھجور میں رہنے کا
فائدہ روز مہر سے بتیرہ نشین
منہ پہ منہ رکھنے میں گرتے ہم
اہل جوہر کو بھی آرائش ظاہر ہے ضرور
دل آزا دہی ایسے روان لے لیت
نامہ بریار کا خط ہر تجھے خالی کیا دون
کمر بار جو ہستی میں نہ ماتہ آجاتے
کیا دیا بہر کفن چرخ نے دو گز کپڑا
منہ پڑا ہن ہی نہ پالو ج ہی عشق نواد
عید کا دن تہل پہنتے کوئی بھاری جوڑا
زلف شب میں تیری بالوں کی جو جو ہوتی

یہ شہنشاہ جمشید میں مٹی کا پیالا ہوتا
چہ لون اور ابھی آتے تھے مالا ہوتا
لطف جب تھا کہ کوئی دیکھنے والا ہوتا
کون میں یار کے برسات کا جہالا ہوتا
یہ نہ ہوتا تو سرو ہی میں نہ مالا ہوتا
ماتہ پر دیسے جو دینے کو نکالا ہوتا
لوٹ ہوتا کسی کوٹھے کا قبلا ہوتا
بول تباہ نے مجھ کو بھی اوچالا ہوتا
بھاری خلعت کوئی رخصت کا نکالا ہوتا
کوہ غم سر پہ گرا تھا تو سبنا لا ہوتا
نوسن ناز کو چمکا کے نکالا ہوتا
چاندنی عرش پہ ٹوپی کو اوچالا ہوتا



چکیا اب کی نو جاؤں میں
رہن سوچاتا ابھی تک جو دوشالا ہوتا



چو پابندی چمن کی تھی تو کیا آزا ہوتا
بہر صورت غبار خاطر نا شاہ ہوتا تھا
کہ اس کے علم میں تھا عالم ایجاد ہوتا تھا
اوچڑتا مدرسہ تھا سیکھہ آباد ہوتا تھا
کہ یوں بی بال و پر قسمت میں ہی پیدا ہوتا تھا
نقطہ تھی دیر تیری حکم کی ایشاد ہوتا تھا

پوئے کی طرح سے سرو کو بر باد ہوتا تھا
مگر جسم خاکی میں ہو روح لطیف اگر
خدا کی ہی تصویر میں بت کا ذکر کی صورت
روح می کی کیفیت نہ پوچھو دوستی میں
بہلا ہم صید گاہ دہر سے اور کربان
کیا سی ایک حرف کن میں پیدا و ولولہ

تجہ کیا سہ باب ہی چرخ بی سینا و ہوتا تھا
نہ مجنون ہو گیا تھا نہ کہ سپر اور ہوتا تھا
اس صورت پر اس ویرا کو آباد ہوتا تھا
مزاج مایہ کو بھی مائل بیدار ہوتا تھا

کے لیے باب اجابت حشر تک اور پہلے
کسی کی ذات را کیا ہو کسی نے چلنے کے لیے
کل انداموں کی نقش و نقش پر ہوتی جانے
عجیب تاثیر ہے وہ خفا کی کیا زبان ہے



ہو اپر کیون نہ آجائے مسخر یہ خاک کے تیل
مال کا رشت خاک کو بر باد ہو جائے



میں سمجھا کوئی توڑا کھلی گنج گنج
نہ نظ تقدیر کی نقطہ نہیں ہی عالم ہی
ستاروں پر گمان ہی فرور گیا کیا
رہی گا آنکھ میں ڈیرا گر خواب پشیمان
سناؤ اُن میں جاتا ہے کیا شہر خوشنما
پسینا آیا ماتے پر لیا جیام آتشا نکا

تصور قبر میں آیا جو اس قاتل کی تھا
چمک پر ہی ستارہ آج کل اس ناہ کا
مکہ اس قدر کہتا ہے سوداگری آٹا
نہ جائیگا تصور کوئی دم گیسو جانان کا
بہت جلدی ئی جاتے ہیں کیوں مری
نزاکت اسکو کہتے ہیں نزاکت اسکو کہتے ہیں



جلا کر مٹو کروں سے نقد دل مرنے میں
مسخر شہر خوشنما میں ہی آپ پڑنی لگاؤ انکا

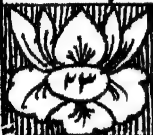


پچھ لطف کا لطف کیا نکلا
وہ تو مدت کا آتشا نکلا
ہم جو کہہ بیٹھے کیا فرما نکلا
ایک ٹوٹا سا آیت نکلا
آج اس کو چے میں بھی آ نکلا
دل تو شیشے سے ہی صفا نکلا

منہ سے جب زو سیرا نکلا
رابطہ ازل سے روح میں
لب شیرین سے اور تلخ ملام
دل کو ڈھونڈھا جو جسم خاکی میں
ٹرے سوداے ہوں ہمیشہ کا
دلف میں ہے نظر نہیں آتا

آفتاب اہو ساقیا نکلا
سر پہ خم لے کے مینچا نکلا
یہ لڑائی کا سلسلا نکلا
چپ کے جانے کا رستا نکلا
نامہ برحرف آشتہا نکلا
آنگھون کی راہ دم مرا نکلا
شگ سے حل بے بہا نکلا
کیا جو منہ سے برا نکلا
بات کیا تھی جو نیچا نکلا

منتظر کب سے میں صبحی کے
وہ کہلا میکہ سے کا دروان
ذکر گیسو پہ پیار سے بگڑے
دل نے پھر دل سے راوی کی
دیکھ کر خط کو سکراتا ہے
راہ دکھلائی خوب وقت خیر
اوس حسن نے دیا اوگال مجھے
دل سے نکلے دعا وہ بات کرو
ذکر ابرو سے دل میں کٹتے ہو



یا علی جب کما محو دل سے
بے ریا نام کبریا نکلا



اور آپ سے جلتے ہیں تو جایا نہیں جاتا
دل زلف میں ہی آنگھہ پہ پایا نہیں جاتا
ہنس جاتا ہی جب دل تو چہرہ نہیں جاتا
صندی کی طرح رنگ جمایا نہیں جاتا
دل جلتا ہے آنگھوں سے بھجایا نہیں جاتا
معتوق بھی روئے تو منایا نہیں جاتا
کہنا تو کمان رنج بھی کھایا نہیں جاتا
بے اسکے تو ناز و نکا اوٹھایا نہیں جاتا
کب نیچا ابرو کا کس یا نہیں جاتا

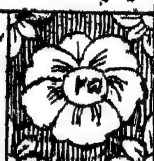
مدد شب وقت کا اوٹھایا نہیں جاتا
یون راز محبت کا چپ یا نہیں جاتا
ہم بھی یہ سبھتے ہیں کہ وہ زلف بکلا
ہر ایک پہ پستی نین معشوق طبعیت
پسح ہی کہ بری وقت کا ہوتا نہیں کوئی
آزاد ہیں ہم لوگ خوش آمد نہیں آتی
بالکل تپ وقت میں غذا چوٹ گئی ہے
خولا دل چاہیے پتھر کا کیچا
کس بات پہ تھاک کی تیوری نہیں چرتی

افسوس میں آپ میں آیا نہیں جاتا
 جیسے سے مگر ہاتھ اوٹھایا نہیں جاتا
 دل دیدہ دوستانہ گرایا نہیں جاتا
 بڑھیا تا ہی جب لگا گیا نہیں جاتا
 اک ہاتھ اوپر اور لگایا نہیں جاتا
 صحبت میں نرمی کون بنایا نہیں جاتا
 اب آپ میں آئی ہیں تو جایا نہیں جاتا
 تقدیر کے لکھے کوٹھایا نہیں جاتا
 بیوجہ تو سوتون کو جگایا نہیں جاتا
 جو حال ہے ظاہر ہے چھپایا نہیں جاتا
 پہوڑا سا ہی دل ہاتھ لگایا نہیں جاتا
 رسم سے بھی نہ نال اوٹھایا نہیں جاتا

جاتی رہ رہ جہوش بلایا اور سوت
 اٹھ رہا ہوں اڑیاں گرٹی اگر لسان
 خپسوش ہی وہ چاہو دقن بڑھ چکا
 تقدیر بگرتی ہی تو کچھ بن نہیں پتی
 تم آپ چلے اور سکتا ہوں چوڑا
 کیسویں طرح کئے نہیں سچ اوٹھایا
 تھے عالم ارواح میں ہم آپ سے باہر
 عزت پہ جو حرف آئے محبت میں نوا
 دسرا سے خالی نہیں کچھ شہر قیامت
 خود صاف میں دل صاف آئینے کی موت
 منہ سینہ عاشق پہ شب بے صل نہ رکھو
 جی چھوٹا ہی کوہ الم سخت گراں ہے



سو ہا ہے سحر کو خفتالی نہیں کیسا ہے



اوسنے تو کئی بار بلایا نہیں جاتا

آپ نے مجھے بھی کو یا اس سے مل گیا ہوا
 عرصہ میں غل جو اسکا قاتل کیا ہوا
 سب کا دیوانہ بنا کہ تم پہ نال کیا ہوا
 لیلی محل نشین بیل جو محک کیا ہوا
 گل جو اہل زر ہوئے بیل کو محک کیا ہوا

دو فون کیسویں پریشان سچ کو لیا ہوا
 پس سوائی سو میں بھی عرض کر سکتا ہوں
 یہ سچ ہے مرزا ہوں کہ منت میں ہیں جی میں
 حلقہ کیسویں بوی مشک لاتی ہے صبا
 لاکھوں عاشق چین کر تو میں لٹ پڑا ہوا

حسن پر مغز و کیا ہو ہر کمالی زوال

دن کو ہم پوچھیں گے تہ ماہ کامل کیا



بے بلا کے کوی جانان میں چلے آئے سحر



یہ تو دیوانے تھے لیکن تجھ کو ای دل کیا ہوا

مختار جبر سے بہن کیا اختیار میرا
 کچھ تو کو میکدے میں کرتے ہیں یا میرا
 رکھی زمین امانت مشتبہ عین میرا
 مانند شیر کس ن او ترا خباں میرا
 کوٹھی سے وہ تو اترے ہو انتظار میرا
 روشن صبا پہ ہو گا اک دن غبار میرا
 اس وقت دل بھر آیا بی اختیار میرا
 اتنا تو بس سمجھتے ہی جان نثار میرا +
 تو کسی طرح تو نکلے عین میرا
 ساتی سے کم نہیں ہے ہر آندہ میرا
 اس کو چہ میں بنے گا کہیں فرار میرا
 ای بت رحیم بھی ہے پروردگار میرا
 حلالان کو میں ہی روپوش یا میرا
 بعد از فنا او تھا کے کیوں کوئی بائرا
 تم آپ آکے دیکھو یہ حل را میرا
 بازار مصر میں ہے یہ اعتبار میرا
 میدان رفتگان کو سے انتظار میرا

خلاق حیر و ستر ہے پروردگار میرا
 شیشے کی طرح کب سی پھل لگی ہوئی تیرا
 اوٹھا ہے حشر کے دن فریاد کو فلک میرا
 پیری میں بھی ہی باقی اس عشق کی
 ہر جام می کی نگہ میں جپت کو لگی ہوئی
 نشہ میں آج مجھ کو ساتی سنبھالتا میرا
 بویا میکدے میں غالی پڑی ہیں شیشے
 گو خاص عاشقوں میں گنتی نہ آج مجھ کو
 اغیار پر کد میں پسکو کا قفل کے فیصلے
 بانی میں لطف می ہی کچھ کیف ہو دل میں
 بیشیا و صنم پر دل اوٹھ گیا جہان سے
 حاسن تو ہی قیامت تم لوگ ہو غصہ
 فریاد کو جو ہونڈا پایا نہ بیستون پر
 رونے سے رات و دن کو بہرہ دوزنا
 کیا خاک خط میں لکھوں تحریر میرا
 سودا ہی جنس یوسف وعدہ چشتری تیرا
 زور میں ابھی تک کوئی نہیں گیا تیرا



کنگی جو زلف مین کی دل اور چلا نکلا
کتے بین وہ سحر نے کو یا شکار میرا



صاف ہی کہنے خوابات کی دیوار گشتا
ابر مردہ کو بتاتا ہے گہر بار گشتا
وہی ہی بجلی کی چکرات ہی سی بار گشتا
جستہ رخنہ بڑا اور تن زار گشتا
زیر دیوار چمن ہے سہ دیوار گشتا
آگ برسانی کو آتی ہے دہلوان بار گشتا
برق ہی رختہ در سایہ دیوار گشتا
سج جلدی طرف خانہ تمار گشتا
گالیوں کی نہ گہراپے کی بوجہ بار گشتا
فل کیا ہنسنے وہ مزہ فطریہ بار گشتا
نقل کرتی میری رونے کی بوجہ مکار گشتا
دافع سوزان کی چمن کو نہیں بردبار گشتا
چشم خونبار سے ادھی نہ گہر بار گشتا
دود و دل سے کہیں اوٹھے تو دیوار گشتا
دود و دوزخ کو سمجھتے ہیں گنگا گشتا
فلک تفرقہ انداز کو ہے بار گشتا
دود و قلیان سے بیان باد مٹی جو گشتا
بیشتر ہوتی ہے گندہ سے غودار گشتا

سیکھو سرچہ کی اتنی ہے بے بار گشتا
غیر ہی نہ کہ مین ہی اعجاز مینا قاتی
موسم عیش کو جاتی ہوسے کچھ دین مین
جوش و جشت کی ترقی ہو تزل اپنا
مردہ دل ہی نہ پنی ایسی محل پر چو تزل
وقت یا تین ہم لوٹیں گوار و نا
اس خوابان مین یہ عیش محل کسکا
نہ بھی کہتے مین امید نری رحمت کی
ننگ مین گو کہ ہی مسی کی دہری کرا
آگہہ رنڈ مین ہونے کچھ جو فرہ کو جشت
ورق و ثمر کی چمک بانی کمان بجلی نے
آب رحمت سے بھی بجھنے کی نہیں جی کی
پس تیر ہے کہ جو گرچ مین کیا بڑی
باوہ خون جگر پینے کو موجود مین ہم
قہر کے بعد ہے پھر رحمت باری کی امید
باد و گش کہتے مین مہلی جو بھکی آتی ہے
چمن چنل احباب ہے کیا عیش تیر
خاکسار و ن کو نہ ہی فیض سچہ اسی قاتی

عیش باغ آج چلو پاتی برستے میں سحر
کل سے کرتی ہے اشارہ یہی ہر بار کشتا

ہر شہر ہے قصہ طلبا بجان ہمارا
فرمایشین معشوق کے معشوق کو دیتی
حدا درہ نجی سر نہالا یا نہ پڑی
جیتے بھی پھیرن یا نہ پھیرن دشت جوئے
کیا سبز ہے کیا سایہ ہے کیا خیر ہے
پھر جاگے غم سے کیسے تین مہین
برہن کے نظری پن پرستان کی سیر
دشت میں نہ مذکور کرد زلف پری کا
ٹپا ہے تصویر خیالی کامر ق

پریوں کی کمانی ہے یہ دیوان ہمارا
دشمن کے بھی دشمن ہے ہر احسان ہمارا
طیار ابھی کچھ نہیں سامان ہمارا
وہن ہے نہ اونکانہ گریبان ہمارا
دیکھو تو کبھی چل کے ہیا بان ہمارا
قرآن اٹھایا تھا کہ دیوان ہمارا +
قائم ہے تاحشر سلیمان ہمارا
دل ادا بھی ہوتا ہے پریشان ہمارا
کھلوا یا ہے اب یار دن دیوان ہمارا

کیا چ کی نکل جابین سحر صید مضامین
شیر و نکا نیستان ہے یہ دیوان ہمارا

منہ پہ کیسو جو کبھی اسی ستم ایجاد آیا
ماہر و انگہ میں بھانے ہیں جہان جانا ہوا
خود بھی کھل گئے وہ دیکھ کے دشت میرے
روح کو عالم ارواح میں دشت جو ہو
گھٹ گیا پادن زمین میں یہ جاوے لیکے تھے
بال کو لے جو سکا نے کوئے پر گویا
یہ ستون ہی تھا وہ شیریں جو کد اسی

چمن گلشن خسار میں صیا د آیا
پادن رکھا جو زمین پر تو فلک یاد آیا
دم بدم پوچھتے ہیں لوگوں کو صفا د آیا
پھر کرنے کو سوئے گلشن ایجاد آیا
نگیا سو جو درد اور نہ ہوا د آیا
آج خام سے تو بکے پر زار آیا
کوہ غم پر نہ ہماری کوئی فطر د آیا

مہ قرآن شریف اور سہ ارشاد آیا
ہم نہ تھے عاشقینِ ای ستم ایجاد کیا
ایسے ہی ہوتی ہواش عشق کی افتاد

باتیں زاہد نہ سنی دل سے تو کافر ہو جا
باتیں موسیٰ ہی ہوئیں اور ٹیگیا پر زد
گرتے ہیں کوہِ الم اور فلک ٹوٹے ہیں



ای سمحہ شہر بہت تنہے مینا کر کے گیا
توت اخذ کے حصے میں ایجاد آیا



مال ابھی تو یہ ہی وقت سمجھ گیا ہوگا
خانہ گور میں رہنا ہی یہ گھر کیا ہوگا
میں یہ کہتا ہوں کہ ہنگام سفر کیا ہوگا
اب جو ادھیڑا و سگے ای رشک تم کیا ہوگا
کس طرح ہوگا دیوان اپنا گد کیا ہوگا
تسے اب اور تو ای دیدہ تر کیا ہوگا
ٹھنڈی سانپیں جو میں تو اثر کیا ہوگا
غائب آنکھوں سے وہ عطا کیا ہوگا
سانا ابر کا ای دیدہ تر کیا ہوگا
وای برجان کو حال جگر کیا ہوگا
دائع سودا سے زیادہ گھر کیا ہوگا
ہم بھی مرجائیں گے ایک دوا گر کیا ہوگا
نالہ بیل شیدا میں اثر کیا ہوگا

شام سے وصل میں ہرجاؤ کیا ہوگا
دل جو ہی عرش خدا میں حکم کیا ہوگا
زاوہرہ پاس نہیں اور منزل پذیر
پاس آئیے تو دل اور ٹیگیا اک عالم
آدنی کیا کہ فرشتی کی بھی پر جٹے ہیں
دیکھ کر حال دل غمزدہ بس تو دو گے
شعلہ رو بنو کی پہلے چاہئے آسوزان
ای صنم غیب کے لئے ہن خبر کامل عشق
گیا دل کی کدورت سے بنار آنکھوں میں
دیکھ کر تیر زہ آئینے میں کہتے ہیں
جائے گلشت چمن کو یہ بھلا کیا ہوگا
جان لاکھوں کی گئی عشق کا وہ کوہ پر
شہر یہ و خیر یہ جو گلی دلیہ جو



روح پروردگار یک مین کیا گد خے گی
جسم کا حال خدا جاسنے سمجھ گیا ہوگا



فصد کھلوانی (و خون خون پو)
 مثل گل مر جواد سوکامین کا کٹی طوط
 ایک سی ہتی نہیں چشم عیانت کی نظر
 تو غنی ایسا ہی بڑے لگے دیا تو فی جبین
 خاصہ دون کے لیے اور اسے بار
 بارستہ پوشاک دربار میں آ کر
 حاضر و باطن شراکت کو شایب ایک
 بی سی بالا چین ہے و لکھو قید فرما
 بر سرہ فرزند آدم پر چہ آید گہر
 شہید کا خاموش ہو تا یہاں پہاڑ
 کو جا کر ہم نہیں پا پندہن ماندہ

کچھ

کچھ مایوسی سے بھی رت باز یاد ہو گیا
 انکی وہ صورت ہوئی میرا یہ نقش ہو گیا
 ساغر قفقور کا وہ وزرہ را ہو گیا
 عالم اب بیدین سب کہ پہنچا ہو گیا
 خطا ہی پہنچا نہیں اگل دیا ہو گیا
 بہاری شہد اپنے سر کو نہ ملے ہو گیا
 دایہن جب آئی کدورت پہنچا ہو گیا
 سر و گشت سنتری کا مہلو میرا ہو گیا
 اور رہی کہ عشق میں ہم پر بھی ہو گیا
 وہ باز باؤ نکالگا دے گرا نہ میرا ہو گیا
 بائیں بھی نگاہ آزا وہ پہنچا ہو گیا



شہدات ریت میں ایک اہل دنیا کو محسوس
 ہوتے جب وہ اسیا کس وہ شالا ہو گیا



یار کا کمر بہت یاد اسے گا
 بس یہی ہو گا کہ جی گہرے گا
 عشق گیسو ایک دن بند ہوا سے گا
 یہ سمجھ لینا کہ سمجھا جا سے گا +
 ہا سے یہ چوں کہ ان سے لایکا
 کاسہ سر نہ کرین یہی کہ لایکا
 دیکھا من گے جو کہ خدا ہو کلا لایکا

بڑن درو کی بن گہر سے گا
 در کیا ہو گا شراق پادین
 کار چو بی جا ہے موبان روز
 حیر بھی تو کچھ نہیں کتنے ہنم
 کو کہ آہو کی ہی آنکھیں میں رہے
 خط جام جسم میں لکھا تھا ہی
 آہ میں میں ہنم دیکھنے کے واسطے

منتون سے جو ملتے ہیں کہیں

پاؤں پر گرنے سے کیا ہاتھ آئے گا



کدو ناصح سے کھر گھر میں نہیں



مفت میں بک بک کے سرکھا جائیگا

مال و عودے باطل نہ ٹھہرا
کہیں وہ رولق محض نہ ٹھہرا
تجسس لہر لا حاصل نہ ٹھہرا
کوئی اظہار میں قاتل نہ ٹھہرا
جو یہ سچ ہے تو کچھ مشکل نہ ٹھہرا
کہ پھر ساقی دیا دل نہ ٹھہرا
گلے پر خجہ قاتل نہ ٹھہرا
کہ اس میں قیس سا حامل نہ ٹھہرا
چراغ داغ بھی ای دل نہ ٹھہرا
کسی جا پر رسہ کامل نہ ٹھہرا
نہی صحبت کے بھی قابل نہ ٹھہرا

گمان تھا بس یہ وہ قاتل نہ ٹھہرا
بہت دیر و حرم کی خاک چمانے
رگ گردن سے بھی نزدیک پایا
پر زیا دہ دن نے مارا ملے جھکے
وصال یا رستہ مرنے پہ موقوف
عجب ساعت پہلی تھی کشتی سے
کٹی بوتل ترے ابرو سے ساتے
حلاقہ خوار ہے دشت جنوں کا
چلا کی رات دن آہوں کی آندھی
پھر سے وہ چاندنی میں کوٹھوں کو ملان
نہ کام آئی کچھ اپنے قابلیت



کالین ای کھر کیا کیا زمینیں



مگر اسکا بھی کچھ حاصل نہ ٹھہرا

انسانہ جو جنوں کا ہے وہ زور
یلا نہ چکے حشر کو نیز ان عمل کا
کیونکہ نہ خوش ہو کہ ہو دور
شیشے کی طرح گویا نہ ہو سیٹ کا ہلکا

سودا دل و جستی کو تو ہی روز ازل کا
پشتا رہ عجمیان ہو رہ عفو سہ ہلکا
تن سب سے بجا گال پہ پوسہ بنیں پایا
اس طرف پہ بھی آنکھ نہ ملے غری سب کا

کچھ لوٹ کے جانے کا ہمیں رنج نہیں
 سن کہ زمین ادھ گات کی ہے دلوں میں
 بد رسوں کا اگر دلوں پر ہونے لگے
 مٹی ہو غریبانی اگر دشتِ خونین
 کیا کل وہ بگڑ جاتی ہو مچا ہے جسم
 اندھیر رہا جو زمین بن شعلہ زخم کے
 لڑتی ہیں شب و صبح میں دو دو پہر میں
 پشاورہ عصیان دے جاتے ہیں اتو
 لازم ہے زبان کو لیے شیر مٹی زخمی
 اچھل سی نہ ہوئے ملائکہ باغِ جہان میں
 کتا ہے توکل کہ بچو خانہ بدوشو
 جب تک نہ سنوں قاصدِ جاہلی زبانی
 بی حکم جو ازلفِ علیا کو شب و صبح
 تھمائے مرقد میں ہمیں یاد کیا ہے
 شیر ہی گفتار سے چسپیدہ ہیں وہ ہوش
 قلقل کے ہر خندِ مراحی نہ کلیگا
 دور نہ ہوں میں دخترِ زر گھر میں پر
 نور شید قیامت ہی سوائے نرے پہ گویا
 خلاقِ معافی ہوں مگر شہر میں الہام
 دکھاتا ہوں فرقت میں کششِ امیکا

ملنے کی خوشی ہی کہ نکلتا ہے چمکا
 وہ سر و خیر اہر و فضل کے پہل کا
 فردا سے قیامت تو یہاں نام ہو کل کا
 ٹمکیرہ کہنے کو یہ دامنِ جیل کا
 انسان حقیقت میں کہ اک تپا ہو کل کا
 اکا کہی روشن نہ ہوا دلوں کے کنول کا
 مرغِ نظر بار کا نکلتا ہے دو پلکا
 کچھ عفو برائے ہوں کہ یہ بوجہ ہو ملک کا
 ہی ساتھ ہمیشہ شو میں موم و عمل کا
 احسان اوٹھایا نہ کسی اہلِ دل کا
 سایہ کہیں بچ جائے نہ منعم کے محل کا
 لاؤں نہ یقین آئی جو پیغامِ اجل کا
 پہانسی کا کیا کام سنرا اور چونک کا
 ہی خوشخبری و صل کے پیغامِ اجل کا
 گویا کہ حقیق لبِ جاہان ہے دو پلکا
 ساقیِ نین شیشے کی طرح بیٹ کا ملک کا
 دل شیش محل ہے تو اسی رنگ محل کا
 ٹوپی پہ عجب جلوہ ہے نقوش کے تھکا
 دم بھرتا ہوں شاگردی اوتار کا
 آتا ہے ابھی اوڑھے کچری سی چپکا

دائے پر لگایا ہے سرے طائر دل کو | حمزہ نین کہایا ہے ترے نام نعل کا



رنگین طبیعت ہو تو اتنے تو ہو شوخ
لفظوں سے پکنتا ہے سحر رنگ نعل کا



کوئی الزام بے وفادے کا
ایکاد و ن خاک میں ملا دے گا
دل کو پہلو میں کون جا دے گا
تو خدا کو جواب کیا دے گا
وہی دیتا ہے کوئی کیا دے گا
انکھ اسکا میوحض خدا دے گا
گو رنگ ساتھ بوریا دے گا
میرے دل کی لگی سچا دے گا
ابرجیلے کہیں گراسے سچا
داع کیا کوئی تمہ لقا دے گا
میر قافل جو خہنہا دے گا
پہنچ پھر گیسوے رسا دے گا
تو سہی اسوقت میں دعا دے گا
وہ خطا پوش ہے چپا دے گا
سحر حیر دل بچا دے گا
خطا لقت پر کوٹا دے گا
جو بکارے گا وہ بنا دے گا

بوسہ دینے کہا ہے کیا دے گا
آسمان کو غبار ہے سہ سے
اپنے دم تک یہ قدر ہے ساری
بت بنا ہے غور سے منعم
اوسکے دنیے کے ہن ہزاروں
اسے ہوم تو کچہ نین کہتے
قصر و الوان ملک ہے سند زر
سیکے سے اوٹھا ہے ابرہار
کوئے کی روز کی سیہ ستے
دل زمانے سے ہو چکا ہے روز
تقرض سپر معان ادا کرتا
روز مواف کی ہے فریالیش
تاب و طاقت نے توجواب دیا
عیب پوشی ہے آدمی کو ضرور
اوٹھتے اوٹھتے تمھاری مغل کر
جیہ سالی کرو تو کہتے ہیں +
لینے شے کا غم نین ہمکو

جان تک نذر کی سحر پہننے +
کوئی مشربائش اور کیا دیگا

دل مثل نصیری آپا سی ہر روز نواز کی
معت کے چھٹے بیڑے میل لب دریا
زرق میں سقنی کے چھیرا دل لانا کو
عشاق کے رفروں کو وہ سمجھو
خاوس چمن بن کر جب باغ سے وہ
جب جان گئی اپنی پھر وصل ہوا تو
اعجاز ناہو پوچھو گردن فرستایا
موسیٰ سی ہو نہیں باتیں پر وہ راز
اعجاز میں یہ بندش اللہ ام ہر
ہنستا تھا میت و لکونادان سمجھتا

مرمر کے جیا پھر بھی جاننا نہ باز آیا
ساتی می گلگون کا سنتے ہیں جانا آیا
ناسا نہ ہوا کھو محفل میں جو ساز آیا
کیا ذہن مبارک میں ای بندہ نوازا
سینے سے اور اجدول وہ صورت آیا
اس چاہ سے و گدرا اس پیار آیا
اب شجہہ بانمی پر یہ شعیبہ آیا
بندوں میں نہیں میں ہم ای بندہ آیا
پوچھا جو حقیقت کو انداز مجاز آیا
اس پنج میں اب میں مجی آزلہ آیا

آئی ہر غنیفے اب لازم ہے سحر تقویٰ
لو صبح ہوئی اوٹھو وہ وقت ناز آیا

اجاب کی صحبت دل پناہ اوٹھیکا
افندی گھر میں بھی گویا تو گویا
نقد دل دین جائیں گے پال ہی پال
ہر وقت ہی لیں تری پلکوں کا تصور

مگر ہی کا بوترے کیلانا اوٹھیکا
تجربہ کی مسجد سے مصلانا اوٹھیکا
پر یونین جو ٹھیکے کے تو کیا کیا اوٹھیکا
ہرگز مرے کوٹھے پر یہ پھرانا اوٹھیکا

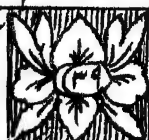
نارے برفقہ میں سحر سوز گئے نہ ہو
جب تک کہ محلے کا محلانا اوٹھیکا

فقط ہمو کو تو ہے مطلب سے مطلب
ہمین کیا یار کے مذہب سے مطلب
نہ نکلا ایک اوس بی ڈہب سے مطلب
نہین پھر روح کو غالب سے مطلب

غرض دن سسٹہ ہے کچھ شب سے مطلب
کسی کی گورین سونا نہیں ہے
ہو تین بنیادہ باتیں نہارون
علاقہ ایک دم تک ہی یہ سارا



سچ کا ذکر کیوں کر ہے میں واعظ
بجلا اک رہن لا مشرب سے مطلب



یہ لوگ یہ مکان یہ جلسے کہاں نصیب
اپنا چمن ہی روز نزل سے خزان نصیب
ہو ہر جان کو صحبت پر مغال نصیب
یہ بھی ہیں اس زمین کی امی تھاق نصیب
تھکو ہو سپر سبرہ و آب و ان نصیب
جرم کو کہاں ہوتا ہے تخت روان نصیب
ای گل تجر نفس و ہوا آشیان نصیب
قسمت یار ہوئے ہیں ایسے مکان نصیب
ماند سگ جا کو بھی رہن بدیان نصیب

بالفرض بعد مرگ اگر ہو جانا نصیب
پھر مردہ دل ہے پھول ہی مرجا کر نصیب
حوادث خیر میں یہ دعا مہچون کی ہے
میرا راز اور بنے کوئی یار میں
ہمکو تو یاد خط میں ہے روزِ تمام
مصل سی لی اوری جو مجھے شیشی کی پری
بیل کو خوب نخل محبت کا پہل ملا
لائق ہی بادشاہوں کر یہ دلکشا لی
دنیا کی انتہیں میں سب انسان کر لیے



بی شبہ اپنے شعر میں الہام ای سحر
سچ ہی کہ آدمی کو کہاں بہ زبان نصیب

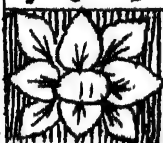


اب عذ میں کیا جا بی شرکت اجاب
کچھ لطف نہیں نسبت کا بی صحبت اجاب
یا طاعت مشوق ہی پا خدمت اجاب

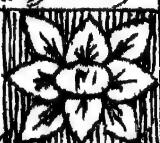
مرقد میں مسیر نہ ہو صحبت اجاب
بی لطف بسر کرتے ہیں یہ خضر و سیجا
حاشق کہی ہیکار نہیں شیشی گہزن

ملے ہی نظر کے نہ پڑی جرات اجباب
اس لوح پہ ہے نقش مگر صورت اجباب
کچھ جامی تکلف نہیں ہو صبح اجباب
مرہی نہیں چلتا کہ کئے کلفت اجباب
ہر دم ہے خدا طلب صحت اجباب
تاریخ کے پتھر میں سر تربت اجباب
ملے ہیں محب پیسے رہے قسمت اجباب
ہو روح کے دعوت نہ سہی دعوت اجباب

حال دل محنت وہ پوچھانہ کسی نے
دل محنت ہی یاران گذشتہ کی طرف سے
مارا میں تعظیم و تواضع نے تمہاری
دل خاک میں ملتا ہے وہ جوتی میں کدھر
جلسے کا میں دیوانہ ہوں محبت کا مرکز
مدفن ہی زمین شعلہ کی ہی دور ملک سے
منہ پر جو زینت تو نصیبت میں ہی لعل
قرآن کی جاہر پر رکھ دیکھو دیوان

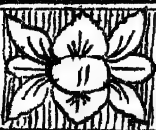


تعظیم کو ادھ بیسی کار وہ بھی ہمارا ہے
ہر حال میں واجب سحر عن لباب

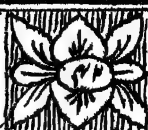


بتو باطن سے واقف ہے خلا خوب
گناہ عشق کی پائے سزا خوب
مکالا تو نے ای ترلف رسا خوب
ابھی حاصل نہیں دلکو صفا خوب
گلے مل مل کے سوئے اشا خوب
بدن پر ٹھیک آئے یہ قبا خوب
بہم پونچائی سے مشق جفا خوب
اجی ہم خوب اپنا بوریا خوب
پونچنی ہی میرے فکر رسا خوب
نئی بند سن مضامین جا بجا خوب

نہ کیسے حال دل میں شکے کیا خوب
بہت چبتا ہے محکو پیار کر کے
گرا تھا جا کے دل چاہہ دقن میں
نظر آتا نہیں منہ صاف او نکا
چلے ہم آپ سے باہر خون میں
کفن پہنایا آخسہ جامہ زیو
نہیں جاتا ہے وار بارو کا خالی
مبارک تخت ہو شاہ اودہ کو
فلک بنتے ہیں غزلوں کے زمین
یہی بس حسن شعر و شاعری ہی

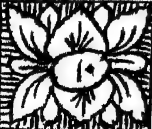


سحر ساری غزل جب من چکے وہ
جسکا کر سر کما کیا خوب کیا خوب



روح حافظ کنتی ہی ہر شعر پر بسیار خوب
گور میں سوئیں گے تن کر عاشق ہمارا خوب
بھاریستے تھے ای جنوں ہم سبھی کوئی اور خوب
واقعی تقدیر سے ملتا ہے خدا کا خوب
ای جنوں ہونی نہ پاتے ابھی ہشیار خوب
رہنمائی کا کما کما کے اندر دل کو طیار خوب
حال پر عاشق کی رو دیدہ خوبناز خوب
شاعر اچھا ہونے کا ہی اتنی ہی اشعار خوب
و آنہ بیسج میں چیتا ہے کچھ نازا خوب
و غزل ہی خوب جیسے شمعوں و چراغ خوب

ابو شہرہ ہو کیا شیراز تک ای یار خوب
وصل میں تھے جگا یا بحرین جلگے ہم آپ
کس صفائی سے نسیم سے آتی باغ میں
مستقیم سحر جہان میں عاشق جانبار کو
پھر سہارا آتی تھے سر سے ہوا سوڈا میں
ہوں وہ لاغر چہشتہ کو میرے کشتا میں
جستہ غم میں نظر آئے کوئی آس میں
پست ہو کیسی زمین عالی طبیعت چاہے
کنشی بازو کی طرح عشق صنم نہان
یکہی ممکن نہیں کیونکہ ہوسا رکلام



ای سحر آتی ضعیفہ ابھی پور ہو
خبر دیوں میں جو ہو کوئی طبیعت و از خوب



افلاک کے پر دے میں نہ بیدار کریں آپ
دیوانہ سمجھ کر نہ کہہ ارشاد کریں آپ
تحقیق تو فرمائیں جب ارشاد کریں آپ
سب کہتے ہیں فکر دل لاغداد کریں آپ
موجود لعل اور درنگا ہوا بجا د کریں آپ
دل لکے کہانی ہوں گی یاد کریں آپ

اب کمال کے ستم ای ستم اباد کریں آپ
نہد کیو تو ان قیدوں سے آزاد کریں آپ
کجائے زبان نام محبت جو لیا ہو
پھر مال بڑا نیکا او عین شوق ہو
کیا حوصلہ ہے صانع قدر کا ہمارے
کیسوں میں پتا ہے نہ زخماں میں ٹھکانا

سیرچمن حسن خدا داد کریں آپ
سوجو وہیں جسوقت جہان پاؤ کریں آپ
ہر بار یہ کیا کرتے ہیں فریاد کریں آپ

امنیہ دل دیکے میں کتا ہوں بھونک
گو قبر کے تنہا نہیں ہے وصل کا درد
آخر تو کیسے پوچھنے والا کوئی ہوگا



چپ بیٹھا محفل میں سحر کا تو غضب ہے
تم ہی نہیں کہتے ہو کچھ ارشاد کریں آپ

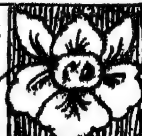


اب تو جل نکلی ہے کچھ آہ ستر بار بہت
سر کے ٹکرائے کو ہی یاد کی دیوار بہت
راستے پر ہے مگر تپتے قد یار بہت
ہر س زر نہیں ہم لوگوں کو ای یاد بہت
سننے میں نرگس بجا رہے ہمار بہت
آگے ہم ہانتے تھے وصل ہی دشوار بہت
قبر عشاق کو ہے سایہ دیدار بہت
جمع ہر چند رہے نرم میں دلدار بہت
تم سلامت رہو بندہ کے خریدار بہت

بجائے محفل میں کر سچے ایکہ اخیر بہت
مثل فرما کسی کو کئی کتا ہے دماغ
نہل چھان ہی کچی پرواز شری ہر
حسب فریادش مستحق دعو ہے خدا
نئی گلاب باغ میں آئے تھے یہ عیادت لیے
ہی افسوس کہ اب حال کسلا بعدصال
شامیہ سینوں کچھ گویہ خیابان پر فروز
یوسف دلا خریدار نہ ٹھہرا کوئی
پہ تو اوس غیرت یوسف کا سخن تکیہ پر



تن خاکی میں سحر روح کہا تا ہے وہاں
کہ سفر دور کا ہے اور ہے یہ بار بہت



بیغ علم نہیں اعتبار کی صورت
ٹھٹھے دہری ہیں یہ نقش نگار کی صورت
نبیہ ہیں تکیہ پہلو فرار کی صورت
برس پڑوں ابھی ابر مبارک صورت

کردنہ مالہ موزوں ہزار کی صورت
گلون کے ہنسنے پر بیاہو گویہ شبنم
پڑا ہوں شہر خموشان میں چٹ بزم کو
نمودہ رحمت بدوی کا چشم گریان ہے

کہ سامنے رہے ہر دم مزار کی صورت
 زار پائی ہے اب وصل یار کی صورت
 سخن بھی ہو گی فشار کی صورت
 اود اس چاند ہے شمع مزار کی صورت
 اجمی ہمارے دل بقرار کی صورت
 چلے ہو جو دم کے ابر بہار کی صورت

خود چاہیے تھانہ قمر شمع میں
 کمان کمان نہیں نقشے جوار شائق نے
 متعارف کوہین ہے کشمکش رقیبوں کے
 شب فراق بہن ہی چاند فی بھی چادر
 متعارف ہاتھ سے آئنے کو بھی چین میں
 اور کوسو چمن لپیٹ ہو اسے شراب

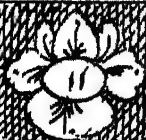


میں پھر دل تھمتہ نرگس کو دیکھتا ہوں
 بند ہی ہوئی ہی عجب انتظار کے صورت

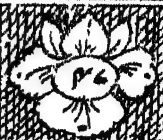


یہاں ہے فکریہ پر دشتکایت
 کسی سے کچھ نہیں شکو اشکایت
 کلمی ہے وصل میں کیا کیا شکایت
 جو گل کمانی کی میں کرتا شکایت
 کہ عاشق کو نہیں زیبا شکایت
 زمانہ کی ہی پر بجا شکایت
 کہ ہر فرقے سے ہے پیدا شکایت
 فقط بجا تنگی جانا شکایت
 غرض ہر دم ہے اک تازا شکایت
 گلابیکار ہے بجا شکایت
 بجا ہو یا کہ ہو بجا شکایت
 کہ او شختے شختے شکو اشکایت

بتوں کی ہے خداوند شکایت
 فقط مقصوم سے اپنے گلاب ہے
 کہیں گے وصل میں شکو و نکی دفتر
 نہ پیتا قی گلوں سے کوئی ببل
 نہ پوچو عشق میں کیا ہم بگدرے
 اگر غماز فیروشا وہی ہے
 نہ کھنا تھلا و نہیں حال حیدری
 نہیں رہنے کا یہ جوین ہمیشہ
 ہوا عشق فزین پر نفس تیر
 جفا عادت میں دھل ہے توں کے
 مرے نزدیک نصبت سے سوا
 ابھی تیراں ایسی عاشق کے

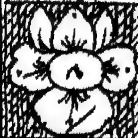


ملا کیا ہے سحر جو ر فلک کا
مہ بے ہر سے ہے کیا شکایت

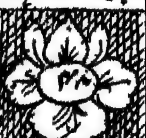


اور ہی کرتی ہی پیدا می انکو خراج
تکونم لوگوں سے لازم نہیں آخو خراج
یو چلین حضرت موسیٰ سی سر طو خراج
اگ ہو جائیں گے پھر تم ہی ہیں محو خراج
ابکی بچنے کے نہیں عاشق محو خراج
سب میں آگاہ زمانے میں ہو مشغول
مان ہنک جانا ہی کچھ بی ٹی انکو خراج
شکر صد شکر اسی تک ہی بدستور خراج
آشنا کہتے ہیں دیوانہ مغرور خراج
کچھ افاقہ نہیں اب تک ہی بدستور خراج

اک کے تپے میں ہم عاشق محو خراج
نہاں میں کیر و خروا سنی طبیعت میں
لوگ لیں خیل نشیون کو وہ بک
گرا گرمی بہت اچھی نہیں ای شعلہ
گر میان آتی ہیں پھر آتی ہیں شک
شہر میں انکی تلون ہی نہیں واقف
نشہ میں سو جتے ہی دور کہ ہم بند
کل تک راہ میں پوچھا کہ کیسی ہو
شعری فکر میں ہی کم سخن کی عادت
وہی وحشت وہی سودا ہی جبکہ ہو



ای سحر لطف ملاقات ہی ان پر یوں تک
باغ جنت میں نہ پوچھے گی کوئی حور مزاج



ملکی یعنی ہے کمزوری تری کیسوی طبع
جھکوا آنکھوں پہ جگہ ملتی ہے ارد کی طرح
چشم تر خشک لب ای سرور جو کی طرح
یقیناً کھل گئیں ساری گل شو کی طرح
سرخ پایا ہے پریشان کو گیسو کی طرح
موتی آنکھوں سے گری جاتی ہیں آنسو کی طرح

وہ تو تیرے جیسے شیدہ قد جو کی طرح
جھک کے ملتا ہوں نا نہیں جو پھینک
چمن رہیں خندان منو کے صورت حال
وصل کی شب جو لیا ہاتھ سے کل اس
نیچ کیونکر نہ کرے غیر یہ روئے
جو ہری دیکھ کے دانوں کی جھک گئے

سابقہ میں جو تین تین کو ہمارے قول لیتے ہیں نگاہوں میں ترازو کی طرح



موجودہ جادو کے نظر سحر کی تو نگین پلکین



فقیہ متھے جسم کما کہ یا موجود
تیری بغل میں ہی غافل جہان موجود
چراغ گل ہے تہ دہن جدا موجود
بتوں کے پہنے کو ہے خانہ خدا موجود
خلا محال ہے کس جان میں موجود
فقیہ کا ہے لب گور پور یا موجود
ہوئی خدا کی عنایت سے پھر گشا موجود
کہ منہ پہ کہنے کو ہر دم آئینا موجود
وہ کون جا ہی نہیں جس جگہ خدا موجود
ہمیشہ دید یا سائل کو جو ہوا موجود
سگ حضور سے لڑنے کو ہی ہوا موجود
سج پائنتی ہے سر پہ تھما موجود

اوتر کی کاسنی عرش ہی ہوا جو
ظہور قدرت حق دیکھنے کی آنکھ کمان
بہار گلشن ایسا کا وہ حافظ ہے
چکائیں یوسف بازار چوک کو کری
بغیر حکم نہیں جنبش ایک ذرہ کو
یہ تیری مسند زین ہے جیتے جی شمع
کمان میں ساتی و مطرب کو خواہ
چہ نہیں کسی خود میں پہنچتا
وہ بت یہ کتاب ہے دلی خصوصیت
دل آپ لیجیے حاضرین کو نہیں جنت
پتہ جتنا ہے میری سوکھی ہڈیوں کا
امید ہم سے ہی جاگتی میں یہ بیمار



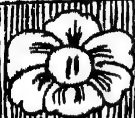
میں فنا بھی نرہ ہے سحر کو چھٹ کا
نزار رہی میں دوسرے میں آشنا موجود



ہر سبب نختہ ان ہے حضرت پسند
زمین کیجیے بھر تربت پسند
کہ ہے نوجوان کی عبادت پسند

خدا کو بھی ہی اچھی حد برت پسند
فلک کی نہیں ہکو رفت پسند
شروع محبت میں یا ہم میں لطف

دہان ہی ملاقات روحین	ازل سے ہے یاروں کی صحبت کینہ
نہیں بیت ابرو میں معنی نہ ہوں	اجارہ ہے اپنی طبیعت پسند
وہ تکی کمر اور وہ باریک ہونٹہ	عجب آدمی ہونز اکت پسند
سیدان ہی تو حاضر ہیں حجت نہیں	یہ دل ہو جو حضرت سلام پسند
الگ سب سے موقر ہو یا مکان	بہر طور ہے کنج عزت پسند



سحر کس قدر ہے تکلف میں شہر
طبیعت ہے ہر صید وقت پسند



وہ خود زمین پر ہیں دماغ آسمان پر
ٹوٹے ہیں لاکھ کوہ الم ایک جان پر
نام سگ و سما ہی ہر اک استخوان پر
اس وقت میفروش نہیں گدوکان پر
اہل زمین کے ہی جو نظر آسمان پر
تشریف لائے گا کسی دن مکان پر
چاروں طرف کے گل میں سیان یک اکابر
برقی سنیں نظر کسی خاص کے خوان پر
دل لطف اوٹھارنا ہے ہزار زبان پر
آئے نہ جبین تیری شکایت زبان پر

ستے جو حال دل تو پھر کہتے بیان پر
سہاری ہیں روز بھر صنم ناتوان پر
نکس نہیں کہ کھائی زمین اپنی ٹہان پر
ساتی تو گھر میں ہوگا دہن چٹکڑیٹھ پر
کوٹھی پر کچ کوٹھا خورشید شہر پر
لے رہے ہیں رستہ میں ہوتا ہی یہ کلام پر
جلنے کا لطف ہے چہ ہم دجلوں ہے
سہو کی نہیں بن نعمت دنیا کی شہر پر
عاشق سے پوچھ لے بشیرین کا دفتر پر
بیکس دانہ نیوٹن ہے مفید اسی لیے



پچھلے کو آمد آتی ہے اسی سحر
اب میفروش ہی نہ کہا جی دوکان پر



انگلیں ہیں بند اور نظر ہے ماک پر

رفتہ میں اپنے ہی ہم اپنی حال پر

کیا بد رشتہ تھا کیا کمال پر
 عاشق پر اور یہ خلگی عرض حال پر
 دانتوں نے موتیوں سے بہاؤ چھوڑا
 قاتل نے امتحان کو لیے پھر طلب کیا
 ہوتی ہیں مفت کشتہ ابرو و ہنک
 اس سے تو نسل بوسیکہ پاتو تو
 گھر شیعہ اب تو کہلیتے ہو مفت کا کار
 ایکڑا ہمارا ہونہ سکے گا کسی سحر طو
 جاتی ہے ترپہ آتش گل و دودھ کے
 گل کیا نیکو جو مانگئے چملا تو کشتے ہیں
 سر سے دوٹا اٹھ سے ہیں ڈالی لو
 ایک دن تچ باتوں باتوں میں پوچھو گایا
 اٹھ جائیں گے یہ گل چمن زور کار
 پردہ ہے تو خوب ہے اکی مبار میں
 نقصان بھی بڑو کو کوئی فائدہ نہیں
 کیونکر کہوں کہ اپنوں کو اتنا نہ رنج ہو
 فرقت نصیبو کہو بھی امید صال ہے
 و اعطاء تو کہو با بین کتا سحر سخت
 کیا دشمن کو فصد کے حاجت ہمار میں
 باتو کا لطف ہے نہ مزو اقلط کا

بوسے کا داغ ہو اس ہی موجود کمال پر
 چاندین چڑھائی جائیں بان سوال پر
 اون ہوا اس خوش گریگے او گال پر
 اب زخم آچلے تھے ذرا اند مال پر
 کیوں تیسرے کو آنکھ بڑھی تھی ہلال پر
 کاجل کا تل نہاتے ہو کیا گوی گال پر
 گرتے ہیں کبک جان کے انگر گال پر
 سو قوف انفصال ہی روز وصال پر
 کیا بلبل چمن کو ہو عین و بال پر
 پیسے کا داغ چاہیے دست سوال پر
 صیاد نہ یہ جان بچا یا ہے حال پر
 اتا ہی رحم ہی کسی عاشق کی حال پر
 کلیان جو پھوٹی ہیں سکتے ہیں لال پر
 موقوف کیسے جامہ دری اگلی سال پر
 اتنی ہو جان پر تو گذرتی ہی مال پر
 بوندے ہیں غیر ملک تو میرے غیر حال پر
 یہ قاعدہ نہیں کہ کٹی ایک حال پر
 تقریر کیا در شب اس قیل و قال پر
 خود ہے مزاج آب و ہوا اعتدال پر
 عاشق نہ ہو جیسے صمن خرد سالی پر



کوٹھے سے اوس فرسے اب اور کچھ ہوا
ایک آفتاب قیامت زوال پر



رہے منجھائے میں کیا بندہ احسان کر
خال ہندو نے یہ جو میرا پان ل
آپ تشریف لائے نہ ہمیں یاد کیا
حکم اپنا ہوتا محکوم بنے کسی بلا
کو لہدی اوس رخ شفاف رسد گئی
زند مشر بہون خوش آستے ہمیں
اپنی جیل ناگین میں فرخ میں غرض ہوتا
صوت خار نہ اویکے کسی اہن تو مہی
تیر من پلوں کی انگوٹھیں چبے ڈالیں
دور گیسو کا نہ چھوڑو کہیں پٹ پٹو
حال کیا بوجھے جو عشق میں بیاہ کیا
ہم گئے ہم رنج دیکھ کیفیت باغ
تسم اوس زلف کی کندھیں و نہایت
سیر گلشن کے بنائے سبیلے غیر کو گھر
عراچی لب جان بخش پرتے کدے
ہائے یونہی محبت میں یہی سودا
کچھ عجب کی نہیں طبع ہر مہکتی آواز
میں تیر اور تو ایسا رسول آتے ہیں

رہی کدیکھے خاتم کو سلیمان ہو کر
تکبر پاؤں میں آتا ہر مسلمان ہو کر
رہ گئے وہ تو نظرف جمل کس بات کو
کون بلقیس کا عاشق ہو سلیمان ہو کر
صورت آیت ہم رہ گئے حیران ہو کر
خلدین ہی نہ رہیں تابع فرمان ہو کر
مثل شبنم نہیں تھتے کسی خندان ہو کر
ننگا سہاگے بلوس کو عریان ہو کر
پاؤں چبے ہیں انجاریاں ہو کر
لوگ اور نصیب ٹیکے محل سے نشان ہو کر
اور گئے صاف غبار دریاں ہو کر
ایسے ازاد بنے سرو گلستان ہو کر
کتنے بے مہر ہو تم ہی مہ تابان ہو کر
چال ہی کرنے کے سرو خزان ہو کر
یہ قاتل ہی رہے عینے دران ہو کر
سہار کر گئے مچھلیاں عریان ہو کر
خاک سامان نہ کر دی سرو سامان ہو کر
سک کو سیکے علی گار جو نہایت ہو کر

مرتبہ عشق میں حاصل ہوا نالیہ کا
یہی امید تھی اہی رنگ مسیحتی
ولسے اوٹھتا ہے دہوا کا کلوی چاچا کر
پھر خواہاں شو جان کے خواہاں ہو کر

ای سحریم کے کہتے میں دنا پاؤں کے
رہا کہتے ہو پر یادوں سے انسان ہو کر
۱۰
۱۲

نزدیک ہیں دل کو بے بغا ہر سب
ہو آج تو بیا پس کہ بیٹھے ہو پاس
افسرہ دل ہیں اور کو افسرہ کیوں
ساتی سوا ورنہ دل کا گھر ہی چننا کر
کس کمال عشق کا طغی سے ہے خیال
یہ بات بزم اہل مروت سے ہو امید
جیوان تک سمجھتے ہیں مزا منس مجھے
برائو دبا کی پس نہیں پیچھے کب سیم

بیٹھے ہیں بزم یار میں پاس کب دور
وہ دن ہی ہیں قریب کہ کہنے کا اب دور
خود بھاگتے ہیں محفل عشق و حب دور
جام زردین نہ رہے لعل لب سودور
دل کو سون بھاگتا رہا لعل لب دور
اشا نہیں ہے پاس کہ بیٹھے ہیں کب دور
یہ سنا ہو اگر کیا سگ جانان اب دور
مدت ہو سنا نہیں اس لعل لب سودور

مغفور کے نام سحر کا نہ لو پتو
۱۱
۱۳

بن گئے انجان کیسے جان کر
پوچھنے آئے نہ جیتے بھی کبھی
کھولی گر گیسو کو کتا ہے وہ شغ
ہے جنازہ ہی چہر کٹ پھر میں
نیار یوں نے پابے کے داغ کے
ہے کہ ورت نکلا راول صاف ہو

جان کہوئی ولکا کساناں کر
قبر پر اپ کیا کریں گے آنکر
اپنا اپنا دل ذرا پہچان کر
خوب سو میں گے دو شالان کر
خاک میری سقر سے کی چان کر
حد وہی دیتا ہے ساتی چان کر

<p>چشم میگونے او خین نام کیا ریزہ الماس تھا دانو کا وہاں خوان نعمت پر تصرف ہو اگر یا عیسیٰ پوچھو مدد کو قہر میں</p>	<p>محبوب دور سے سبزی جان کر دل کیا چلنے کا بجا چھان کر دوست کیا دشمن پہ بھی احسان کر دونے گھیر اسے اکیلا جان کر</p>
<p>جان و ایمان دونوں گموتے ہو سکھ</p>	<p>عشق بت چوڑو خدا کو مان کر</p>
<p>دل کیا رستا نہیں آج اور کل اور گوٹھے پہ سراہ رہا کرتے ہیں جلسے بی ذائقہ اب بھی نہیں عالم پر طب کا بھون جو نمل بتیاب تڑپتا ہے ہمارا دن رات سنوں قاصد محبوب کے ہاں بوتل میں بھی شیفے کی طرح بند پڑتا</p>	<p>اسکے بھی سوار لفظ کو سود کا ہل اور موقع یہ نہیں باد کشتی کی ہین محل اور گو تھا لب شیریں کا زہ پیلہ پیل اور پڑتے ہیں شکرانہ گرہ گیر میں مل اور خود سنائیگا خبر یک اجمل اور حامل کا عمل اور ہے رند و کا عمل اور</p>
<p>ہم پڑھ گئے دیوان کا دیوان خون میں</p>	<p>اجاب یہ کہتے ہیں سحر ایک قتل اور</p>
<p>کون سنتا ہے کہ کیا گند ہے دیوانوں پر زادہ وغیرہ بت بھی کہیں پڑتے ہیں گار نہ تھا دست جنوں تھک گئے تھے سب کیا اثر تھا کہ ہے گل جولیا اوس گل اگر کیا طائر دل کیہ کے دانوں کی چوک ہی منم اپنی زبان سے کسی بات کو کہہ</p>	<p>نامتہ کہتے ہیں مرزا نام سے وہ کا پور نامتہ کہتے ہیں مرزا نام سے وہ کا پور روز آفت یہی رہتی ہی گریبا نون پر شیع بھی شور لگی ڈالنے پر دانوں پر ہنس ناوان گرے موتیوں کے دانوں پر فرض ہو جاگنا جی کو مسلمان بنے</p>

ننگو جی ہر کے سنیں کینے پارتے تھان
اب پر کیا جب بھی اسی طرح چکیتی تھی کر
چاہیے بنکی بلا قید او خین قید کرو

انگہ گالوں پر مہسلی ہو قطر دانوں پر
جن دانوں زلف کا کچھ بوجہ تھان
وان بھی تکلیف نہ لیت تھیں لیوانوں پر

دیکھ کر گو ہر دندان کو مسرے جیتے ہیں

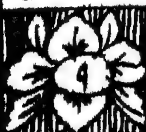
اب سے اوقات بسر ہو تو ننگے دانوں پر

ہاں پر پوچھو کہ ہو اچاک گریبان کیونکر
زندہ پیو پوچھا مگر تار جہان کیونکر
ہاتھ سے چاک کیا ہو گا گریبان کیونکر
کیا پڑا پیچ ہوا حال پریشان کیونکر
میرے تربت پر کھلے ہیں گل خندان کیونکر
میں یہ کتا ہوں کٹو کی شب بھر کیونکر
تم بھی دیکھو کہ پا کرتا ہوں طوفان کیونکر
ایجنوں چاک کر رن اپنا گرہاں کیونکر
دیکھو جی جھکے تھیں وصل میں جان کیونکر
اخلاسی یاد بسر ہو شب بھر ان کیونکر
چاک کرتے ہیں یہ دیوانو گریبان کیونکر
ایک بوسے پہ اوٹھالیتے ہیں قہار کیونکر
ترک ہو تھے سہسی ای گل خندان کیونکر
پینے مانا بھی تو سبھے دن دان کیونکر
پہاڑے تھے کبھی دیوار گلستان کیونکر

کیر دے کسے تو ہمیں وضع میں چلنے
وہ بلاتے ہیں اگر چلنے کو انگوٹھ چلون
پاؤں سے قطع ابھی تک ہوا دھشت
عاشق زلف کو اتنا بھی نہ پوچھا
جان دی تھی غم محبوب میں کانا ہو کر
نالہ و آہ و فغان کی تو قسم لے تھے
سر کو قدموں پہ جبکا کر مجھے ولینے دے
فرغ کی پردہ دری کو سنیں اور ٹھٹھا مار دے
سات پر دی مری انگوٹھ میں کیا کیا ہیں
رؤا عادت میں نہیں حکم نہیں نالو کھا
واہن یار ہی میں ہاتھ ابھی او بھا
عاشق مصحف عارض کا تو ایمان دے
چہرے بلبیل شیدا کو چہن میں چلے
ناصحو جانے بھی دو روز کی بیک بیک
گئے پھوٹے سر راہ کی چوکت پہ مسرے

یہی اسید ستے ہزار افسوس
 اوٹھ گئے پہلے ٹکسدا افسوس
 جان ہی لیگا یہ بخارا افسوس
 کو دیا سفت کا شکار افسوس
 پھر نہ بچانا مسکو یا افسوس
 دشمنوں کے ہو دو ستار افسوس
 نہ کٹی ایک بھی بہار افسوس
 عاقبت ہے ماک کار افسوس
 یہ رہے گاتہ مزار افسوس

خزع میں بھی نہ آئے یا افسوس
 جو گذرتی ہر ایک کس سے کسین
 ہڈی ہڈی میں ہے حرارت عشق
 ملے جانے کا غم ہے اوٹکو ہے
 عمر بھر ایک شہر میں گذرے
 اپنے بیگانے میں تیز سینہ
 مر گئے ہم شروع وحشت میں
 ول لگی ابتدای عشق میں ہے
 سونا چھانے کا نہ بھولے گا



ای سحر کیے دل کی خیر تو ہے
 آج کسا ہے بار بار افسوس

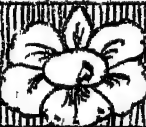


ہو کسی کا فری کو تخت سلیمان کی ہوا
 بڑا رسوا مان غٹ کرتی ہیں سا کی ہوس
 یہ بھی ہے بوسہ لہر پریشان کی ہوس
 مثل گل کسکو یہاں جیت لہان کی ہوس
 خام طبعی سے ہو خجستہ قہر و لہان کی ہوس
 ہو نغمہ پیری میں چنانے کو ہر دہائی ہوس
 اب نہیں باقی ہے میر قہر سلطان کی ہوس
 آپ لے اور تی ہوا درنگ سلیمان کی ہوس
 تا دم آخر نہیں جاتی ہر انسان کی ہوس

جبر قہر بیتا پرستی انسان کی ہوس
 بی شیبے و جوتیا سبب اور ہوس
 شکر کی گلیاں اندر سے ٹھوکرین کیا ہوس
 خار کی باتد کبا کر چکے ترکہ ہاس
 چار دیواریں ہر کی تو مضبوطی نہیں
 اور سب حالت دنیا کلیت سیر ہوس
 روضہ شہیدان کی زیارت ہوس
 مال کیا ہے ملک گیر ہی حوصلہ پیدا ہو کر
 اہل دولت کی وصیت ہر شتاب ہوس

توڑ کی فکر ہے الفاظ با اثر کی تلاش
 کمان کمان کو پھرتی ہوا اس فکر کی تلاش
 فہشتے سے ہی نہ ہوا ہر بشر کی تلاش
 نہ ہوگی گور کی منزل میں ہمہ فر کی تلاش
 یہ آج غیر محال میں کیوں ہو گھر کی تلاش
 ہمیشہ زلف سا کو ہے گھر کی تلاش
 یہ چارہ خیر کا ہے دیوان عمر ہر کی تلاش
 ہماری بزم میں ہر صاحب ہر کی تلاش
 گر اسی کا نکلا دراد کو ہی گھر کی تلاش
 دہن کا ہمو تجس رہا گھر کی تلاش

ہوں نہ جاہ و چشم کی نہ مال و زر کی تلاش
 ستاری ساتون میں چکر میں آسمان کی تلاش
 قرینہ رگ گردن یار کو پایا
 کسی کا ساتھ نہ دے گا کوئی دم آخر
 ہمارے آنسو میں نہیں جگہ ہمدردی
 پتا لگانہ کہیں سر سے ناخن پائیک
 تری دھن کی طرح کو گیا کلام اپنا
 نہیں ہے ہر کس میں نا کس خطاب کو قابل
 ہمارے چشم گریبا کی ہوئی اب قدر
 غرض کہ عمر و روزہ تردد و غنیمت کی



لگایا ہے صبوحی پہ ہمنے وا غلط کو
 سحر کو روز و نین ہر روز سحر کی تلاش



اور موش یہ طبیعت ہو گیا تشویش
 کہ یہ صدمہ قیامت کا غضب کی تشویش
 اور نروں کسی امین کب کی تشویش
 ہو کسی سنکر تو ان کو غضب کی تشویش

سبکی فکر اسکو ہے بیکار ہی سبکی تشویش
 عشق قیامت بچا شافع محشر جھکو
 جستجوی کی تو ابدت سے ساری عمر
 خود کہا ہے کہ درمی قہر یہ رحمت کو پہنچو



دہیان زلف و نکا بند ما ہو گئی دنیا اندیش
 اسی سحر کیا میں کمون آپ سورش کی تشویش



وہ جنتی تھا جسے نیلا ہے عیش باغ
 جنت کو چوڑے پٹے میں آیا عیش باغ

تصویر ہے بہشت کا ہشتا ہی عیش باغ
 ہوا غلط کہ خدا کی لیے کیا ہو عیش باغ

سدرتے ہزار شہر وہ صحرا ہے عیش باغ
 ہر دل لگا ہوا ہے یہ دیکھتے زمین +
 بہو کی بیان حق کے چکار و ذکر جو کری
 جنت میں اس بیان سے یوں جینے مجھے
 پانی کی چھوٹ نہیں خالی کوئی جگہ
 حلقہ کے فاتحی باقی پہ دیکھے
 مجنون کی طرح جہنم کی سبیل
 پانی ٹپک رہا ہے درختوں سے متصل
 دار الشفا ہی بارہ در ہر مرض کو
 لیریز موتی جہیل ہے آبِ حیات سے
 کجوا ہے شہباز کا آئینہ دیکھو
 جلتے ہیں مثل طورِ نژادی جو ای کلیم
 نعم النساء کم نہیں جو کن کسی طرح
 جنت کا حال پوچھتے ہیں اعلیٰ لوگ
 سہرا ہی موتیوں کا یہ منہ کی جہری بین
 پایا ہے اس زمین نے خلعت بہار سے
 معشوق بہرِ رنگ ہر عابد فریب سے
 کشتی ہی جہتی ساتھ ہے عیش باغ

دیوانی ہیں جو کہتے ہیں جنگاہے عیش باغ
 اچھا صورت و نکاح خیر اس عیش باغ
 آنہوی چشم باری کا صحرا ہے عیش باغ
 قدسی کہیں گے وہ نظر آتا ہے عیش باغ
 آئینہ ہر شجر کو دکھاتا ہے عیش باغ
 شیراز لکھنؤ ہے مصلیٰ ہے عیش باغ
 دیوانی لکھنؤ ہیں صحرا ہی عیش باغ
 آئے نہیں جو آبِ نور و تاباں عیش باغ
 اپنی تو زندگی کا سارا ہی عیش باغ
 سبز و سرخ ہے عیش باغ
 تصویر کا ورق نظر آتا ہے عیش باغ
 وادی ایمن اب نظر آتا ہے عیش باغ
 واسطے نظیر ہمارا ہے عیش باغ
 ہم سے تو کوئی پوچھے کہ کیا ہے عیش باغ
 جنت اگر دولہی ہے تو دو کتا عیش باغ
 کشمیر کا یہ سبز و شالہ ہے عیش باغ
 آنگھون کو نیر باغ دکھاتا ہے عیش باغ
 جمناب بارہ پر اب دریا عیش باغ



شہد فقیر ہو کے سحر موتی جہیل
 تم کو پسند سے زیادہ ہی عیش باغ



گفتگو بڑھ گئی باقی نہ رہا بات کا لطف
نہ تو واضح کا مزہ ہی نہ مدارات کا لطف
باغ عالم میں یہ سارا ہی تری ذات کا لطف
پیچ تو یہ ہے کہ بد نہیں ہو فقط گات کا لطف
ہے ساتی کا کرم پیر خرابات کا لطف +
بی و ہن ہو تھیں کچھ خاک نہیں با لطف
عین گرمی میں دکھا دی تھیں بے لطف
اب نہ وہ دن کی عنایت نہ وہ آن کا لطف

گھوڑا زور کے آنے نے ملاقات کا لطف
آدمیت نہیں افسوس پریا دونوں
کل میں بونگ میں شوخی ہی چمن میں
یہی شعر سروہن کس کام کی امی سروان
مئی اگر نشیہ و ساعیرین نہیں ہو تھی
روقی بزم سلیمان میں پر روم لوگ
خس کے بنگلے تک اگر عاشق گریں پچھے
وکیے ہو تے کیا ہر جو بھی لیل و نہار



مہربان اشارے پر تفتہ نہ ہونے پائے
ای سحر شعر میں ہے گو کہ اصناف کا لطف



بس اب تلاش و تحسین میں بان ہو تو
کبھی دم طبع شاہی کا ہو دیوان ہو تو
ستم تو پہلے کرے اپنے آسمان ہو تو
چٹے عین بلبلیں ہوتی ہیں قصہ آن ہو تو
سلام ترک ہے تعظیم میدان ہو تو
کہ شام سے نہیں نشیہ کی چکیاں ہو تو
زبان اہل زبان پر ہے صبر آن ہو تو

فقط ہے اداسی عنایت یہ فکر آن ہو تو
ہمیشہ اپنے ظلم پر رہے یہ ابر کرم
زمین کی طرح اگر فنا کسار ہو تو
کہیں ہمارے کمانی حضور نے سن لی
غرض کہ اس تکب کا زور نہ رہا ہے
نور و یاد کیا ہے کسی شہزادی نے
یہ بند شبنم میں یہ مضمون سنیں باجوہ



پکار تے عین فرشتے یہ چاہ بابل کے
سحر خدا کے لیے آہ کا دیوان ہو تو

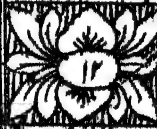


پڑتا ہوں کچھ مضمونیں شمار صاف صاف

کتا ہوں آج حال میں ارصاف صاف

باعث کہدورتو کی ہن اشعار صاف
 بے روز فونکچر نہیں دیوا صاف
 بہ بہر جہان مجھے اسی یا صاف صاف
 لکھتے ہیں خوبہ تیرا صاف صاف
 اب کل سے گالیوں کی ہی بو چار صاف
 وہ ہوتی دہلائی انگہ ہی ای یا صاف
 منہ پر کہیں گے محرم اسرار صاف
 وہ سینہ صاف صاف وہ خسار صاف
 اک آئینہ سا ہو گا دل نہ صاف صاف
 و صاف کے ورق ہیں یہ خسار صاف
 سرکین نفیس کوچہ و بازار صاف

کستاری تاج منہ پیکنگا صاف صاف
 بجالی جبر و کج حسین نہیں مہل نہیں
 ساتی یہ درد اور کسی کو پلا یو +
 پر سرش کی احتیاج گنگا سے نہیں
 پر وہ فقط رقیب تناوہ ہی اونٹ گیا
 آہو ختن کی سب نرمی دیکھتے ہیں
 حاصل صفائی قلب ہوگی اگر تجھے
 زلفون میں پیچ ہو نہیں گرہ تنی پر
 دل کیسے کا تلو عبث اشتیاق
 چہرہ کتابی یاد کا دیکھیں ہو خن
 افسوس آدمی نہیں ہیں کا پتھر



پچھلے سے اوٹھکے فکر غزل ہوتی ہو
 ہوج ہو اسی صبح ہیں اشعار صاف



کوس رحلت بج رہا ہوا آج نو بہ کو خلا
 صاحبہ نہ مخالف لوگ محبت کے خلاف
 گو کہ قدر ہے ہاڑی یکس ہی عادت کے خلاف
 قبر پر ہونے لگیں باتیں و صحبت خلاف
 جس طرح ہی ایک صوت ایک صوت کو خلاف
 چوک کی گلیاں ہیں سببہ شریعت کو خلاف
 ایک میرا بیٹھنا ہے سارے کج خلاف

صبح وصل آتی ہوا بچ اور ارجت کو خلا
 تنہا سے چرہ او نہیں بھینچا ہی کو خلا
 کہ نہ یاد ہو نہیں سکتا ہو کچھ تقدیر میں
 ہی تھم رہے کو نو چند نہیں وہ آلوگے
 آدمی سب ایک ہیں لیکن طبائع مختلف
 کہ ہیں بہت رستوں میں بہت کوششوں کے
 جو اٹھا قطع کو بر خاستہ خاطر ہوا

<p>بغیر ہیری ویکٹر نہیں طبعی ہستی جی نہیں لکنا جو دشت میں تہا جو اپنے عشق بت بسی تعلق جو غرض کہنے کیا یار کے سکھانے میں ہے صفت پروردگار</p>	<p>جو مرض مرید لگے کیونکر حکمت کو خلافت کون ہی وہ بات ہو تو ہی طبیعت خلافت مصلحت بندہ کی ہوتی ہو شیت کو خلافت ہونا لفظ کا رہے نصاحت کے خلافت</p>
---	--

<p>دفتہ ترک جہت کس طرح یوں سے ہو ای سحر یہ ہی اپنی آویست کے خلاف</p>	<p>دفتہ ترک جہت کس طرح یوں سے ہو ای سحر یہ ہی اپنی آویست کے خلاف</p>
--	--

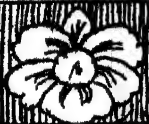
<p>دل میں آج تک تیر نظر سے واقف ایک ن رو کی گانو کی طرح اور دنا آپ کیا جانیں مہلا حال سیر کر فیکا پیکار و بار کے جائز کو نہ بند ہوا خدا چشم ز گس کو نہ دکھلاؤ خدا فرسیاہ جوش و دشت میں خدا جائے کمان جاہل دلکا آئینہ اگر ہم نہ دکھاتے تھکو آشنا اکلمہ نہیں دستخط پر چون سے شعے کہنے کا نیا کوہ نکالا ہننے</p>	<p>آپ کیا ہو گئے سرے داغ جگر سے واقف آسمان کیا نہیں نالوں کے اثر سے واقف حضرت لوح تہی کچھ دیدہ تر سو واقف ہم نہ ہوں بندش مضمون کمر سو واقف کوش گل ہوں نہ پریشان خبر سو واقف خود بدولت سے ملاقات نہ گھر سو واقف اکلمہ ہوتی نہ محبت کی نظر سے واقف کان کیا ہوں کے تنزل کے خبر سے واقف کبھی واقف نہ تھے اس آہ گدھر سو واقف</p>
---	---

<p>دفتہ اقلیم میں شہور ہے مثل خورشید کون ایسا ہی نہیں ہے جو سحر سے واقف</p>	<p>دفتہ اقلیم میں شہور ہے مثل خورشید کون ایسا ہی نہیں ہے جو سحر سے واقف</p>
---	---

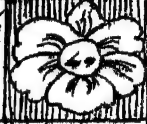
<p>کیونکہ ہوتو دل ہم شعرا کی تعریف کلمہ خیر کی اسید ہوں سے کیا ہو آج تک خون سے عاشق کو جو گناہ میں</p>	<p>وصف بندہ کا تو ہی ہیں خدا کی تعریف منہ کہاں جو کرین اہل وفا کی تعریف کل ہی ہوتی تھی اسی رنگ خدا کی تعریف</p>
--	---

شعرا کو عرض آتی ہے ہلا کی تعریف
کیسا گزرنے سنیں خاک شفا کی تعریف
کیا اگر دوستوں کے حشر سے ہو اکی تعریف
منہ پر کرتے جو کبھی آب بقا کی تعریف
چاندنی کا کمون عالم کہ ہو اکی تعریف
جاسمہ بیون میں بھی ہی جنت قبا کی تعریف
یہ زمیندار و زمین ہی نشوونما کی تعریف
آپ سے آپ کرین دہن رسا کی تعریف
اگر سب دوسے یاں عبا کی تعریف

زلف جانا مکھڑ ہمارے شے وقت ٹوکیا
ایک تہی میں بیان ہتی میں یون ٹوک
بات ایسی ہو کہ دشمن بھی میں صل
لب جان بخش ہی کہ خضر سکندر سننے
رات کو یار کے کوٹھے پہ عجب جوین تھا
جایے شاہد مٹھو نکلے لیے بندش جیت
شہر کے لوگ قید سے نہیں خوش ہو
شعرا کی کو ہونچ ہے جو فکر مالی
ہم خیر و خج جنان شام سے کل مانا



ایک ہی شعریہ حاشیہ سحر واہ نہ کی
خاموشی ہے سخن ہوش ربان کی تعریف



دو گھڑی دیکھ ہے تو کسے شبنا کا خوف
دل پہ غالب ہے بہت ابرو محمد ابر کا خوف
رہن ہو جان دو کیا ہر بین سکر کا خوف
شام سے اور بھی طاری ہو شبنا کا خوف
پیشینے دیتا نہیں طالب دیدار کا خوف
اہل اقبال کو دوزخ ہے ادب کا خوف
مسکراؤ تو کھلے اسے گھسکار کا خوف

اصل میں ہمارا کچھ درخت نہ ایسا کا خوف
جو خوش و خوشت میں گریباں ہم دیکھ میں
سر تلک کاٹنے ساقی کی قدم پر کھین
دن تو ہر طرح سوچنا بھی نہیں کٹا
روزن و رشتہ در بند کیا کرتے ہیں
بھکا اقبال نہیں ادا کو ہو کلا اقبال
پتہ پتہ تو لیا روح نہیں غالب میں



سکر کو گار سے ہو عالم و خوشت میں
جاکا ڈر ہے نہ کچھ بار کی دیوار کا خوف



نہ میرے گھر نہ اندک مکان پر موقوف
 زمین ہی پیسے کے ہلکے فشار ہو گا فرو
 شراب جاری ہو یا بند ہو میں گی فرو
 جان ملک میں جکڑے گا وہ دریا گلیں گے
 ہمارے حصے کا مناسب ہو گا گھر بٹھے
 اسی بطن وہ کوٹھے پہ ہو گا ہوا
 وہ اکہ پھر پھر پھر پھر پھر پھر
 ہمارے پاؤں کی پٹری پٹی پٹی پٹی
 جو کہ کہ دل کا ہو نقشا وہ منہ پہ
 گلوں یان کہیں یہ چین تو زنگے کیوں
 غراخ گانے کو دین تان میں اگر لنگے
 یہ کہہ دو تو میں بتاؤں کون گل بو
 وصل گو میں ہو موت ہو قبول میں
 قریب رہے کہ گردن سی ہر جگہ ہو
 تمک کلام میں ہو دل فرو اوٹھا
 ہزار رند خوابات ہو تو میں شاعر
 کہیں ہو راہ گلی میں سلام ہو جا
 مکان بچتے بناو نہ مقبرہ بچتے

وصال یار میرا اب اس جہان پر موقوف
 ستم نہیں ہے فقط آسمان پر موقوف
 کہ میکشی نہیں اپنے دکان پر موقوف
 فطرت ہی تیرا کلا کمان پر موقوف
 کسی کا زرق ہو شمع کی خواں پر موقوف
 وصال یار نہیں آسمان پر موقوف
 چہری کی بڑی نہیں ہو جو سان پر موقوف
 یہ طاقتیں ہیں اسی ناتوان پر موقوف
 ہمارا حال نہیں کہ بیان پر موقوف
 کہ گشت و خون ہی اسی حاصل پر موقوف
 کہ لطف شعری اپنی زبان پر موقوف
 مہار نام تو ہو باغبان پر موقوف
 کہیں ذرا کہ صد ہوں جان پر موقوف
 زمین پر ہو نہ کچھ آسمان پر موقوف
 یہ شاعری نہیں کچھ قدر ان پر موقوف
 مگر بہشت ہی ان کی زبان پر موقوف
 ملازمت کو شکر کے مکان پر موقوف
 کہ نام نیک نہیں کو نشان پر موقوف



سمجھ کر درویش کے تو ایک بات ہے یہ
 کہ شہر دار جہان ہو زبان پر موقوف



<p>یہ محل اور ہے چوٹا مکان اور طرف لے اور ٹے ابر کو یہ باد خزان اور طرف دہان سوقت ہی ای جان جان اور طرف بہنیجے اور طرف پر بیگان اور طرف دہو نڈ ہے جاتے ہیں کراؤ کی مکان اور طرف دیکھ لو جاتا ہے آہو نکاد ہوا اور طرف پہنکے ہی کیسں یہ بار گران اور طرف عقل و موش اور طرف تاپ تو ان اور طرف</p>	<p>یہی لاکھ ہمارا حقائق اور طرف کشت امیسہ ہی سر سبز ہونی لائی کان رکھ کر نہیں سنتے ہو ہمارے تپانے اس محرابی میں ہن سبا ہر اپنے اپنے سنو پاتے نہیں اتون کو محلے والے وہ حمن کو چہ جانان کی ہوا بدلی ہو ناز اوٹھا کر کہو دہو ہندو دور کوئی اون کی آتری ہی ہوئی در ہم و بر ہم صحبت</p>
--	---

شاعری ختم ہے اس شہر پہ والہد سحر
فی الحقیقت نہیں یہ طرز بیان اور طرف

<p>نام دیوا نکار کا ہے بجا دفتر عشق ایک دروازی پہ آب بٹیر رہو شہر عشق سرگزشت اپنی کہی آپسے کیا خود عشق کہ فرح بخش دل شاد میں ہے دفتر عشق ایک سے ایک بھار ہی غرض کو عشق کشتی عمر کو درکار ہے اب لنگر عشق چشم بنیا ہو تو ہر شکل ہی لبس عشق مال آب و کلا سے جو چشم تر عشق اپنے دم سے فقط آباد ہوا کشتی عشق یہی لاکھ شہر خوشان کی طرف رہے عشق</p>	<p>جو گذرتی ہی وہی کہتے ہیں ہم بی مٹی کو یہ جانائے نہیں پلنے کے ہر چہ پر چہ پر اجب سے پہننے گسٹوین جارتیو اور غنا صر کو جلو خانہ کو طوق سو میں کا ہر زنجیر سی لاکھوں میں جان عشق میں انکی ہی اوچھو کین دشت میں تیس ہے یہ شہر میں یہ لکھی جوش و خروش میں علاج حقائق کو تیس صحر میں منین کوہ پہ فرما دین تو کوئل کون مجا سے گا و جانان پر</p>
---	---

رہ گیا قالب بجان کی طرح پیکر عشق

انے جاے سوجو باہرین ہوا دشتین

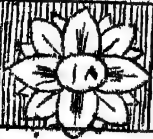


سرفروشن میں گھر ہم میں مثل فراد
نام مکھاسے ہمارا ہی سرفروزش



غور کبریٰ رب غفور کے لائق
گناہ گار میں غفور کے لائق
نین ہی کشتی می تو عبور کے لائق
خدا سے مانگے لیکن مزدور کے لائق
یہ رونی صورتیں بزم سرور کے لائق
قصور واپس جوقصور کے لائق
یہ کوٹھا اور تجلے طور کے لائق
وہ بات کہتے جو ہو حضور کے لائق
گھر ہی یار کے شورشور کے لائق
نہ ہو گا صبر دل نامبور کے لائق
یہی زمانہ ہے مولانا طور کے لائق

نین ہی آدم خاکی غور کے لائق
سفر خطا کے ہوے جبر اختیار کیا
خدا ہی پار ہو پیرا جوی پرستوں کا
بست زیادہ ہوں کشران نشان
مکا کو غیروں کو دور شراب سی باہر
یہ او کی بندہ نوازی یہ شان چہ
جو دیکھ لولب بام او سکودا غفور کو
کلام تلخ بکا و کجالب شیرین
نیرا رون تانی کر کوئی بھی نین
دیا موافق طرف او سے جو دیا کج
عمل مضاری کا جو یا امام مہدی کینا



سبحی کی زند خرابایتوں سے بھجھ ہے
کسی طرح نین بزم حضور کے لائق

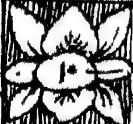


پہلی جوئی دنیا کی طرف دشت عشق
جس جگہ دیکھتے موجود ہے یہ حضرت عشق
پہلے پیدائش مخلوق سی ہی ثلث عشق
نما قیامت رہے آباد در دولت عشق

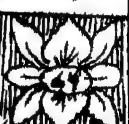
بندہ عشق بین ہم دیکھتے ہیں قدر عشق
ولمیں کیا عشق کیا کبوں کیا دہرین
نور محبوب خدا عرش بہ بتار و راز دل
سکہ داغ سے ہرین خاندن لال مال

زیر و ہوجا تبے نہ پھول سا کاشا
عجب ہوا سکا ہر پردہ در پردہ
آج کل سوتو بدوا ہے او نہیں غریبی
کوہ غم سر پہ جگر تاجہ او ٹھالیا ہوں
جیسے جو وضع ہی کہتا ہوا سو دینا
شیشہ دل میں او تار آریزادو لگو
ملخ کا می کا مزہ ہر کس تا کس کو نہیں
پاون میں پڑ گئی پیری جو چوا گیسو
مکھیں اس منیج سے بی ترک جھنجھل
آپ کو ہم نہیں بچا پتے میں تم کیا
شیر سے سوتے میں ہم بعد فنا قتل
دلکشای دل پر داغ ہوا قبضیرغ
بے محبت نہیں تیا ہر کسی کو کوئی

خوابوت کو نہ کلامی خدا صورت عشق
میں غرت ہو جو انون کہ لہر زلت عشق
آئینہ جھکو بنا دی کہیں امر حیرت عشق
ما تو انون میں کہاں کہو یہ طاقت عشق
اپنے جامے کے لئے قطع ہوا خلعت عشق
قاف سی قاف تلک ہو پچی عراب عشق
جسکے حصہ میں ہو متی ہوا سو غم عشق
سردست اور پیا ہو گئی اک آفت عشق
قید گیسو کی تو سیداد و تادیت عشق
نشد سے سے دیوہ ہر کیسین غفلت عشق
پاس آنا نہیں قائل ہی یہ بیعت عشق
ہر نفس یاد ہاری ہی پچی حضرت عشق
کام دنیا کا بھی چھتا نہیں کشت عشق



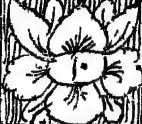

یون تو مدت سے سحر اک حلقان رشتا تنا
اب یہ معشوق لگاتے ہیں مجھے تہمت عشق





کیا ہے خاک سے ای حریان پاک
شریعت میں تو ہی آب روان پاک
کرین شہنہ کی کلی سے دیان پاک
بنجاست دلی ہوتی ہے کہاں پاک
زمین بس ہو جلی ای آسمان پاک

ہی تیری ذات بیشک بیگمان پاک
بچسے کو نہ کہہ دوری میں غلط
میرے گل کا نہ لین یون نام بچے
تھامین لاکھ حاسون میں منعم
روا نہ لگا کہاں تک عاشقوں کو

ترایہ گندہ ہوا ای جان جان پاک سناہ ہو کر ہو ای سرور ان پاک کما اچا ہو احسن کم جان پاک ہوئی سی لاکہ غوطن مین زبان پاک	تر آب تیغ مین مچھو ڈبو دو متم ہم نہ رہ جانکی لین گے مین او بچہ آیا جو سخانی سے اوکے بڑے الفاظ فکر دان سے چھٹے ہیں
---	--

	سجھ کا داغ بھی دھو دیجیے گا کہ ہے ذات ایام دو جان پاک	
---	--	---

ہولی کا چیسے کیلے ہیں ہر گلی مین عنا ب تر کا ہوتا ہے منہ کی ٹلی مین ہو جا مش عین زیا کھلی مین رنگ لیکن کسی جانہ بہتاری گلی مین اکینچا ہے دم کہ ہونکدا ہر گلی مین گل سے سوا ہے پانچے کے ہر گلی مین نور و زہرے وہ کیل ہے مین گلی مین آیا کمان سے بارکی چنپا گلی مین لیکن کمان طبیعت ناصر علی مین رنگ	اور تار ہے عاشق کھتری اڑی مین سرخ لبوین کیسی ہی چلے ہے حام مین جو بالو نکول تلکے وھو تلکے ترار گیرے کپڑے پہن ام ساتھ ویکینا لب رنگین یار کے ہر ہر قدم پہ پوتے ہیں ایسے کو رند و چلو او بہار کے ناہد کو سرخ گلے سے پہوئی مکتی ہر گلی گو فارسی مین وہ مرادو کم نہیں
--	---

	ہر کوچ لکھنو کا ہے گلزار لے سجھ دیکھانے طرح کا بہان ہر گلی مین رنگ	
---	---	---

ہند مین انتخاب مین ہم لوگ ایسے حاضر جواب مین ہم لوگ اپنے ہاتھوں خراب مین چلوگ	عاشق لا جواب مین ہم لوگ دین مکیر مین کو جواب سوال کیون چو ازلف کو ہمیں چڑا
---	--

شکل نقش رہا بین ہم لوگ
شام کے آفتاب ہیں ہلوگ
عبد عالی جناب ہیں ہم لوگ
غیر کے سد باب ہیں ہم لوگ
خلق میں عجیب ہیں ہم لوگ
یادگار شباب ہیں ہم لوگ
اسی بت اہل کتاب ہیں ہلوگ
سر راہ صواب ہیں ہم لوگ
قابل اعتنا ہیں ہم لوگ

عابد و دوش میں جناب کی طرح
ان پو پو بچا قریب وقت زوال
ای خلک خاک میں ملا نہ ہم
وہ پہ آئے تو ننگے دیوار
وحشیوں پر قصاص شرع نہیں
مفتنم سمجھو ہکو پیرے میں
کیون نہ قابل ہوں صحیفہ خج
مگر مہون کو بتائیں راہ خضر
دل سے اچھا سلوک سننے کیا



ماہر و دیو کو فیض ہے ہم سے
ای سحر آفتاب ہیں ہم لوگ



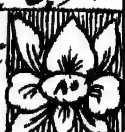
دہو کی کمی تھی کہتے ہیں کام کشان
باغے بچے بوٹے پر ابے گمان
پر شجر چمن میں ہے شوکت شان
ایتو گلے کا مارے ایک جوان
قصر زمردین نہیں اٹھان
سر و کمان لاسکا طربان
دکو چمن کے آئین جوان
زیر زمین کدلیا عفتی تباں
غیرت نخل طور ہے سرور ان

حق میں ہمارے نہیں خطے جوان
مٹا جو پتی پتی ہو سکوا نشان
نہم میں گھرے پہنچے ہونہ تمام دور
موسم نو بہار ہے سرور خون سوار
عرش پر کیا لیں نہیں دینے جو دین
یار ہے پر شہر پگا تو فہم ہنر اور انکا
سپو لو نہیں دلہن کے چورن ان
خاک میں خط ملا کمال ہی گل کدلیا
رنگ کدلیا ہو رہا ہیں سمجھو دور

باتین میں مٹی کی قدر تھی نہ ہاتھ نہ لگے
 ہر سیرہ اور گچلا نہ رکھا نہ کھانا نہ کھلیا
 بادہ عیش چتے میرے چھانکے پیچھے
 پہلوں کے گرد اوٹ میں قسمت ہی میں
 ہر مرغ و مرغ دہرے لطف کنار سیرے
 ہستی کی لودھی مگر منہ میں بان نہ لگے
 بعد فنا نہ چھپکا راز نہ ان سیرہ نہ لگے
 بوسوں سے نیلا کھینچے سرخ دکان نہ لگے
 لال پری پہ لوٹ میں بادہ کشان نہ لگے
 ہر خدا کا تھہرے ماعوتبان سیرہ نہ لگے



سرو نہ اکڑے اس قدر تاک نہ اینڈی عمر سہر نہ لگے
 خاک میں مل گئے سحر لاکھوں جوان سیرہ نہ لگے



کسین ہم نہیں گئے جانے کے قابل
 فقط ہم تو ہیں قابل حضور رحمت
 بہت بیل دل نے شافین کالین
 چرانا ہوا رخت ہستی ہمارا
 کسی کام کا بھی نہیں ابھی فلک تو
 رہ و رسم الفت سے واقف نہیں
 تصویریں دھوئے اک ایسی صورت
 ہوئیں چشم بد و ورطیہ رازین
 نہ کھلے جواب ایک چاہل کے آگے
 دریا پر توڑ کر پاؤں بیٹھے
 میں دیوان گردن نذر سلطان
 کہ دل ہی نہیں سرج اوٹھایا قابل
 کوئی ڈھونڈ لو آزمائے کے قابل
 نہ پانی جگہ آشیانے کے قابل
 یہ جو زمین گئے جانے کے قابل
 بجز گور کے شامیانے کے قابل
 ابھی تک ہو صاحب سکھانے کے قابل
 کہ پہلو میں تیرے پھانے کے قابل
 یہ تیکے ہوئے آب سربانے کے قابل
 اگر جمع ہوں سبے یار کے قابل
 نہ اتنے کے قابل نہ جانے کے قابل
 کہ غزلین ہیں پر یوں کا کھلے قابل



سحر ہر کہیں شعر پڑھتے نہ پھرے
 یہ دولت نہیں یوں لٹانے کے قابل



<p>آپ بچنے کی کون ہیں دکھانی کی قابل کیا ظفر ہمارا نہیں چائے کے قابل ہرگز غم فزات نہیں ہلا خیلے قابل اسکا سر شوریدہ نکرانے کے قابل</p>	<p>مل لنی کی لائق ہی ہم جانیے قابل چلو میں پلاتا ہر خوبی ساقی دور ناصح کے بلا جانے یہ سچے کوئی پو اوٹھتی ہے دربار یہ اب دیکھو وار</p>
---	--

<p>کس ناز سے کہتے ہیں جہان سے پر صحر کے یہ سن تو نہیں تھا ابھی مر جانیے قابل</p>	<p>۱۶</p>
---	-----------

<p>ہر شے میں دیکھتے ہیں شمار و طور ہم کیسے گناہگار بنے بے قصور ہم قابل بلایکے نہیں اشیع طور ہم کو شے سے رکھیں گے تجلی و نور ہم عفو قصور چاہتے ہیں بے قصور ہم ان لوگوں میں نہیں ہیں ذرا غصور ہم ہنشت خاک خاک کرین گو غور ہم جنت میں ہی ہیں گے شراب و نور ہم اک روز ہونگے باعث شور و شور ہم جوش جنوں میں گو کہ پھر دور ہم یخانی میں ہی جائیں گے چکر و نور ہم جیسے قصور میں نہیں کرتے قصور ہم</p>	<p>جو کچھ ہو کچھ بھی نہیں اسی خور ہم تیر دن اہل شرع کی دیوانہ کر دیا یہ تہذیب گریبان کسی سے دور ہے موسیٰ کی طرح کون چڑھیکا ہمار یہ جبر اختیار کیا ہے ترے لیے لازم ہی امتحان بھی موافق الکی جو لوگ نور کے تھے وہی میں ملگے کچھ عیش و ناع پر نہیں موقوف سیکشی خاموش آج سوتے ہیں کج مزاج تباہی آدمی نہیں دیکھا ہوا تک کہتے ہیں راہ شرع میں اس شرعی اپنے کرم سے باز نہ آئیگا تو کریم</p>
---	---

<p>اک دن وہ تھا کہ رونق محفل تھی ہم کو اب نہیں میں قابل بزم حضور ہم</p>	<p>۱۷</p>
--	-----------

چلن میں جو ش جنوں میں کہ نہیں معلوم
 سزا کیاب کا مناسبت دیکھ جتنے میں
 خدا سننے کا قیامت کو کیا میری فریاد
 ہماری دل میں ہو رہم خوبانی ہیں یہ
 عجب مقام تردد سراۓ دنیا سے
 تونکو ساری خدا لگی کی باتیں آتی
 نہ کیسو نہیں تپا ہے نہ کوئی جاننا
 ہماری جان کا حاضر دل ہی حاضر
 یہ جانتے ہیں کہ طوفان نوح آیا تھا

اے راہ لی ہی ملاقات کہ نہیں معلوم
 کہہ کو لذت سوز جگر نہیں معلوم
 کریں گے نالزل کہا تر نہیں معلوم
 ہزاروں نام پر مرتے ہیں گز نہیں معلوم
 کریں گے کوچ کہا ہی ہسفر نہیں معلوم
 یہ راہ و رسم محبت مگر نہیں معلوم
 کچھ آج کل ہمیں دیکھی خبر نہیں معلوم
 کہ ہر سے یاد کی مد نظر نہیں معلوم
 تمہارا حال تو ای حتم تر نہیں معلوم



یہ وہ خرابا ہے سب پی پی راہ پہ ہیں
 کسی کو حال کسی کا سحر نہیں معلوم

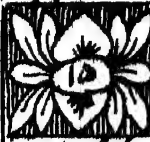


قدیم کیجئے والوں میں ہیں تمہارا ہم
 پلو یہی مہی تم بقیے اور مارے ہم
 یقین ہے غیب غم کی گنین گے تازی ہم
 قدم بہت میں نکھیں شے تیار رہے ہم
 زبان سے چکے اب قول کہتے مارے ہم
 بیان بھی سننے پیا تمہارے مارے ہم
 پڑے ہیں گوشہ غزلت میں اکٹھے ہم
 محب کھڑی تھی کہ عاشق جوئے تمہارے ہم
 پہنچ چکے ہیں سحر گو کے کناری ہم

سمجھتے خوب ہیں ان کھونکے آسکا ہم
 شرف وصال میں جو پڑے تھوڑے گے ہم
 جتنی ہی خواب میں افشان کسی کیسو ہم
 کہے پسند ہے وقت میں سیر قہر مارے ہم
 یہ مالی مال ہے کیا جان تک تو حاضر ہے
 عدم کا کوچ ہی پیش وشت وشت ہے
 تمام شہر میں اب آتی کل مٹھی تم ہو
 نصیب پھر ہوئی رنج کو سواحت
 نکلتے طالب جمل ہیں کس کو یہ

سین چڑھ میں آدھا چاند سارم
تھیں ہی چاہی دیوانی ہو جاؤں
جو بحر حسن ہو بیٹھے رہو گندے تم
جگر پہ چوکے میں کہاؤں کرواں سارم
ڈرو خدا سے یہ کیسے ہو ماہ سارم
نہ جاتے غیر کے گھر میں ہی بی سارم

دو چند چودھون کی چاند ہو سارم
ہیں تو عشق میں ہی رہتا انا لیل
وہ آشنا بنی عرت جسے ڈبوئے ہو
بنیست آنکھ ہے ٹھٹھری نگاہ بچو آ
ہماری آنکھوں میں اندھیرا کی زمانہ
اگر حضور کو صحبت کا کچھ مزہ ہوتا



نہ رکھو رخ دنی سے عوج کی امید
جو توڑ لاو مسخر عرش کی بھی تارے تم



مرگے ہم تو بہت کیسے کا باد میں
ڈر یہ ہے نہ اورے کوئی پرزاد میں
اب گھوری بھی نہیں ہوتی ہوا د میں
اب تو سب بول گئے کچھ بھی نہیں یاد میں
سو جیتی تھی کسی ایجاد میں
سراوٹھانے نہیں دیتی ہی افتاد میں
اُدھی تھکوا بنا ہے پرزاد میں
باز آئی نہ کرین بہر خدا یاد میں
شاء ہوئے نہیں دینا دل نشاد میں
ابھی جاتے ہیں اگر کیجئے ارشاد میں
پیار کرتے تھے کسے یہی نہیں یاد میں
اب اس وقت میں کیا کرتے ہیں شاد میں

ہو بیٹھے ہو بھی اہم ایجاد میں
ہم سے بھی عاشق جا بجا نہیں ٹھنکے
ایک دن وہ تھا کہ گھر بیٹھے ہو بختاں
ہو گئے یاد فراموش کے چرچے کیا
پات میں بات نکلی تھی یہ شقیں تیں
شب وقت میں تو کوٹھی ہر فلک تیار
بار کتا ہے کہ منظور خدا وصل میں
ہچکچاں ضعف میں آتی ہیں تو دم کھ
وصل میں بھی ہی خیال شب وقت کو
کوہ فریاد ہی کیا قیس کا صحرایا
محفل یار میں آتی ہی جو سے دیوا
کیسے نزع میں جو کچھ کہہ میں کتا

کر دیا عشق نے ہر قید سے آزاد نہیں
بند ہے ہوا جا میں اگر کیجیے آزاد نہیں

لوہ و صحرا کی بھی دشت میں نہیں کھینچا
زر گلشن کی طرح اپنی جگہ نہیں پلین

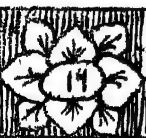


عام کیا جا میں بھلا شعر میں یہ خاص پسند
جتنے مرشد ہیں مگر کہتے ہیں اوستا میں

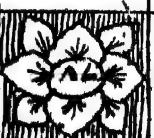


بندہ اتنا تو بے حواس نہیں
آس رکھتے ہیں تجھے لباس نہیں
ہو کہ موجود ہے جو لباس نہیں
حاجت شرح التماس نہیں
تھا لا ہے ساوئی کا طاس نہیں
پس کون وہ خدا شناس نہیں
دست ساتی میں یہ گلاس نہیں
حور کی شکل ہے لباس نہیں
نکد کونین آس پاس نہیں
جسم کو حاجت لباس نہیں
بے غضب وقت التماس نہیں

حویہ قبر میں وہ پاس نہیں
فات میں ہیں صفات رحمت کے
ایک حاجت ضرور رہتے ہے
میرے بایتن وہ سب سمجھتے ہیں
مندی ملتا ہے وہ گلابی پوش
ان بتوں کو نہ جنے پہچانا
کس رہا ہے کنول مرے دل کا
اوپنچے کرتے نہ پانچے پیچے
گرد رہتا ہے خلقہ احباب
جال ہے سب رگونکا جالی لوٹ
تزع میں سو بیٹے توبہ نے کے



جان کیوں کھوتے ہو سحر دیکھو
اس گھرانے میں عشق رس نہیں



ٹھیکان ہو کہے کی میں ابدی خنائی
رہتی ہر بارہ جینے جسم ز خنائے میں
کیا جو مثل شیر بیٹیا جانور خنائے میں

خواب ہی آرام فرمانا سحر خنائے میں
گرمیوں پر کیہ نہیں موقوف زکام کرے
میں نہفت چاہیے انسان کو ہنگام عشق

خس سے بڑے لگی پکڑے کھانی لگی
 جو دیا ہے تو نے جسکو وہ اس میں مساد
 میرے پلکوں پر ہزار کی تو بہشتی قدم
 فخر کیا زار ہو جنت سے بہشتی میں گیا
 اگر میوں میں اور سو جی ہی اور نہیں گرجی
 قید میں بھی ہی جو ان مرد و دیکو ای فلک
 دیکھ کر سب کو صحبت کس قدر مٹا ہوا
 نیند کب آتی ہے دم بہر اس پر تیرا
 سب بکا اراہ خلعت کی مکان میں جب
 آج تو گنج شہیدان اپنی کمری میں ہے
 پیو کے دتی ہی مجھی منم کی ٹکبی کے ہوا
 اک ٹکبی سے ہی بنگلہ ہی اپنا آپ میں

آہ سو زبان کا ہو اشیا پر خنجر نہیں
 جو تیرے میں خوش میں غلس امل خنجر نہیں
 گر میں تندی نہ کر میں القہر خنجر نہیں
 یوں تو سقون کا بھی ہو گا گدڑ خنجر نہیں
 مجھے سنگاوتے میں نہر حشر تر خنجر نہیں
 سو میں غم نیستان خنجر خنجر خنجر میں
 ہو گیا وا خط کو لتوا آنکر خنجر خنجر میں
 استرقا سخن کا عالم ہوا اگر خنجر خنجر میں
 آئے تھی کے دیکھنے خنجر خنجر خنجر میں
 ہم بھی مہر ہے کو آئین ہی تر خنجر نہیں
 قسوی پانی کی ہن میں کی شہر خنجر نہیں
 ہم ہی تانا شاہ میں منحصر خنجر نہیں



سچ کا بھی حال احت میں کیا جانا خوب
 کیا سحر کو سو جتے ہیں شعر تر خنجر خنجر میں



بوتل لگی ہوئی ہر لہار کی جیب میں
 کشتی میں یہ پہاڑ سے ان ایک سیتیا
 کیا بی محل پرشہ میں حد کی شیب میں
 بندہ ملک میں ہی جو اسے فریب میں
 سب کچھ ہی تریب عشق بت جاوید میں
 دیکھتے ہیں بہت بہت ان کی بہت

ساقی بسا ہوا دل ناشکیب میں
 ای بت ذوق کو دیکھ کو جاتے ہی کو پتہ
 جگہ پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ
 زہرہ جبینہ میں تو فلک پر ہی نفع
 کل کے کپڑے ہوں کہ قبای ہرنگی
 وحشت میں لاکہ چاک کر یاں کرین سحر

<p>کو تنگ خلافت میں تو زکیر لائق ہیں ایماہ مونی و سبب نہ یاد آتی ہو شب بزم صد ترے صورت کی کیا کبیل تیرے سحر کی چوچایش غجوبی ہی افزائش مجرم ہیں تھکار میں رست سہار کو سنے جاوے سنسخر ارادہ ہے</p>	<p>ابو تہری عاشق ہیں فاجر ہیں فاشق ہیں کو دے نہ رہے اب تم ہم تو وہی شایع نورے درو کے انوار مشارق ہیں وہ لکھتے ہیں فرمائش ہم آپ سیان ہیں اب گو کینارے میں اب عضو کلاف ہیں بیطرے سے زیادہ پایند علاؤن ہیں</p>
--	---

فرقت میں ہی یہ عالم ہر دم ہے بھون پر دم
کتنے ہیں سحر سحر سم کا زب سنہن صادق میں

<p>سحر خواب سحر چکر دھوا دیوار تیرے ہزاروں سکے نادر داغ حسرت ہیں تیرے نہایت مہتمم بھونشستین اس کا کوئی دور و لٹ تلک تھی، وک ٹوکنی سحر عذاب قبر سی اس لکھنی باز رکھا ہے پیشہ ہو گئے گیلے گو میں ہم تم سہلک کسی سے وصل کا وہ علم ہوا ہی بعد سحر</p>	<p>عجب اب اسے متے ہلایا شاد تربت میں گنہگار او سکے میں لیجا میں گے جواز نہ اپنا پاس آئیگانہ پہر گاتہ تربت لکیریں اب چلے آتے ہیں میبا کا نہ تربت فرشتوں کو سنہن ملتا ستراد لوانہ تربت بہت یاد آئیگا وہ مدد یہ تھخانہ تربت نہ او ٹھونکا ملاؤ لا کہ میرا شانہ تربت</p>
---	---

جلا ہی گھر سے بہر فاقہ وہ فتنہ دوران
تیامت آجیے پر ہے اسی سحر گہرا تہ تربت

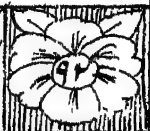
<p>سمت کئے تب غم سے ابھی باقی سنہن گردش افلاک سے نہ ان کشمکش کیا بیچنے جی انسان آہن زشتی سحر</p>	<p>لطاف او بھٹی وصل کا ایسے تو انائی سرزمین درو پر چرخ مینائی سنہن گھر یہ کیا ہی گوہر میں بھی کنج سہائی</p>
--	---

مرنے میں لاکھوں کرزدہ نہیں ہوتا کہ
جب میں کہتا ہوں نکلیا دن کا چکر کھینچ
میرے ماتم میں کہلے ستے ہیں او کو سر
داوی وحشت پڑا ہی منز لوں کا بڑی

ساری آنکھوں میں ہر لب میں سیاحی نہیں
آپ فرماتے ہیں منہ کرا لیسے سودا نہیں
مار گیسو کا تماشا ہے تماشا کی نہیں
اوقی کیسیا یہاں تو غول صحرائی میں



ہر کس و نا کس ہمارے شعر چھتا جو سحر
واقعی شہرت سے بدر کوئی رسوائی نہیں

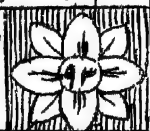


خاطر عشق ہی خرابیہاں کہ ان
کیسے چکر میں خدا جانے پڑیں بد فنا
میں تو کہتا ہوں کہ میں صبر میں اتوں میں
بسمے میاش جو گوئی کے پاچا میں شراب
ناسے کیا دیکھتے ہیں بھارے کئے مجھ میں
رافد و رخ و پکنے کو چاہئے تھک میں غلط
خانہ گور میں ہو گا خفقان اور سوا
چشم جوہر کی آنسو میں ہمارے غم میں

جوش و خروش میں کیا اولیٰ کہاں
دورہ جام کمان حلقہ اجاب کہاں
دل بتیات کہتا ہی مجھے تاب کہاں
اس قدر عالم اسباب میں اسباب کہاں
شب غم ہی مری آنکھوں میں سلا خواہ کہاں
کو رہو ہوا و سی لطف شب متا کہاں
میرے مرنے کو لیے جاتے ہیں اجاب کہاں
بیخ قاتل کو ملے موتیوں کی ڈاب کہاں



مند ہم جمع ہوئی گردش گردن سی سحر
مرد و دیش کمان صحبت نواب کہاں



وضع میں فرق جو دیکھیں تو محبت نہ کریں
تو خدا ہو تو کسی تری عبادت نہ کریں
زہر سچ میں لب شیرین کو اگر بات نہ کریں
غیر گورین او خیر نہ ہو اگر غم نہ کریں

ہم تو ہزار میں یوسف کی بی قیمت نہ کریں
گہر ہو کہ بھی تو سجدہ کسی صورت نہ کریں
دل ہی راغب ہو تو ہم کو کہی غبت نہ کریں
میری جانب نظر چشم عنایت نہ کریں

<p>گو کہ عاشق جون مگر ایسا ہو معشوق مریج جوش و خروش میں بہلا کیا ہو شکاں کا عمر بہ کچھ نہ کہا اور نہ کبھی لکا حال جائیں مسمیٰ میں اور ٹھکانیکو جو تکلیف مان یار کے نام کی تسبیح اگر سکھلا دوں مرتب میں پر یوں بہم جو بھان پر غلط ایک معشوق ہیں وہ اور زمانہ عاشق یار کتا ہی بہت منہ کو نہ دیکھ کرین سنگسا کہانے کو سنگو اتنی تو اشراف و</p>	<p>میں نہ لون بوسہ جب مری منت نکیرین اور نہ کد ابھی ظاہر مری چاہ نکیرین ترع میں بھی ہزارا وہ کہ وصیت کرین چہن میخانے میں ساتی کی بد لکھ کرین آدمی کیا کہ فرشتے ہی عبادت نہ کرین خود نصیحت ہیں یہ اور دنگو نصیحت کرین کیا کرین و مددہ فردای قیامت نہ کرین چارے صوفیوں میں مجھ کو نصیحت نہ کرین گھر سے فاضل میں کہیں ایسی جھانک کرین</p>
---	--



آدمی ہم ہیں پری وہ ہیں نہیں گی نہ سحر
اس سے پہلے ہی سی ہم ترک محبت نہ کرین



<p>بھانسی کوئی نی پائی ان گشتوں کی بل میں آنکھوں میں ہی تصور دل میں خیال ترا یجا ہی عرض مطلب بیکار ہی دعا صد محسوس کی ہی ایلا بدلی بہتر پروغین برسوں مالک و زراں کل ہے غصے میں کوئی دیکھے دماغ لکا عالم کتھ میں لاش چڑہ کیا خوب ہو ہی سرخ شراب کی ہی رخسار سیہ میر کتا ہی وہ پرورد ہے تو یہ نہوگا</p>	<p>تو اریہر بیرون پر چلتی ہی آج کل میں ہر وقت سانسے ہے موجود ہی بغل میں ہوگا وہی ابد تک جو کلمہ یا ازل میں اس کی بیٹے پہوڑا ہوتا کوئی نعل میں فردای حشر ہی ہی از نو یک آج کل میں موتی سی پس میں قیامت کو کرل میں یکہ نہیں مرنے سے ہم نہیں نعل میں ہی شمع ہر روشن حساب کر گزرتی میں پہلو میں ہم بھی شہیدین ل بھی رہو میں</p>
---	---

شیریں لہون سی پوچھو لطیف زبان شیریں

نرمی کلاکین ہی یا موم ہی سلیں



تو بہ صحر پر ہی تھی میسی دعا سے لہو بہ
رقت نماز آیا مسرور ہو غزال میں

سچ سی ہوتا ہی کیا جب کہ نہ ہو
صدیہ کے لکھنے کے دیو پر ہی دشت میں
دماغ دل کسا کہ کہا میں بلبلین میں
وصل میں ہی کچھ نہ کچھ باقی ہو وقت
نور ایمان نور سرخ نور نظر عورت
ڈھونڈ ہے جس کے کو ممکن ہو امتی پر
آفتاب شمس ہی تباہی کچھ غصے کا منہ
صدیہ کے لکھنے کے بازو اپنے ہیکے سے
چار اگر ہیں متفق باہم تو دو ہیں ہی
اس محبت کو فریہ جو کوئی وقف
گو جیے لاکھوں برس آخر فنا
پہونکے دیتے ہیں مہوس و دلدادہ کو
کوہ پر فریاد ہو چاندشت کو چھوٹ گیا
چاؤ لکھیں جیہ یونین چوڑنگہ لکھ گیا
آدمی کوئی نہ پایا عالم ایجا دین
چاہے تھیں سے پیشتر تجل علم
ہر خط یہ قول مسکے اشتہا کبار

آنند ن کو بار و شل گہر سے نہیں
لاکھ سر ملا دوای در رہتی نہیں
گل کے وہ تیور میں گس نے نہ نہیں
آپ تو وہ بکاتے لیکن کمرلتی نہیں
کون ہی نہت ہے جو دشت میں نہیں
ایک عمر گذشتہ بان گمرلتی نہیں
چاند سے چندان یہ صوت الہی نہیں
چوب مندل آج بہرور دلتی نہیں
دلی ملی انگین میں مرضی گمرلتی نہیں
زندگی کی لوسکو لذت عمر بہ نہیں
کیا اگرین مر جائیں عمر خضر اگر نہیں
بے رچے اکثر ہی ای اہل رطلی نہیں
ہم کہاں ہیں کچھ ہیں اپنی خبر نہیں
بس جیہ تک خیر و حسرت نہ نہیں
اوس سفر میں ہوں کہ گھر نہ نہیں
آبرو انسان کہ فیض و ہنر نہیں
قادر ہی پیرانہ وقت رہتی نہیں

دور شمس فرسے ہو گیا ثابت نہیں
رو خدا قدس کیونکر آگے حاضر ہو ظالم
نام کو شہرت جان چین سفر قلمی نہیں
فرصت اس نیاسی پاخیز الدنیا نہیں



آشنا شاعر نہ ہو جب تک نہیں صحت کا لطف
دل نہیں ملتا طبیعت اسی سحر قلمی نہیں



کم نہیں ابرووں سے باز نگہباز
وہ گھڑی میں چین میں نرگس کے
کیون تصور میں یار کو گھورا
وہی تیغ نظر کا عالم ہے
نام کو اہو سے بیابان ہیں
مشق اگر صاف ہو تصور کے
ویکنا ہے دہان کا بھی عالم
پر وہ مد نظر ہے عاشق سی
جیسے شبیہ دی سی نرگس سے
لیکنے دل مکاہ دژ ویدہ
نزع میں بھی دکھائی راہ ہیں
سنہ تویر سا چمک چکی سبکے
دماغ دل کا جو آفتاب نہیں
برق کی ہم ہیں دیکھنے والے
دو کیا ہو گئیں جو چار آنکھیں
ایک پتلی ہے اور ہزار آنکھیں
واقعی ہیں تصور و آراںکھیں
لڑ چکی ہیں ہزار بار آنکھیں
کسی سلیقے میں گر شکار آنکھیں
روز و کیسے نیا نکھار آنکھیں
واہ میں گئی تہ فرار آنکھیں
بابذہ دین آنسو و نکھار آنکھیں
ہو گئے ہیں گلے کا مار آنکھیں
کیون چلا تا ہے اسے نگار آنکھیں
کسل گئیں وقت انتظار آنکھیں
نہ دکھا ابرو مبارک آنکھیں
کیون چپکتی ہیں بار بار آنکھیں
ابر ترکی ہیں یادگار آنکھیں



نہیں جیتی سحر کے دل کے
پھر یہ کیسے ہیں اشکبار آنکھیں



بے ز فقا بھی چین ملی یہ نصین
 سینے میں آج چل اندو گین
 عاشق کھڑی ہوئی میں کوئی ہنستین
 تقریر بھولی ابھی ہی شیرازی گفعلو
 ہی اشتیاق حور نہ سوا پری کا ہے
 خوش قطع کس قدر ہے قباہی ہنگلی
 گیسو بال ووش میں ابرو و بال ہم
 جنت کو جائیں پہلے پہلے میں
 خلاق خیر و شر دمی پروردگار ہے
 آگہیں گین میں جنت کو ترا انتظار
 چوسے میں ہونٹہ پہننے تصور یکے
 باز آو اب بھی مشق جہاں کی جگو
 دست جنوں اولجہ نہ ہو گئے دست
 ہم شکر چین پھر ہی فلک کو عمار
 دنیا کے رنجوں ہی ہی اکاہ کیا ہیں
 حکم اولا تو شکر کیا اس فقیر نے
 مرتے ہیں آو بھر عبادت تو دیکھ لیں
 پوینچو مدد کو قبر میں یا مرتضیٰ علی

مبارک دشت آسمان کی زیر زمین نہیں
 خالی مکان صدی خلوت نشین نہیں
 صحبت کا لطف آپ کو امی رہے چین نہیں
 ان گیسو کے سچ میں تم تو کہیں نہیں
 بیکار اندون میں طبیعت کہیں نہیں
 دامن نہیں ہے جیسے نہیں نہیں
 عاشق تو بار خاطر نازک کہیں نہیں
 ایسا تو اشتیاق بہشت برین نہیں
 دشمن کی بھی طرف سی ہوا نہیں نہیں
 اپنا میں خیال دم واپس نہیں نہیں
 مسی چٹی ہوئی ہے کہیں کہیں نہیں
 میں اور بھی تو چاہنے والے ہم نہیں
 دہو کہا تجھے موا میری آستین نہیں
 اک قبر کی زمین میرے کہیں نہیں
 دونوں ہو و نکا کلکس ہے چین نہیں
 جو ٹھی گوہی لب نان جو نہیں نہیں
 پھر کیا کرین گے لیکے تحصیل نہیں نہیں
 کوئی شریک حال دم واپس نہیں نہیں



توڑو ہزار عرش کے تارے تم اسے سحر
 پنجائے آسمان نعم وہ زمین نہیں



ہمتیہ مطلبی کہیں نہیں بات کی گون
نہند آکھوں میں اگرائی پرانگرائی ہے
دہن تنگ بھی غائب ہے کمر کی صورت
یاد کرتا ہی رہی عاشق عشوق مزاج
ایسی چٹیوں میں کب آتا ہوں ای قوس
عشق گیسو میں شام سی درشتا ہوں
حال بوجھو نہ شب وصل کی صبح خوب

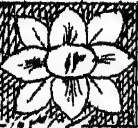
بغیر ضلوعی کسی گئی میں ملاقات کے گون
وصل ہو نہ کو تم ایام نہین نہ گون
حال دل کس سے کہیں نہ تو نہین گون
یہ فقیر مست کبر میں ملاقات کے گون
آمد و رفت یہاں کسکو ہی سب کی گون
دکھ تشریف لائیں میں نہیں نہ گون
وقت ای یار نہیں حرف حکایات کی گون

ہنس کی کہتی ہیں سحر تیری سخن میں ہی کلام
قدرت اللہ کی ہی بت بھی ہو بات کی گون

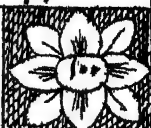
کمر میں بل طبیعت میں بھی سوچ کیستوں
مری نہ سب میں سجدہ و رض ہر حال
نہ قبضہ تیغ ابرو در نہ دل اپنی قابو میں
سخن ناگفتہ بہ ہی سگتے وہ چشم ابرو میں
بجھی رہی کہ پہاڑ لپٹا دینے بازو میں
زبان پر لفظ جو آیا اسی تو لا ترازو میں
بجای حکیم پہلو خطر کیے میں پہلو میں
مجھے تو دیکھئے وہاں ہوں کیا آئینوں
غلاطون ہوا گر ہوا کا الو ایک چل میں
نشانی داس کی ابتکاک پریشانی ہی میں
نہ تہا میں کا ہوری نہ نوں کی خمار میں

تیری حیات ہر ٹپڑ ہی غلام تہا رہے
ہاں اپنی خدا ان بقول کو اپنی صورت پر
تو خدا سپر کمر ہی زندگی کی کون چور
کلام اب تک میں میں یہ غنڈہ حل میں
لبو کی عکس سے دیتا ہی لوموت کا آگ
حقیقت میں شاعر ہی تیری سجدہ ہوں
تو فریت میں میں ہاں ان اختیار کی دل
بگیا شہر گو ترن لاغر کا تشابہ
یظرفی اپنا ہی مہتی پیچھے عقل اوچھی ہو
اثر صحبت کا ہوتا مقرر کچھ نہ کچھ آخر
آؤ کہ میں کہ حرف لفظوں کیا لفظ نہیں

سہیل کہتے کچا پنی پائس ہ ازاد مشرقین
فقط اک دل ہی اپنا وہ ہستی اور ملکی قابوین

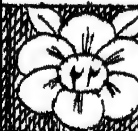


نہرا نسو من قت جان کنی اوسنی بلایا ہے +
سحر انگھون چلتا میں دل ہوتا ہوتا قابوین

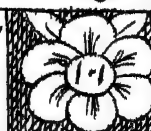


او جاکر ہم میں تمھارے ٹکھار کے دن میں
اندھیری راتیں ہیں کیا انتشار کے دن میں
خزان کی نصل ہے گرد و غبار کی دن میں
ابھی تو فاضل اسی جان شکر دن میں
جو زلف شب ہے تو خضار کی دن میں
کہ چند زندگی مستعار کے دن میں
کہیں جو ہم قیامت تو پاک کے دن میں
کبھی کبھی تو ہماری بھی وار کے دن میں
بہت کرے ترے زار و تزار کے دن میں
تمام ہتھو شب وصل مار کے دن میں
وہ دن میں کو چ کی جوابدہ کے دن میں

جنون کا جوش ہی فصل سکر دن میں
خیال گیشو عارض میں دم او جتا ہے
کمان وہ چھلین جوانی کی دل مکد سے
علائین ہی کی دن سے روز کا تو
بس آج ہی اسی لیل نہا میں شوق
تھو لوٹ دینا ہی ہفتہ دوست کبے
کہا جو چاند رخ صاف کو لگایا دے
ہمیشہ تیر نظر کھائے اب کیا نالہ
تصور عشق پہ کرتا ہی شگسک ای
ہو اجو عشق کے آغاز کا بخیر انجام
کمال کیا کرے حاصل سرائی فانی میں



سحر کے داغ جگر دیکھ اے مرے بے مر
خزان رسیدہ چمن کے مبار کی دن میں



میرا یہ منہ کہ قابل حورو و قصور میں
اون روزوں آپ میں بھی نہ تھا ہیور میں
دیکھوں گا پہلے چاند سا مکھڑا ضرور میں
ان لوگوں میں تین جوانی جی میں

اک بندہ ذلیل تیرا یا غفور میں
بجھتا ہوں حضور کا قبل از بطور میں
او تھا فرار سے جو دم نفع صور میں
ظاہر میں پائس شہا ہوں لیکن حق میں

جو روئین یہ کیونکا اگر ذکر آگیا
 کب و بجلوں کو گرمی صحت کے تاب ہے
 سر جو پ ہی فراق میں سامان عیس
 ہو جاؤں جلکے خاک نہ جنبش جگہ سے
 سودا یہ سر کو ہے کہ میں اعضا میں پہنچ
 بزم بدن میں صاحب عوی ہر ایک ہے
 جو لوگ نوز کے تھے وہ مٹی میں مل گئے
 متسا ہی آدمی نہیں کیا ہی آج تک
 مضمون نیا ملا در مقصود ملکیا
 موسیٰ کی طرح کون چڑھیکا پہاڑ پر
 قید و بند اہل شرع کی دیوانہ کر دیا
 خاموش آج سوتا ہوں کچ فرار میں
 اپنے کرم سے باز نہ آئیگا تو کرم
 یہ شہنشاہی گویا کسی پرور سے ہیں
 یہ حیر اختیار کیا ہے ترے لئے
 کچھ عیش باغ پر نہیں موقوف مسکشی
 رکھتا ہوں اہ شرع میں اس شرط کو

فقطہ

عاشق تھا اک پر کیا وہاں اب ہو
 محض میں بنینا ہوں بہت سے وہ میں
 شیشے کے سر سے توڑ دینا جام بلور میں
 حاصل ہی وہ وقار کہ ہوں کہہ طور میں
 دلو یہ خطب ہے کہ ہوں صدر الصدور میں
 لاشی کی فرد ہوں تو فقط ای حضور میں
 ہوں مشت خاک خاک کرونگا غور میں
 جوش جنون میں گو کہ پھر در دور میں
 غوطے لگا رہا ہوں میان بحر میں
 کوٹھے سے دیکھو نگاہ تجھے طور میں
 کیسا گناہ نگار بنا ہے قصور میں
 اک روز ہوں گاہ باعث شور شور میں
 جیسے قصور میں نہیں کرتا قصور میں
 قابل حلف نے کے نہیں ای شمع طور میں
 عفو قصور چاہتا ہوں بت قصور میں
 جنت میں بھی پیو نکا شراب طور میں
 سیخانی میں بھی جاؤ گا چھپر ضرور میں



اکلان وہ تھا کہ رونق محض تھا ای سکھ
 گواہ نہیں ہوں قابل نزم حضور میں

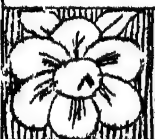


کہ نالان ہی دل ہر کٹری ہاتھ میں

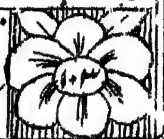
وہ دیکھتے ہیں اپنی کٹری ہاتھ میں

خط استواسے چٹری ہاتھ میں
لو سسی دیکھو دھڑی ہاتھ میں
براد گھی ہوئی پہچڑی ہاتھ میں
گریبان سے دودو گھڑی ہاتھ میں
تو آئینہ ہے ہر گھڑی ہاتھ میں
جنون سے ہے طاقت بڑی ہاتھ میں

تراپیجہ سے ہے پتہ آفتاب +
مٹی لے صفائی سے آنت بہت
جہان دست رنگین کو دہانے لگے
نہیں ٹوڑا صفت سے اکین تار
ہاں صاف سے ہے جواشبہ بہت
کیا باقی پتھر سے گریبان کی طرح

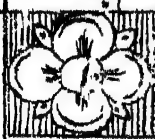


نشان فی اوسسی زلف پر خم کے ہے
سجھو سی جو شیر سی چٹری ہاتھ میں

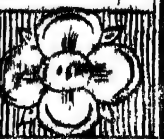


سبتا لالبت دل سبتا نہیں
کوئی شمع رو آب چمکتا نہیں
بیان زلف کا پیچ چلتا نہیں
شہر چھوٹا ہے پہ پھلتا نہیں
مگر زلف کا بل بھکتا نہیں +
کوئی اور اسپلو بھکتا نہیں
وہ اور بس ہے دم ہی بھکتا نہیں

کسی طرح اب جی بہلتا نہیں
اثر آہ سوزان کا جاتا رہا
کمر بل کی لیتی ہے اون سے ہوا
تہاں محبت کا حاصل ہے داغ
قدر است کو خوب سیرا کیا
غزل میں سناؤں اونچیں حال
دم نوز گیسو میں او بجا رہی دل



سجھو سے کیا بلکی لیتی وہ زلف
طبیعت کے کچھ زور چلتا نہیں +



چاہ کی چوں محبت کی نظر چیتی نہیں
کانیکہ پر چڑھتی ہیں خبر چیتی نہیں
بای پہ اپنے ہیں آہ بی اثر چیتی نہیں

عاشق کامل کی صورت اتر چیتی نہیں
جس قدر انفا کرو افشا ہو اتنا اتر چیتی نہیں
بار بار چکے چک کر رہ گئے یہ کھلی کی طرح

<p>کب کہا کس کہا اوس کی نیک حال غیب کے پردے سے ظاہر ہوتی ہیں ارباب اصل کب موج تبسم سے نظر آتی ہیں خاک تری راہ میں ہوں مسئلہ ہو رہا خیر کرنا دل کی باریب تیری نہ جی لگا یار کی دل کی صفائی ہی کدور کا سبب</p>	<p>فل کو اسی دیا ہی ایسی خبر جتنی ہیں اسی صنم باریک بینوں سے کچھ جتنی نہیں کوشش مرجان پہ آب گرج جتنی نہیں صاف طہنت کی کدورت ای فرج جتنی ہیں جہ طوف کو ہوتی ہر دم نظر جتنی نہیں بات کیسی موج چاٹنی کی مگر جتنی نہیں</p>
---	---

ایک بوتل کا ہی نشہ ایک توڑی میں سحر
 لاکھ دولت کو چھپاؤ یہ مگر جتنی نہیں

<p>پاؤں سے طراوت کتنے ہیں ہر بار ہاتھ میں اوٹکھوڑا دور امری خبر میں پہنچتی ہیں دہری قدم میں واوی الفت کوٹھو کیا سکھلا جو کچھ قلم سے ہوا آیہ وحدت گئی اوٹھ کر گیا کہ خلائی مرگ گئے</p>	<p>آئینہ ہے حجاب کے دیوار ہاتھ میں رہتا ہے اجو پرچہ اخبار ہاتھ میں دسیلے غم کے پار ہوا چار ہاتھ میں ہی عند لب قلوب کے منقار ہاتھ میں گجر اکبھی ہوا نہ منوار ہاتھ میں</p>
---	--

کچھ کہا کے سور میں گئے قسم کھاتے ہیں سحر
 یہ سحر خاک پاک کا ہے یا رب ہاتھ میں

<p>ای سحر منہ ماو جو کچھ یاد ہو خاک صحن پاک میں یر باد ہو جب نیا کوئی ستم اچھا ہو کٹ سپر پہن رہے ہاں میں باں کے</p>	<p>کان میں مشتاق کچھ ارشاد ہو چشم تر نہر حسین آباد ہو امتحان کو پہلے بندہ یاد ہو کچھ کشیدہ آج ای شفا د ہو</p>
--	--

<p> اوٹھ کھڑے ہوں وہ بڑے افتاد ہو منہ پہ کدو ن صاف جو رواد ہو خیمہ میلی کسان استاد ہو وہ ہمارا دل بہین امداد ہو دیکھیے کے سال کی سیعاد ہو باغ ابراہیم کے شمشاد ہو خود اور بچتے ہوئے صیاد ہو اسی تہ جس وقت جوارشاد ہو داد ہو بیداد ہو مسر یاد ہو چاہیے ہر بات میں ایجاد ہو بول اوٹوں متبر سے ارشاد ہو ہی بڑی دولت جو اسخداد ہو عالم ایجاد اور ایجاد ہو </p>	<p> کیا کروں قدسوں پہ سبکے سامنے بوسہ بیکر کون مکرے یار سے نجد میں مجنوں نے کانٹے بوٹی بنا باز آئے ہم نہ دو بوسہ نہ دو زلف میں پہنستا ہی قید فنگہ پاؤں کی منہ سے ماتہ آئی یہ بتا دام گیسو ہے ہلے مرغ دل عرش کے تارے تو یہ میں سامنے دل فقط لینے سے مطلب آؤ نام کر جا عالم ایجاد میں جان آجائے پکار و تم اگر زر کا سہی کچ لطف جاہل کو نہیں اب نہی دنیا پرانی ہو گئے </p>
--	---



سب غل سن سکے وہ بولے سحر



ایک مرشد ہو بڑے استاد ہو

<p> قطرہ اشک گراتے میں گم ہو کہ نہ ہو دل میں گم چاہیے مکرے میں گم ہو کہ نہ ہو آفتاب اپنی بغل میں نہ تر ہو کہ نہ ہو بعد مرے کے ہی جنت میں گم ہو کہ نہ ہو توشہ راہ ہی ہنگام سفر ہو کہ نہ ہو </p>	<p> آبرو دیکھیے ای دیدہ تر ہو کہ نہ ہو نالہ و رانیہ یہ کہتے ہیں خبر ہو کہ نہ ہو نہیں ساتھی تو نہ ہو کہ میں ہی سوچو کہ نہ ہو جیتے جی کو چہ جانان میں رہی وک اپنی زندگی نوش میں سکتے نہیں کچ پاس نہ ہو </p>
--	---

خود بدولت کی ادھر مد نظر ہو کہ نہ ہو
مولے لینے میں معشوق کو زہر ہو کہ نہ ہو
دیدہ ترین کوئی سخت جگر ہو کہ نہ ہو
اہل زربندہ بے زر تو نہیں رہو کہ نہ ہو
دہن تنگ ہی موجود کر ہو کہ نہ ہو

ساری محفل کی چڑھی اکمل دل و تن بہ
کام لیتے ہیں اطاعت کے فقط عاشق ہزار
لب زنگین کا تصور تو بند یا رہ شاہ
خاکساری کا بھی نسخہ کم اور اکسیر نہیں
ہم تو قرآن سے نہایت اہی کر سکتے ہیں

کشت عشق اسی کیسے کہ ملا ہر داری
روز آتے ہیں سرشام سحر ہو کہ نہ ہو

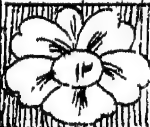
آئینہ ٹکڑے کر تے ہیں دو چھین چائینے کو
تعب کر دینا پہ لوح فرار آئینے کو
جیسے وہ کھاتا ہے دستِ عشق آئینے کو
عاس نہیں لاتے میں آپ تینہ دار آئینے کو
ہاتھ کیا آیا ہے پاسے اعتبار آئینے کو
کوئی دکھلا دے میرے دکھ اعتبار آئینے کو
دور کر لیا ابھی بے اختیار آئینے کو
شعلہ رخ سے بچا پروردگار آئینے کو
دست زنگین میں جو لیلیٰ وہ کار آئینے کو
روزِ گھم میں روزِ کھلا میں نکھار آئینے کو
بزمِ جاہان میں کبھی مٹے نہ بار آئینے کو

ان کا ہون سنہ دیکھو بار بار آئینے کو
بعد مرئی کے ہو کیا صورت یہ دیکھنا چکا
دلی و ہر گن سے تصور صاف بندہ کھٹا آئینے کو
پانی پانی ہوتا ہے آئینہ اوٹ کر سنہ
خلوت و جلوت میں ہر دم سا بھار آئینے کو
بھولی صورت پر نہ بھولے منہ لگا آئینے کو
آپ کو مچا پائے آئینہ اپنے روئے سنہ
میرے دکھ کی طرح یہی صاف لگا آئینے کو
برف گئے مانہ پانی چو کی بھائی آئینے کو
دیدہ حیرانی تو مدت سے نظر بند آئینے کو
شوقِ خود بینی فی دلی تھیں جو بچا آئینے کو

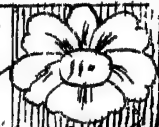
اعظون کے سخت باتیں توڑ ہیں ل سحر
ارٹے ہیں اہل شریعت سنگسار آئینے کو

آتے ہیں چاروں کے رہنے کو
خاص کہ اپنے گھر رہنے کو
نئے وہن ہو وہن ہی کہنے کو
خانہ عاریت سے رہنے کو
آزمایا تو ہوتا سہنے کو
دائع اوٹھانے کو سوخ سننے کو
گوہلے ہے نہ بان کہنے کو
ایک باتیں کہ ایک دہنے کو +
گھر بنا پا سہ بیٹھنے کو
پہنیں کیا مونہوں کے کہنے کو

صاحب خانہ ہم ہیں کہنے کو
گور میں وصل بایستے ہوگا
اسم فرضی ہے نام کو بہت لم
قصر میں نہ دل لگا اے روح
قبر تھی کشتہ تغافل کے
آتے ہیں ہم جہان غافی میں
کوئی کستا نہیں و بان کا حال
سانہ ہی دو فرشتوں کے جوڑے
تھپ کے ساتھ ہے یہ آوازی
مرغ دل نہیں سہلے کرتے ہیں



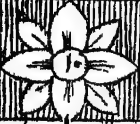
ای سچوہ دل او دماغ کسان
کہہ سہا پار شکر کہنے



ساری صحبت کو گزشتہ بھارتے ہو
آپ قیامت تو سر دست پا کرتے ہو
کوئی اتنا نہیں کستا کہ یہ کیا کرتے ہو
بانغ میں خندہ گل پر تو ہنسا کرتے ہو
شکر کھاموں تو کہتے ہیں کھلا کرتے ہو
ابھی تو مام خا استحق جفا کرتے ہو
شہر بر میں مجھے جگشت نما کرتے ہو
گالیاں وصل میں البتہ دیا کرتے ہو

زلف کو اور نیانہ ہو یہ کیا کرتے ہو
دیکھتے توجہ آرو پیچ و زاکر جنت ہو
جو جفا کرتے ہو کہ یہ کیا کرتے ہو
سچ کو گر یہ شبہم یہ بھی روتے کہی
یافدا کیسی توبوں کی سچی سچا دلوٹی ہو
استقام اپنا ہی سوچا کا جلد ہی
چہلا گل کمانیکو دست ہو بھری مغل
ایک بوسے کا کہی آپ شرمندہ

کر دیا خاک جلا کر مجھے ای خضر عشق
سشق جلنے کی غرض خوب بزم بونجی
یہ نہ کیسے گا کہ دہو کے سے لیا ہونکو
رات دن نالہ جانسوز کیا کرتے ہو
اب یہ عالم ہے کہ بے گل جلا کرتے ہو
ہم کے رکھتے ہیں پہلے دے غاکر شہ



یار کتا ہے سحر شکو مری فکر ہے کیا



شعر کے فکر میں دن رات رہا کرتے ہو

سدا پا نور ہے واللہ باللہ
بشر مجبور ہے واللہ باللہ
وہی تبور ہے واللہ باللہ
صدائے صور ہے واللہ باللہ
تو کیا مذکور ہے واللہ باللہ
یہ قفسے دور ہے واللہ باللہ
کلیجا چور ہے واللہ باللہ
غزل بے نور ہے واللہ باللہ
شب بیکور ہے واللہ باللہ

پری ہے حور ہے واللہ باللہ
وہی ہوتا ہے جو کرتے ہو حجاب
جو بیٹیا توڑ کر پائے طلب کو
تھارے پاؤں جو نکلے کھڑکھڑاٹ
اگر تم ذکر غیب و نکا اوڑا دو
سینک کچھ پاس میرا گو ہونو یکا
نئی میں تری تیر نظر کی
نہ چمکائیں جناب برق جب تک
ساوا اللہ زلفون کی سیاہی




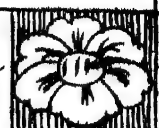
سحر ساری غزل وہ شکو بول
وہی منظور ہے واللہ باللہ




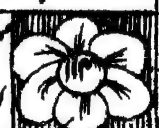
ابو قاصد کو عنایت موعود
انامہ شوق نے لکھوایا و صنیعہ
نہ سفیر تو آیا و ہر سے نہ نصرت کا
پیرے ناکہ کو وہ کہتے ہیں قیاس

پہرے پرے تو کیا میرا مجھ سے
انقطاع جانان میں چلے دینا
تک چکے کیے عریضے ہی پہر کی تم
وصف قاصد میں قیاس لکھتے ہیں

خط کتابت ہوئی موقوف کد خط آیا خط اسنو کوڑھو اسکے خفیت مجھو بید رنیکے خط آیا ہے ملک میر یار کا خط نہیں آیا کوئی ہنڈی آئے	فی الحقیقت وہ لکھیں گے کسی صورت نہ واحد تہ ہے کرو اپنا نصیحت نامہ قبر پر پڑھتے ہیں سب چار زیارت نامہ لوٹ ہی بندہ احسان کو عنایت
--	--



چند فقرے ہیں محشر اپنی پریشانی کے کس قدر طول ہے مثل شب فرقت نامہ		
---	---	---

اوٹھ گیا ہے یار اپنے زندگانی کا سچ تو یہ ہے قدر نعمت ہوئی ہی ہوا جب ملک دنیا کے گرم و سرد و آفت تھے ہو گیا قند مکر جب پڑا دو با شعر ہر شے چٹکنے ناحق زندگی ہوئی ملک ایک رونی کے ہونے و مگر تو بجا شکر یا لب تاقی کو چوسین یا سین پیٹھی شہزاد	باؤں گل رنگ میں مناسب پانیکامزہ پیر کی دل سے کوئی پوچھے جوانیکامزہ گرم کمانیکامزہ تھسا سرد پانی کامزہ قد و ایفن نے سہی پایا قد و زانی کامزہ چکھ لیا اسی حشر عمر جا و دہانی کامزہ خواہی نیما پر نہیں سہی سیما کی کامزہ لوٹ لین دور و زایام جوانی کامزہ
--	---

مصل عشرت میں ہر لہن مجلس عظم میں سلام ای محشر ہر دہم میں ہے شعر خوانی کامزہ		
--	---	---

سیر اس چمن کے چلیے سرور و انکی سہا صد فی فراق کے تہ اوٹھیں گے کس طرح دوخت تھی جن بد لہن میں نہایت ہم ہم گباب کہائیں ڈیوگر نہرا میں ساتی گلوریاں ہی ہوں دورات میں	کیا لطف باغ میں جو چہر کا غبار گستا تخیل روح ہو گی تن ناتو کج گستا ساری زمین تاپ گئی آسمان کے ستا کھانے کا کچھ حساب نہیں مہیا کج گستا سبز کیا اور لطف ہو آب روان کج گستا
--	--

<p>دور و دور شور سب گئی تار تار پیر و خضر کہیں نہ کسی کار اعمال خوب زشت ہیں وح و ان ایسی ہنسی نچا ہے اس ناتوان اس وقت ای حضور یوں کہ ہر جا چل کر شراب پیچھے پر مٹا کر ساتھ</p>	<p>زنجیریں کہہ کر امیں مینوں بہان دست میں منہ جہر کو اوٹھا اور ہنسنے مگر نہ اپنے اپنے عناصر پہنچ گئے اوٹھنے کا نام لو گئے تو دل ٹھہر جا گیا اپاہ میں ملین تو نہی مذر نہیں ساتھ ہی نوجوان ہی کم سن ہیں بیچھے</p>
--	---

	<p>خلعت کی کشنیاں یونہیں کہی ہیں دور گر کہن کیا خط اس ناتوان کے ساتھ</p>	
---	--	---

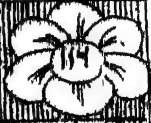
<p>ہم قہقہہ پیدا ہوئے تھے آنانے کے لیے آپ بھی آئے سحر پر خل مجا نیکے لیے مٹیاں من کی لگا ئی ہیں ہنسنا نیکے لیے قبر میں آئے ملک باتیں تباہ کے لیے بلبلین چلتے ہیں تنکے آشار کے لیے ملج شاہی میں جگہ ہی سر اوٹھانے کے لیے ای ہونہر دور ہونہر ہونا زاد و بھلا کے لیے گنج باد آور ہوئی اپنی اوڑانے کے لیے توان لینا بیچہ کے کھانے کھانے کے لیے میں تو رونا مٹا خطا لکھنے مٹا سکے لیے دام میں پینسا ہے طایر لکھنے ایک کے لیے بٹیسے بٹلاتے چلے آئے اوٹھانے کے لیے</p>	<p>دل یا اللہ نے صدمے اوٹھانے کے لیے شور و محشر کم تھا کچھ نیند اوڑانے کے لیے اب کی گرمی میں تکلف دیکھنا جینا کے لیے بیچتے جی کوئی ہوا پر سان نہ میر حال اپنی اپنے گھر کے پیچھے سر کوئی دلو انہ آپ کو کہیں جو جان تک اور بڑھتا ہی رہا بہاری پتھر اوٹھکا مرزا افش دلو انہ خرچ بالائی ملی جانا ہے دست غیب سے بطع شاہی کی چھی کانہیں ہو کھاتر عشق ہے کیا چیز جہت کس مر خا کا نام حوں کرتی ہی گرفت ربا آزاد کو کوہ میں ہی اوٹھکا شون میں ہونے کے لیے</p>
---	--

بیشک کرسی پر انسان کو نہیں ملازم خود
 جاننے میں بھی کبھی اگر نہ سنا جاتے تھے
 ہمارے لاکھ لاکھوں میں اگر اوکا اوکا
 منہ بوس کوچ میں خیم کی کچھ حاجت یہ
 گو گنہگار ہیں میں پوچھتے تو جاسکے گئی
 عورت حق کیوں کہے مندی لگا کر پائوں
 اشرفی بوتل اگر نہ ہونے پہلے ایک دن
 خوبصورت کی مرضی ہی خوبصورت ہوتی ہے
 شک و دودھ خرا مان چلا پنچو نیک مل
 مراد و میری میری ہی نہیں نہشت
 حلقہ گیسو کا بند ہوا چوڑے دیکھنا
 بس تو یہ ہے ہر کیے راہر کاری سا
 اہل عشر غمزدوں کے حال سو دھبہ کیا
 جب پہلے ارسال کچھ تفصیل ملک دہرے

پاؤں لٹکا کر ہوی بیٹھا ہی جانے کے لیے
 عالم رویا میں کہتے ہیں رول نیکے لیے
 شہر اسقول ہی دون پان کمانیکے لیے
 نزع میں کیوں ہی تروشا مانیکی لیے
 پہوے بیٹھے میں تجھی ہم یاد آنے کے لیے
 درد سر کا کم بہانہ تھانہ آنے کے لیے
 کونسا توڑا پڑا تیرے خزانیکے لیے
 درد سر پدا سوا صندل لگانیکے لیے
 چال کی طامس گلشن کو مٹا فیکے لیے
 ماتہ کیا آیا قدم سارے مانیکے لیے
 یار کیا رتبہ ہے کالی جہانیکے لیے
 دل تو آنے کے لیے ہے جان جانیکے لیے
 میں غزل پی نہیں ہینکا گانیکے لیے
 ایک سیکری ملا قارون اوٹھانیکے لیے



دوسری بڑی کا آدمی ہر روز آتا ہے
 پھر ہی فرمایش نئی غزلیں گانے لے



دل میں بیٹھا ہوا تھا ہی کیجا کوئی
 جام جم کوئی لیے جاتا ہے مینا کوئی
 ہم سبھی نالہ کریں ای بیل شیدا کوئی
 خاک مجھے تیرے ابرو کا اشارہ کوئی

رنج فرقت کو پہونچتی نہیں اند کوئی
 کیسی بریم ہو ہی صحبت می سری بعد
 کہو امین کان گوئی پچھن غم میں
 آواز نہ ہے ہی شکار کاٹ کے مر جاتے ہیں

تھی یہی بزمِ تصویریں لبِ جانی داعِ سینے کے او بھرتے ہی حلی آتی خطِ ماضی میں دہن طلقہ گیسو میں کمر چہین سے حشر تک گور میں پھر سوٹا پردہ غیب بھی چہن ہے کسی کمرے کے دشتِ غربت میں خضر تک نہیں بستی ہم فقیروں کو علاوہ حشمِ دنیا سے ای ظالم سیری چینی سے طبیعتِ انبی آج جو کچھ کہ ہوا کل بھی یہی ہونا ہے	کہو لگا لگا ہر جود یکسا نہیں اپنا کوئی جیبِ کپڑے ٹھنڈا نہیں ہوا کوئی دامِ صیاد سے چوٹا نہیں غمنا کوئی ای تپ بھر نہ باقی رہی ایذا کوئی سب کو تم دیکھو نہ دیکھے تھیں اصلا کوئی راہِ مقصود بتا دی نہیں ایسا کوئی اپنی محفل میں سکندر رہ نہ دارا کوئی تیرے خاصے کے پیش کا نہیں ہو گیا کب بیان مانا ہی وعدہ فدا کوئی
---	---



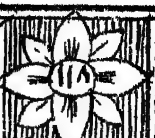
خوب کتے ہو کھر شتر اسے کتے ہیں
کیسے لے لکے اور دوسے مہلا کوئی



موقوف ہی اب تو بھ بھی تو بچے کچر ہی کیفیتِ ابرا اور ہا سکو نہیں کتا مستاب پرستوں سے کو آئے دیکھیں اس پر کرنے ای پرہ نشین کھ لیا پرہ گھر سیکر دن برباد کئے ہی وہی صوٹ کاجل تلک لکھو نہیں نہیں صاف ہی ڈٹ ٹوپی کی کجی دیکھی تھی لفون کی سنٹی تھے وانتوں کی تصویریں بند ہا ہر مہا لبون کا صورت کا غور اور کو مہن عشق کا دھو	آخر میں شبِ ہجر کچھ آثارِ سخن ہی روئے کو لگا کڑی ہیں دے دمدہ رہی ایسے میں تو رہی ہی بیانِ رشک تو رہی عیب بھی پوشیدہ رہے اور نہ رہی باقی نہ رہے چاہیے آئے گا گھر ہی مٹ سی نہیں اٹھ محبت کی نظر ہی یہ حد کے نیکی ہی کہ ٹھری ہی نظر ہی لو آنسو دے آئے لکے تخت جگر ہی دیکھیں تو رہا ہم ہی میں وہ رشک ہی
---	---

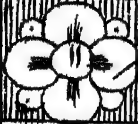


کل صبح کو وہ عاشقوں کو قتل کین کے
کند و کہ در شام سے مہر پہ سحر بھی

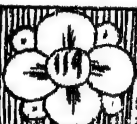


یہ سو کر غم فرت بھی نہ کہانے پائے
ماتہ سے سلسلہ زلف نہ جانے پاسے
بار احسان سے کبھی نہ اوٹھانے پاسے
کہ خزان گرد و کثر و ن کے نہ آنے پاسے
حرف طلب کو زبان پر بھی نہ لانے پاسے
ایسے جہان تو کہان کالی کشتانی پاسے
جان گئی جاتی ہے بات نہ جانے پاسے
پاند نے گردہ نان تار و نڈی و لڑ پائے
بہر نیو پیٹ جو زنجیر کے دانے پاسے
کہ نیکرین یحدمین بھی نہ آنے پاسے

وصل جانکا مزہ کچ نہ اوٹھانے پاسے
ہشکری میں کوئی زنجیر ہی ہو احوال
چاہیے چاندی کے تپو سرکش کے لیے
ایسی ساعت سی بہار آتی ہیں سچ کے
تو وہ فیض ہی نہ ملے مانگے دیا تو نہ ہیں
زلف کشیکس نہیں ذرا کان کی موتی نکھو
یہ نہ ہمارے تب غم میں نہیں پینے کے دوا
جسکے تقدیر میں جو بھی وہی ملتا ہوا
جوش و خشت میں عجب طرح کا شفق
کہ قدر جلد مدد کو مرے سولا پونچھا



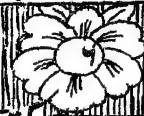
غیر سے فوج صبحی ملے جانا ہے سحر
جب اوٹھے بوتلوں کے دام سر ملے پاسے



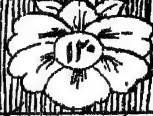
کچھ بھی ساتی کی ہارات نہ ہونے پائی
نصیحت اکا قبلہ حاجات نہ ہونے پائی
نہ آرزوی کہ ملاقات نہ ہونے پائی
ہاوس عطف ہی اوقات نہ ہونے پائی
باز نہ فی لومری اثبات نہ ہونے پائی
جیتے جی کوئی ملاقات نہ ہونے پائی

وصل میں ایک بھی برسات نہ ہونے پائی
بے ہارسہ او نہیں چین نہ آئیہ کیا کشتیا
ولکو و خشت ہوئی تفریق فقط سے
وہی دن خوب تھے جب جوش حقیقی رہتا
آپ ہی آب وہ کچھ ہو گئے جب علی
بعد مر نیکے ہوا گور میں وصل معشوق

اس قدر طبع جبکہ اگے گستاخوں کی
کیا بری طرح کٹی ہوئے لب میں افسوس
سب سے شرم کا ہمیں پڑ گیا چکا ایسا
دم بدم ہوتے گئے اور زیادہ مجرم
اونچی دیوار خرابات نہ ہونے پائی
زندگی صرف عبادات نہ ہونے پائی
کہ زبان تارک لذات نہ ہونے پائی
اون گناہوں کے مکافات نہ ہونے پائی



ہو گیا اپنا وصال آج سر شام سحر
جب کا وعدہ تھا وہی رات نہ ہونے پائی



راحت کی خوشی سچ کا کچھ غم نہیں کہتے
فرمائشیں ہوں سوتیوں کے اہل غم
خوش حال تھا کہ جو ہر حال میں خوش
چلے بھی نشانی کی میان ہنسان ہیں
عجبی کی نہ کچھ فکر نہ دنیا کا تردد
طالب کسی شے کا وہ دل ہم نہیں کہتے
اتسو بھی میان دیدہ غم نہیں کہتے
تھک گئے کسی اپنا دل خرم نہیں کہتے
ہو جائیں سلیمان ہی تو خاتم نہیں کہتے
بیفکری وہ ہیں فکر دو عالم نہیں کہتے



ہر چند سمجھ دے کہ میں محبوب خدا پر
کچھ حب علی بھی بخدا کم نہیں کہتے



چو کی آبرو کما ہی چر کے ہاتھ میں تلوار
سینے کے داغوں پر عکس انگن میں تلوار
یوں نہیں کرتے اشاری سنا بیار کے
واغ آلی ہیں صبا و صبح جسم زار کے
تیر ہیں تلوار ہیں مزرگان ابرو زار کے
تیرے ناز اوٹھی نہ اوٹھیں مزلج عیار کے
چاندنی میں لونی دیکھے ساتی دو آنکھیں
سفت میں خمی ہوئی قربان ایسی پیار کے
یہ سیر کے پھول پل بیدار گرین تلوار کے
مارڈا گزشتہ سلاکو انگین مار کے
پھول مرجھا چکے ہوئے ہیں باہی مار کے
رخنہ و روزن ہی ثابت ہو گیا دیوار کے
ہم فقط عاشق ہیں دار و غم نہیں سرکار کے
شعب مینا ہاتھ میں ہی ہر کنول برکار کے

کوہ غم سر پر گرا اندر میرا ہونا ہو کے
 دور سے ہن ہنس موتی چنی کو آواز
 میں وہ کشتہ ہوں سر میرا ہر سگ
 کوہ غم کس سے اونٹیکا ای پری لاؤ
 سبزہ آواز دہن سے نرسے اگر غمان ہی
 یوں جہالت ہے نہ کیستی کچھ تو سید اگر کمال
 روشنی کی کچھ نہیں حاجت شبانہ کی
 اور تکلف ظاہری ہی ہوا اگر نظر
 اب وہ سودا تو کہاں اور تھے سبے جو جو
 چاہے در پردہ سودا کت پر وہ نشین
 پھر کوئی قرآن ہے شاید نو قرآن زمین
 دیکھ لینے کی فقط طالب ہیں وہ بھی دور
 پوچھنے قائل ہو تیار کا جلدی نہ کر
 کمال گئے دیوار دروازہ نمایاں گیا
 جو لقت وان محبت ہو سبے پیہر
 کہتے ہیں آج کل حقیقی طبیعتا زمین
 دخل کاں سب قانون قدر وہاں

پڑ گئے آنکھوں پر پڑی دہن کسار
 الفت دندان میں جب تھا ہوں میں
 ڈر یہ ہے قاتل نہ مر جا چھٹیا مار کے
 دیکھ مر جائیں گے اک دن سایہ میں دیوار کے
 ہم وہ بلبل ہیں کہ عاشق ہیں گل خان کے
 اخیلا کا سہک میں اکثر شیخ جو ہر بار کے
 سامنے روشن ہیں یکے شعلہ خسار کے
 ہاتھ میں آئینہ کافی ہی کنول بردار کے
 پہاڑ جانے کو بیت ہیں اب بھی اک دیوار کے
 سیچے چاک گریبان دور سے زار کے
 قبر یہ کدنی ہی کسکے ساتھ میں دیوار کے
 حسن سیرت ہونہ ہو عاشق ہیں دیوار کے
 دہن آخر کس لیے ہیں زخم دہن دیوار کے
 شہزادہ سرور ان سگ میں جن دیوار کے
 کرتے ہیں آواز سرور پر ہیں انکار کے
 بندہ احسان میں سب اب فیض امار کے
 کیوں نہ ہو قربان لایسی طبیعتا کے

قطرہ



دام کیسوی سخن کی پرکشش ہی ای سحر
 ہے آواز اور یوں پائید ہوں دیوار کے

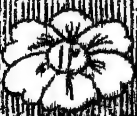


خواب نامدار فلک آستان رس

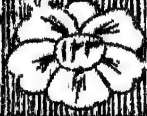
جب تک بنای گنبد محبت آسمان ہے

مہ نظر ہمیشہ تری جھوٹے
 غم کھانے میں ملا ہے ہن کچھ عجیبہ
 دورہ گلوں کو نکال بھی ہو دور کے ساتھ
 صیاد کی بھی دلیں کیا گمروہ بات کی
 عاشق سب ایک ہی ہیں طبیعت میں
 ہو جا کام جان لڑا دن جو عشق میں
 یوں سختی زمانہ کہ باتوں میں کاٹے
 بڑھ چائی جو دشت نور دین قفس سے
 مکو بھی دن کی میں کچھ ای آفتاب جن
 واسوختوں میں اوشے ماکلی جلی کٹی
 لاپہرے نماز کسوف و خسوف کی
 دست جھوسی ہاتھ ملی جلدے میکشو
 رتجہ نہ ہو بلند اگر خاکسار کا

میں نہ کی گیا اگر مرے آئینہ وان مرتے
 وہ خوش کھتے ہمیشہ الہی جہان سے
 ای سرو سیر سحر و آب وان ہے
 گو اس پھن میں میل ہے آشیانہ
 اتنا تھیں خیال دم امتحان ہے
 ہر ایک کی زبان پر سے دستان ہے
 جسطور سے کہ دانہ توں میں گویا زبان ہے
 میدان انجی ہاتھ یہ ای حیران ہے
 دن بہر تو وہ روز ہوتے شب ہر کمان ہے
 مشہور شل شمع ہم آتش زبان ہے
 رخصت پر جو گیسوی جھنڈن شان ہے
 جینک کہ پای تم کا قدم در میان ہے
 سوی زمین نگون نہ سر آسمان رہے



دنیا میں نام مرد یہ از مرد ہے
 یوں مٹی گور کا بھی نہ باقی نشان رہے

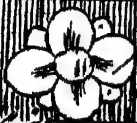


بزم میں سرو چراغان چمن میں آوار
 اوڑیا سارے شیریں میں کھنڈر
 آج پھر نکال جائزہ ہر گلی میں شہر
 ان پر زیادہ دن میں جو مال مرد خور
 کھانہ دریاں و گمروہ ہی جو دریا شہر

ایک ہی ہر و پیا دل ہی کوئی نشہ
 جس سے بڑھ جائے میں ہر باقی فرہ نشہ
 میرے مارے کتے کتا ہے خفا ہر شہر
 نقد جان دل دینوں ایک ہی نشہ
 بے مزہ ہو کر لہزد لگی بوسہ نیکو

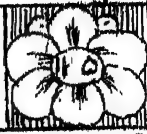
دو تہ تکلیف تکلف ہجر ساقی میں مجھے
 سہر گئی سی پانیچے میں کیا ہوا وقتِ خرام
 خرم کی خرم حالی کئے ساقی مگر سری نہیں
 بت معرّف میں میر میں یوں دُشکارِ خدا
 زلف ساقی یا دانی ہو گیا عالمِ سیاہ
 چور کی تشہیر سی بڑھ کر تر کوئی نہیں

زنگ می کسکو دکھاؤں چم ساغر کو رہا
 تیری پائین باغ میں ای سر و گلشن
 قہر و دیدہ نظر تھی زخم و لہجہ جو رہا
 شہر وں میں شہری میں اپنی تنگدلی میں رہا
 کون کہہ اوتھا چمن میں کیا گشا گلشن
 شعر میں باز ہوا وہی مضموں کا چور رہا



زندہ شہر وں میں لچہ انکاشِ زور
 راجہ اندکے گھارے کی میں ہم سب کی لون
 سر چپکے میں جو عاوس تو تھی
 گر چکین آگ میں اب وں نال سی
 سری لٹنے کی خوشی کسکو نہیں
 از و مضمون شعر کا مضمون چرا بکنا
 از گہ جہنا ہو سر دست ان حسنین
 آپ میں آئی بھی برسوں میں تو وہ اب ہم
 خرم ہی جادو بانی ہی یہ اعجاز سخن
 نام روشن چاہی ہی ای شعوبہ از فنا

تیس وں گئے جو تو ہے برا شہر وں
 ہاتھ لانا ای صنم دیکھیں تو کیسا روتا
 طرہ شمشاد پر قمری کی تپے مور
 دور کے فرمائشیں میں یہ سب بدور
 موت تک مشتاق ہی آغوش کو لی اور
 جیسے بندش طبیعت کا سر اسر دور
 سرخ و جزو سب میں ہی لیکن چور
 دست و پامیں اپنی تابو میں دل پرور
 بی دہن کا قہر میں غزلین تنگدلیں شورش
 ورنہ یہ روز سیدہ شمع کھڑکا چور ہے



قہر ہے معشوق بیرونی کی یہ کچی زبان
 سب تو کہتے ہیں مگر اسکی زبان پر سور

جوانوں ورافت آزمائی جسکا جی چاہا

آستانہ تیر نگر کا کلبا جسکا جی چاہا

پڑے ہیں نقش پاک طبع اوس کی دھڑ

نہیں کہ بے لطف صحبت کج تنہا تریم

مثال تیغ دشمن سی بھی آجک کے

پسی مشتوق پہلے تو پالوسی ہی کہیں

نہ مانس ہوتے پر یوں پر نہ جاؤ سیتے

بگڑا بھی ہمارا عین دنیا ہر جہ جھو

مقام عشق میں دم نہ کی جانہیں گز

نہ اوٹھیں گے تھکے مار ہم نازک نہ لڑھی

رہے نازیت عریان بندہ بیوں کی جھین

اوشکی سرو قد بنکر بولا خاک بھی

نہیں حاضرین حجت جمع اغیار ہیں

دہرائی کہ غم کا مال اوشکا جسکا چاہا

بگر کہتے نہیں ل آ آزمائی جسکا جی چاہا

کوی پر سان میں اپنا ٹکا جسکا چاہا

اب آئی جسکا جی چاہا نہ جسکا جی چاہا

یہ جو ہر اصالت کا کس جسکا جی چاہا

خنا کی طرح زنگا پیا جسکا جی چاہا

سری سودا دیوانہ بنا جسکا جی چاہا

یریشان مثل گیسو میں بنا جسکا جی چاہا

نہیں کہ نیکی ان باتیں سائے جسکا جی چاہا

بہت بیسی میں محض میں اوشکا جسکا جی چاہا

ابا کر قریب چادر چڑھائے جسکا جی چاہا

سجد پر فاتحہ پڑھے کو آئی جسکا جی چاہا

طعام بیخ و غم حاضر ہے کلبے جسکا جی چاہا



نہیں سبب خصوصیت جو جس پر اہل دولت کہ

حصیر فقیر پر بیٹھا ہوں آئے جسکا جی چاہا



جلے تھے تو سر کراد ہر دیکھ لیتے

اگر انکے میں سات پر دسے نہوے

کیا کیا غضب ل دیا ہے دغا کو

کسی اور کو آزماتا تھا پہلے

اگر ترک الفت ہے نہ تلف ہوتے

کہ ہم اور بھی اک نظر دیکھ لیتے

نہ دیکھتا تھا جو وہ بشر دیکھ لیتے

سب سے پہلے ہم دیکھ لیتے

ہمارا بھی دل وقت پر دیکھ لیتے

دراؤ کا بھی اثر دیکھ لیتے

نہ دیکھا جو جھکے تو عالم نہ دیکھا
کوئی غیب ہے ایسی صورت نکلتی
نہ صورت کے لائق نہ باتوں کو طالب
نہ تمنے کیا قتل لاغر جس کے

نہ کچھ دیکھتے پھر اگر دیکھ لیتے
کہ عاشق و زبان و کمر دیکھ لیتے
جھلک یار کی اک نظر دیکھ لیتے
غریبون کا بھری دل جگر دیکھ لیتے

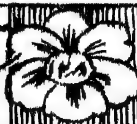


اگر گھوڑا تھا اونہیں گھورتا تھا
رقیبوں کو پھر اسے سمجھ دیکھ لیتے



دل لپی آپ یہ تو نہ ارشاد کیجئے
چپ سنے کے سوا نہیں سچ کو کہی
درواز پر پھٹکنے نہ دو گار قیام کو
تیم رنگ عشق سی سر کر نہیں ہم
راتوں کو چپ کے آتے تھے سار جہان
یہ بات کیا ہی سکودہن میں کلام تھا
مصور توں میں کوئی نہیں صورت نہا
بوری طبیعتیں میں کچھ ابکی جوانی
وینا بنی تو خوب نہ پایا اگر ثبات

عرقی کہیں لگائے فریاد کیجئے
بلبل ہنیں جوان کہ فریاد کیجئے
اس باب خاص میں کچھ ارشاد کیجئے
پوری کسی طرح تو یہ سعاد کیجئے
ای رشک آفتاب و دن یا سو کیجئے
میں بھی سنوں کہ آپ تو ارشاد کیجئے
کس سے بیان عشق کی درد کیجئے
کسکو دکھائے اگر ایجاد کیجئے
ایجاد اور عالم ایجاد کیجئے



مشتاقی کاں رستے میں اپنے توائی
کچھ آج کل کما ہو تو ارشاد کیجئے



بچو دس خودی تو وہاں ناپسند ہے
چپ چپ ہوں حضور میں گستاخ ابھی
ناسور یا جگر ہے چٹیلای اپنا ل

دیوانہ جو بنا ہے وہی عقلمند ہے
ای بت بیان کلام کا بھی نطق بند ہے
یہ حال واقعی ہی اب اس کے پسند ہے

زلف رسا کو دور نہ سمجھو بلا ہر وہ
خطا جین کو پڑھ کر پکارو ہمارا امام
گلدستہ ہو رہا دل افزار آج
بعد از فضا ہی اوج ہوا پر غبار ہی
عشق کمر میں آپ کو دنیا سی کہو دیا
ستہائی کا رفیق ہی حقہ ذرا قہر میں

دل نشوون ہی کھینچتے ہیں ایسی کندہ
یہ عاشقوں کے اسم نویسی کا بند ہے
یہ طرح نذر ہے جو مہتاری پسند ہے
افتادگان خاک کا رتبہ بلند ہے
میں کیا کروں مزاج نرا کت پسند ہے
نالاں ہی دل کی ساتھ مراد و مشغہ

پچھلے سے ہے پکارا صبح کی گئی سحر
دن اتنا چڑھ گیا در میخانہ بند ہے

ہر مین کیا جو تربت پہ میلے ہے
کہو روح کو نکلے قالب سے جلد
وہاں سب کے گڑے اوترتی ہی
نہ پوچھو ملاقات کیونکر نہ
گر کین نہ اون کے حکا لایا مین

یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے ہے
اگر منج دنیا کے بچیلے ہے
سروں پر نہ ہاگوں کے سیلے ہے
ہزاروں طرح کے منجیلے ہے
ہے جب تناک جی پہ کیلے ہے

سحر زند گئی تلخ ہو جائے گی
یہی دن جو کر ڈے کیسی ہے

رنج و غم بھر کے گزریں گے
روز جانین قدر جانے ہے
دو ہی باتوں میں طلی کیا قصہ
ہائے مرجانا ہائے مرجانا
گواہ کی نماز پانچون وقت

ابوبیت و بیان سے اوتر ہی گئے
دوسرے تیسرے اودہر ہی گئے
بوسہ ہی لے لیا مگر بھی گئے
عیب کے ساتھ سب ہنر ہی گئے
نہ ملا یہ وقت پر ہی گئے

پیری آتی ہی جی اوٹے مروے	مرنے والے ہزاروں مر ہی گئے
واہ رے پیچ و تاب کیسو کے	بال بکھرے ہی اور سنور ہی گئے
دشتِ حشت کوٹے کیا ہر طرح	دوڑ کر بھی چلے ٹھہر ہی گئے

پیر و بان یاد عاشقوں کی ہوے	کوئی کہتا تو تھا سحر ہی گئے
-----------------------------	-----------------------------

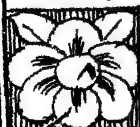
سحر پہر ہوئی از رو زنگت تمہاری	پہر آئی کسی پر طبیعت تمہارے
ہناتے ہو مختار عجور کر کے	اجی ویکہ لی بس عدالت تمہارے
اگر چل گیا کوئی خستہ ہمارا	تو کہلایا نگہ سب حقیقت تمہارے
نہ غیروں سے مطلبے جوشِ خوں	نہ بروا ہی حضرت سلامت تمہارے
یہ سرخی ہی نشہ کی ہم جانتے ہیں	سفید اکہ تھی سیرت تمہارے
جنوں میں ہی دو چار گمیری ہوئی ہیں	پہر آخروٹھائی ہی صحبت تمہارے
سیسھا تو تھی ہمو مرنے نہ دیتے	نہ کام آئی صاحب سلامت تمہارے
میانِ مغموبیت موتی محل ہے	مبارک ہو تمکو عمارت تمہارے
غیر ہون کا کیسا مزاج مبارک	یہ پوچھو کہ ٹھہری طبیعت تمہارے
فقط نام ہے سن لو عرو پر ہی کا	نہ سیرت تمہاری نہ صورت تمہارے

سحر ابھو چوڑو محبت بتوں کے	پڑ پائے مین کیا ہے یہ شامت تمہارے
----------------------------	-----------------------------------

گو زار فنا تو آئے لیکن انہیں گرا آئے	اک بہشت استخوان اور لاکھ استخوان کے
کعبے میں تبکی ہیں دنوں جگہ کہاں تھے	سکینہ ویکہ کے نیلے جہان جہان کے
جیتے جی مہربان دو عالم ایک جہان کے	جب گئے تو لاکھوں قرآن و بیان کے

اکی بھی نہا تو ان تھی مثل کرنا تھی
 حال عدم نہ پوچھو ہم کو تھے کہاں تھے
 قدسی سرشت ہا میں ہم ظاہر میں نہیں تھے
 ہم عاشقو نکار تہ کیا جا کوئے جاتا
 صحبت پری و شو کی مرغوب ہا رے
 طاوس کی طرح ہم سودا نہ کیے آئے
 وہ منزلوں کا سبزہ وہ وقت صبح کا سا
 دیکھا یہاں جو اگر نقشا ہی اور پایا
 یہ ہے سرگرداں کبھی سفر کا سامان
 باند ہے کمر خودی پر رکتی نظر وہی یہ
 لڑکے فریاد میں آکر کو جان کوئے
 قاتل تری گلی میں پونے تو فیض تھا
 کہرو لین کر کے دیکھا کچھ اصل غم نکلا
 اہل عدم عدم میں پوچھیں کمال تھی
 پتے کی خاک ساری حد کی فرو تھی ہا
 بوڑھے تھے تو کیا کیا لگا تھی سہ جہاں

اکی حساب میکن ادا و زنون پہلو تھے
 زیر زمین چلے اب بالا آسمان تھے
 اہل بہشت ہیں ہم اب کیا کہیں کہاں تھے
 ابلاغ ہیں سراپا طاوس بوشتاں تھے
 حلد برین ہیں طے حور و کدو میان تھے
 کیا خوب بیغ تھا وہ جہین کہ سہاں تھے
 نہرین روان نہیں کیا کیا سر و شاں تھے
 عالم ہی اور تھا کچھ حجب و زنون تھے
 جانا وہ ہیں ہی جاناں جو بی طبع جان تھے
 دودن کی زمرگی پر کیا کیا میں کہاں تھے
 کوہ الم نہ اٹھا از بسکہ ناتوان تھے
 دس دس سر پہ تھے دس دس نیجاں تھے
 ادا کبرای بت کیا کیا تھیں کہاں تھے
 دیکھا تھا خواب سا کچھ دودن سہاں تھے
 بیوند ہیں میں کی رفعت میں آسمان تھے
 پیری کی آرزو تھی جن روز بونیاں تھے



یہ تو سحر برائے سات آشد آسمان تھے
 سو قی ہیں ہم سب ہی آپ ہی آرام کیجیے



اب چلے غسل خانے میں حمام کیجیے

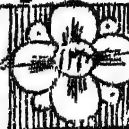
بیدار فنا میں ہر من عشق سی نجات

پیشین کے سانچے اپنی لاکھ رات کو
اسید ایک بوسی کی ہی آپ سی نہیں
افشای راز عشق کرین ماوغبین ہم
دنیا کو چورے بیٹھیں کہ چھین کے
عشق کرین صورت غلطی از رنگ

گیسو کا تذکرہ نہ سر شام سے
ہر چند کام قابل انعام سے
اک مرد آدمی کو : بدنام سے
مگر کہ ہی توسیع لب بام سے
مٹ جائے چاہ آپ تو کو نام سے



قرائش از کمی بہ تجی جس طرح ہو سحر
کے لیے یہ مکان کا نیکلام سے

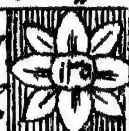


دل نہ آیا تھا کہیں جب تک جگہ
جمع ہوں سب سے بگانی حالت میرے
ماہ کامل سب ستار وغبین ہر لعل اسیر
ہنسکے کتا ہے وہ قاتل جان کی تو میرے

آد وفت ان پر زنا وغبین ہر لعل
ہر بزمین ہی گرم محبت پر عجب کی سیر
دور دم ہو پانی کرے انسان کا دل
جب میں کتا ہوں کہ مڑا ہوں تمہاری عشق



مرد و فرقت کے ارٹھے ہیں نہ اب بھین کے سحر
صبح کے ہوتے ہی اپنا خاتمہ باخیر ہے



زمین اور ہوا سماں اور ہے
جو منظور وغبین امتحان اور ہے
جو اہر رقم خان کے شان اور ہے
یہ بات اور ہے یہ زبان اور ہے
بنائے ہوئے داستان اور ہے
نقطہ ایسا کہ آسمان اور ہے
جسے میں تھوڑے برنگان اور ہے

محبت کا کوچہ جہان اور ہے
ابھی اک رمق تن میں جان اور ہے
خط اپشت لب میں کچھ آن اور ہے
یہ طرز سخن جہان اور ہے
کہ نشہ ہی سنسی کمانی مرے
تفلی سے ہنقم فلک پر میں ہم
زبان سے کھول کر لہر کہ کیا

کون سی پر فلک کے گھلا +
 تہا سے سب انداز قاتل بن یا رہ
 چلے جاتے ہیں رات دن قاتل
 جبکہ شری دلیں ہی یا عرش پر
 کہ اس پر دی میں اک جہان اور ہے
 میں کشتہ ہوں جسکا وہ آن اور ہے
 زمین کے تلے اک جہان اور ہے
 سوا اسکے کوئی مکان اور ہے



کسی سی شری شکر کو نیکو سحر
 بیان اور ہے یہ زمان اور ہے



ہمسے صدف ہوئی انور کے لیے
 ہی موت زندگی تیری محروم کیلے
 فریاں اور بہشت کی دوزخ قبول
 وہ دن گئے کہ داغ اٹھاتے تھے داغ
 ہمسایہ غم پرست نہوگا جہان میں
 محنت سی عزت سی میان میں
 شانے سے کہ دلف کی کیا خچال کی
 اسکو غور زیبا، وہ بے نیاز ہے
 منہ سے گھایا جا تو بوقت کی چوڑی
 رانوں کی مچلیوں تو وارفتہ کر دیا
 روزہ نماز فرض ہی ہر چند دماغ
 آخر کو ملتی لب جان بخش کے ہو
 کہ جی میں نہ پلے وہ ملی ہی دوزخ
 پر یوں کے نام تھیں اٹھیں گے سحر

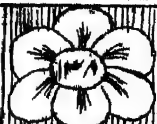
ساتی مزا باک ہی محروم کیلے
 مٹنے سے اور شہر ہی مٹنے کے لیے
 پریاں ہر اند چوڑی اک کر کے لیے
 اب پنج نہر ہے تری رنجور کے لیے
 دن ہی ہی شادی شادی کے لیے
 کوٹھے تک عروج ہی مزدور کے لیے
 بڑھ کر قدم جو ساتی محروم کے لیے
 یہ بات ابھی نہیں بتا سکر کے لیے
 بوسے لٹکے نرگس محروم کے لیے
 رتبہ نہیں حضور ستفقور کے لیے
 نشہ میں تو معاف ہی محروم کے لیے
 کیا بات اٹھ رہی تری رنجور کے لیے
 لازم دعا ہے عاشق مغفور کے لیے
 اک آدمی کو نیچے مزدور کے لیے

فرستی دود و دھواں ہر دھڑکے لیے
 شراب و صل میں پتے ہیں شہرِ ترکی لیے
 جیسا ہی کہوئی زمانے نے مالِ زر کے لیے
 عجیب صدا و ٹھایا ہے دکنے جانے کا
 وہ رند کا ہے کوہی جسکو فکرِ فردا ہی
 مریضِ عشق کو رکھ کر لحد میں ایسی گئے
 وہ ہم نہیں جو اوٹھا نہیں کدالکی صند
 فیصل عمر پر سنگیں مکان بناتے ہو
 کمان یہ آنکھ کمان وہ پتے پتے دید
 ابھی تو بال بڑا دیکھے ہی خوشی اور کدو
 حجابِ آقا ہی سایل جو پہرے جانا ہے
 طمع زمانے میں کرتی ہی ظالموں کو خراب
 خلاف وضعِ عروج و کمال دنیا ہے
 وہ پانچون کو اٹھا کر چلے جو کوٹھی پر
 دمانع یار کو طاقت خدا زیادہ دے
 ابرار سینے کا سنو اینکا او نہیں نا
 تکلفات پہ آجائیں ہم اگر اسی ماہ
 خدا کرے کہیں جلدی سی لای خط کا
 دلو یا پہلے تو دریا سے شور میں تولی
 شنب خرق میں مل ملکی دونوں تہ میں

لکی میں چڑیاں ہر کارو کی خبر کے لیے
 عقلِ عیب بھی کرتے ہیں تو ہر کے لیے
 سرے بزرگ تو خورد و کس کے ترکی لیے
 عزیزِ کڑھتے ہیں جیسے کسی جگر کے لیے
 میدانِ تور و زون میں کہتے نہیں سحر کی
 کہ آدمی بھی نہ سبھا کوئی خبر کے لیے
 عروجِ مرے باز آئے دو پہر کے لیے
 ثبات کو نہا ہی سنگ میں شہر کے لیے
 ہر چکارہ ہی کیا رتبہ اور کے لیے
 حد میں خدا ہی یون میں نیچ کر کے لیے
 تلاشِ رہتی ہی پارس کے سنگ کے لیے
 گمراہی کا نون میں حیا و شہ پر کے لیے
 نیلایا مہر کامل کو رات مہر کے لیے
 پری نے ان کی قدم تخت سے اتر کے لیے
 لگا لاکو چہ محبت کا شور و شہر کے لیے
 شجر میں لگتی ہیں کھیلے فقط تر کے لیے
 بلا میں جرج سی زہرہ کو رات کے لیے
 ابھی نولوٹ مسکا تا ہوں ناہر کے لیے
 پہر آبرو بھی عنایت ہوئی گھر کے لیے
 جگر نول کے لیے اور دل جگر کے لیے



اسی امید پر رہے ہیں جس میں یار کے
مشم خدا کی بہت جی گڑا سمجھ کے لیے



انتہائی الم و نالہ جانکاہ بھی ہے
رہنے روتے مری آنکھوں میں ہوئیں فریادیں
اس جینے کی مبارک ہی مجھے نوحید ہے
گروں حرج سے تنگ یا ہوں کم کشادہ
اوتھکے سیکھہ دہر سے پیٹنے والے
پوچھ لو مجھے محبت کے قرینے سارے
اوس پر یزاد کا گھر کس سے چھاتہ
غیر کو ساتھ ہلاتے ہو ہوا کمانے کو
جو ٹھٹی قسین تو کوئی سیکھہ کے اندر بان

ای تو تم ہی نہیں ہو کوئی اللہ بھی ہے
سیر دریا کی بھی ہی لطف شہاہ بھی ہے
ساتھ درگاہ میں یہ بندہ درگاہ بھی ہے
آخر اس گنبد بے در کے کیسے رہا بھی ہے
بزم حبشید بھی ہے ساتی حجاب بھی ہے
یہ فن عشق ہی اس سے کوئی آگاہ بھی ہے
ایک کراوہ گلانی سا سر راہ بھی ہے
یہ نہیں رہبان کہ ہمراہ ہوا خواہ بھی ہے
نرم مابند بھی ہر بات میں والہ بھی ہے



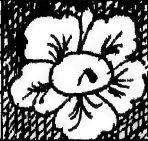
نئے سفینوں میں پروردہ ہی اپنا کلام
ای سمجھ بزم میں آباہ بھی تو واہ بھی ہے



دشت میں غم خفاہی گریا ہوا تنگ سے
وہ بادہ کش ہوں کینچن اگر کدیم سر
تیرا کیا ہے دل شب فرقت میں رات پر
پیانے سب کے عمر کے لبریز ہو چکے
عضو بدن بھی دشمن جانی ہیں وقت پر
دنیا کی ہم وسیع مکانوں میں باز ہے
طرز خرام یار پر رکے گا کیا قدم

کیا کیا سمند عمر گزارا ہے تنگ سے
کشتی میں کینچی چلی آئے تنگ سے
سہو مرتبہ اور چل کے گرا ہوں تنگ سے
آواز آ رہی ہی تری جلتی تنگ سے
ہارو کی چیلیاں نہیں کدیم تنگ سے
ای مغمو بچا ہے خدا کو تنگ سے
کیونکر چلے گا سرو سی پائی تنگ سے

نارنگ دلیغ یاری دیکھو حکم فاسات تسہیر کرتی ہی لیکن بہن دنیا کی جو آہو ختن سے آئے کہا جون کے واسطے نارنگ کیے جو قبر میں افلاک گر ٹپے	پہولون کے اوٹ دور کے ہیں لنگ سے تیمور شہر شہر پہاڑے لنگ سے تیری لیے شراب رنگائی رنگ سے مہلے کے سات برج اوڑا رنگ سے
--	---



صورت نئی دکھاتے ہو ہر شعر میں سحر
مقصور کیپنختے ہو طبیعت کے رنگ سے



کہیں پرچہ لگے خبر گذرے
خیر اک امر اب تو کر گذرے
کیا کیوں کیسے دو پہر گذرے
باز آئے ہم اسے تو گذرے
روتی سی روتے رات پہر گذرے
بات کوئی گراں اگر گذرے
سیکڑوں صاحب نہر گذرے

بے محل عاشقی سے در گذرے
جان جائے کہ آبرو کچھ ہو
اوٹھ گئے آدھی رات کو تم تو
سہین اوٹھنے کے داغ بے حس
بانغ عالم میں صورت سنہم
ای بتو کم نہیں ہے پھر سے
کیا ہو قدر کمال دنیا میں



دہ کرین گے دبان سے شکوہ
ول پہ جو گذرے اسی سحر گذرے



آخر میں خب بھرتیہ انار سحر سے
روئے کو تو آند ہی میں مردیدہ تر ہی
ای قاتل عشاق کوئی نامہ اوپر ہے
یہ حد کی نیکی ہے کہ ٹیڑھی ہی طر ہے
باقی نہ رہے چاہیہ آئینے کا گرجے

موقوف سی اب تو پہنچے تو پہنچے کو پہنچے
کیفیت ابر اور اسکو نہیں کمت
چن چکے محب قتل کے قلع ادا سے
ٹوٹی کی کچی دیکھی تیلی ہر کی سنی تھا
اگر سیکڑوں برباد کو تو ہو رہی صورت

اس پر وہی ای پرورشیں کر لیا
کا جل ملک انگنوں میں جی ایدہ
دانتوں کے تصور میں بند ہوا بیان کا
صورت کا غور اور سکون میں عشق کا غور
محتاج پرستوں کی کو آئینے و کیمین

سب عیب بے پوشیدہ ہے اور ہر چیز
مدت سے نہیں اب ہجرت کی نظر ہے
لو آئینہ و نہیں آئی لگے سخت جگہ ہی
و کیمین تو ہلا ہم بھی ہیں و تو کیمین ہی
ایسی ہیں قمر ہی ہی بیان رشک ہی

کل صبح کو وہ عاشقوں کو قتل کرین گے
کدو کہ سرشام سے حاضر ہے سحر ہی

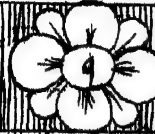
موقوف ہی خدایہ تو کیا ضرور ہے
ہر حال میں نوشتہ تقدیر پاس ہے
جز نام نیک کچھ نہ رہے گا جہان میں
جنگل میں بھی پہنچتا ہی حصہ نصیب کا
بے گنتی ہو سے لین گے اگر جیت جاگے
کس کا سبب بے الہا سبب اور ہے
بہاری ہی ایک ہی صف شرکان ہزار
سچو کا شیر اس دولت کو چاہیے
کہتے ہیں سب ہیں کو نہیں ہی ہیں
بیرونوں کو چاہیے تقلید اہل شہر
ارگو کہے عالم ارواح میں خدا

پیر دشمنوں ہی بغض حسد کیا ضرور ہے
فرمان خسروی کی سند کیا ضرور ہے
خود مٹ گئے نشان ہی کیا ضرور ہے
لفکر کو روز فکر رسد کیا ضرور ہے
چوہہ میں سوچا پس کی حد کیا ضرور ہے
تشویش و فکر کو کشش فکر کیا ضرور ہے
غالب جو فروغ ہو تو مدد کیا ضرور ہے
قصر فلک کو برج اسد کیا ضرور ہے
ارشاد کچھ نہ کیجھ کہ کیا ضرور ہے
خود مستند ہیں ہکو سند کیا ضرور ہے
روح مدوان کو قد حسد کیا ضرور ہے

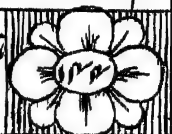
سٹی تو آپ یہ تن خالی ہی اسی سحر
فکر زمین ڈرایا حد کیا ضرور ہے

دن آپ کا ای شک قمرات ہمارے
کس لطف سی کچھاتی ہی برسات ہمارے
کدو کہ او سنیں تک متے ملاقات ہمارے
کام آئی گی آخر کو ملاقات ہمارے
دن سی بھی بڑی کٹنی لگی رات ہمارے
کس طور سے ہوتی ہی مدارات ہمارے

بے اسکے شبہ کی نہ ملاقات ہماری
بہخا نہیں ہوتے ہیں بسر چارہ نہیں
اوس جلسے کو لوگوں میں جو ہلو کو پی پو
جب کوئی نہ آئیگا تو بلواؤ گے ہلکو
چہر کا تصور رہتا ہوا زلف کا سودا
ہم لوگوں کو اگر کوئی میخانہ میں بھیجے

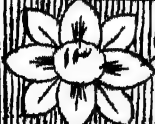


ہمسا بھی گندگار سحر خلق نہ ہوگا
رندون میں غنیمت ہی غرضات ہمارے



گہریٹھے بھیجتا ہے طلب کیا ضرور ہے
پہلو میں بیٹھنا ہمیں اب کیا ضرور ہے
ہر شے کی جب ضرورت تھی اب کیا ضرور ہے
ہر روز نرم عیش و طرب کیا ضرور ہے
بہمے ضعیف پر یہ غضب کیا ضرور ہے
وحشت میں اور پاس آؤں کیا ضرور ہے
رحمت اگر نہیں تو غضب کیا ضرور ہے
جانا کسین بغیر طلب کیا ضرور ہے

وہی سبب آپ سبب کیا ضرور ہے
اپنی جگہ تو صاحب محفل کی دل میں ہے
حاصل ہو اکمال قناعت ضرر میں -
تتمہ کی سحر کا سہی لازم ہی کچھ خیال
قابل میں ہر عذاب جہنم کے دیو زاد
آیا خیال یار میں تعظیم کو اوٹھا
جگہ نہیں چھوڑتی ہی جب تک گھٹانا نہ ہو
ہم نے بلائے تو نہیں جلتے خدا کی گہر



روشن کیا ہے نام تخلص نے ای سحر
بدنام کو خطاب و لقب کیا ضرور ہے

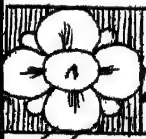


کھل گئی عشق مجازی سی حقیقت تیرے
شکر کرتے ہیں تو ہوتی ہی شکایت تیرے

دیکھی آئینہ رخسار میں صورت تیرے
تپ رقت میں اوٹھائی ہی دہ لیا ہنسنے

سکہ داغ جنوں پاسے بدولت تیرے
 نقد دل ہی ہی تودہ ہی ہی امانت تیرے
 کہیں ابجھے ہوئے ہوتی جو طبیعت تیرے
 تیرگی آج کی بل بی شب فرقت تیرے
 تیری گردن میں یہ شکے کی عمارت تیرے
 قصر و منظر ہے ملک ہی یہ امارت تیرے
 کہ اوٹھائی ہی کہی پہننے ہی صحبت تیرے
 آج تنگ ملکوں سے دیکھی نہیں ہوتی تیرے
 باب پنجویں تمام ایک حکایت تیرے
 اب کے سج جاتی تو کیا کرتی عبادت تیرے

لاکھ میں کہیں ہم احسان فراموش نہ
 پاس کچر بندہ آزاد نہیں کہتے ہم
 پیچ کر تاد کسی عاشق پیدا سے کہے
 وہ نظر آتے ہیں جھکونہ پنگو کو چرخ
 خانہ بردوش سبک دہش پرین گنم
 گورین خاک نشین تخت نشین کیسیاں میں
 تخلیق خلوت و لمین ہے یہاں کوئی تو
 کافون ہی سنتی ہیں اوصاف حمید و ترا
 بر گلستان میں ہی ای عشق فسانہ ترا
 سو خواب ہے دم آخر یہی ہر فرد بشر



کو چہ پار کی مٹی تن خاک ہے تنہا
 اسی کو چہ میں بنی گی کہی تربت تیرے



پہر ترک کی محبت نافع فساد کر کے
 بیجا ہے رنج اوٹھانا فکر سعاد کر کے
 ہم مول لیں گے قصہ نافع فساد کر کے
 حاصل یہ دنج دنیا عاشق کو شاد کر کے
 دل کو دیا تہا بارے کیا اعتماد کر کے
 ہی دوزخی جو ہوئے تو لیں کو یاد کر کے
 مارا ہین فلک نے یوں نام لو کر کے
 رواں بولا سخن کس کس کو یاد کر کے

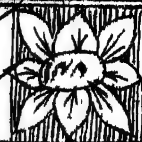
پہلے تو لی لیا دل کیا اتحاد کر کے
 پران بیان ملی ہیں حوریں ناں ملیں
 سنتی ہیں کج کل ہی بازار گرم اوٹکا
 بوسہ اگر دیا ہی گالی نہ دو تو جا میں
 دزد و جٹا کو شاید عاشق نہ جانتے تھے
 کیا دل ہی ہو فراموش او سکارخ کنڈلی
 حصے میں ایک شب ہی ای ماہ کم نہ
 ہے سانسے مرغ بیدار ان دھنگان کا

حدت باوہ اگلو غضب ہوتی ہے
 صند بھی ان ماہ جبینو کی غضب ہوتی ہے
 عشق کہنہ ہی حسینو کی تواریخ ہون میں
 رخصت ہی روز وصال اب جہ بھی تین پر
 اب تو پردی کی ملاقات سی دم رکنا ہر
 عشق انسان کو حیوان بنا دیتا ہے
 بہتے بہتے نہ رہا جاں گنا تقصیر سنا
 آدمی آپ میں رہتا نہیں اگر شک پری
 زندگی ہی تو بہر طور گدز جاتے گی
 کچھ نہیں ہو جتا ہو جاتی ہے دنیا ابیر
 کچھ قیافہ میں بھی دخل دیکھو ہوا ہی ثبات
 راہ میں وصل کی ٹھہری ہی قسم ہی گھر کے
 جان آئے تن ہیابی میں ملا تا تہہ ہی تہہ
 ناؤ کی ختم ہی ای رشک قمر غیرت صر
 میکہ سے پر نہیں موقوف کہیں جی تو
 اور تہہ پتھر تہہ میں فلک دی کی گالو کی طرح
 گنا ایمان دیتے ہیں اب صاف لطیفے کیسے
 سرو کو چانٹ کی دم میں قدر و زور کو نہیں
 اپنی کہتے ہیں نہ سنتے ہیں کسی عاشق
 داغ فوق نہیں خورشید قیامت کیسے

یہ پہلی اور نہیں تبا کہ لب ہوتی ہے
 شام سے رہن ہی کہ شب ہوتی ہی شبنم
 شور کیا بات مری قصہ طلب ہوتی ہے
 حسین مر مر کی سچی تھی وہی شب ہوتی ہے
 ایسی باتوں سی تلی محبی کب ہوتی ہے
 یہ خرابی انہیں یونہی سبب ہوتی ہے
 نوجوانی سبب شیش و طرب ہوتی ہے
 طرف بھون یہ یا توئی لب ہوتی ہے
 کت چکی بھر کی شب صبح ہی آپ ہوتی ہے
 دن تو دن رات جدائی کی غضب ہوتی ہے
 بی سبب کیوں مری تصویر طلب ہوتی ہے
 سیسج گاڑی جو سر شام طلب ہوتی ہے
 اور اعضا میں بھی محاسن لب ہوتی ہے
 آفتابی جوش مہر میں طلب ہوتی ہے
 وہیں مہر میں جہان بنت عجب ہوتی ہے
 آہ و افسوس رفتار غضب ہوتی ہے
 اولیٰ پیر و ادبی عاشق سی طلب ہوتی ہے
 شہر و الون کی تراش ایسی غضب ہوتی ہے
 نالہ و آہ سے دوست میں کب ہوتی ہے
 دن نہ کٹتا ہی کی طرح نہ شب ہوتی ہے



کوس رحلت کے صد آتی ہی نوبت سے سحر
کیا میری نیند اوجاٹ آخر شب ہوتی ہے



اوترا علم فقیر کو درگاہ عشق سے
آگاہ تم بہنیں چشم و جاہ عشق سے
یوسف کو ہم نکالتے ہیں جاہ عشق سے
پایانہ حاتم ساتھی حجابہ عشق سے
کیا بات کیجئے رازدہ درگاہ عشق سے
دل ٹوٹا ہی صدر نہ جانکاہ عشق سے
یہ بھی بعید تھا خضر راہ عشق سے
روکے ہوئے ہیں کوہ کو ہم گاہ عشق سے
پر وہ تو کیا ہی بندہ درگاہ عشق سے

پایا خطا شاہ سحر شاہ عشق سے
نارہ نشان ہی شبیے قہر ہی میل سے
دل کو دترن سی بعد فدا ملتی ہی نجات
پوسہ ملانہ چشم خمارین کا ایک ن
ناصح بکا کوئے نہیں فنیے کے ہم جو آ
چاہت میں کیا گذرتی ہی بندہ یی کوئے
دل کو گیا ہی بول ہلبیا نہیں لفظ
نیکا ہی جسم زار کو ہے وہی وقار
خوبی یہ سن کی ہو فقط آنکھ کو کاہر حجاب



دل پہر گیا ہے کوچہ جانان سی ای سحر
لایا ہوں اس فقیر کو شہراہ عشق سے

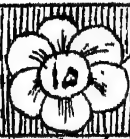


سر دست اور جلا یات عیار مجھے
یوسف مہر نے لو کا سر باز ار مجھے
اس لیے دفن کیا تھا سر باز ار مجھے
صنعت سی آپین آنا ہی ہی ہوا ر مجھے
جام ہر دو میں ملتا ہی کمی بار مجھے
بی مزہ کیوں ہوا اگر سمجھو مکنوار مجھے
ہاتھ چرچکے لگانا نہ خبردار مجھے

فحیر کے ہاتھ پہ گل نیکے دیا خار مجھے
وہ خدیوہ ہوں ہر جنس کو سوا ہی ا
قبر پرستی ہی و زرات رقیبوں کی نشست
کوچہ پیار کے جا دیکا میدان کسکو داغ
سیکھ چشم غنایت ہی او ہر ساتھی کی
پوسہ روی ٹیکس کا بہنیں کچھ خبر کیے
ہسکے کہتے ہیں قہر و وصل و کس جی

یہ نہ ہوگا کبھی کہتے ہو گنگہ گار بجے
سحر و صل یہ رخصت کا علائقہ بجے
یوں تو قاتل نے کیا یاد کنی بار بجے
تیرا سونے کا بدن ہے تو پہری یاد بجے
دیکھنے کو نہیں دیتا کوئی تلوار بجے

ہو رہے ہیں پتھر و پتھر عارض کی قسم
بارنہ و الیہ ماتہ گلے میں آکر
آج تک تلے ہجلی ند کبھی آتی تھے
زرد دنیا سی ملوث نہیں ہوتی قانع
ابر و نیکا ہے جو سودا میں کھا جاتا ہو



اولتا سمجھا ہے جو واضح بھی تو بانوں نہ سحر
بے وفایا رستے ملنے کا ہے انکار بجے



نہ جینے کی شادی نہ مرنے کا علم ہے
دکھا دو او نہیں اب تو انگنوں دم ہے
یہ سودا میں تیرا سر کی قسم ہے
نہ برق غضب ہے نہ ابر کو دم ہے
سری لکھنؤ میں بھی باغ ارم ہے
چلو میکشود دورہ جام جسم ہے
کہ تحریر موقوف اب یک قلم ہے
یہ شیریں زبان مری حق میں ہم ہے
بیان کب تمنا ی جاہ و حشم ہے
نشیب فرازا میں ہر ہر قدم ہے
خلاف او نکا وعدہ ہے جو غمی قسم ہے
تو کہتے ہیں وہ تو بھی طرفہ نرم ہے
غضب غضب ہے ستم ہی ستم ہے

سحر سا بھی دیوانہ دنیا میں کم ہے
دم نزع ہیں یہ اشار وں میں تین
تصور میں گیسو کے کٹتے ہیں تین
نہ خصمی ہم پر نہ چشم عنایت
سنا ہے کیا حال جنت کا واعظ
کچھ آنکھوں کی گردش کا سمجھے اٹھا
کمان کاب لکھو گا پیام زبانے
مٹاتے ہو کیا مجھ کو باتیں بنا کر
فلک سکھو رفعت دکھائی اپنی
محبت کے کچے سے تم نابلد ہو
کس امید پر جان رخا کوئی اپنی
دکھانا ہوں جب سکھ دانغ حشر
کجا بطیع ناز کہ کجا کردنی

یہ اسد سے اپنے بیٹ ہی مجھ کو
مین پر وہ ہوں او سکا جو نابینا ہے

سفیدی ہی بالوں کی آئینہ پر ہے
سبحی ہوئی ہی اب ات کم ہے

کہتے ہیں حال جد آج کسی شب کیے
گو بظاہر ہیں جدا ایک دین ہم تم دو
وصل موقوف ہی اسی جان جو طاری
سلطنت مل گئی جو وقت پہا جام سرا
دو پہر کو مین کہوں تکرار نظر آئے ہیں
بول و شہ وہ بت مغرور خود راوی
مخفہ رکھیں اس قصی کو مطلب ہے
رابط کا ہی کو ہی اک روح دو عالم کے
جان دی دینی کو حاضر مین ہیں
زند سیکش کی عمل کو مہی مجرب کیے
آب ای رشک فز کو اگر شرب کیے
تنگ آکر شرب وقت مین جو یار کیے

کیسے کفر سخن سہر خموشان مین سحر
آپ تو خلق مین گویا نئی بڑی اب کیے

کیا نذر یا رکوش و صلت دکھائے
سور یہ نہ لپٹکے کچھ فرار مین
ماحق مزاج پوچتے ہیں دو آشنا
تصور کینچنے ہی تصور سے آگے
ہوتا ہی ایک جنبش ابرو مین قتل غم
چور و جاسی خواب نصیب آگاہ کیے
سیونیکا ہی بدن تو نمنا آگاہ کو کیا
سابل کمانی کی مین اب کہنی کی گون
محشر مین جب کہ نامہ اعمال میش جو
تھری جو دل تو داغ محبت دکھائے
وہ منہ مین رہا ہے جو صورت دکھائے
کس کس کو داغ وقت و حسرت دکھائے
بہر پر کے منہ مجھے دم نہختے دکھائے
ملو اور کو کسا کے اصالت دکھائے
خوش قامتوں کو حال قیامت دکھائے
دنیا کی لوگوں کو یہ امارت دکھائے
منہ او فکا دیکھیں نہ یہ صورت دکھائے
سر مچھڑ کر نوشتہ قسمت دکھائے

گمبار ماہی دم سبب تار فراق میں | ایام ابتوحا چند سی صورت دکھائیے







پریوں کا ہی اکھاڑا سحر اپنا لکھنؤ
کیونکر بیان نہ زور طبیعت دکھائے



کیا ہکو جوان چین یاد کریں گے
خیر وں پہ وہ ہوسے میں تہنہ کرنا
ہو گا وہی جو کچھ کہ وہ ارشاد کرے
سیر حسن خدا داد کریں گے
مردی دہن گورنی فریاد کریں گے
کیا جانتے تھے یوں ہیں برباد کریں گے
پھر کسکو دکھائیں گی عواید کریں گے
اکسیر سی پائین گے تو برباد کریں گے
ویرانی ابھی خانہ صیاد کریں گے
آب قید جسکے بھی آزاد کریں گے
باتیں تو سنیں گے یوں میں نشانہ کریں گے
ارشاد سی کیا ہم تری فریاد کریں گے
جنی کی طرح نالہ و فریاد کریں گے
پیدا ابھی شیشی سی پرزاد کریں گے
سوہ چکیاں آئین کی اگر یاد کریں گے
جیتے ہیں تو کیا کیا نہ وہ تیرا دکھ کریں گے
دیوانے میں رہو مجھے خدا دکر کریں گے

صدے میں سیر سر کو آزاد کریں گے
دیکھیں گے کسی اور پہ بیدا کریں گے
ناصح کی سنی ہی نہ سنی گا دل حسی
گلاشت میں بلبلی سی بلا بخشی سہار
ہی زیر زمین ہی جو سی گردش افلاک
یہ مع لطیف اس تن غامی میں آتی
حیران ہوں کہ جب عالم ایجاد نہ ہوگا
دولت دنیا کی اورانی کو میں آندے
بالوں کو پریشان کیا رلفھ میں ہٹسکر
دور روز کی دھانجی ای بروج نہ گھبرا
پر دے کی ملاقات سی وصل سے باز آ
کھڑا ہے تو مشرب میں ہی معشوق کو
اعلیٰ ہی دماغ ایسی قوی مغز نہیں ہم
بلے یار نہ رند و نسی ناچا لگا ساجی
تخلام کی محبت بھی سنیں ظلم سے خالی
جب سر گئے پھر کون اوٹھا تاہی کسی
زنجیر جو پہنو لگا بیاہو کی قیامت

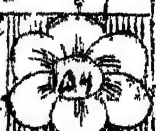
کبریا رحمتی حال پہ جلاو کریں گے	سر شمع کی مانند ہتھیلی پہ دیہا ہے
 مرشد کو پسند آئے زمین در جاناں آباد میدان ہم سحر آباو کریں گے	
تھو اکبتہ کبر کے دید ہو جائے تو مشرک قابل توحید ہو جائے پت غم میں پیوستہ رہ ہو جائے کلام یار کے تائید ہو جائے کہ زندوں کی بھی گھر میں عید ہو جائے جب انگلیں نبد کر لون دید ہو جائے ذرا دربان پہ پرتا کید ہو جائے ابھی دونوں جان کی دید ہو جائے گمان نمنہ ناپید ہو جائے یہ امر ایسا ہے بے تائید ہو جائے بہا آئی تو بہر توفیق ہو جائے تو آئینہ یہ محدود ہو جائے کہ موزوں شعر بے تعقید ہو جائے کرے ایجاۃ قلیل ہو جائے	اگر کچھ غیب کی تائید ہو جائے کرے وہ بیت جو کیتائی کا دعوی مفرح ہی نہایت آب انگور دہن کو نقطہ مہموم کہیے گلے سے آکے ملجا حلد ساتے بیان تک صاف ہو مشق منظور تصویوں کی ہو قید اپنی بلا قید پڑنا نشہ کی چٹک دیکھ داعظ کروں وہ نالہ پہو پچیں آسمان تک خدا چاہے تو وہ بت حیران ہو نہیں باقی بدن میں قطرہ خون جو خود بینی ہے منظور نظر ہے فصاحت کا اسی پر خاتمہ ہے یہ سب موجد تقلید میں ہمارے
 سحر کا شعر پڑھتے ہو اگر باد دہن یہ درج مرور دید ہو جائے	
اچھڑی دور دور شراب صال و	رخصت کا وقت ہی بھی ساقی ادکال و

عاشق کو جان نہ کہ نہیں تھی غریب
منظور روح کو نہیں اوشکا ر عشق
نقصان لے گا بھی ہی موجود ہیں
مانگو گا چاکے کہے میں پہلے ہی کا
از او پاس کہتے نہیں نقد دل ملک
یرقان ہی مر کو تو تم کا بدن حید
اکھون کی تپ سونج بھی ہے رنگ بار کو
ہم کو ملا کے خاک میں کیا باغ باغ ہے
بیساختہ ہو حسن نہاوت نہیں پسند
جو کچھ کو قبول ہی جو درخت چشم
روانشون میں جان ہی ہا گی گردن
دنیا سی ملقت ہونے ہی ہن ہاں پر
خوش فعلیوں میں آئی اگر چاہے نہ میں
نہایت ہوا یہ سر نہ دہنا کہ دہار سے
موقوف آدمی نہ ماہ تمام پر
روشنے کو ابر ہی اگر کسے نہ راز پر
دست دعا ہے ترسے درگاہ میں بلند
حاکم کا آپ قول عیب اجمال ہے

تیا یو میں دل نہ ہو تو کلیجا کمال سے
آنسو ہمارے شمع کی کیا اجمال سے
عادت نہیں کہ ایک کو سار کمال سے
اسدیر سے بھی بتوں کو نکال سے
کسا دین جو فاصد آکے پیام وصال سے
روی ملیع کو کوئی کس سے مثال سے
کہتا ہے اختلاف میں کہیں کال سے
خلعت زمین کو کیوں نہ فلک نہ فرما سے
کیا لطف گوہری کال ہے کاجل کا کال سے
ملو ہونے ملنے کو تھیں کہیں غزال سے
دل لیکے پھر کہیں گے کلیجا کمال سے
وہا گے کسی جوان کو یہ سر زل سے
کوٹھی پہ چڑھ کی چاند کی ٹوپی اوچھا سے
وہ دہو ہے زبان چکارہ کمال سے
یہ اوسکے دین ہے جسے چاہے کمال سے
بجی یقین ہی اوس ہی نہیں شک کمال سے
پائے ثبات ہر تہ کو یاد و اجمال سے
کیا محکے میں حشر کے عاشق سول سے



غم کا نہ بیج ہی نہ خوشی کی خوشی
دینے دو آسمان کو جہان کا لال سے



<p> بے غم و غم حیرت کے گزر رہے گئے روز جانے میں قدر جاتی ہے وہی باتوں میں طے کیا قصہ مائے مر جانا مائے مہر جانا کواد کی نماز پانچون وقت تیرے آتے ہی جی اٹھنے مرد واہ سے پیچ تو اب گیسو کے دشت و حشت کو طے کیا ہر طرح </p>	<p> ایتوبت و بیان سے اوتر ہی گئے دوسرے تیسرے اور دہری گئے ہوش سے لے لیا کر ہی گئے عجب ساتھ تنہا رہی گئے نہ طایار وقت پر ہی گئے مرنے والے تزار دن مر ہی گئے بال کبرے ہی اور سنور ہی گئے دو ٹکڑی پہلے ٹھہری گئے </p>
--	---

<p> ۱۵ پھر وہاں یاد عاشقوں کی ہو کوئی کہتا تو تھا محراب ہی گئے </p>	<p> ۱۶ آرمیت یہ ہو تو لے پہلے روح چاہے تو چارون پہلے کب تک کوئی صحن میں ٹہلے کرے طے گلاب سے پہلے کیا درختوں میں آدمی پہلے </p>
---	---

<p> ۱۷ سنیں مکن بری سی جی پہلے قصر تن ہی مکان کرائے کا آمد آمد نے مار رکھا ہے نام اوس گل کا یوں نہ پہلے بے سے قد ہے عیش باغ اوجا </p>	<p> ۱۸ آرمیت یہ ہو تو لے پہلے روح چاہے تو چارون پہلے کب تک کوئی صحن میں ٹہلے کرے طے گلاب سے پہلے کیا درختوں میں آدمی پہلے </p>
--	---

<p> ۱۹ بس یہی تو سنیں کہا جاتا یوں تو جو چاہے کچھ نہ کہہ کیے </p>	<p> ۲۰ خاصہ تو کہ چکاتا عات میں قی سیکارے صورت یس کی تو کیا چاہے گا کیا ہلایا براہ تین </p>
---	--

<p> خط کہتے ہی کہا کہ حقیقت میں قی کس سسکین گلوں کی سماعت میں قی یہ یاد کہو عشق و محبت میں قی </p>	<p> خاصہ تو کہ چکاتا عات میں قی سیکارے صورت یس کی تو کیا چاہے گا کیا ہلایا براہ تین </p>
--	--

نرس کو لوگ کہتے ہیں چنگی سی لیکر غیبت کرو نہ وعظ میرے مذوق کی غلط راہ کاظن ہی نہیں قابل شراب کے اسکا بھی کچھ عجیب نہیں چاہا تو بخش دے	آگمیں ہین دیکھنے کی بصارت میں فروغ یہ عیب ہوتا رہے شرافت میں فروغ کیونکر وہ کہ او کی عنایت میں فروغ بندی میں او کے گو کہ اطاعت میں فروغ
--	--



۲۲ خزان بہار سبب رخصت ہوئی سحر
یہ کیسے اب تو آپ کی وحشت میں فروغ



موتی کیا مال میں نسیان کی حقیقت کیا ہے
ایک کپڑی کی گریبان کی حقیقت کیا ہے
ای فلک گردش دوران کی حقیقت کیا ہے
آرمی دیکھے کہ انسان کی حقیقت کیا ہے
پوش میں اہل صنایع کی حقیقت کیا ہے
بوستان کیا ہے گلستان کی حقیقت کیا ہے
ای پری تخت سلیمان کی حقیقت کیا ہے
ایک دیوار گلستان کی حقیقت کیا ہے
ای بتوزلف پریشان کی حقیقت کیا ہے
بی بلا کے ہوجہان کی حقیقت کیا ہے
حرف نوح کی طوفان کی حقیقت کیا ہے

نہ کہو عاشق کران کی حقیقت کیا ہے
طوق لوہی کی کئی توڑی ہیں ان تانے
کنج غزلت سی کہیں ہم نہیں ملنے والے
آگمیں ہوا اسطے خالق فی عنایت کیا ہے
ختم ہے لکھنؤ والوں پر یہ مرد ناشی
نظم رنگین سی سوانہ ہے رنگین اپنی
نظر کے بوریے پھینکا ہے فخر اپنا
باغین اور کے میں جاؤنگا بہاؤ تو دو
نظر انداز ہے ہی کیوں نہ رہے خاطر جمع
آپ سی آئی ہیں کیونکر نہوں محفل میں
چار آگمیں نہ کریں دیدہ گرایاں جا بجا



یار کے کھنکھے کا دیو نہ بڑا مانو
سچ تو ہے عاشق نادان کی حقیقت کیا ہے



اگ ہو جائے میں دیکھ دیکھ ہولان ہوتا ہے

یہ لب بوسیکا مارے عیان ہوتا ہے

عشق ابرو بھی عجب کا ہنس جان ہوتا ہے
 دل ہوا نہ دگر گرم ہے آہن میں
 ابتداء یہی جنون کی کوئی ہنسے چھے
 بار احساں جھکے جاتے ہیں آئندہ از
 آج نالوں میں کنک ہی نہ نئی بائیں
 کین عزت میں بسیر کیجئے عفا کی طرح
 جام کی ساتھ گھوڑی بھی دی جا سکتی
 سوچ تو ہی نا کہ موزوں کو نہیں جانتے
 حال کچھ شہر خموشان کا کسی سی نہ کہلا
 بارہ نوشی کی جب آتی سی بہار ای سکتی
 گویا میں ہی نہیں آفات سما کسی نجات
 بے رخ ہی اپنی بگڑنی کا نہ بنے کی خوشی
 نسخہ بھی ہی کم از نسخہ اکسیر نہیں
 یسلی زلف کی ہم بھی کبھی دلو اسے
 کس سے افشائے محبت کا گلا کرتے ہو
 شاعری چیز ہی کیا شعر کسے کہتے ہیں
 ہفت اقلیم میں شہرہ ہو تو اک لطف کو
 دور ساقی میں ہی میخانی کی برستی دوت
 زردی رنگ ہی پہچانتے ہیں عاشق کو
 چاک ہوتا ہی گریبان چو با گل یہ

حلق پر خیمہ بی آب روان ہوتا ہے
 یہ نئی بات ہی بی آگ دھوان ہوتا ہے
 جب بہار آتی ہی پہلے خفقان ہوتا ہے
 طرف سے بڑھ کر جو دیتے ہو گراں ہوتا ہے
 دل پہ ٹوٹے مجھے شیشے کا گمان ہوتا ہے
 آپ جب تک نہ مٹے نام کمان ہوتا ہے
 لطف سیر کا لب آب روان ہوتا ہے
 کہ مزہ شعر کا بی عشق کمان ہوتا ہے
 قافلہ یاروں کا ہر روز روان ہوتا ہے
 کچھ اونہیں روز وینہیں اکثر رمضان ہوتا ہے
 آسمان خاک کے پر وینہیں نشان ہوتا ہے
 کیا غضب عاشق بی نام و نشان ہوتا ہے
 ہر برس سیر مغان پہری جوان ہوتا ہے
 ذکر محبوب کا نہ چیر و خفقان ہوتا ہے
 آپ میں عاشق جا نہا د کمان ہوتا ہے
 سال ہی دل ہی اسی پر وینہیں بیان ہوتا ہے
 ہم یہاں شیشے میں مذکور و مان ہوتا ہے
 ہنسی بڑھتا ہی جو سیر جان ہوتا ہے
 جو گزرتی ہی کمان اوس کا بیان ہوتا ہے
 ماہ نو بجے درختوں ہی عیان ہوتا ہے

آہ سے یار کے کمر سے مین و ہوان ہوتا ہے

دل سوزان کی لیے چاہے آتش خانہ



یار کستا ہے سحر دل نہ کہین جلتا ہو



نہیں ہی بات کو کچھ اعتبار دیکھ چکے
ہمارا دل کو کیسا ہی یار دیکھ چکے
یہی ہی حال تو ایسا وار دیکھ چکے
خزان بھی دیکھو گی جبین فر دیکھ چکے
بہت نشیب و فرازا کی بار دیکھ چکے
فصو حال دل بقرار دیکھ چکے
میرا عجب مرا اکسا دیکھ چکے
ترا جمال بھی پروردگار دیکھ چکے
کہ تیرگی شب انتظار دیکھ چکے
ان آنکھوں سے تو نظار و یار دیکھ چکے
وہ چاند عید کا بھی بادہ خوار دیکھ چکے
سب آفتاب رشا ہوار دیکھ چکے

بگارد دیکھ چکے اونکا پیار دیکھ چکے
برسے ہیں ہم کہ بیلے میں غرضکہ جیسے
پری ہو یا نجی ہاتھوں میں پرین اور تیرے
و کہ گین کی تنہیں کیا کیا نہ گری آنکھیں
قدم نہ رکھیں گے پہر کو چہ محبت میں
عجب ببول بہلیاں ہی کو چہ کیسو
پس فنا ہی غرض سر نہ تو کرین
شبیر آدم خاکی چہنے سچا نا
ہمیں جراتی ہو کیا بابونکی سیاہی
چڑیا و نشہ کی عینک تو وہ غلطو
مہ صیام کی پہلے کو لگیا ساتے
تقط ہی حاجت اصلاح قبلہ عالم



ہوش حور خان کی نہ اشتیاق پر سے



ہننے اس نوک کا انسان تو دیکھا کم تر
پہول اس باغین کثرت سی میں ہو اکم تر
آپ سمجھ میں کہ شاید ہی سو داکم تر

بوج کرتی ہو قرولی سی مشر و کیا کم تر
دماغ حسرت میں بہت حاصل دنیا کم تر
بال پڑھنے کو جو پڑھ میں صبح مشر و

کیون بشر فیت دنیا کی ہوس کرتی ہیں ہاتھ جیسے سی اور چٹا ہاں امیر کا سلام رات بتیس کٹری حلقہ گیسو کمون کیا غرض انکی بالوں کی سیاہی و بزمین تو سہی میری طرح راتوں کو بی چین بہرہ	روز کہانے کے لیے کیا غم عقبا کم ہے بندگی کرتی ہو ہو کو تو خدا کیا کم ہے سج ہی زلفون سی شب بے وقت پیدا کم ہے کیا ہمارے شب بے وقت کا اندہ ہر کم ہے مشتق نالوں کی ابھی ای گل عنا کم ہے
---	---

۱۱۳	فائدہ کم ہے قریبوں کو زانیہن سحر دیکھ لو آب لب ساحل دریا کم ہے +	۱۱۳
-----	---	-----

نغم کہانے کیا ہے بزمین تو روح بہر گئی کس ننگی کیواسے دنیا کی جستجو رویا کیے کہ بزمین ناسے کیا کیے جلدی قیامت آئی کہیں مشر ہو چکے مرنے کے بعد بھی نہ کیا ضعف کا اثر بند ہے لگا جو صافی تصور حضور کا پوچھا بدنسی خاک بیابان کو یا سنے چوٹی بہت وبال ہے اللہ ہی ناز کی یٹی و مان چٹھی بیان جی چوٹے لگا	اب زہر کہا تین گے یہی دلیں بھری نہوڑی ہی رہ گئی ہی بہت سی گز گئی اپنی کو بہاری تو یوں بھی گز گئی سوئی بہت مرارین آئینہ بہر گئی برسون میں او کی پاس ہماری خبر گئی بالکل نظری انکے کے تپلی اور گئی شاہ جنوں کی دی ہوئی دروی اور گئی ہر دم ہی کلام ہی میری کر گئے اچھا ہوا کہ دل کی ملا جان پر گئی
---	---

۱۱۴	کمل میں اپنی ہم بھی بسر کرتے ہیں سحر شوکت کے جیسے ایک مہدین گز گئی	۱۱۴
-----	---	-----

طرز کمان ابروی عشق دیدہ کم دل کی طرح بہرے ہیں شیشہ تھرا کم	مجھے کوئی جگے تو میں سحر شہدہ کم ساقی بغیر ساغر می آبدیدہ سہرہ کم
---	--

سند ہی لگا کی وہ ابھی نکلے ہیں باغ
خونابا شک جگر کے مولے کا رنگ ہے
داغ فراق دیگی دلو کو دکھا کے آنکھ
ہوا نشا کا رنج تو کوئی مہنہ نہ کرک
دست جنون چن مین طمانچے ہوئی مین
جکھتے مین خاکساروں کے اگلے نئے مین
چھوٹا پس نفا ہی نہ نکلیا فقیہ کا
صحبت کسی کی دیکھ نہیں سکتا آسمان

نقش قدم ہر ایک گل نوید سید ہے
پکا یہاں گلال کا رنگ پریدہ ہے
سننے یہ نقش باپی غزال رسیدہ ہے
راہ فنا مین جو ہی مسافر حیدہ ہے
جس گل کو دیکھتا ہوں گریبان دیدہ ہے
دیکھو فلک زمین کی جانب خمیدہ ہے
کنڈی اگر نہیں تو بغل مین جریدہ ہے
ہم لوگ نوجوان مین فلک رسیدہ ہے



اتنے زیادہ کوئی نہیں خوبا ہی کھر
نوشہ تک غزل ہی بہر گز قصیدہ ہے

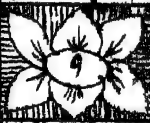


بات کی پہنچ ہی تھا دلہن محبت کے
پر وہ ناحق ہی تمنای زیارت ہی کسی
جوش و خروش مین سر سار نہ تھی ہر جگہ
شعر موزون مین کہی نالہ موزون مین
نہ خوشی کی ہی خوشی ہکو نہ ہی رنج کا رنج
شاہ حجاب کا دربار کجا بندہ کجا
آج تک یہ نہیں معلوم ہی ہم رہو کو
جان شیریں کے پڑے عشق شیریں مین
ابھی منہم قابل معراج نہیں ہوئے
مین پوچھو نگا سحر خیز کن قاتل ہے

مکو سو دا ہے یہاں جوش و خروش
صدق ای پر وہ نشین عہد رویتا کھر
روک کسی ہی خدا جانی اجازت ہے
بات کرنے کی شب بھر مین مہلت ہے
شادی وصل ملا شب فرقت ہی ہے
برم یاران خوابات سے وصال کے
کون ہی مجتہد عصر عدالت ہی ہے
زندگانی کی زمانی مین حلاوت کے
سچ تو یہ ہے کہ بیستہ صوفی کے
کون پناش ہی اہل وقت نہ آتے کے

دل جان دین گے نہ سین کے سحر سے
سوکھی نہ سنا نا کمین ای چشم ترا سی
دیکھی نہ سنی سوزش دلخ جگر ایسی
بس روز قیامت کے بھی ہوگی محری
کیا فائدہ کہہ بن آہ کرن بی اثر ایسی
خوشید کا منہ ویسا ہی شکل ترا سی
اوڑتی ہوئی سن لیتے ہیں ہم بھی تجری
شائد کہ تمھاری بھی منوگی کر ایسی
اب جیسے کہ وحشت ہی نہ تھی پشتری سی
کاہی کو گذرتی تھی کبھی رات بھر سی
دان توں فی تری کہوتی ہی آب گہری

باتین نہ لگاؤٹ کی کروائی قمر ایسی
سنتے ہیں بہت غم میں نکلتا نہیں
کاٹو لسی کوین اوٹھتی ہیں اور گھوٹ لسی
پھر صبح شب وصل نہ اندر کہتا ہے
وہ ایسی جگہ میں کہ ہوا بھی نہیں جاتی
بی عیب ہی دنیا میں فقط ذاتِ خدائی
کل اپنے محلے میں پریرو کا گزرتا
جیسا کہ ہمارا بدن زار گھلا ہے
آگے بھی رہا کرتا تھا دلوں خفقان سا
یہ روز سپہ گیسو شکوئے دیکھایا
دندان خشک کی طرح پیشے کی ہیں



سنتے ہیں کہ دنیا سی کیا کو چ سحر سے
اونکو نہ سنا نا متوحش خبر ایسی +



نہا چاہی تو سر سبز یکد نہشت و وحشت ہے
ہمیں بجلی کا گزنا بھی بہ اڑاؤں رہا
ہری چنی کی پتی ہی بشرط کی موت ہے
یہ جنوں کا بیابان یہ اپنا دشت وحشت ہے
کین تجی کی مجلس کین جتھی کی محبت ہے
پن سونیکا لیا قوت کی مینی کی نکبت ہے
کرم پر ہے کرم ہر دم عنایت پر عنایت ہے

گستاخین اوٹھ رہی ہیں جو شرابی با ان
سہلا ہی بابر اوج کہہ سی تیری غنایت ہے
تری صورت سی اشہان تہوں میں کی کسوت ہے
بہار گئی ہی مھر اسیر فرار باغِ جنت ہے
کین غم سی کین ثنای ہی دنیا جا عبت ہے
کئی ایڑا ملا کر ایک بت جھکو بنایا ہے
زبانیں چا اگر موتیں تو شکر اس کا لہا ہے

نہ کرو نام عاشق بری ہو تا ہی دینا
تھیں جسے جنت ہی میں جسے جنت

سے کچھ نہ پوچھو حال ایکے آشتانوں کا
بہلا کتنا خوش آمد ہے ہر ایکے تو غیبت ہے

تم کہا کرتے تھے کوئی مرا بہ سر اور ہے
بارون ان بار دیو میں ہی رہو غلو
ہوں وہ اعلیٰ طرفی پیجاؤں خم گزدلی کر
موت کا آنا ہے بہتر غم کا آنا ہے
غیر کے منہ پر یہ زور کو اور خشکی کما
انکہ لڑتے میں اشارہ ہر وقت ٹرگا کتا
آئینہ اور سے بنایا اسے رکھا یاد
چو نہیں سکتی میں گیسو کو بڑھائیے میں
راحتیں آنا میں بنی بنج میں انجام
پس بھر حسن کے یہ ہی سمندر میں تہ

دیکھ لو آئینے میں اک ماہ سیر اور ہے
سین رہنا ہی ہمیشہ تھکو وہ گھر اور ہے
پہر ہی باقی سی کہو میں کوئی ساغر اور
سنگ تربت اور ہے چھایا کا پتھر اور ہے
چاہنے والے کی صورت بندہ پرور اور ہے
ساتھ اپنی فوج کی ایک ایک لشکر اور ہے
وہ سکندر اور ہنسا میرا سکندر اور ہے
کہتے ہیں بازی گراس کالی کا منہ اور ہے
کنج مدفن اور ہے (غیر) مار اور ہے
اور ہے زلف معبر اور غیر اور ہے

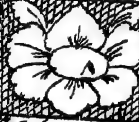
طالب جاگ کر کیا شاہ اودہ سے ہوں سحر
جانا ہوں بادشاہ مفت کشور اور ہے

کب سی ٹہی میں دربار پہ ہم آئے ہو
کیا حرارت ہی سر میں سوختم
حشق گیسو میں کوئی پیچ پڑا چاہتا ہے
ہر سخن موقع و نہایت مقامے دارد
یتلیان انکوں کے بچا میں کے اب میں

گھر سے نکلے ہی تو اب جاتی ہیں کترا
ہاتھ پگل تیری چپوں کے میں جہاں ہو
دلو اکھن سے ہی کچھ ہم ہی میں گہرا ہو
نہیں بنتی وہاں بی جو ٹھٹھ قلم کماں ہو
دیکھن ٹھٹھ نظر میں کے پتھر سے ہو

فوج ہندانی ہی کیا توڑوں کو سلگا کر
 پیر تو بھول گئے دیر ہوئے آئے ہو
 گردنیں ڈالے ہوئے جاتے ہیں کتر آؤ
 کل سی میں دیکھتا ہوں وہ بھی میں گبرا
 اور تو اور کمر ہے کئی بل کہتے ہو
 ای خضر عمر کی شہز کو ٹھکراے ہو

صفہ شہرگان یہ جو ہاتھی سی گری ہی
 طحل ہی کہتے نہیں حال دہان کا اگر
 دیکھ کر چشم یہ جو چڑی سوئے میں ہرن
 بعد مدت میری رخت فی رو کیا ہے
 آپ پکڑے سوئے میں بال میں پیڑھی
 اس جہان گدازان میں نہیں جو جاوے



آپ پنتے ہیں سحر قید چشم میں منم
 خود بدولت ہی کے یہ پری میں بھلا



ہماری پاؤں میں بڑی نہیں خچ کا نا
 یہ تقریر سلسل ہے کہ نہرہ کا ترانا
 مرض کیا کہان کی موت نا حق کا بہانا
 یہ سنتی ہیں خدا کا لا و بالی کار خانہ
 جہالت ہی ٹیکتی ٹیڑھی ٹوپی کا بہانا
 سمند فکر کو مضمون گیسو تار یا نا
 ہماری قبر پر کب آسمانی شامیا نا

گیا جھون کا دور اب آج کل اپنا نا ہے
 گلا ہی نور کا ای ماہ روایتیں بھی گانا
 حقیقت میں یہ سب تی میں معشوق خفے
 یقین ہی حشر کو پریش نہیں ہونگی درد
 کچی کرتا ہے نجت و از گون مرد سپاہی
 خیال قد بالاین ہی برج چون آتا ہوں
 فلک ٹوٹا ہی ہمیر ای قمر تری جدای میں



سحر ناجنس کی صاحب سلامت شہر ہی انی
 سلام ان سب کو کرنا زندگی ہی تھو اٹھانا

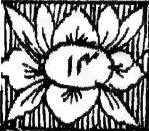


جس جگہ مکھو قدم سونیکا چا پا ہوجا
 سامنے ارض و سما ایک ہندو لا ہوجا
 جس ورق پر تری تصویر ہو چھا ہوجا

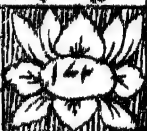
صندی تلوون میں لگا لو تو تما شا ہوجا
 اوڑو کو ٹھے سے تو عالم تہ و بلا ہوجا
 روز نقشا ہی کہ کہ مکھون میں چھا جاتا

طا سدرہ بھی ساون کا مپیا ہو جا
کسین غیہ و نکونہ بلواو کہ سیلا ہو جا
ککشان شندی ٹکری ای بت ترنا
جس پرزا کو چاہوں اوتی سو دا ہو جا
مین کلا کا ٹون دربار جو تنیا ہو جا
بغیہ چرخ بھی ای ماہ ستارا ہو جا
آشوبن روزا سی طرح کا جلسا ہو جا

ساکن حرنج ہوں نالا کی کچی فنی لگوں
عیش باغ آپ کی آئینے مرا باغ ہوا
داشت ناز کی کچن شکوہ کچن چوں دم سرو
یہ اثر ہی میری وحشت کا وہ دیوانہ ہو
بد رنگہیں مہن مگر وزن و بند ہو
شعلہ آگ اگر ہو شب فرقت میں بلند
کفش غامی کو جوابا ب سرافراز کرن



چا غن لہریں ہوں جینے کی تو کیا کم ہیں سحر
کاش اس خیل سے دیوان ہمارا ہو جا

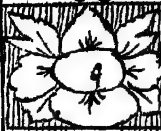


سوئی لکڑی ہونی ہی سیجا کی سائے
پر دے پٹے ہیں دھن جھوکی سائے
یو ا قیہ تلب تعلق مینا کے سائے
آہو کیا بھوتے ہیں آگ کی سائے
نائب جو ہو گئے شب وصل کی سائے
با دل و دھڑی تین پتہ مینا کی سائے
چہا پاسی گز تیری کف پاکی سائے
آہو کیا بھوتے ہیں آگ کی سائے
پتہ تیرے نول تین کو جلو کی سائے
آہو کیا بھوتے ہیں آگ کی سائے
سیلا کتا می جتیم تماشا کی سائے

ناکہ کیا ہی اوس بت ترسا کی سائے
جوش جنم ہی یاری باعث حجاب کا
ساقی مواسو اور جو گھر سے نہ نکلے
آہو کیا بھوتے ہیں آگ کی سائے
سبھی سہم او سکود و چراغ تہ تہا
کیا جوش می ہی کیسے سیمانی کی سائے
رکھا جان دم کو دین سپہا کی سائے
سیر حرم نہ دیکھنے دیگی تہا کی سائے
کافی ہے بہا کا تھا ازاد کی سائے
یہ کیسے اب رہ پردہ نشینی کمان کی سائے
پیش نظر جو صحبت یا ازاد کی سائے

دور ہے چلے نہ آئیں وہ گہر کی سائے
چلیے حضور اقدس صلا علی کی سائے

شور قیامت اپنی جباری کی ساتھ
وہاں ہی لڑ رہا ہوں کہ حسین کجی کجی



گو لپست ہی زمین سحر ہو غزل بلند
پر تپنے میں شعر شاعر غرا کی سائے



اس لیے قبر پر مسہر ہے
جب ہمیں جا کی آنکھ تھری ہے
کیا ملاقات اوٹنے گری ہے
زیر پانی یہاں سنہری ہے
خاص کمرے میں اب کچری ہے
وہ دین اور صدر کے کچری ہے
یا جنازہ ہی یا مسہری ہے
مسی ہو ٹھون پہ گہری گہری ہے

وصل کے بعد مرگ ٹھری ہے
برسوں گہوارا ہی روی تابان کو
تھاہ پانی نہ بجا الفت کے
رز ہے پاپوش پر فقیروں کے
روز کھینچتے ہیں شکوہ و کج دستر
قید گیسو میں دل کا خون کرن
وصل ہے اب تو وصال ہے آج
لوٹے کا وہ دہری ٹھری کر کے



کچھ افاقہ ہے دل کی دہکن کو
اب طبیعت سحر کی ٹھری ہے



لیکن یہ چاہیے کہ فرا ہو تین ہے
کیا خوب کل تو یاد فراموش میں ہے
لیلی وہی جو قیس کے آغوش میں ہے
پانی نہیں شراب جو سر لوش میں ہے
ہم انتظار بار عبا پوش میں ہے
کیونکر تار یار کی پاپوش میں ہے

انسان بزم رند قبح نوش میں ہے
سہولی ہمیں رقیب کی آغوش میں ہے
کیسوی وہی کہ جسکے رسائی ہوتا کر
برن فلک کو توڑ کے خم سے نکل گئی
تہما حد میں رکھ کے اجا چلے گئے
حیران ہوں کہ حال میں گرو توئی گیا

کس مرتبہ ہی آتش ز عسا شعلہ در	ملکن نہیں کہ آب در گوش میں رہے
کیا تخلیہ باشد بصلت میں صحت تک	میں آپ میں رہا نہ وہی ہوش میں رہے
یہوں کی کان سمی سہی میں کلام	سوتی یہ وہ نہیں جو بنا گوش میں رہے

کتنے میں دھمل میں نہ پلا ای سحر شراب	۱۱
پھر لطف کیا رہا جو نہ ہم ہوش میں رہے	۱۲

نشہ جوش جو ہمیں یہ ہوش ہے	وعدہ عالم ارواح فراموش ہے
لوگ آئینی میں اقدورری کہتے ہیں	جام می رہی کوئی شیشیا کاسہ پرکھتے ہیں
نا کر بوسہ نہ درجیت کی فدا کو لیلو	آپ سی عیسے نہ اب یاد فراموش ہے
زلف ساقی کا لیا بوسہ تو ہنس کر کیا	بابہ نوش اشگی مغل سنی بلانوش ہے
خسبیت لاکہ تہ پیا کوئی چپکے	وہ عطا پوش نہ جیتا کہ خطا پوش ہے
شعجو کما اپنا نہیں کچھ کام آتا	غیر ممکن ہی حد میں یہ تن قوش ہے
یہ رہ متناظر آتا نہیں ای پردہ نشین	روشناسون کمان تک کوئی پوش ہے
شمع کی طرح ہستیلے یہ رہا سرانیا	بزم عالم میں ہمیشہ سبکدوش ہے
عہد دولت میں نہ وسلسلہ ظلم دراز	زلف حد سے خوبڑے تابہ بنا گوش ہے
پاون نگاہ وہ کہ میں سحر اٹھکر	چال کی ہی کہ تری گہری پانوش ہے

ساری رنگوں میں سحر کو ہی ہی رنگ پسند	۱۳
ما تم شاہ شیبہ ان میں سیہ پوش ہے	۱۴

کیا ستم کرتے نہیں اپنے زمانی واسے	ماہر سجا ہی اوٹھاتی میں اوٹھائیوا
ہجر میں نیند کمان بزل میں سونا کیسا	حضرت عشق میں اتونکے جگانے واسے
ی مرتہ ہار کو بلوئی ہی تپائی میں بلند	کیا بڑاتی میں حقیقت میں بایاں واسے

آج بھر بھر کے سینہ دیکھتے جانیو اے
 آپ سیکھیں گے کسی روز سکھانی دے
 کون ہوتے تھے سرفیل جگانیو اے
 تم سلامت رہو دیوانہ بنانیو اے
 ایسے کھٹکے سینہ خیم کے چڑھانیو اے
 کیا یاد دل نہیں بھلی کی گرانے دے
 راہ ظلمات میں ٹھوکر نہیں کھانیو اے
 باری باری کئی ساتی میں پلانیو اے
 اور ہو گئی وہ کوئی نازاؤٹھانیو اے
 غنیمت کر کی پلا لیں گے پلانیو اے

سب ہیں کوٹھی پہ شبا دین کی باز
 پہلے یہ طفل حسین کرتی ہیں ایسا دھن
 ہم شب محل کی جاگی ہوئے ہوئے
 مر گئے ہم تو بلا ہی نہ کر ہو غم نہ کرو
 ساقیا دیتا ہی کیا ایک پیالی میں تیرا
 صبحِ حمت میں بھی لائے ہم غصہ دے
 اسی خضر اپنی دیدار کی ہم پیر میں
 ابھی صحبت میں دہلا کرتی ہی نہ رات
 کم ہین عشوق سی کیا عاشق معشوق
 توبہ کی ہی تو نہ آتا اب سی پینے کی نہیں



خج یاران گذشتہ کا سحر ناحق ہے
 وہ نہ آئین کے تو کیا ہم نہیں جانیو اے



وہ شام کی پوچھیں تو یہ کہتا ہی تھری
 ہم آئی گئی میں یہ بھین کسے خبر کے
 سجدی میں ہی آگئی وہ تصویر تیر کی
 کافر ہوا اگر تو مٹا بھی ہو زور کی
 تصویر نہ کہنچاؤ مرے دیدہ تیر کی
 کیا فائدہ مفتی سی ملاقات اگر کی
 سٹی جو نئی خس کی نئی شکستہ تیر کی
 بڑھکر نظر مار سنہ لہو ار مگر کی نہ

معشوقہ کی برکس سی ہزارات سحر کی
 کوٹھے پہ چڑھایا اترنا کد دل نے
 مقبول ناز اپی ہو کیا عشق صنم میں
 فرمائشیں پوچھا کریں اک تیم تنوں کو
 عالم کا مرقع نہ کرو آب رسیدہ
 قسمت میں جو ہی تو بہر کیف ملے گی
 یاد آئی چہن گور کی تھانی کی گرنے
 آنکھوں کی راہیں ہیں روئیں گہنچہ ہون

دلو افنی نہوتے تو تہسی کاہے کو جانے
ابناک جو ملاقات ہی نہی نہا ہی
ابرو کی یہ جذبش سی کہ تلوار کی لچک
پہنتی بدن زار پہ ہوتی ہی کمر کی
جس طرح بنا ہجر میں اوقات بسر کی
پتلی کی یہ گردش ہی کہ اوچتر ہی سیر کی

یہ گیرے پٹری نہیں پیسے میں کسی پر
کچھ خیر ہے رنگین طبیعت ہی سحر کی

سامان چیش سب میں بل اک شے نہیں ہے
جو سہ ہن کا تہسے ہم ملنے میں کب ہے
وس نہ ہو کے باہم بیٹھے میں ای فلک ہم
ہر استخوان سی پیسہ نالے مکمل ہے میں
فقر پیسے کوئی فقر اخالی نہیں ہی خط کا
سب کچھ دیا ہی اوشتی احسان خدا کا
ہم رنگ آپ کے میں گل بلغ میں ہارو
گمانسا کی ہکو ہوش کرو دیا ہے
جیسے گیا ہی جانان بزم بدن ہی
بیرے تو اب حمت شیشو نہیں بھر کون
قاتل لگا سو ہی اک اور چلتے چلتے
دیکھے جو قصہ سبیل قاتل ہی لوٹ جا

کیونکر نہ دل بہرائی شیشے میں فی نہیں ہے
کچھ منہ سے بھونے تو منطوری نہیں ہے
بستر فقیر کا ہی کچھ بزم کی نہیں ہے
سنے تو کان رکھ کر آوازنی نہیں ہے
کس بات میں مختاری ای یارنی نہیں ہے
افسوس پاس اپنی دی لسی شہی نہیں ہے
موسم بہار کا ہی کچھ فصل دی نہیں ہے
شیشے کی بھی گلی میں ساتی یہ لی نہیں ہے
سب کچھ وہی ہیں سامان بل ایک ہی نہیں ہے
می کا شکون تو ہی ہر جہتی نہیں ہے
قصہ اس ہی ہمارا کچھ خوب طلی نہیں ہے
ما کی گلو سی بہتر مہر کی فی نہیں ہے

دیکھو کین سحر سی سیاہنسی نہ کرنا
انسان کی طبیعت قابو میں ہی نہیں ہے

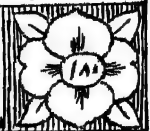
یوں تو رویت نہ خساری کی ہے ہی
جو دہوین ہوتی ہی جسے طبیعت ہی ہی

کمان پر بار سلیمان کمان اک ضعیف
جان عالم تو میں گل میل شیدا ہم لوگ
گوش گل کان بنی من کی غزل حضرت کی
عشق منز کے لیے ریت افسانہ عشق
دست قدرت ہی عجب مرتبہ ہاتھ آیا
عہد دولت میں بسر کرتے ہیں کس عیش
کیا گلی نور کی پائی ہر خوش آوازوں نے
راگنی ہی یہ گلی میں کہ پری شیشی میں
شاہ حجاز سلیمان ہیں پستان ہی یہ شہر
پانچو لگا کسی یہ دور کسی دور میں تھا
سچ میں اُچی تو ہر دکان کا معلوم
لکھنؤ میں رخ محبوبے دن ہوتا ہے
تو میں نہر عظیم میں ٹمر کے بھالے
یہ ٹمر کمانگ ہی شاید کسی مہ طلعت کے

شاعری محبت اقدس کی شیبہ تھی ہے
اور کی آتی ہیں چمن میں جو طلیح تھی ہے
ایسی نگین کمان بزم طرب ہوتی ہے
صحبت شعر سنا سب جواب ہوتی ہے
ماون کسے سے زمین جا کو بہ ہوتی ہے
ہر گلی میں تھی اک بزم طرب ہوتی ہے
روشنی سدا آواز میں اب ہوتی ہے
بہر زبانی عیان آخر شب ہوتی ہے
گفتگو قہری پوشاک غصہ تھی ہے
بندش ایسی تھی جو ریکی جواب ہوتی ہے
گو کہ لنگھی ہی رہائی کا سبب ہوتی ہے
دودا دل عشاق سی شب تھی ہے
روشنی اور ستار و نینچ کب ہوتی ہے
سیر کر تی ہیں ثوابت ہی جو شب تھی ہے



ایسی قسمت تو کمان روز قدم دیکھی سحر
طرح جب ہوتی تھی اسکی طلعت تھی ہے

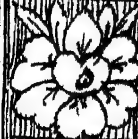


رنگ نوروز سے شیشو نمین بہار کما ہے
جیتے جی خاک میں کیوں کھولار کما ہے
خیر اک بتہ ہی طبیعت سی بنار کما ہے
سرخ خطا پونہ یہ گونگو گار کما ہے

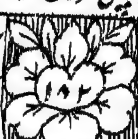
محب آج ہی میخانی میں کیا رکھا ہے
جسم خالی سی نکلتی نہیں جلد ای دن
واعظو ہم بھی سمجھتے ہیں جد اکوئی اور
بال کیا جان تلک نذر ہے اسی فانی

چرت کجرونے بھی سبکی میں آئیں کی
جستجو سبکی ہی وہ ہی رگ گردی حتیٰ
کہ میں لیا تو سنو میری طرح تم بھی
بجائے ریشہ سبکی ہی بوی محبت ہاتھ
گہرے کیا گویند بی چین سی سونامی
حشر میں حشر قیامت میں قیامت کی
دور میں جام سے محروم رہ جاتی ہیں
جوش و خروش میں ارادہ ہوا اٹھ اٹھ
مصرعہ بے کلاما گو نہ وہیں کا مضمون
صاف ہو قلب اگر روح کا عالم ہو جا
جاننا تھا کہ یہ ہے زلف کی آواز دین
جام ساتی سی ابھی تک نہیں ملنی پایا
اب تو بچہ میں کیا ہے دل نالاک بہت
ہو چکا حشر نہ پوچھے گئے ہم دیوانے
انہی غزلوں کو مجلس کی نہیں کچھ حاجت

صورت نقش قدم ہو سار کما ہے
دور کیوں جانے لگے کعبہ میں کیا کما ہے
زلف پیمان کو بہت سر پہ چڑھا رکھا ہے
مرے پیو لون میں دو کو بوسا رکھا ہے
پانے ختم حشر کو جگا رکھا ہے
فیصلہ اپنا اسی دن پہ اوٹھا رکھا ہے
چشم مجبور نے نظر سے گرا رکھا ہے
شور سی سہ پہ بیان کو اوٹھا رکھا ہے
شعر اوستا و کاسہ کچھ تو مار رکھا ہے
خاک میں دل کی کدورت فی ملا رکھا ہے
لستمہ اس واسطے قاتل فی لگا رکھا ہے
ساز پہلے ہی سی مطرب فی ملا رکھا ہے
رات سے ساری محلے کو جگا رکھا ہے
حق تعالیٰ نے ابھی تک تو بجا رکھا ہے
کوئی لطف ہی جو ہے اٹھا رکھا ہے



آیت سے گذر جاؤ گے باز آؤ
اک پریزاؤ نے دیوانہ بنا رکھا ہے

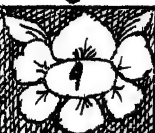


جو ٹون ملون نہ اونسے نوسل ضرور ہے
آئی تبار فصد رگ گل ضرور ہے
قسم گز کہ سی کچھ تو تداول ضرور ہے

ایک مو برابر الفت کا کل ضرور ہے
نسودا ہی روی یار سے دعویٰ ہمہی
ای محبت صلاح نہیں کرنا شرابی

یعنی برائے دوست تسل ضرور ہے

کوئے نہ تار جام دیا ہے جو ساقیا



ثابت ہوا یہ گردش اخلاک سی بہین
ہر ہفت منہری کو ترزل ضرور ہے



جو بات کہیے گا موافق مزاج کے
اب کیا کہی خلاف تنو کا مزاج کے
عبد خدا میں بند ہی نہیں احتیاج کے
کل کی ہی بات ہوتی تھی مذکور آج کے
خود یار شاہ وقت میں طالب مزاج کے
پابوش میں کمین کہ وہ متلی ہوتی راج کے
صورت اچھی ہو تو بری ہر مزاج کے
قابل دو اک میں نہ مقربین علاج کے

خاموش بیٹھے سی یہ ثابت ہی راج کے
عاشق نقطہ نہیں مجھو حکمت میں بھی راج کے
جوشی کہ ہی وہ ہی جو نہیں ہی نہیں سہی
اوس مہر سی ہی وصل خانی ہر راج کے
کچھ پوچھے نہ ہم فقر کی طمع کا حال
جب اکلمہ سے گری تو پھر اشکو بکا راج کے
بی عیبات اپنی خدا کی ہی امی تو
عیسیٰ کے بلتی نہیں ہوتی مرخص عشق کے



گرمی میں دو پہر کو چلے آتے ہیں سحر
اوتھتے نہیں مزاج ملکوتی مزاج کے



کمین فرصت ہو سمجھ لیجے وہ صلبا
تو نے ستم ہی نہ کمار کی قابل با
رہ گئی ایک نقطہ گور کی منزل با
نری دُروہی ای ساقی تھل باقی
سقت میں نہ ہے یے پر وہ محل باقی
جب تک سیدہ عاشق میں ہر باقی
ہی ابھی سلسلہ طوق و سلاسل باقی

جان میں ہی نہ سیدہ میں ہی اب لای
پاس سنا مان تقری ہی پچوڑا ای مرغ
مرحلے عشق کی طی دشت نور دی ہر
آج زند کو بھی ہی حتم کی صفائی منظور
جیب و دانک تو مجنون فی اولی پر
گوش طالعہ لبیل سی بہیا لبک ہر
دم کا گشتا ہی وہی دل کا ہر گشتا ہی



زندہ میخانی تنک بین توفیق مسجد تک +
ای سحر تم سے نہیں ہے کوئی نخل باقی



ایں گل سی بھی تب بھر مجھے دہنی ہے
یوسف مصر کو رہے نہیں بیرونی ہے
آپ سنجیدہ جو ہیں قد میں ہی نورانی ہے
گھر میں یہ دہوم ٹھہر کا ہی کد سونی ہے
دل سوزان مرا جو گی ہی دہران ہونی ہے
انکہ اونکی بھی شہابی ہے نظر غنی ہے
ایہا خاصا دل ربخوری افیونی ہے

ایتو بر روز غم درخ کی اوزنی ہے
گفتگو ایسی کمان گو کہ مروت ایسی
جاہ حسن کیا قطع خدائے او پر
غول کے غول چلے آتے ہیں پر کیلے
حیش باغ تن پر داغ میں ہی پوچھ
کیا فضا دل ہی ہمارا ہے گنہگار نہیں
یاد خال رخ جہان میں ہی غشائی

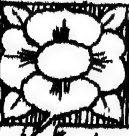


رات بہ خوب ہی تقریریں چٹین گی شب وصل
تم بھی گویا ہو سحر یار بھی افیونی ہے +

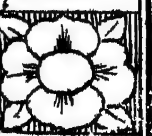


زندگی سوکے دھڑک نہیں کٹی جاتی ہے
پہانسی کیس کی لٹی آج بٹی جاتی ہے
قد تو بڑھتا ہی مگر عمر کٹی جاتی ہے
ہر طرح پھیریں وقت کٹی جاتی ہے
یہ لگی تو ابھی شتوشی بٹی جاتی ہے
سر کو ٹکرا ہوں دیوار بٹی جاتی ہے

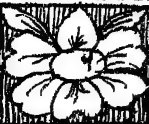
کچھ زمانی سی طبیعت ہی ہٹی جاتی ہے
بل پہل زلف کو ملتا ہی خدا خیر کری
نوجوانی پاکرٹی ہو دراجک کی چلو
حال ان چہونہ کی میگزرو میگزرو
بہر طرہ جاتیگی ابرو کو ذرا ملنے دو
جیسوں تک کوئی مجھسی ہی کو چھین کر



دلو ٹھہراو شب تم میں صحیح صبر کرو
دو گھنٹی رات تو باقی ہے کٹی جاتی ہے



عمر بادی کہانی چھ پر سب روح بہر گئی مکرر
اب نہ کھرائیں گی یہی دہلیں ٹھہر گئی



کمل میں ہم بھی اپنے پسر کرتے ہیں
شوکت کی جیسی ایک نذین گذر گئی *



یہ صبا کچھ ہوا ہم اکیلے ہے
اگر سچ دنیا کا جیلے رہے
سرون پر نہ بالون کے سیلے ہے
ہزاروں طرح کے بخیلے ہے
ہے جب تک جی پھیلے ہے

ہمیں کیا جو تربت پہ سیلے ہے
کہو روح سے نکلے قالب سے جلے
وہاں سب کی بگڑی او ترقی رہا
نہ پوچھو ملاقات کیوں کر بنے
کڑے میں نہ اونکی نکالا ہمیں



سحر زندگی تلخ ہو جائے گی
یہی دن جو کڑے کیلے ہے



لال باقوی کو ڈیا چاہیے بلور کی
زیر پائے موسیٰ عمران ہی چوٹی طور کی
زادان شہزادین قیسان اگود کے
سورخ خندہ بنگنے زرخیز موتی چور کی

نیشہ کی سرخی کو زیبا ہیں وہ انگلیں کی
کوٹھی پر رکھی ہی تصویر اوس سراپا نور کی
اپنے ہاتھوں اگر کہیںچے مر اسانی شہزاد
سکرا کر وصل میں جب انٹیں سی یار کی



ہو شانت شعر میں اپنی نہ کیونکر اچھی
مدتوں صحبت او ٹھانی مٹا سچ منفقہ کی



رباعیات



جو ہو کہا ہوا اور سلو کھلا دیتا ہے
پتھر کے بھی ڈیلے کو خدا دیتا ہے

رازق فقط اسودہ کو کیا دیتا ہے
کیون سخی آیام سی ڈرتے ہو سحر



ولہ



جیتے ہیں سدا و ہمیں چو نہ بڑے

ترکی کے لئے کون عزیزوں سے لڑے

باپ آج راپٹے کو گل مڑا ہے	دو دن کے لیے کون بکھیریں پرستے
ای اہل وطن مجھے وطن چٹتا ہے	افسوس کہ مروج سی بدن چٹتا ہے
چہ قد ہی سحر ہی عیش باغ اس ناؤ میں	بیل سے مہارین میں چٹتا ہے
رنک اور چاکسی کا پرے چوٹے	جو سر نہی بچے اپنے چلے چوٹے
دل ہار کے ہر خنڈ اوٹھے فصل سے	پہر ہی یہ کہن گے ہم کہ ستے چوٹے
ات کرتے مینجہ ہ ماتحتی کامل میں	سوطح کے جان پر غضب نازل میں
سینے کو بنا دیا ہے لوتو وہ میسر	کیون مجی نہ کہو کے یہ ہمارے ل میں
نامم امیون سے پڑا ہے پالا	ہر دم کی خوشامد نے غضب میں ڈالا
یہ آپ تو کہا میں تھیں کیا ہیں گھر	رزا ق کوئی اور ہے دینے والا
میں سے ہی دیدار آج برہم ہا کج	کیا خوب کیا ہمارے وشت کا علاج
بالفرض قیب سب میں اہل مقدور	بندہ ہی تو اس قدر نہیں ہی عثمان
کیا کیے کہ بے تمارے کیا کرتے ہیں	و فیاد و نالہ و بکا کرتے ہیں
کیا پوچھتے ہو مزاج اقدس کا حال	جیتے ہیں شکر ہے دعا کرتے ہیں

یون کیسے تو فوس سو نہایت ہم آج رکیسے گانہ جسے عاشقی کی امید		کو سیم پہ بلا لیا تو باسے معراج ہم لوگ تو خود آپ ہیں مستحق شرف	
ہی کون جس میں جو رنج و رنجین ما تم میں سپہ پوش ہی زال دنیا	ولہ	افلاک گرین زمین پہ کچھ دور ہیں کالی کفنی ہے شب عاشورین	
ہیں مثل جناب اہل نفس میں نہ ہوں اس سال تو چشموں سے جالین دریا	ولہ	اس بکھر میں ہیں صورت خس ہیں سو معلوم نہیں اگلے برس ہوں کہ نہوں	
جب اکبر شہ کو کلام ٹوٹا ہے فرشتے تھے شہ کوہ بھی ہو جانا کاہ	ولہ	سب کہتے تھے مرد پرستم ٹوٹا ہے سر پر میر وہ کوہ الم ٹوٹا ہے	
سد چند تھی مہر کی حرارت میں وہ آگ برستی تھی کہ پتی تھی زمین	ولہ	تھی حد سے سوا ادھوپ کی شدت میں ہر ذرہ تھا غور شہید قیامت میں	
مہر و غم شاہ میں ہی ہر ذی ہوں پوشاک کو کیا دیکھتے ہیں اہل غلاف	ولہ	اشکو کا میری سینے سے کیوں نہ ہو جو رونے کی نشانی ہے جو ہوں آبی ہو	
خوش رکنا ہے انسان کو غم سا اہم پوشاک محرم میں جو ہے سہرا اپنے	ولہ	ان اشکوں کی سرسبز ہی باغ عالم رونے سے پہلو ہے مثل ماتم	

	<p>ولہ</p>	
<p>اس شہر میں دیکھو برکت دہی ہے آباد ہے ہند کر بلا سوئی ہے</p>		<p>برخون کے محرم میں عوافرونی ہے ان روزوں میں لاتی میں نشتر پڑی ہے</p>
	<p>ولہ</p>	
<p>جی ہبر کے نہ کرنے پائے ماتم افسوس دس دن میں چکی روز ہوا کم افسوس</p>		<p>معلوم نہ کچھ ہوا محرم افسوس سایہ کی اختلاف فی ہین قتل کیا</p>
	<p>ولہ</p>	
<p>جو جہاں ہے قذیل فلک سے نہیں کم از روز وین غاموش ہوئی شمع حرم</p>		<p>پر نور محرم میں ہے سارا عالم کرفت سے ہی روشنی کی روشن سپر</p>
	<p>ولہ</p>	
<p>ماتے کو یہ رگرا ہے کہ کسکے ہے لا حول ولا قوت الا باللہ</p>		<p>راہدہ عبادات ریا کی ہے گناہ لوگوں کے دکھانے کو نمازین پڑھنا</p>
	<p>ولہ</p>	
<p>پر دیس میں فرزند بنی چوٹا ہے اسی ماہ عرب ہم یہ فلک ٹوٹا ہے</p>		<p>کیتے تھے حرم ظالموں کو ٹاٹا ہے بے مہر و دوران نے بڑا داغ دیا</p>
	<p>ولہ</p>	
<p>پانی پہ ہونی تھے لڑائی سہائی تھے شیر جو دریا کے ترائی سہائی</p>		<p>شہر بن میں چار تھے سہائی سہائی عباس ہوئے غریق آب آہن</p>
	<p>ولہ</p>	
<p>یہ فائدہ روئے سے سحر ہوتا ہے</p>		<p>خوش روئے سے زہر لگا کر ہوتا ہے</p>

بنا ہے یہاں غم کا قطرہ آنسو		طیار وہاں قصر گم ہوتا ہے
کیا رتبہ حسین کا ہے آرب و دود	ولہ	رحمت کا نزول ہے فرشتوں کا ورود
وارہتے ہیں بالواب زبان دین تک		دور تک کی بھی ہو جاتی ہیں رستی مسدود
شیون کے یہ مرتبے ہیں ہو گویا	ولہ	پائین کے جنان جان کے گم ہو گویا
بڑبڑائیگی آبر و خدا کے نزدیک		محشر میں بنسین کے شہ پہ ہو گویا
کب بند سے کربلا کو رحلت ہوگی	ولہ	صمت میں اگر ہی تو زیارت ہوگی
رہ رو کے سحر مجھ کو یہ آتا خیال		شبیر کے کیا نور کی صورت ہوگی
سچ ہے نہ کہو کہ قولی شاعر ہوگا	ولہ	دیکھ گاہ وہ آپ جو مبصر ہوگا
تو ان میں ہی گو کہ ذکر صبیح ثوب		دنیا میں حسین ساز صابر ہوگا
کب غم سے نجات بندہ پرور ہوگی	ولہ	اس نور سے قبر کب منور ہوگی
ہر خدی کہ بٹھا لگنا نقشا اپنا		مولا کے زیارت تو مسیر ہوگی
اعجاز سے ہیں تمام عالم میں حسین	ولہ	خود ہوتے ہیں مجلس نامہ حسین
حسرت نہ رہی غویسا شیور و لو		دس روز کے زمان میں محرم میں حسین
	ولہ	

ہواور یہی کہہتی تو کون ویسے ہو	بی مثل ہوا جواب ہوا ویسے ہو
صاحب ہو بہت خوب غرض میسے ہو	بہم خوب متھیں سمجھے ہوئی بہن لین

محکمات منقبت

مشکل میں کام آتا ہی مشکل کشا علی	ہر ایک درد کی ہی جان بین دوا علی
لاریب ہی وصی رسول خدا علی	شیون کا مقتدا ہی علی پیشوا علی

شہ بنے سے بعد سب سے بہنا علی

برحق کہ شہر علم سے کا علی ہی باب	بی مثل ہی دیار عرب میں نبین جواب
شیر خدا امیر عرب شاہ بو تراب	ہین مومنوں میں یہ لقب حاصل انجام

خیر شکن امام زمن مرتضیٰ علی

گو یا وہ گنگا ہی جسی امین کلام ہے	طاقت ہو دکن نام سے ایسا امام ہے
سچ ہی عصای پیر و جوان پڑہ نام ہے	سامع یہ او سکے فرض درد و دو سلام ہے

گرتے ہوئے بچے جو کہا مرتضیٰ علی

شاگرد ایک آپ کے روح الامین ہی	بھائی کسی نبی کی علی سی کہین ہی
بھائی ہی تنہی قریب ہی تنہی ماہین ہی	ظفر نبی کی دم آفرین ہی

واماد ہی رسول کی ستے مرتضیٰ علی

ایسا جہان میں صاحب طاعات کون تھا	ایسا جہان میں اہل کرامات کون تھا
ایسا جہان میں مہارک لذات کون تھا	ایسا جہان میں محو عبادات کون تھا

کہاتے تھے کچھ نہ نان جوین کے سوا علی

انسان کیا کہ دیو کو چوڑا بھار کے	چمکی سے پھینکا کھانڈ کو پھار کے
خندق پر رکھ دیا رخسار کمار کے	بدرد احد میں کیسے لڑے پاؤں گار کے

	فاقون میں زور کرتے تھے بی انتہائی	
اور شاہی رنگ موسم اردی بہشت کا	جہیر مل لائے خلد سے عہد بہشت کا	زکین برین یہی شد قدسی شہرت کا ایمان لائے ویکہ کے مالک کشت کا
	پہنہ اگر حیر خیال کی قبائے	
مولامرے بدل ہی سحر آپ کا غلام	برائین مطلب اس نیتاب کی تمام	بہ از نماز اپنی دعا ہی یہ جمع و شام سن لو طفیل سید مظلوم یا سام
	مولاجی نام آپکا مشکل کشا ہے خمسہ معقبت	
آدمی کیا آتی میں ساری ملکا فلاک کے	وصف کرتا ہوں وزیر خسرو لولاک کے	بزم آرا میں محبت خیر خدای پاک کے اطلس گردون بچے بدلے بساط خاک کے
	نردبان عرش کا محفل میں منبر چاہیے	
قلب میں اہل صفا کے نور اور چاہیے	دل میں ہر مومن کے یا مولانا اگر چاہیے	نیری الفت ہی پیغمبر کی برابر چاہیے ای وحی صطفیٰ تجھ کو نہ کیونکر چاہیے
	یہ جو کعبہ ہی تو اس میں جہاں حیدر چاہیے	
رات دن اپنا سخن کعبہ ہی یا مشکل کشا	بادشاہوں کو مبارک سایہ بال ہما	کعبہ مقصود ہی بیشک علی مرتضیٰ دولت ایمان کی اگی حشمت نیا ہی کیا
	اپنے سر کو سایہ داناں حیدر چاہیے	
جم سے کیخسرو سے دارا گویا مرتبا	بادشاہوں کو مبارک سایہ بال ہما	میں زیر بادشاہ انبیا کے ہم گدا تخت شاہی میں بہترین اپنا بوریا
	اپنے سر پر سایہ داناں حیدر چاہیے	

مولد حیدر بنہای خالق اکبر کا گھر لے لے لے کوٹھے چرخ پر حضرت سی بکر شیریں	پاؤں فی جا پائی دوش احمد مختار پر رتبہ عالی علی مرتضی کا دیکھ کر
ہزار بان پر نغمہ ابد اکبر چاہیے	
یاد شاہ سوچ گاہی شاہ والا کم نہیں بادۂ عشرت کی جو طالب مہل نہیں	بذریعہ شاہ شہیدان او کوئی غم نہیں احتیاج ساغر فقور و جام جم نہیں
جام کوثر مجھ کو یا ساتے کوثر چاہیے	
میرے رتبان کوئی جزوات حق محرم نہیں تنگی حشر کے دشت سی دم میں غم نہیں	عرش علی سی زمین قبر والا کم نہیں احتیاج ساغر فقور و جام جم نہیں
جام کوثر مجھ کو یا ساتی کوثر چاہیے	
یا علی تیری زیارت کا نہیں طالب کون یا علی تیری عنایت کا نہیں طالب کون	شک آہوی کراست کا نہیں طالب کون عبودیا رحمت کا نہیں طالب ہی کون
ہر ظلام مرتضیٰ کو جب قہر چاہیے	
جب حیدر وہ تھی جس کی بٹیرا پڑا خیر سی طالب دکا ہوں مجھی انکار ہے	آشنائی مردمان دہر سے بیکار ہے بار احسان علی مرتضیٰ درکار ہے
سجرا عالم میں مری کشتی کو لنگر چاہیے	
وصف و مرتضیٰ تشبیہ سی کا فوہ کر وہ تو وہ ادنیٰ فلاسوفین طاعت	رستم و ستان تہا زال نا تو ان پیش نظر ہی جو ان حیدری میں نور حید کا اثر
غنا خداوی دین کو یاب خیر چاہیے	
ہم سحر کھیر حیدرین بارہ اما مونی غلام عشقنازی سی محب ختم کو کیا ہی کام	رات دن و زبان رستہ میں نا تو مونی نام الفت معشوق سی لاوم سی نفرت ای

مومنوں کو الفت ال پیر چاہیے

محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بہت بڑی ہی محبت کے اسی جناب افتاد
نظر جو برخ سائی بی حجاب افتاد
شکست توبہ کر لی بھی یہ وہ خراب افتاد
زدست رفت دل و در پے شراب افتاد

فغان کہ ہم سلیمان کف در آب افتاد
جہان بین کوئی ہوگا اتسا بھی چوٹا
جو دن کو دن کہو سمجھو بین اتسا بکد
اس آج کل فی تری مارا بکو قتل کیا
بوعده کار قنادہ است عاشق ترا

گذارت قافلہ تشنہ بر سراب افتاد
شب وصال ہی کوئی نہیں ہی نامحرم
نہ ہو پسینہ پسینہ دی خدا کی قسم
چو گیا کون بھلا کس میں اکبہ پاتی دم
رخ تو از عرق شرم می برد ہوشم

لطیف تر بود اکن کل کہ در گلاب افتاد
پرانی عاشقوں میں میں جاری کیا ہی نہ
مرین فراق میں یا جان دین کہ می پرید
نئی ایک اتکے مہمان کیا فدا کی حسد
گذشت ہجر بمن نہا وصال او چہ کند

چراغ صبحم و کارم آفتاب افتاد
خدا کما ہی نہ صدمہ وطن سی چھٹنے کا
کہ کا پتھر میں اسکا مڑہ بھی چکد بکھا
سحر نہ بھولی گا مرنہ اسلیم کا کھٹا
سیلم بند چکر خور خور و خون مرا

چہ روز بود کہ راہم باہن خراب افتاد
جمع میں زمین او اسلا ہی قیصر باہن
محمم

ہر روش پر نور کا جسا ہی قیصر باہن
سپ کو انہی رنگ پر کیتا ہی قیصر باہن
ساتھ سلطانہ کا سہ قیصر باہن

	گروا ہر ایک کا جوڑا ہے قیصر باغ میں	
بھر تے تین الفت کا دم طفل جوان بانیہ	پس اگر چہ تو سپہ میں جان عالم پر حقیر	جس گرو کی سپہ میں چیلے ہی بڑا روشن
	جو ہے اس کے رنگ میں ڈوبا ہی قیصر باغ میں	
رشک سی کا ٹٹوں پہ لونی کا تھیر سی آستان	آن پہونچی نفس گل شہری پہونی سون	بوسہ لینی کی ہی گون روی زمین ہی پائیا
	دید کے قابل ہے کیا سبزا ہی قیصر باغ میں	
مثل گل خندان ہیں سب لائق بلبل مجال	درخت اتر اہی حقیقت میں ہوا ہی برجال	کیا عجب برسا ہی بن ابر سدا ہی اسکی سال
	کیا دل پر مردہ کلبا تہا ہے قیصر باغ میں	
تازہ و تر ہر چہ نہ کہرا ہوا ہر لہو جوان	پاک و پالیز زمین دہو یاد دلایا اسکان	بلخ سب شاداب سبز لہلہا آکے ان
	تخیل جنت اتر آیا ہے قیصر باغ میں	
آنکھ اوشاکر جھڑم دیکو او دہری بڑا	ساو لی پہونی پہونی چھایا ہوا ابر بہار	جان تازہ و تیز ہیں جھونکے ہو اکے بار بار
	داغ لالہ منہ سے دہو جاتا ہے قیصر باغ میں	
رات ملن رہتی ہی زیر تاک یادوں کی نشست	فصل ایسی ہی کہ ہو تو بہ نصوحا کی نشست	سرودہ تعظیم کو اوستے ہیں رند می بہت
	ہر روش پر سر و کا پر ہے قیصر باغ میں	
کیا ہی آوازین لگاتا ہے پھیسا صل	کو کو کویں کی غصے کی ہی بیجا ہی صل	

دل یہ کہتا ہی یہاں سے اقیامت نکلا	سزائے موسیٰ تھا ہی اس وقت ہوتا ہی تھلا
اور ہوتا ہے جو جانا ہے قیصر باغ میں	
دیکھ کر نگین جو رہ چرخ نیل زرد ہے	سُنی شادی سانسین کے رہا ہی کبھی آرزو ہے
صدے میں سلطان عالم کی یہ جیسا خود ہے	دیکھنا بادل کو بادل کی آمد گرد ہے
اگر کیا جہو متا آتا ہی قیصر باغ میں	
سبزہ زنگو کا ذخیرہ مجمع اہل سخن	اپنی اور شعر خود پڑھتا ہے بار سخن
آگہ میں ہن بادام لعل غنایں یہیں	اک درخت اور اتنی میوی کیوں ہو رہیں
جو شجر سی غیرت طوبی ہی قیصر باغ میں	
سامنا اس باغ میں ہر قطر کا ہی	یو تیان اکیر کی مین یہ اثر قطر کا ہے
دروم خان چین ہر شعر تر حقیقت کا ہی	نوع و سان چین کی دل میں گھر قطر کا ہے
اداء کیا کیا نور کا گرا ہی قیصر باغ میں	
خوب نظر میں تری ہی آگہ ہر معشوق کی	پتی پتی پر گڑی ہی آگہ ہر معشوق کی
ہر سکنی سی لڑی ہی آگہ ہر معشوق کی	نونا لون پر لڑی ہی آگہ ہر معشوق کی
ہر شجر زنگس کا گلہ شہ قیصر باغ میں	
دیکھیں کیا غزلت تین سیر قسمت میں	کچھ غیبت کسی کی اپنی عادت میں
راستی شایعہ ہی کج بخشی طبیعت میں	اس میں ہی جو بات ہرگز باغ جنت میں
کہنے دو کہتا ہی واعظ کیا ہی قیصر باغ میں	
باغ کی وسعت تو دیکھو جمع سارا شجر	گلشن فردوس سے کہ باغ و ہر شجر
آگہ ہر شجر کی ہر پستی ہی صفائی تو ہی	سینے کو رنگ رہی صفائی شجر
کو شرو تسنیم کا نقشہ ہی قیصر باغ میں	

شہر کس برق و ش فی الکی چہ پڑی طار	آسمان ہکا نکس ہی پنی سین یا بریدار
ہی زبان معج پر ہر دم پشعرا آبدار	ساقیا تجھ کو مبارک ہو بطنی کا شکار
صوت سر دلج لم کرسی ہین میتار	ہین ہزاری نور کے ایک ایک لم ہین چار
شعلہ آوازی روشن ہی چو مک پیش تار	آواز پانی میں لگا لگی صنعت آشکار
ای سحر بعد از نماز اپنی دہ ہی صبح و شام	جاننا لم ہین حقیقت میں خدا کے یہ نام
سیر کر نیکو غریبوں کی دیا ہی حکم عام	شعرا چھتے پھر تے ہین گدین بانی گدین کلام
خوش ہین سلطان عالم یہ چین ہو لی پہلے	ہر ریں سیرین کرین ہم یہ چین ہو لی پہلی
جمع ہون یک رنگا ہم یہ چین ہو لی پہلے	کستی ہین پران ہی جم جم یہ چین ہو لی پہلے
دیکھو مبارک حسن خدا داد باغ میں	کیا سر و قد کھڑے ہین یہ شمشاد باغ میں
خیمہ ہی ہی سحاب کا استاد باغ میں	پہرے پہ ہین صنوبر و شمشاد باغ میں
لا ملی لی پلٹن ہین برابر جسے ہوئی	ور دی سیاہ و سرخ ہی طلع لی ہوئی
سوج ہوا کی مائتوں میں کپڑے اپنی ہوئی	خنجر کی رفلین لیس طراقی چڑھائی ہوئی
ہر کل ہو لی کھوری یہ ہی آج کل سوار	اگے پری کی ابلق ایام پر سپار

ہے توئی اپنی رنگ پہ سر رنگ یاوگا۔ کیونکر نہ شاد ہوگی بجا ہی طرم سزار

مین خانہ زاد سرخ چمن زاد باغ مین

گلگشت کو فقط مین آتی مین کچھ حضور
اک ذات خاص ہی متعلق مین سوا مور
جور و جفا کی گل کو سزا دینی ہی ضرور
گلدستی مین بند ہے گا کیا ہی بڑا تصور

اک مشت پر پہ اور سیداد باغ مین

ایسا ہی کوئی گزرا ہی یاد آشا کی ساتھ
گذری بہار عمر اسی بی وٹھ کے ساتھ
باغ جہان مین لایا کمانشی لگا کی ساتھ
اولیٰ چری سی دج کیا کس او کی ساتھ

سبھا کہ کون سنتا ہی سر یاد باغ مین

جو کہہ کر ان گلگون سپہم ہون عجیب مین
جتنے ہنسے مین اتنی ہی ہم ہون عجیب مین
انصاف یہ کتب مین رقم ہون عجیب مین
کچھ مین کے دونوں ہاتھ قلم ہون عجیب مین

سن لی ہی عنذ لب کی فریاد باغ مین

فریاد طوق سرو کو پہنایا جائے گا
گردن مین ہاتھ دی کی یہ دور اچائے گا
صیاد آج قید مین بٹھلایا جائے گا
سنبھل کا گیسو او بچھا ہی سلجھایا جائے گا

مالان بست مین مرز چمن کو باغ مین

عیسیٰ نفس جہا ہی غنیمت ہی اسکا دم
جو کو کون ہی جان آئی درخت مین بیکدم
کتا ہون رست مصحف گل کی مجھی قسم
بھلی کشاکش کے بچہ طاوس صبح دم

مرکہ دو جوش کو بیضہ قولاد باغ مین

شوخی سی باتو پکا ہی پڑتا ہی رنگ گل
کیا بیلون فی صل علی کا کیا ہے غل
وقت خرام پیسے چمکتا ہی جام مل
تصویر بایر کا ورق مین خبرو گل +

ہی ہر چمن مرقع بہرہ او باغ مین

میلہ ہی نو تنہا لون کو اندری آہام
گل کا گٹھرا جتا ہی رہتا ہی جمع و نام
شناوی کی گھر میں ہوتی ہی جہل و نام
کینچا ہی نقشا گشن ایسا دکھ نام

ایسا کیا ہین بیل پیری کی ایکا باغ میں

جس کی یہ لطف دیتی ہے ہنس کے بہا کیا
باغ میں کی کیا لگک ہی صدای ستار کیا
اک برق بوش فی چھڑا ہی اگر ملار کیا
آہا ہی جہم جہم کے ابر بہار کیا

اور تیرا گنگے تخت پری زو باغ میں

اندا زو تنہا لون میں کیا ولہری کی ہین
ششاد کی جوطری ہین کیسہ پری کی ہین
گل نہیں ہی ہین قہقہی کبک بیک بیک ہین
اندا آبتار میں نیا گری کی ہین

بیل کی کون سنتا ہی زو باغ میں

رنگ بہار عیش ہی ایسا جسا ہوا
گل کا پیلا ہوتا ہے دورا ہی پریول کا
ششاد و بیوتی ہین لب خضر بابا جی
نیا ہی در کوہ کہن سے اترے ہوا

ہو بار پری کی سہ ہے : اوقاد باغ میں

ایسا تو ایسا باغ یصین ہی بنا ہوا
زادہ کا سبز باغ ہی ایسا ہویا نہ ہوا
اک بات میں کون جو تو زاہد خطا نہ ہوا
دور رخ ہی وہ ہشتا جہاں شہنا ہوا



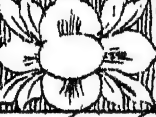



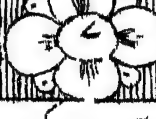


ہر تہل ہی میان تو پر زو باغ میں





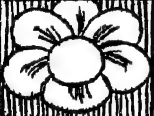




چرخوں کا سکرانا وہ بیل کی چمچے
گل سستی کی کیسہ ہر تہل گوش ہوش
نہ میں نہ تک اینڈری ہین کثر ہر اکڑی
منہ آجوں کی آیتے میں دیکھ رہا ہے کے



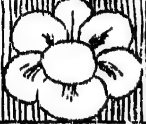

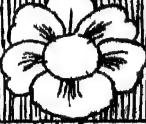

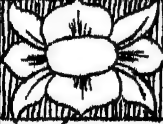
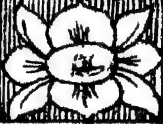
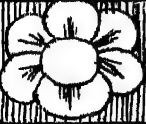
تنتے میں سرواگتے ہین شمشاد باغ میں

ہر سرو و جیسے قدر بالا سے ہر جہ گیا
میدان جتیا خضر سہا سے بڑہ گیا
سبیل میں کا زلف چلیا سی بڑہ گیا
شمشاد و چولا تو وہ طریا سی بڑہ گیا

	ایسا پست پر اسی سن خدا داد باغ میں	
پھولا سپنا رہی یہ چمن زیر آسمان پہرے پہ حکم یہ ہے آئی اگر نگران		کیسے کیا جا سبار میں گائی بہین باغبان سنہری لوشنل حضرت عمر چاودان
	جانی نہ پاوی صورت شدا و باغ میں	
باغ جہان میں نخل تنہا ہو بار بار سر نہریہ چمن سے گل اسکی اہل نر		ایکی سبار ایسی مبارک ہو ای گھر نخل مراد میں سے آیا کرین نثر
	دن راستہ چھ پرین سجاو باغ میں	
مشہور و دور دور مہن سکھن طوق میں یہاں کے چھوٹے کا تکلف چمن میں		اک رنگ ماس ہی کہ وہ اپنی سخن میں مخافوس میں شمع ہی نور انجمن میں
	نواب نامدار کرین یا و باغ میں	
	واسوخت اول	
تخیل روح ہو گئی حالت نہیں ہے وہ دل نہیں رہا وہ طبیعت نہیں ہے		اب دلین رنج اوٹھائی ملی طاقت نہیں وہ دلولی وہ جوش وہ دشت نہیں ہے
	اتین بھی کیسے تو بیان کچھ نہیں آگے جو پار کرتے تھے اب وہ سحر نہیں	
روشن میں کچھ مزاج کا ڈھنگ اور ہو گیا آزاد تھا فقہر تنگ اور ہو گیا		کپڑے ہی گیر وی نہیں رنگ اور ہو گیا سونیکا وقت اور رنگ اور ہو گیا
	بیری ہمارے پاؤں کی شکر خدا کئی تید فرنگ عشق سے چوٹی بلا کئی	
برہم مزاج ہی نہ طبیعت نہ ہاں ہے		شکر خدا کہ تو ذرا جی بہاں ہے











غیران ہی رنج ہی نہ اور نہیں سی ملاں	دا جگہ کی لی ایسی یہ ادنیٰ سی چال ہے
 خود بین نہیں ہوں اونکی طرح خود نہیں موجود ہے اونکی غایت کیا نہیں	
دو چار روز خوب مدارات ہو گئے وہ بات کی کہ شہر میں اک بات ہو گئی	ایسا ہوا جو ترک ملاقات ہو گئے اپنی تو ہر طرح بسر اوقات ہو گئی
 باتیں سنائیں آپ نے ہم چہ نسیکے پہی کے نیچے بیٹے تھے سر ہنسیکے	
ایسی ہی بات تھی کہ کسی بات کرتے ہم بے لطفیوں سے کیوں بسر اوقات کرتی	ایسا جو جانتے تو ملاقات کرتے ہم وہ کو بلا سے جا اگر رات کرتے ہم
 کتنے کی جا نہیں ہستہ نہ کچھ پوچھو کیا ہوا جو کچھ ہوا وہ غریب ہوا سب بچا ہوا	
صدی دوا کی نہ اوٹنے جی اولٹ گیا گیسو کی یاد میں تن زار اور لٹ گیا	ان روزوں کا عشق ہی کچھ ہی ہل گیا اوپر ملا کھینچا زخم کا انگور پٹ گیا
 ہم اور عشق ہم میں بھا گیا نہ میں دل ہو دیکھا ضعیف بظاہر جو این میں	
وہ کہ نہیں ہی پاس محبت کریں گے کیا وہ کہتا تھا بچہ کا وہ ہوا اب ڈرین گے کیا	خود آپ سر ہی ہیں کسی پر مرین گے کیا بی و دم میں آپ اور کا ہم ہم سرین گے کیا
 رنجیہ پہ پائون میں کیا کیا کرتی سی اونکی اوتیت شب فرقت بڑی سی	
وہیں وضع تاح سے سزاوار گون نہیں	کیوں جاں بیکہ میں غریب گون نہیں










ایسا ہی ہو گیا کبھی ہر بار کون نہیں		یوسف بھی ہو گیا تو ہی یار کون نہیں
	کدو سے ہم ایسے عشق سی جاہت سے باز آئی گھر میں کیلے بیسین کے صحبت سے باز آئی	
یونہی بیٹھو مورد الزام کون ، سو جانے بلا سحر ہو کہ تم شام کون ، ہو		بیٹھے بٹھائے وقت میں بدنام کون ہو کب ہو چتا ہے یار گل اندام کون ہو
	شاعر ہوا جواب اگر اپنے واسطے علم اپنے واسطے ہے ہزار اپنے واسطے	
پہنچے ہو فیر جو تم ہو کیس کو کیا اک زلف کے اسیر جو تم ہو کیس کو کیا		میشنل بی نظیر جو تم ہو کیس کو کیا اپنے لیے امیر جو تم ہو کیس کو کیا
	اوجھو گی آپ بیچ میں تم آپ کوگی بوسہ چولو کے گیسو دن کا مار کھاؤ	
کس بات میں خدا کی عنایت سی بندہ نہیں خود میں اگر ہی یار تو ہم خود پسند نہیں		سبہا سی کوئی کیا میں خود عقلمند نہیں مضمون کیا بلند میں رتبے بلند نہیں
	شہرے میں پوچھیے تو زیادہ میں کم نہیں بالغرض کم بھی میں تو کچھ اسکا ہی غم نہیں	
لاکھوں بنا کی جوڑی میں سحر میں ہو جای حشر ہی تو جدہ میں او دہ میں		ہر حال میں میں خوش بجا وہ شہر میں ہم ہر حال میں میں مگر بے جگر میں ہم
	تقریب کچھ کی میں جبر کیا ہلا کہیں صحبت کے لوگ خوب میں چمکو تو کیا کہیں	
دامان صبر ہاتھ سے بس چوٹا جایگا		کتے تھے تھے چوٹی تو جی چوٹ جائیگا

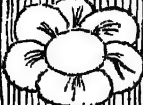

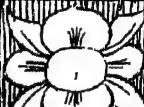


سینہ میں ایک آبلہ ہے پھوٹ جائیگا	ماڑک بہت ہی شیشہ دل ٹوٹ جائیگا
	
لپو بھی ہوا وہ صبرِ جدائی کی کیسے تھے	وہی ہی ہیں خدا کی عنایت سے جیسے تھے
اشکوں ہی پر گئی گلِ مرغِ جنوں پہ اور کما	وہ اب نہیں ہی کہیں لاکھ لاکھ کما
کمر اک اور تاک لیا آپ کے پڑوس	کھتے تھے جاگیا شوق کنارِ دوس
	
نقشے جسے میں دل پہ سر نقش ہی تھا	آبِ وکشا دی ہی فرح بخش ہی وہی
کمری میں ایک چاند کی صورتِ اندون	اوشے کوچی نہ چاہوہ صحبت ہی اندون
ہی گنتی بوسی لویہ اجازتِ اندون	چکی ہوئی قدیم محبت ہے اندون
	
کیا چاندنی ہی کوٹے کے اوپر پلنگ ہے	پیکرِ شراب لیٹے ہیں کچھ اوڑھنگا ہے
باتیں غضب کے اور ہی رغبت کی گفتگو	خابل بھی کے شبِ صلت کی گفتگو
دل پر ہی نقشِ آج کی محبت کی گفتگو	آشوبہ بھی عشق و محبت کی گفتگو
	
میں کہہ رہا ہوں پیار سے جس کے حور مجھ	مٹا ہے یہ جواب کہ سونے دو دور مجھ
یہ لوگ اس مائیکے ہیں اور وہ کسے ہیں	باتیں غضب کی یاد میں تقری غضب کی ہیں
بانیِ مہمانی محفلِ مشین و طرب کے ہیں	ہر دلِ عزیز کیوں نہ ہوں محشوی سگی ہیں
	
ہر دم رہیگا وصلِ ثابت ہی ڈھنگ ہے	ماڑک یہ ہیں اور تر نہیں سکتے پلنگ ہے
واٹھ آؤ می تو نہایت حسین ہے	پر مایاں نہ ہوں گی تما میں اسی قدر ہے

یہ اپنی لکنتوں کی بھی کیا سرور میں ہے	زیبا لہنسا سی نور جان سے حسین ہے
خود صاحب سخن ہی بہت شعر نظم ہے لیکن کمال عاشق شیدا سے وہ ہم ہے	۹۶
ایسا ہی آدمی نہیں کیا ہی آج تک ایسا نہیں کہ چاند سایہ رہ ہوئی ملک	آنکھوں میں دلیں چہتی ہی وہ نوک پلک کوٹھے پر کیسے پاؤں تو تارو آنکھ ہی فلک
جاتے ہیں پر فرشتوں کے کنہا ہی افضل انسان کی دعا بھی نہیں ہوتی تو قبول	۹۷
ملواری کی ہی چال زمانہ ہی نیم جان کہتے ہیں یہ پتھر بچے کوئی نوجوان	کشتوں کی پشتے ہو گئے رکھا قدم جہاں جرتے کے گنگر اور ملائی ہیں ان میں
غل یا نیو نکا ہی کہ ذرا کٹر کٹر اسی ہے علی وہ چال کیبک سی خود لوٹ جائیے	۲۱
وہ نون کا جوڑ خوب ہے کیا او کی شان ہے کچھ پیچھے نہ حال بڑی داستان ہے	ہم ہیں خیف و زار تو وہ دہان پان کیا کام آپ کو کہیں اونکا مسکان ہے
قاضی ہیں آپ شہر کے یا کو تو ال ہیں کیجئے اور یہ ارادہ تو جیسا خیال ہیں	۲۲
حد ہی سوا مزاج میں لاف و گداز ہے شہر خدا کی فضل ہی تاکوہ قاف ہے	جرات ہے وہ ساری جہاں کے خلاف ہے نہ ہونے ہی کہ خون اجھا سنا ہے
ملواری سے کلائی صفائی میں کم نہیں آنکڑائی میں جو بات تار و خطا ہے ہم نہیں	۲۳
اس جستجو کی وجہ سبب مدعا عرض	سے نہیں علاقتہ تو انسی ہی کیا عرض

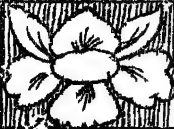
جو کچھ کہا تھا مجھے وہی سب ہوا عرض	یہ ابتدائی عشق کی تھی انشاء عرض
بت ہو گیا ہوں آپ کا گھر دیر ہو گیا	شکر خدا کہ خاتمہ باخیر ہو گیا
فرستے نراج مبارک کا حال کچھ	سننے ہیں اتنوں کو کہ ہے اوپر کا خیال کچھ
لحمہ بات اور ہی تھی ہوا استعمال کچھ	بڑی کو تو پسند نہ آئے پر چال کچھ
ہم کیا بدل گئے کہ زمانہ بدل گیا	کیا وہ فتنہ نراج تیار بدل گیا
صحت کا تکرار اور ہی کچھ طور دین	کرتی قدیموں میں نہیں راہ ہدین
زینادہ اب زمانہ نوین دورا و دین	ان روزوں میں سو سو گم و جورا و دین
سج سمناف کی متعلیٰ نہیں میں ہم	سیلوین بیٹھنے کی بھی قابل نہیں میں ہم
کہ شے پہ چار چار ہر کی نشست ہے	صحت ہیں کوئی مست کوئی فانیست
ہم لوگ آتے پاتے نہیں بند و بست	تہ کیا کرو مراح ہی باجی پرست
دو بار جسے لاکے دیے بار بار ہو	اتنا تو ہم کہیں گے کہ جاے دماغ ہو
جو آدمیت آپہنیں ہی پہلے ہو تو لے	سیت اور کے لیا انسان کو تو لے
آپہنیں آتے جوش میں اس طرح رو تو	سج ہی کہ عمر بھر کی کوئی یون ہو تو لے
مردم شناس ایسی ہی ہوتی ہیں واہ جی	حاجت رو پیے کی ہو تو بڑے کیا ہیں حاجی
لیکن یہ اخلہ نامان گفتگو گمان	یہ خوش نر زبان یہ نفاست نہ ہو گما

دل کو پسند پوری کچوری کی بو کھان	صطر خاہ بالون میں ای ماہر و کھان
	
نزد چیز کچہ نہیں ہی تحت بھی چیز ہے	اسکا سے مزہ نہیں وہ بی تیر ہے
اب صاف صاف کہتے ہیں ایسا نہ سبجے	معتوق سبجے سے تھیں شیدا نہ سبجے
آگے تو اپنے زعم میں کیا کیا نہ سبجے سے	ایسا مزاج ہوگا یہ اصلا نہ سبجے سے
	
اپنی خطا نہیں یہ سبجہ کا قصور تھا	کیا دخل دن دنوں میں ہمیں ای حضور تھا
صحبت جانی کے لیے کیا اور گھر نہ تھا	ریون کا اور کوٹھے پہ شاید گدڑ تھا
سب پر نظر تھی وہاں سہارا کد نہ تھا	بیخون تھی کچہ ایسا تمہارا بھی ڈور تھا
	
جی چاہتا تو ہم نہ ہو سکتے وہاں تلک	انسان تو وہ ہی کہ کیا آسمان تلک
واقف ابھی نہیں ہو چاری قراج سے	بدلین کلاہ کو نہ سیلیاں تاج سے
کچہ بات اور پائی گئی امیر تاج سے	کافر ہو اس گلی میں بھی آئی جو گلی سے
	
اپنی جگہ پہو کچہ کیوں گے نہ غیر کو	جائیں گے چوک اور ہی رستے سی ایک کو
مشتاق اس قدر نہیں بندی جال کے	اُدھے نظر تو پسند پر پتے نکال کے
تیر پری اور موتی ہیں اہل کمال کے	آنکھیں نکالے گا ذرا دیکھ بہاں کے
	
تو گر کیوں کر کہہ لوستانے کے واسطے	مزدور ہو نہ ہونا زانو ٹھانے کے واسطے
ناترک مزاج قابل جو رو ستم نہیں	فقرا نہیں یہ جو نہیں ہے یہ وہ نہیں

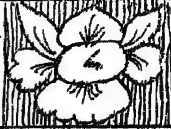
تھکے نہیں ہی بے رخ تو ہو بھی غم نہیں	وہ ڈر ہی پڑے ہیں اور کوئی اون میں نہیں
	
<p>جو ہون کرے پڑے وہی کہیں پڑے ہیں شامت ہماری ہم جو گلی میں کہے ہیں</p>	<p>پہنکے ہی جو رکش جنت الگ الگ ہر ایک سی ہی لڑتے محبت الگ الگ</p>
	
<p>ہم کو یہ طرح یہ دو علامہ بھلے گا یہ تاج کوئی ہو گا وہ کلبے کو آنے گا</p>	<p>یاروں کی ایک یہ بھی جگت تھی کہاں کا دارفہ کر چکا کئے سرور ان کا شوق</p>
	
<p>پسند آدمی نہ ہر قید پری کے ہیں اچھا مکان بھی ہو تو عاشق اُسی کی ہیں</p>	<p>پہلے ہیں پسند یہ محبت نہ آئی تھی پیاریر کی اوٹھی تھی طاقت نہ آئی تھی</p>
	
<p>انسان ہی تو ہی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے فصدین بھی کسلی میں کبھی سودا بھی ہوتا ہے</p>	<p>شیریں سی بھی زیادہ ہی شیریں ہماری تو رہا ان ایسے عشق کے یہ کیسا امتحان</p>
	
<p>خود ہی ذلیل عاشق عجزار ہی ذلیل گل بھی ذلیل بیل گلزار بھی ذلیل</p>	<p>ہمسا تو آدمی تھیں ملنا محال ہے بہا بھی اور کا جو پیر و خیال ہے</p>

صورت کا ایک رنگ ہی کیا جمال ہے	ہر آفتاب سن کو آخر زوال ہے
	
اور نا ہی ہو تو آپ سے بہتر ہے جانیے	دورہ بھی ہو تو صر منور ہے جانیے
اب کیا بہت دنوں سے طبیعت ادھیچا	تلمنی مرگ آج کل افیون کی چاٹ ہے
کشتی عریض نفاذ کے گھاٹ ہے	مٹسے جدا کیا ہیں کیا خوب کاٹ ہے
	
دشمن ہواک جہان کے تم دوست کیسے ہو	نوار ہواوسی کی ہو قبضے میں جبکہ ہو
اک دن وہ تھا کہ رہتے تھے آٹھوں پہر	منہ دیکھنے کو اہستہ تھی وقت سحر
جاؤ نطفہ تنہا کہ میں تمہارے سحر	اند میری کہ اب نہیں آتے نظر سحر
	
جاگے جو وصل یار میں تقدیر سو گئے	اپنی نوہر طرح سے عرض معج ہو گئے
	
واسوخت دوم	
نال میں دم ہی بہت عشق سی جی تھی	زندگی تلخ نہی اب روح سی ہزاری ہے
نام تینے تھی جسکا وہی بیاری ہے	سیکڑوں اسیمین گئی اب کی مری باری ہے
سخت بیمار ہوں یہ سال جھی بہاری ہے	لکھنؤ چوٹیا ہی کو یح کی طیاری ہے
	
وقت آفت کزین دار فقا در گذریم	کاروان رفتہ دما نیزہ راہ سفیرم
ہی سیر شام مجھی کوئی دوار اس تین	نخلنے بنتے ہیں لیکن تری یو ہاں نہیں
میر سر جینے سے زانیچین کسی یاش	طاقت اوشنے کی سنیں بہو کہ نہیں ہیں
سب نفرت ہی کوئی آس نہیں باس نہیں	کیا تعجب ہی کہ تمہیکو ہی ملا پس نہیں

	<p>از غم عشق تو بیمارم و سیدانی تو و از غم عشق تو بدل دارم و سیدانی تو</p>	
<p>اپنی بیماری کے جلد خیرامی ظالم اور کیا آہ کا دینا سے اثر اسی ظالم تو مجھے سہل کیا دے کر اسی ظالم</p>		<p>یہ ستم دیدہ و دانستہ نہ کرائی ظالم کیوں مرے قتل پہ باندھی کرائی ظالم یاد کرتا ہوں تجھی آٹھ پہر اسی ظالم</p>
	<p>از چہ باسن نشوی یار چہ می پرہیز یار شو باسن بیمار چہ می پرہیز</p>	
<p>نبض چلتی ہی تو پستی ہی کلائی میرے تھکو منظور ہوئی دل سے جدائی میرے جیتے جی اب نہیں ممکن ہی رسائی میرے</p>		<p>آخر اس ضعف کی یہ شکل بنائی میرے اب یقینی ہی قضا ہجر میں آئی میرے حشر کے دن کہی اب تو صفا میرے</p>
	<p>فارغ از عا شوق غمناک نمی باید بود جان من این ہمہ بلیاک نمی باید بود</p>	
<p>آپ کے عاشقوں میں نام تو کر جاؤنگا گو میں عاشق نہیں ہوں نام تو کر جاؤنگا دیکھ لینا میں گلا کاٹ کی مر جاؤنگا</p>		<p>میں نہیں ہجر میں دنیا سی گذر جاؤنگا اب نہ اس کوچی سی اور شوگنا نہ گذر جاؤنگا دیر ہی اتنا کہ تیرے لئے اور تر جاؤنگا</p>
	<p>من اگر کشتہ شوم باعث بدنامی شست موجب بہشت و بیابانی و خود کامی شست</p>	
<p>مرہی جاؤں تو جہینوں میں خبر ہو میرے یہ دعا کیوں نہ سہلا آٹھ پہر ہو میرے آپ فرماتے کس طرح لب ہو میرے</p>		<p>بے خبر مجھ سے ہو تم خاک لب ہو میرے دیر کہانے پر نہ کیوں مد نظر ہو میرے آج مر جاؤں میں کل موت اگر ہو میرے</p>

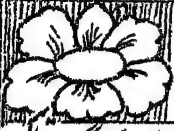


شرح ورماد کی خود کہ تقریر کینم
ما شقم چارہ من چلیت چہ تدبیر کینم



وصل کا وہ بیان رما کرتا ہی دن رات
رہی خالق فی عجب طرح کی اوقات
وصل ہوئی کی بتاؤ تو کوئی گناہ
وصل ہوئی کی بتاؤ تو کوئی گناہ

ہجر میں بن نہیں پرتی ہی کوئی بات
ہر مہینا سرے سوینسہ ہی برسات
سب تکلف نظر آتی ہیں خرافات
سب تکلف نظر آتی ہیں خرافات

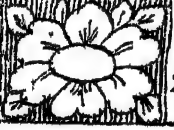


مندی ہست کہ حیرانم و تدبیر نیست
عاشق بی سرو سامانم و تدبیر نیست

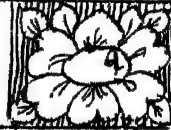


رو کی کائی نہ تھی ایک ایک گڑی آج
نہ سہی تھی بخدا تھی گڑی آج تک
یہ مصیبت نہیں واللہ پڑی آج
یہ مصیبت نہیں واللہ پڑی آج

رات فرقت کی نہ دیکھی تھی بڑی آج
نہ لگائی تھی یہ ساونکی جڑی آج تک
ہجرت کھائی تھی پلوں کی چڑی آج تک
ہجرت کھائی تھی پلوں کی چڑی آج تک

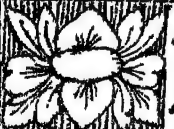


انچہ کردی تو میں سچ شکر گار نہ کرو
ایسے سنگین دل و بیدار اگر نہ کرو



کب تک ظلم سہون چپ ہون مجبور ہون
کب تک غامی محبت میں بہلا چور ہون
کب تک پاس رہیں غیر میں مہینے ہون
کب تک پاس رہیں غیر میں مہینے ہون

کب تک جسے جد اراٹن ایجوڑ ہون
کب تک عاشق نہیں آجکی مشہور ہون
کب تک صل کی امید میں مسرور ہون
کب تک صل کی امید میں مسرور ہون

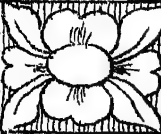


شرح این آتش جانسوز کھفتن تاکہ
سو ختم سو ختم این سوز نہفتن تاکہ

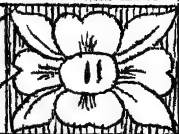


تخلیہ ہوتا ہوں رات یہ دربار نہ تھا
اس طرح وصل کا ایک ایک سی آواز نہ تھا
دل کسی اور کا ہون میں گرفتار نہ تھا
دل کسی اور کا ہون میں گرفتار نہ تھا

نہری محبت میں نہ تھی کو بھی بار نہ تھا
سانسے تیرے کبھی عشق کا انداز نہ تھا
مجھے ملنے کا کبھی آپ کو انکار نہ تھا
مجھے ملنے کا کبھی آپ کو انکار نہ تھا

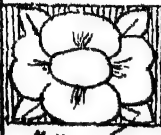


کسی رین سلسلہ غیر از من لب نہ بود
یک گرفتار ازین جلد کہ ہستند نہ بود

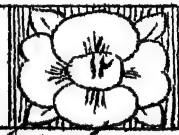


ای پری چور کیا تجھ کو بنایا ہمنے
نشاۃین چور کیا تجھ کو بنایا ہمنے
سبین مشہور کیا تجھ کو بنایا ہمنے

ہمنے مغرور کیا تجھ کو بنایا ہمنے
اس قدر دور کیا تجھ کو بنایا ہمنے
سرخ منظر کیا تجھ کو بنایا ہمنے

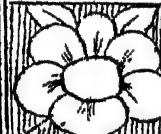


بس کہ کردم بہ جا شرح دل آناری
شہر رکشت ز غوغای تماشائی تو

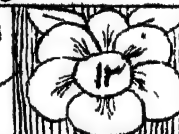


رات دن ایسی لڑائی نہ کبھی ہوتی تھی
چہ پہلے غیروں سی صفائی نہ کبھی ہوتی تھی
کری میں ساری خدائی نہ کبھی ہوتی تھی

مجھے دم بھر کی جدائی نہ کبھی ہوتی تھی
لوگوں میں میری بُرائی نہ کبھی ہوتی تھی
ماریاؤں کی رسائی نہ کبھی ہوتی تھی

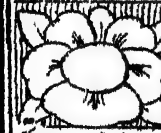


این زمان عاشق گشت تہ فراوانی
کی سر برگ من بی سرو سامان ناری

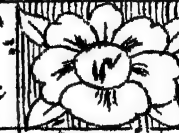


رات دن وصل سی صلت تھی دم بہر ہنگام
اب نمی دگن کما تا ہے مقدر ہنگام
گالیان ملتی ہیں غیروں کی برابر ہنگام

یاداتی ہیں وہ دن بچہ بین اکثر ہنگام
جانا ملتا نہ تھا گھر سے تیری باہر ہنگام
ایک بوسہ نہیں ہوتا ہے میسر ہنگام



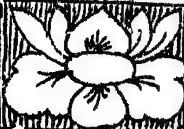
یہ بیش تو یاد نو دیا کہن ہر دو کمیت
عزت مدعی و حرست من ہر دو کمیت



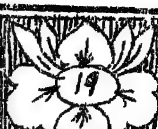
باد و فاش مجھے تیرے واد غلط سمجھے
کیا بری چیز ہے یہ چاہ غلط سمجھے
خیر قصہ ہوا کوتاہ غلط سمجھے

تیرے جس سے غلط گاہ غلط سمجھے
دی دیا مفت میں دل آہ غلط سمجھے
اب نہیں جانی کی اور آہ غلط سمجھے

	<p>جان من شکلی دل تہو داون غلط است</p>	
<p>دھنک ان کا اربان کمان تک کونک ایسی جہاں کی ہی قربان کمان تک کونک صاحب شدہ نگہبان کمان تک کونک</p>		<p>روز کی ظلم سہون جان کمان تک کونک دل کو دھنک رہی ہر آن کمان تک کونک پھر دن گلیوں میں پریشان کمان تک کونک</p>
	<p>چون چنین است پی کارو گر باشم بہ چند روزے پے دلدارو گر باشم بہ</p>	
<p>صاف رنگت میں زمانی میں ہزاروں بی محبت میں زمانی میں ہزاروں لوگ آفت میں زمانی میں ہزاروں</p>		<p>خوبصورت ہیں زمانی میں ہزاروں بیمروت ہیں زمانی میں ہزاروں کج طبیعت ہیں زمانی میں ہزاروں</p>
	<p>نخل فی خیز گلستان جہان بسیار است گل این باغ بسی سروان بسیار است</p>	
<p>آپ کیا مال میں اور آپ کی صورت کیا ہے بیمروت سے گلا کیا ہی شکایت کیا ہے آپ کو پیار کروں کیوں مر شامت کیا ہے</p>		<p>یہ تو فرماتے صاحب حقیقت کیا ہے جو کہ کچھ مال نہ ہوا وہی محبت کیا ہے بیمزہ رہنے میں نرات کے لذت کیا ہے</p>
	<p>میسر تال بسجودت دیگر باشم باز اگر سجدہ کنم پیش تو کا قرب باشم</p>	
<p>بی وفا ہو کسی کہتے ہیں وفا کیا جانو کیونکہ اتنی ہی بلا جانی بلا کیا جانو بی تمک آؤ می جو تم پر بلا کیا جانو</p>		<p>پیار کر نیکی کی نصیحت کیا کیا جانو عشق ہوتا نہیں ہوتی ہی قضا کیا جانو ابھی کس جو بہت نام خدا کیا جانو</p>

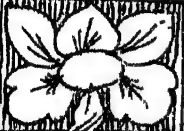


درومن کشتہ شمشیر بلا میداند
سوز من سوخته داغ جفا میداند

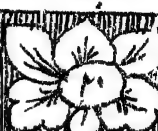


دلین خاک اور قی ہی اب نام کو الفت نہ
پیار کرنے میں جودت سنی وہ لذت نہ
اب تری کوچی میں آنی کی بھی طاقت نہ

بہت گیا دل تری باتوں ہی محبت نہ
اب وہ چاہت نہ رہی اب وہ طبیعت نہ
صدی پر صدی ہوا ہجر میں حالت نہ

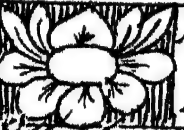


دستے نیچے مشتاق تو دویدم بس است
راہ صد یاد یہ درو بریدیم بس است



اب تری ملنے سے انکار کر نیگے واللہ
بلکہ ہر بات میں تکرار کریں گے واللہ
دل کہیں اور گرفتار کریں گے واللہ

اب کسی اور کو ہم پیار کر نیگے واللہ
تیری الفت کا نہ اقرار کر نیگے واللہ
ہم یعنی سی تری رکرین گے واللہ

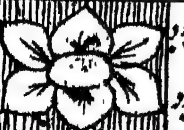


چارہ انیت ندانم بہ ازین را کے دگر
کہ وہم جا بے دگر دل بدل آرا کی دگر

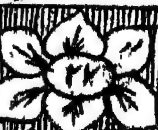


قطع گئے تیوی اوں جو کی پوشاک کرو
سانے تیرے او سے چیر کے بیاک کرو
تو سہی اپنی طرح جھکو سہی غناک کرو

ای پری ایسا جلاؤں کہ تجھی خاک کرو
اکب کرتی پہ گریبان کئی چاک کرو
ست کروں بابل اور سی جالاک کرو

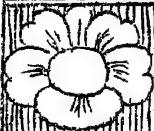


بعد ازین را می من انیت چمن خواہد بود
سین بر این بستم والبتہ چنیں خواہد بود



اس سی تیر کوئی معشوق کی تعزیر نہیں
صاف باتیں ہیں یہ کچھ بچ کی تعزیر نہیں
اوسکی تعزیر سی کچھ آپ کی تعزیر نہیں

ای سحر سے سوا اب کوئی تیر نہیں
دل لگا کو کہیں لازم تیر نہیں
حالی جو اچھا ہی قابل تیر نہیں



این ندانست که قدر همه یکسان نبود
زراغ را مرتبه مرغ غزل خوان نبود

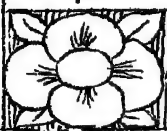


واسوخت سوم

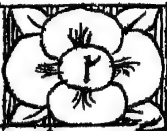


گرا گرمی یہ طبیعت کی دکھائی ہیں
دیکھنا باتو نہیں کیا ہے بتائی ہیں

نی انداز کا واسوخت سناقی ہیں
جس قدر رکھو سنا ہے سناقی ہیں

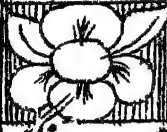


صحبتیں گرم ہیں جشن مبارک صبا
نہی کی تاب نہیں چپ رہیں کب کب صبا

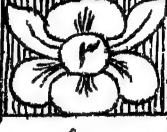


اب تک آپ کی باعث ہی درمی ہیں
اپنی دانست میں سب غم مری ہیں

دل بیزار ہیں غم میں بہرے ہیں
وہ ہیں غم میں جہان کی خبری ہیں



دیکھنا کاٹ سہوی کا دکھاویں گے آج
لال کو سٹے ترے کر کے بنا دیں گے آج



جدا غصہ ہے رقیبوں پہ اوار نیلے ہم
گالیان دیکھا ہی سکو پکاریں گے ہم

میں بہت رنج میں دو چار کویاں گے ہم
آپ کیا آپ کے گھر جہ سے سنا رہیں گے ہم

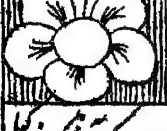


پاس بیٹھو نہ لگاؤ سی ہمو دور ہی ہو
دور ہو سامنے سے دور ہو دور ہی ہو

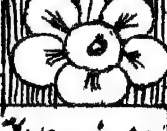


بات کرتے ہوئے دنا تہی دیتے ہیں
اب انہیں کو گون پر مڑنا کی دیتے ہیں

آج سے بات نہ کرنا یہ کہ دیتے ہیں
وہ محبت کا نہ بہرہ دیتے ہیں



خوب صحبت ہی تھیں واہ اسی قابل ہو
ایسے قابل نہیں واہ اسی قابل ہو



اوسکے بے میں سلوک آپ کی خوب کیا

ہم نے شوقی نہایا تھیں محبت کیا

بی حجاب آوردن ہو کر مجھے محبوب کیا
تنتے جو امر کیا وضع کے معیوب کیا

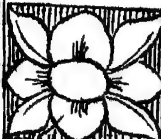


اگے اس طرح کی صحبت نہ رہا کرتی تھی
اگے اس طرح براندہی نہ بھا کرتی تھی



کنسٹر ایک ایک سر اس طلب ہوتا تھا
منین معلوم کہ کون اسکا سبب تھا

اگے یہ طور نہ تھا آب جو غضب ہوتا تھا
بے پیہ چین پستے تکو یہ کب ہوتا تھا

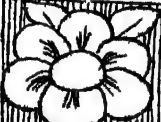


بن بڑی غیر دنگی لوگوں نے بگاڑا تکو
جوڑ کر کہ کے مری گھر سے اوکھاڑا تکو



آئندہ دیکھ کے سونا زہ ہوتے تھے کبھی
سحر کی باتوں سے اعجاز نہ ہوتے کبھی

غیر اس طرح سرفراز نہ ہوتے تھے کبھی
فاسطی اس طرح مری راز نہ ہوتی تھو کبھی



ادون دنون میں تری صحبت کا تو یہ رنگ تھا
جوڑ باز ایک نہ تھا ایک جگت رنگ تھا



ابر ہوتا تھا مگر برق کین ہوتی تھے
فتنا جب کما ایکو کہتے تھے منین ہوتی تھی

غیر کی بات کمان دہن نشین ہوتی تھی
ٹھاٹ نہ بندی کی مٹی جبے نوین ہوتی تھی



حسین تازی کی نہ اس طرح بھر پیتی تھی
دبیان یا قوتیون سی یون میری ہر پیتی تھی



صاف تو یہ سی کمر میں یہ چک کا ہی کوئی
صاف تو یہ سی کہ یہ نوک پلاک کا ہی کوئی

صاف تو یہ سی پشایہ لڑک کا ہی کوئی
صاف تو یہ سی یہ رنگت میں چک کا ہی کوئی



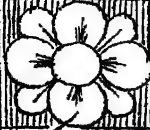
اکی اس طرح بدن میں کبھی بو باس تھی
منہ کہتے میں جسے آگے تری یا تھی



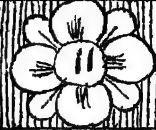
لوگ اس طرح نہ کمر میں پڑھتے تھے
کوہ جوہم اگے بھی دہسوڑی میں پڑھتے تھے

کوہ جوہم اگے بھی دہسوڑی میں پڑھتے تھے
کوہ جوہم اگے بھی دہسوڑی میں پڑھتے تھے

روکنے کے لیے دربان کمرے بستے تھے چاہنے والے نہ کلیوں میں اور نہ

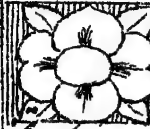


ان کے اس طرح کسی نہ لڑی تھیں انکھیں
سب انکھوں سے تو ان کے بھی بڑی تھیں انکھیں

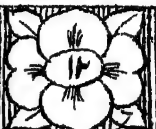


یہ نہ معلوم تھا ہوتا ہے نشانہ کیسا
منہ سے آواز نکلتی نہ تھی گانا کیسا

دیکھنا تمکو نہ آتا تھا دیکھنا کیسا
جو ٹھہری تھیں کسی کہتے ہیں بہانہ کیسا

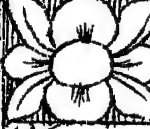


دل کے لینے کی کوئی گمات بھی معلوم
بات کرنے کی کوئی بات بھی معلوم تھی

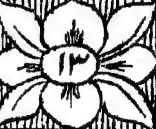


واہ کیا ڈھونڈ کے دمساز نکالے تھے
نئے اعجاز نے ناز نکالے تھے

اب تو کیا کیا نئی انداز نکالے تھے
آفتا سارے دغا باز نکالے تھے

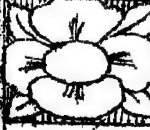


بی طرح دل میں سمائی ہے خدا خیر کر
بے طرح دمنع بنائی ہے خدا خیر کرے

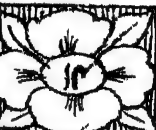


پیار کر کے تھیں جن میں بڑی کھلیا
خوب سا دیکھ لیا آپ کو میں دیکھ لیا

آہستہ سی نہیں آپ کو میں دیکھ لیا
اب زیادہ نہیں بندے کو میں دیکھ لیا

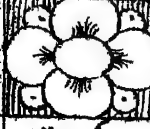


اپنی جانب سے ملاقات بنا میں کب تک
تم مرو اور کسی پر تھیں جا میں کب تک

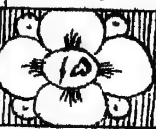


یاد تو کیجیے کچھ آپ سے بندہ کم تر
آج تک کہتے ہیں سب لوگ بھی بندہ کم تر

ہو نہ مغرور کہ ہم پر بھی یہی عالم تھا
جیسے بی رنج ہو تم میں بھی یوں ہیں ہم













جب یوں میں حسن سے متحرور ہم تم دونوں
لکھنویں یوں میں مشور سے ہم تم دونوں



آئینے میں نہیں ملتا تھا کسی صورت سے

بلکہ رنگ چکا دم تھا مری رنگت سے

<p>آئینہ دو دو پہر دیکھتے تھے چرت سے</p>	<p>لوگ سب ڈرتے تھے کسکے نہ تھے</p>
<p>14</p>	<p>سندھ پر سمنہ رکھتے تھے ہم شرم تھیں کئی تھی بات کرتے ہیں رنگت سی اوڑھی جاتی تھی</p>
<p>خود پر زیادہ تھے ہم ٹکڑے سمجھتے کیا تھے کچھ تھارے کچھ کانٹے ٹکڑے سمجھتے کیا تھے</p>	<p>سیکڑوں دیتے تھے دم ٹکڑے سمجھتے کیا تھے روز کرتے تھے ستم ٹکڑے سمجھتے کیا تھے</p>
<p>15</p>	<p>رات بہر وصل میں رکھتے تھے لڑائی تھے چہین لیتے تھے خفا ہو کے رضائی تھے</p>
<p>جائزہ اون روزوں کا گانا تو ذرا یاد کرو رات بہر میلہ سنا تا تو ذرا یاد کرو</p>	<p>چمکے سیٹھے ہوئے گانا تو ذرا یاد کرو صبح تک پاؤں دہانا تو ذرا یاد کرو</p>
<p>16</p>	<p>یہ تو کچھ بات نہیں بات کوئی یاد نہ ہو اوس کہتے کہ جوان باتوں نہیں آؤد</p>
<p>پانچویں رات کا سونا بھی تھیں بھول گیا سندھ پر پٹے ہوئے نا بھی تھیں بھول گیا</p>	<p>وہ دوپٹے کا بچو نا بھی تھیں بھول گیا کیا مسہری کا بگونا بھی تھیں بھول گیا</p>
<p>17</p>	<p>کیا ہوا غیر کی الفت میں جو بیویش ہو تم خود فراموش نہیں وعدہ فراموش ہو تم</p>
<p>اگلی باتوں کو ذرا یاد کرو یاد کرو ترک منظور ہو بالکل تو وہ ارشاد کرو</p>	<p>مفت برسوں کی ملاقات نہ برباد کرو پھر نہیں ملنے کے ہم رو او کہ فریاد کرو</p>
<p>18</p>	<p>مشرک پھر نہ ملین گے جو خفا ہو گئے ہم وصل ہو گا نہ کبھی ایسے جدا ہو گئے ہم</p>
<p>ہو نہ ہو تھی ابو ٹھہری ایجو تھیں چہرے میں</p>	<p>اپنی صورت پہ ہو مغرور تھیں چہرے میں</p>

عاشقوں کا ہی یہ دستور تھیں چہرے تہن	ترک بالکل نہیں منظور تھیں چہرے تہن
	
اب بھی کچھ بات نہیں ہے جو منالو ہکو	ہمنے جو باتیں سنائی ہیں سنالو ہکو
نکے جلسے کی خزانے سنی سرشار تھے ہم	غصہ اس طرح کا تاروح سے بیزار تھی ہم
کیا ہوا مارنے پر غیر و نکلے طیار تھے ہم	آپ میں کا ہیکو تھے نشے سے چار تھے ہم
	
مفت میں آپ سے ادب بھی ہوئی تقریر ہو	بشریت تو ہی انسان ہیں تقصیر ہو
سرخ اب جانی دو صورت نہ پریشان کرو	کوس لو کاٹ لو جو چاہو تم ایجان کرو
بس اوٹھو بہر خدا وصل کے سامان کرو	دیکھو گھوڑہ نہ بہت اپنی طرف و میان کرو
	
مجھے بے نیاز کی یہ ننگی جانے دو	بس رو لایا بہت ایسے تو منے جانے دو
تم جو ملجاؤ تو ہو عید ہمارے گھر میں	سجدے کرتے پھر میں ایجان ایسی ساری
ہو چلین وصل کے سامان تھک گھر میں	حشر تک ہوں نہ رقیبوں کے گذر گھر میں
	
کھسکے مکین نہ کہی اپنا جو کمر ہو دلیں	عشق پیدا وہ کرین ہم کہ انز ہو دلیں
ہم سے ملجاؤ رقیبوں کو خفا ہونے دو	سایہ کی طرح سے دم بہر نہ جدا ہونے دو
اپنے بیمار کی لازم ہے دوا ہونے دو	زرد گی تلخ ہی جینے کا نہ اہونے دو
	
نہیں ملنے کے کہیں چاہنے والے ہے	سارے عالم میں نہیں چاہنے والے ہے
ہم وہ عاشق ہیں اگر تیرا اشارہ ہو جا	مال کیا جان کا دینا بھی گوارا ہو جا

مہربانیاں سب کے کنارہ ہو جائے
چوڑ دین گزرتا کو چہ ہمیں پیار ہو جائے

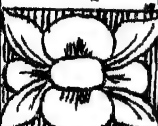


ہم وہ عاشق ہیں ہنسلی پہ ہمیشہ سر پہ
جان مانگو تو اسی وقت کہیں حاضر ہے

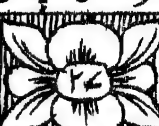


ابھی کو مٹی سی اور تر جائیں اگر مرضی ہو
منہ سے جو کہتے ہیں کر جائیں اگر مرضی ہو

خود گلا کاٹ کے مر جائیں اگر مرضی ہو
سر کے اس کو چسے گی کر جائیں اگر مرضی ہو



ازما بیٹھے اس میں ہی نہیں بند ہیں ہم
آپ رہنی ہوں تو بالآخر رضا منہ ہیں ہم



اپنے غصے سے کیا خولہ نہیں گاہ کھر
تور کے بند کسی صل علی واہ کھر

خوب اسوخت کہا آپ نے والد کھر
دوسرے ملنے کی نکالی یہ نئی وہ کھر



دل جلاسنے کی یہ تدبیر نکالی تھنے
مار رکھنے کی یہ تقریر نکالی تھنے



قصیدہ اول

وہوم ہی آئی بہار آئی بہار آئی بہار
ہر رنگ تاک نظر آئی عتاب سمار
چلنیں بہر نہ ہیں پردہ گلابی گلنا
چہ تین سو نیکی بنائی گئیں مینا کار
صندھی کتری گئی جہانم گئی سرور
بانغ سی دور ہو برگ خزان کی انبار
قدوم سے نکلے نہیں باقی اشجار
جبے صیاد میں گلشن میں میں شکار

ہو گئی اور ہی کچھ اب تو ہوا ی گلزار
بانغ میں ہونی لگی خانہ عشرت طیار
بارہ دریوں میں لگائی گئی جہانم
بیا بجا ہونی لگی اطلال محل کے فخر
سرخ کوئی گئی ہر ایک روئے اوپر
پہلے ہو ٹپکی صاف ہوئی صحن چمن
باغبان چنچیان ہاتھوں میں لے کر
پہول چنچیان میں مصروف دل ہر چمن

ٹنڈی ٹنڈی ہوا چائی ہو گنگوڑا
 منہ برستا ہی جہاں ہم کبھی کبھی آتا ہی
 کیا ریان ساری ہین لہریں لیا لب پہن
 نہرین دریا ہوئی ہین ڈوبی ہین سب جوار
 کویلین کوکتی ہین بول ہی مین طاؤس
 کبھی بسیا ختہ کرتا ہے مہیا پی پی
 حکم ہو بچا ہی مہی باغ کی داروغہ کو
 تھیلا بیان پٹی کی انگور کی خوشون چرن
 جا بجا باغ مین اس طرح کی تھریں
 داناوتک تو مین بہت نیہ ہوسم بحر
 قہقہے رند و شکہ مین شور مین یخا فون مین
 بیعت دست سبویہ میناں ہوتی ہے
 واہ رے رنگ ہوا واہ رے تاثیر ہوا
 کہتے ہین پیر میناں کہو مکی دل سلو شہر
 رات دن جن مین چلتی ہین شہر مین رات
 نشہ مین چور مین سب پاس ہی ایک ایک پری
 دھون مین کہتے ہین آبا و رہے صحبت یار
 پیش و عشرت کی جو سامان مین ہو جو مین
 کہ سیان میز شراب و رکبا بونکی پلیٹ
 گانا ہوتا ہے کہین نایح کہین ہوتا ہے

زیر تاک انکی سپوش پڑی ہین مینجوار
 کبھی گھر گئی ہی بدلی کبھی پڑتی ہی پھار
 باغ سیراب مین سرسبز ہوئی ہین اشجار
 نظر آتا مین مین س پار کا سبزہ اوس پار
 جاتا ہی تو قر و دکا شور فلک پر ہر پار
 چھپے اپنے شاتی ہی کبھی بیل زار
 چاندنی کی شب متاب مین کیسے گہرا
 بادلے اور تاجی سے منڈھ رہے شکار
 کسی کے پاس ہو بایں کسی کو پاس شہر
 کیون نہ انسان کا دل ہو رہے ہر فوجی
 جطرف دیکھے اب چار طرف ہی یہ بکار
 زاہد و نخبہ بھی کیا بادہ کشی کا اتوار
 محنت کتے تھی جنکو وہ ہو مین مینجوار
 شیشے کیا مال مین کبھی مین قربانی طیار
 مین مین محشوق سی عالی کوئی آغوش کنا
 رنج و فقت نہ کسی کو ہی نہ خوف عینار
 بادشاہی کی ہوس ہے نہ خدائی درکار
 بان مین ملتی ہی جو چیز جسے ہو درکار
 شیشہ و جام سپوشاتی مسروران پر کار
 کہین با مین کی لگا ہے کہین آوار شہر

کوئی جابانغ میں خالی نہیں ان طوبوں سے
سایاں پتے بجاتے ہیں عبا ناچتی ہے
کیا قول ہی کہ دیکھی نہ سنی آج تک
گوش گل جھکوسین دیکھ گس دیکھیں

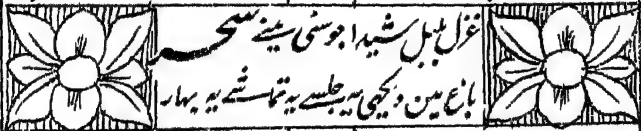
جھٹھ کوئی نہیں ہے تو وہاں ہی بہا
کھائی جاتی ہی چمن میں غزل بیل نہا
رنگ ہی رنگ ہی ہر شعر میں جھٹھ بہا
ای صحر سننے کے قابل میں یہ گنگنا



چمن و بہر میں ہوتی ہی یہ تعظیم بہار
وامن یوسف ابر آج نہیں پہنچے کا
آسمان ابر بنا باغ میں آنے کے لیے
روی گلہاں چمن سرخ زمین کیوں ملا

سرو قد سبکو اوٹھا تا ہر نمونی گلزار
برہتے ہیں دست زلفیا کی طرح و شاد
سیر کر نیکو ہوئے سارے ثوابت سستار
نشہ در ہے اوہ شا کہ نہیں جکا تا

کون ہی وجہ نہیں خود تاشای چمن
ہی عجب طرح کی تاثیر ہوا میں بیل
کون ہی وجہ نہیں خود تاشای چمن
ہی عجب طرح کی تاثیر ہوا میں بیل



باوہ جام سخن سی ہو میں آکھیں گنا
بہ نواب کہا ایسا قصیدہ یہ سننے
نوی سرزمین ہی یہ خوشبو کہ دروہ
آج کس لطف سے دیکھی ہی سوار خضو

بطع رنگین کہ ہوا گلشن سفین در کا
جسکے ہر لفظ پہ قربان میں گل لاکھ نہا
مشک نافون کو بیدار میں ہوا عطا
روش باغ پہ جھٹھ پہرے باد بہا

یہ ہوا دار نہیں تخت سلیمان کیسے
کیا چکھتی ہوئی رنگین ملی ہے وردی
جو بصورت میں یہ سب ٹک پری خیرت
پگڑیاں شلہ خورشید میں گیسو شبتا

نور کی چال ہی خود نور کی ہین نور ہی
کیا سبک خیز ہین مانند ہوا جاتی ہین
رعد کی طرح سے آواز لگاتی ہین نقیب
خاصے جاتے ہین چکستے ہوئے بجلی کی طرح
کیا سواری ہی کہ دریا کی طرح جاتی،
دیکھی صحرا میں سواری تو کوئی قایم کس طرح
کھٹان سی فلک پر کوکتے ہین فقیر
خا بصرہ رنج ہر سبے ہی شمع سر طور
خا صیون کی بھی غلافون میں عجالم ہی
کیا بہادر ہین جب ابرو کا اشارہ پایا
توسن عکس کی لو باگ سحر اور طرف
تنبوی ہی کہیں دیکھی ہین قصیدہ

جو کھرے ہون تو نوابت ہین طہیق سوار
راہ خواہیدہ قدم سنین ملو ہتی سوار
جو تھے آتے ہین ہاتھی روشن ابر بہار
آنکھ آہو کی جھپکتی ہی میان وقت سکار
کبھی اس پار ہین چاک تو کبھی ہین اوس پار
شتر اسوار ہین لمبی کی طرح ماقہ سوار
لجھو لجھو جاتا ہے یہ تیلی بردار
غش ہی موسی کی طرح چشم تماشا ہر بار
استینون ہین جس طرح میان باروئی
ٹوک کر جہین لیے ترک فلک کی تہسار
کیون مکر ہو سواری ہین کہ اوٹا غبار
حرف تقریر مسلسل ہین سینے سیکار

قصیدہ دوم

بوتلین لاو براندی کی سنائین ساون
ہی کیا ابر ہی کیا باغ ہی کیا سبزہ
باغ بہرین نظر آتی ہین کنول پانی کے
شہدہ موتا ہی کہ اوڑتے ہین ہوا میں
پانی تون سہی چکستا ہی شتر ہو ہین پڑ
آنکھ ہر بار ہیلستی ہی طبیعت کی طرح
باغبان ٹوکے کرتی ہین کہ پانی کہلکا

آج کل باغ یہ عالم ہی گستا پر جون
بونڈیان پڑی ہین چلتی ہین امین
صاف تالاب ہین ڈوب ہوئی بنو کی ہین
اوڑتے ہین جو نہر دیکھ کر طرف برگ سمن
و ہوئی دہائی روشن صاف ہین جھین
چلتی رانوکا سا عالم ہر جہان ہر چیلن
خوف ہی لال کھر ذکا نہ میلو روغن

استقد با عین ہے کثرت شعب و سمن
 انتہا ہی کہ جگہ نالہ بیل کے نہیں
 اصل لب میں شجری مثل حقیق شجری
 دست چھین میں جو دانہ کوئی ہو جاتا
 سو تم بار وری ہی یہ فضا کی دن میں
 خوف بہتہا ہی بھی شہر کے مشق و نگو
 بارہ وریوں میں یہ آتی سی چک بکلی کی
 کیا گشتا چمائی ہے کیا کوند رہی چکی
 جسطرف دیکھو گنگور گشتا چمائی ہے
 وہ دیوانہ وار گشتا ہی وہ اندیزہ گوشت
 کس قدر چار طرف ابر ہے اشار اللہ
 اس قدر زور سے چلتے ہیں ہوا کے جو
 ساری کورنیں چلی آتی ہی منہ کی بو چار
 منہ برسنے کی ہے آواز ہوا کا خل ہے
 ہر شجر میں قد محبوب کی موزونی ہے
 اترتا یک ہی سب جہول رہے ہیں نہ
 جا بجا گیاریوں میں نچ رہی ہیں طلاوس
 کیا گلے نور کے پائین میں خوش آوازوں
 ایسے گاتیں نہیں جیسے نہ یہ سینے دیکھ
 واہ رہے نوک پلک واوری گرا گری
 سر کے تعویذ قیامت میں بلا ہیں پٹے

لین جا ہی بھی تو کہلتے نہیں غنوں کی
 جسطرح سے کہ گشتا نہیں نہیں جا ہی غن
 موتیا پھولا ہی ہوتوں پہ نہیں درخت
 شاخ انگشت نکل آتی ہی یا شاخ سمن
 چٹکیا پہلے تین ان فروغ نہیں پہلے تین
 شجر قد میں نہ ہو جائیں سبب زمین
 شہزادہ جوتا ہے کہ سب جہاڑ ہو ہی
 جیسے نیک کے گینگے یہ چرنا ہو کند +
 کہی دن ہو کی دیکھے سمن جو بک کر
 شمع سو جی نہ پتنگو نگو اگر سوروش
 چشم بدور نہیں دیکھا ہے ایسا ساون
 پڑا طرح جکے جاتے ہیں جسطرح دوس
 بھیگتے سے نہیں باقی کوئی پردہ حلین
 شور سے پردہ اٹھا ہیں چمن منع چمن
 آج کل وہ پہ پہیہ سبزہ خط کا جو بن
 راستے دھوکے سے گاتے ہیں کوئی آہن
 رنڈیان گاتی ہیں ہر پیر کے نیچے ساون
 نور کی صورتیں ہیں نور کی ہیں بکے بدن
 یہ کمر کوئی دیکھ نہ یہ ہے ساختہ پن
 ظلم کی جہانولیان اور ستم کی جتوں
 اونچی چوٹی ہی عصب قہر ہے پیچی گردن

جوڑی ہر رنگ کی پسینے میں سرخ صاف بجلی سی چمکتی ہی بننے پھونکی طائفے ناپتے ہیں چل ہی ہیں دین کا باغ نواب کا تا حشر تر و تازہ سے نخسہ قبال سے صورت مضمون سر مر قہ قامت انسان ہی زمین پر	ابر میں رنگ کھاتا ہی شفق کا چین ہر دوپٹی کی کرن صاف ہی سوچ کر ارٹنی بلبل جاتی ہیں فرنگی ارگن جولین ہلال سحر آگے نشان جب تلک بہشت ہی تذکرہ شعر سخن مطلع مہر سی جب تک کہ فلک پر روشن
--	---

قصیدہ مسموم

ایک عالم سی شاخون حسام الدولہ بجدا قول کا پورا نہیں ایسا کوئی بات جو منہ سی کہی گئی پتھر کی لکیر قبر میں روح ہلالی کی یہی کہتی ہے اس مروت کا ہی انسان نہ دیکھا نہ سنا مترلت دی ہی خداوند جہان نے یہی کیون نہ حصہ ہو بہلا خاصہ سلطانی پس تو یہ ہی کہ یہ نیت کی ہی ساری کثرت جسکا جو طرف ہی تھا ہی موافق ہو سکے ہر ریزہ کا دل چرچ میں آجاتا ہی فیض و بخشش کا یہ پہل ہی کہ شمر لائق دراہ روی نعم و فراست کہ فلاطون حکیم دوبہ ایسا ہی آجائی جو دارا با نافر	آج کس پر نہیں احسان حسام الدولہ واہ کیا بات ہی قربان حسام الدولہ صادق الوعدہ غلامان حسام الدولہ سر مر قہ ہے دیوان حسام الدولہ ساری اوصاف میں نمایاں حسام الدولہ ہی فلک زریعہ دیوان حسام الدولہ اک نہ اک روز ہی صبا حسام الدولہ ہو گا خالی نہ کہی خون حسام الدولہ غیب سی ہوتی ہیں سامان حسام الدولہ زلزلہ ہی سلسلہ جنباں حسام الدولہ ہر برس سر و گلستان حسام الدولہ ایک ہی نخل و بتان حسام الدولہ جو ہے روک دی دریاں حسام الدولہ
---	---

کسی مضمون بلند عرش کی تاری لوریں
ہم وہ بین تابع فرمان حسام الدولہ
لکھنؤ کی شہزادین یہ پتا ہی اپنا
وہ سحر شدہ احسان حسام الدولہ

قصیدہ چارم

تمام ہند کے تھا جان لکھنؤ اپنا
جہان ہی غالب بیجان کسی بین جان
اگر ہزار برس کما یگانہ فلک گردش
یہ مومنوں سی طبیعت میں خاکساری
سحابوں میں تھی سب لکھنؤ کی چیدہ
ہر ایک شکاں بو افضل و فیضی و عرفی
عجیب مجسم اہل کمال تھا انفسوس
نہ چوتھی کا کہیں جہان نہ بچے کی صحبت
نہ پانچون وقت کی نوبت نہ وریان
جہان میں صاحب ہر کی ہی یہ بیدار
صفائی شہر کی ہی صاف صاف رہی
یہ انتہا کی صفائی ہوتی ہی گلیوں کی
بے شک تپھرتی ہن گم کردہ کاڑا کی طرح
جنم و نہاد راہ شریعت میں پاؤں کھاتا
سکان سیکڑوں سکرکونج کر دینی سما
کیا کا کہ گیا پشتہ کہیں گری دیوار
جو کچھ فریاد کو باز آرتک گیا کوئی

ہمارا خسرو و جہاں جان عالم تھا
فراق موت سی بد تربی اوس سیجا کا
پھر اس صفات کا ہو گا نہ آدمی پیدا
وہ مہر تھا کہ دربو تراب کا دُرا
ہر ایک شہرہ آفاق و شاعر عزا
نہ ہو گا اکبر اول کا نورتن ایسا
ہزار حیف وہ صحبت فلک و یکہ سکا
جہان میں شادی و غم دونو کا ناز و نرا
نہ توپ چلتی ہی اب ہی غضب کا سنا
کے کئے یہ کہیں اصفا میں کیا کیا
کہہ ورتوں کی ہن تلی یہ سبکی ہی نقشا
کہ لکھنؤ میں کسی کا قدم نہیں جتا
وہی تھی ہم کہ خضر کو بتاتی تھی رستا
ایا اودھنوں فی تو پہلے ہی کہی کا رستا
تمام شہر کا کچھ اور ہو گیا نقشا
چو تر اکمیں غایب کی کا دروازہ
وہاں پہر کے جو آیا تو گھر نہ پہچانا

شکار صفت کباب کیلئے مین قی انداز
 یہ حکم ہے کہ نہ ہون چار ایک کا باہم
 عجیب باغ تہا رشک بہشت قنصر
 نہال قطر وں شبنم کی موتیوں سے
 چمن لطیف لطیف اسکو نفیس نفیس
 وہ لال لال گل سرخ وللہ حیدر
 ہوا کی جھونکوں میں نی شہباز آتی
 فلک پر دانہ انجم سے پھوٹی تھی کرن
 لگا کی دانوں کی سواک پہنیکہ سے
 پڑا جب اور کی رخ منار چرخین
 بہار نشہ و فنا کی بہار میں دیکھے
 چمن میں چروانگی دانوں کی سیوان پھول
 ہر ایک بات سی شاخیں ہر ایک سی پھول
 زمین باغ میں تھا اتہا کا زور منو
 کہ کر پڑی تھی چمن میں حقیق کی بیج
 صدای نغمہ سی گونجا ہوا تھا سارا لگا
 غزل ہری بلبل صدای خندہ گل
 صدای ساز و نوا سی مثنوی و مطرب
 عجیب نگ کا بیلا تھا دواہر ایجاد
 غرض فقیر سی تابا دشت و نہاں گنگ

کہ جنگل کی بیون کا یہ شہر ہے گویا
 وہ دن گئی کہ شب روز رہتا تھا ملہا
 ہر اک درخت تنہا بیو کا غیرت طوبا
 حقیق سرخ کی گل تھی زمر وین ہوا
 وہ شندی شندی ہوا اور وادو
 وہ زرد زرد زر گل ہر ہر اسبزا
 حقیق مٹا دم عیسیٰ تھی ادس چمن ہوا
 بہار گل میں جہاں چاند کیت کرتا
 چمن کی خاک سی ہوتا تھا موتیا پیدا
 ہنشتہ خطر رخ خال سی ہوا پیدا
 شکار فاختہ کو جب وہ ہر وقت آیا
 ہوا ہی باغ گئے صاف ہو گیا سبزا
 سب سے قد و نکال جو عجب زخیرا تھا
 گواہ کو کتا بیون میں شمع و کو سکا
 تو دقت شہری ہو گیا تھا ہر دانا
 ہر ایک شاخ سی آتی تھی بانسری صدا
 شکست تو بہ نہاد و قنقل مینا
 وہ کوہ کو بیون کی بولتا بیون کا
 گلے میں کسکے نہ تھا گیر و اتھا چورا
 روش روشن ہوئی جھینٹا چلا

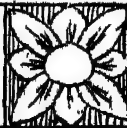
وہ کو نہیں دین میں خل سیکیات کروں	وہ جگر برس کے پر یون کا تخت پر آنا
پکارنا تنہا یہی رعد ساقیا بر خیز	بگیر جام کہ ابر سہار آپہو نچا
وہ دھوم دھام میں واعظ کو کون سنتا	فقط بیان تو سہارا تھا او کی رحمت کا
عجب بہار تھی سادوں کی کیا جاتنا رنگ	نزل سحر کی یہ گاتی تھی خوش گلو کیا



نزل رہ پڑتا ہوں بس پیش پر نگاہ	چمن میں جنبی نمود کا میں رنگ بیل کا
بہار آئی مبارک ہو جشن نوروز سے	پلاوس ساقی حجام کو تر کا
چمن میں ٹہیکہ صوف بہار لکھنا ہوں	قلم شراب کی ہوا اور گلاب کا تخت
شراب تلکے کے ہے بہار میں ابھی	بنجومی کہتے ہیں میزان میں آفتاب
شکار کہیلو بی بی کا تلکے دریا پر	کل چکا ہی فلک پر حساب کا حسیما
یہ سبز لب جو دیکھنا ہی کیا شاد	کہ غوطہ دیکھ نکالی خطر نے سبز عبا
ہوا اکٹھاسی اندھیرا جو صحن گلشن میں	تو عند یسبانی باتوں کا جہاز باندہ
ہجوم گل میں یہ غنچے نہیں چھکے ہیں	چمن میں گل کا کٹورا بجا رہی ہی صبا
جان بہار میں آفتو گری تھی بلبل	اوسی زمین پہ سنتے ہیں موتیا پھولا
چمن کے گرد ہوں ہمد کی ٹیٹیاں طیار	گلون پہ ڈالتے ہی آنکھ زگر گس شمل
ہوئی لڑائی زر گل پہ باغیانوں میں	تیا شکوہ ہے لواور تازہ گل پھولا
یہ باغ جسکا یہی بی شبہ جنتی وہا	حدیث میں ہی کہ دنیا نمونہ عقبا



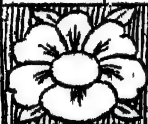
سحر وہ مرشد کامل ہو خود تو تھے پکڑنگ
تدم شہر کو بھی اپنے زنب پر کیہنچا



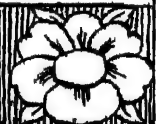
نصیب پا تو وہ پہلے تھے باہر دیرانا	سقام ہو کا ہی کوئی نظر نہیں آتا
------------------------------------	---------------------------------

جو قصر تھا وہ اکسٹرا تھا راجہ اندر کا
 کسین زراق فیضیوں کی ہوتی ہونا
 دو بارہ روی جانیوں کا پھر سو نظر
 چلین سلامی کی تو میں خدا کری ایسا
 تسکنتہ غنچہ دل ہوں بہاروی سیلا
 خدا سے زور کیا کہ نہیں ہوسای دعا
 جو کچھ فلک نی دکھایا وہ انگوٹھی کیا
 ہسی بھی اتنی اتنی روی جقدر بخدا
 کمر سفر پہ بند ہی ہی قدم نہیں تبا
 نہیں سے آج کوئی اپنا روکنے والا
 مقام شکر ہے لازم نہیں گلا شکو

یہ شہر وہ تہا پرستان ایکو کئے تھے
 او جڑ اب یہ پرستان بی سلیمان ہے
 خوشی ہو عید کی نکلے کسین وہ عید چاند
 صد وہ ذکی کی کانون سی بہنیں بار
 شرک پہ باد بہاری چمک کی پھر نکلے
 ہر ایک کو چین میلا اوسی طرح ہر مو
 مقام عجربہ دم مارنے کی جانیہ نہیں
 خدا ہی جانی نظر کسی لگ گئی اہی
 زمین پاؤں کے نیچے سے نکلی جاتی ہے
 ریش شہر تو سیلا پنی اپنی حال میں ہیں
 نہیں قصور کیا پھر خوبی اعمال



سچے وہ شعر ہے دل دکھا دیتے
 آتہ آگے تھے کی طاقت نہیں برائی خدا



وہ نذر دو لکھ سے جکا ہوں مرتبہ اعلا
 وزیر ایسا نہ لگے ہوا نہ اب ہوگا
 بزمانیکا ہی یہی قول ایک عجیب کیا
 محب شیعہ وزیر وار سید الشہدا
 غبار فزنگ سی ہی پاک آیتہ دل کا
 کمال ماہ کا پایا تو عرش کا رتبا
 کمال ذات میں لا کہوں صفات نہیں

کوئی قصیدہ رنگین پڑ ہو کہ جی پہلے
 وہ کوئی ہی کہ جناب منور الدولہ
 برہ کعبہ خوش آمد سے من نہیں کتا
 امیر و ابن امیر وزیر ابن زیر
 صفائی ملک سی یکسان ہی ظاہر مان
 جمال مہر کا مرتع کا بلال
 زیادہ کیجئے تعریف جقدر کم ہے

ملک خصال ملک بارگاہ کیون سر
 وقار و شوکت و جاہ جلال و عظمت
 غریب پروری و عدل گستری و کرم
 فروتنی و تواضع با کساری و تحسین
 نیست دیدہ و نہایت و نصرت و اقبال
 ملازمت میں ہیں کس کس کمال کی
 قمر کے پاس ستاری تینکے شمع کی گرو
 جبین کو مطلع غور شد لوگ کتنے
 نمازی کبھی میں ہیں یا مشرہ تہ ابرو
 خدا کی نام کی سمن و ہن میں مذاق
 یہی ہی آج ملک و جہ سرخروئی کی
 برا کہ کا بھی ہر چند اک زمانہ تھا
 بہان میں نام ہی مانند حاتم طاسے
 گر سیندھ و ویدہ کا برق ظاہر ہے
 کچھ التفات نہیں جاہ و نبوی کی طرف
 تہال سے مجھے دراز منصب و وزارت کو
 عجب کام کیا راستے میں کبھی کے
 پر کے قید کیا ڈاکو دنگے افسر کو
 خودی تہائی دراز استند وزارت پر
 سلامی قوب کی اہل فرنگ قیہ میں

قمر کا ہے پنجم سپاہ نام خدا
 شکوہ و حسرت و دولت عطا و خود بخا
 مخیری و عنایات میں کہوں کیا کیا
 بقدر ذاتی و جہر شناسی بکتا
 بیان کی نہیں حاجت جبین ہی میں پیدا
 مصاحبوں میں ہیں پیش و پی میں
 قریب بگل کی غدا و حل خود میں پیدا
 کہ آفتاب ہی ماسی پہ سجد کیا گشتا
 ضیائی عارض انور ہی نور کا تڑکا
 غرض و طیف سے خالی کبھی نہیں بکتا
 بہت شباب میں پاپوس ہو چکی ہی قضا
 عجب وزیر تھی ہمیشہ جعفر و سیما
 ولایتوں میں ہیں ضرب المثل محمود و خا
 اوسین سنا فقط انکو نسی انکو دیکھا
 جہان میں نہ کوئی ہو گا ایسا ہی پروا
 کہ ملک کے ویدہ یا شاہ او وہ کو استیفا
 عرب میں مہم ہوئی اور ہند میں
 وہ بدو و ہن میں تھا لا کہوں کو اور شاہ
 زما خدا پہ ہمیشہ حضور کا ملک
 بہادری و شجاعت کا ہی ہے آواز

جہان میں آیت رحمت ہو مومنوں کی لیے
 کمان سے پہنچے کمان سے پہنچے
 خدا کے بندہ مقبول ایسی موتی میں
 شکار شیر میں اوس قیل ست کو بار
 وہاں ہی شیر خدا نے بچا لیا اگر
 زلف کی گویاں قیل سید یہ پڑتے ہیں
 بزرگ ابرہہ جو مٹا تھا صحرا میں
 حضور زوہدین بندوں کے لگانے
 چرخ گل نہ ہو گئے سے اور گل اور چرخ
 نظر نہ دے ملائی کہ پڑ گئے گونے
 پڑے جو گولی ہوا وار کے دم گلشت
 شکار خوب کیا عید گاہ عالم میں
 روح ہی جو پڑا تے کا عہد دست میں
 نہک میں بھی یہ اثر ہے حضور علی کی
 بنی کیسے قتل میں موتی جو آپ نہا طے سے
 پہاچی قیل سوار کی کو کیسے ابر بہار
 ہے وقار کہ کوہ وقار یا تھی ہے
 حضور جلوہ نامین جو اپنے ماتحتی پر
 کمان ہوتا ہے خرطوم پر زانے کو
 یہ چمک میں ہی جل رہی صاف صاف

برای راحت عالم اوٹھائی یہ اینا
 ہزاروں کوس تھا گو گنہ گوس کا کتا
 جو خیر خواہ خلافت کہوں تو ہی زیبا
 مسافروں کا وہ کہہ لالی تھا گویا
 کہ مشرب شکر نمودار خود ہو سے موٹا
 گمان تھا شب تار و شہاب ناقص کا
 کہ چار زور ملک گو کیڑ کا بندہ برسا
 نشانہ رات کو بھی آپ سی نہیں بچتا
 تہ کیوں کر ایسے نشانی پر دل ہو پر داتہ
 پٹکے آنکھ میں مرغ گناہ جانہ سکا
 تو مرغ گنت گل باغ میں پڑنے لگا
 برای نام بھی کوئی نہ جانور چوٹا
 اوڑاویا ہے ہر اک توڑی دار کا طوطا
 جہان شیا کوئی نوکر ہو لہزن مارا
 شکارا ہوئی کسیہ حلال ہو جاتا
 جدہ ہو گئے ساری سنا کہ ہن برسا
 یہ سر بلند ہی قیل ملک کی عکس کا
 ملک پہ عیسیٰ یرم ہیں طور پر ہوتا
 کہ کوہ طور پر ہوی سے زکریا پیٹھا
 عیان ہی ہو دین جیسی پہ نور کا لٹکا

نہیں ہے جہول میں سلی کا پہل رشتہ
 طمانی خوشی کو کہتے ہیں دیکھو کچلے کو
 شبہ وصال ہی جائیں طو لیں شبہ
 یقین ہوتا ہے اب دانتوں کی سفیدی پر
 سیاہی ماستی میں ہی ختم مست جاوے
 جلتا عید میں جیسے ہو سخت طاووس
 اسی ہی کہتے ہیں ہلکا کو دریا
 عجب طلسم کا گھوڑا اسی منظر کی طرح
 نسیم شہر میں دشت و جبل میں تند ہوا
 پری جمال ہی گھوڑے میں اویست
 چہرے ارادی پہ وکے اگر لگا نہ ہو
 کبھی سواری میں حاجت ہو ہی نہ چاکا
 چہرے آنکھ کبھی گرم رہے صوت برق
 بس اب غمان کیست قلم سحر و کو
 زمین شہرین ہر چند ہی بڑی سحت
 جہان میں جب تلک اس پھلک پر چا پڑ
 ہی تیرہ وار فلک کا بھی نام تاروشن

طلوع مہر ہے دامن طہر سے گویا
 یہ کوہ قاف پہ جاتا ہی تخت پر یو مکا
 پہلی جہول پہ بھی چاندنی کا ہر دہو
 دو نہر شیر روان بیستوں یہ مین گویا
 چلا تو ابر بنا کہ گیا تو کوہ ہوا
 جلو میں مانتی کی آگ ہی وہ کتل خاصا
 کہ موج رم سی تحقیق میں ہو قدم دیا
 اگر کمون عمل طے ارض ہی زریا
 روش پہ پاو بہاری سرک پہ باو بیا
 بجای نام جو بہدم حضور نے رکھا
 اخیل تیز رو و خوش خرام شایستا
 برای نام اسی کافی ہی ساز قحکا
 سمنہ ناز کے مانند بار بار چمکا
 سمنہ طبع تو منہ زور ہے سینہ کتا
 مگر وہا پہ کرو خاتمہ قصیدے کا
 ہی دست رحیمین جب تک کہ برق کا گنا
 پرے یہ املق ایام جب تلک کاوا



سوار اسپ ضامن جو ہی میرا ممدوح



آکھی اس پہ ہو سایہ سوار لد لکا



قصیدہ چمکا



ہر اہل نظر آتا ہے سبزہ مرگان
کہ خار خشک بھی مین نشتر گر باران
کر ہین گے دہن محراب بگل خندان
چمن مین ہنیکہ سے کوئی جو وا نہ پیا
تو نکلے خاک کے دینے سے کیسوی چپان
سے جو گردیتی مین گوہر خطان
خرام مین جو گسری زلف یار مین شان
یقین ہے کہ وہ مین پوٹنے لگیں گلیان

جلوس عید مین جیسے وان ہو چکا
ہوا کے جو کو نہیں کیا کیا تو تر مین
مری قلم سے نکلنے لگے خار بیان
کیا جواورہ ہرے ہو گئے نئے قلیان
کہ مین سے چٹکے بنا ابریش مار بیان

تراوت آتی ہے آنکھ مین دیکھ کر بیان
بہار مین سی نشو و نما می باغ بہان
بہار گئی سیر کی سوئیاں چھوٹیں
یقین ہے کہ درخت چنار پیدا ہو
پر سے جواور کے رخ مین پر غبار مین
عیان ہو سطر عمان پہ نخل نوارہ
یقین ہی کہ کرن آفتاب کی پوٹے
پڑے جو پچھلاوس باغ بنے مین
عجیب شان ہی آتی مین ابر کے ٹکڑے
چمن ہر ایک اکٹا رہے راجہ اندر کا
چمن مین ہنیکہ وقف ہو جو نکلنے لگوں
ہوا مین ہی یہ ترمنازی کی کچا کی پس
غیر سے مین ہی فزنی محل کی یہ تاثیر

قصیدہ ششم

چاہیے بندوی سوچ لیے نکاح
باغیانہ کو جو بکلی نہ دکھائے مشعل
شرم سے عطر مین ڈوبی ہی ترین
ٹوٹ جائے گلیں ہر وچ کے قول
جوشش ہی ہی مین پتہ بنا ہول
بار بار مین سے ہی پتے مین پانی ہول

ای ہوا جاکے بنارس سے اور لا ہول
کام کر نہیں ہوئے کی اند میر مین خلیل
صحن گلزار ہے پھولوں سطر اسیا
تربان کہتے ہیں مین جو چلتے ہی
ای فلک باغ مین ہر کوئی آبر نہ
باغ مین تھے نہا لون چو چکی ہی ملی

منہ پر سنے میں جو دوفی نظر آتی ہے بہار
 وہ دیکھ کر قطع کرے ابر بہاری قور
 روشیں صاف ہیں ایسی کہ ہر قسم سے ہوا
 اکلیں نہ گس کی بھی ہر وقت سکا کرتی
 آپ نہ کیسی خلاق اونہ جاییگی بہار
 و مبدم رعد کی آواز چلی آتی ہے
 آج تو خوب ہی جی کنول کی بیویارو
 جد کرتے ہیں ناکہ ساز کی آواز ملک پر
 تھوڑے رنڈے ناکہ ساز میں جاتے ہیں
 ہو گئی عابر و زار کو بھی تاثیر شاط
 مدد سے نکل آتی ہیں مدد سے ساری
 مل گئے نکلے رنڈے وین گھسینے شراب
 واد کیا شہر میں کہ بقیہ عفی

چشم ز گس یہ سمجھتی ہی کہ میں ہوا کی
 باغ میں پانے کے چاؤ ہو اگر شعل
 ہوا میں گس کے کپتے ہر ہنسبل و کھنسبل
 آتش گل سے اگر گرم سبہ بیل کی
 باغ کو گیسرے ہوئے چار طرف ہیں بیل
 شیشہ و جام سی خالی نرسہ و شیش
 نکر و نکر و دیکھ لیا جاے گا کل
 دل زہرہ بھی یہ کہتا ہے کہ وہ دن چلی
 گویا اب تو رشتوں کی عبادت میں چل
 کر دیا یا میں کی آواز نہ دیکھو سیکل
 دوڑے جوڑے وہ عمال جوڑے تہی گل
 عقل چلتی رہی نشانی بنایا محسوس
 بیل و تندر بیل بہ تناسل نزل

قطعہ

آپ تو بایسی ہی سیر میں شہر فی نہیں
 عکس گلاب و سمن پانچیں یون جن جیسے
 اکھیر پڑو نکلے تھالوان میں نہایتیں لال
 اثر باد بہاری سے سبے ابر بہار
 اس قدر شوق تماشا ہی میں ہی سبکو
 صندلی رنگ ہوا میں جو چڑھائی تیوری

نہرہاں نظر آتی ہی زمرہ کی کمر
 وزی سیم و طلا کیوین ہوتی ہیں چل
 سوکتے سوکتے ہو جاتی ہیں بالکل بیل
 منہ پر سنے میں اگر ڈوڑھ کی نکلو کل
 نیم رخ کی پینچے تصویر تو ہو مستقبل
 بڑھے نہر میں جہن صورت شمع شعل

<p>قوت نامہ ایسی ہی کہ پڑھتے پڑھتے کس قدر کیا یوں میں جمع میں گلوں کیون نہ دیوانی ہوں انسان مجھے ابو باتو نہیں نکلتی ہیں ہزاروں</p>	<p>کسی میں سچا لکین ہوئے کسی کو نہیں یہ بڑے دن کی لیے ہوتی ہی شایہ دھن باد بہاری ہی ہی پری کا انجیل باغبانوں میں جو ہوتی ہی کہی پھول</p>
---	--

قصیدہ ہفتم

<p>یہ دہوم دہا م سنی ہی ابکی ہال بابا یہ انتہا کی ترقی تازگی ہوا میں ہے نمو کے فیض سے پتہ پتہ او کھلے سبزہ الاجی دانی کور کدے جو کوئی شکل میں عجب میں ہے اگر عمر باغبان بڑھ جائے گشامین یوں شرافت میں نالہ نزل تمام سے درختوں کی برگ عشرت میں</p>	<p>کہ باغ خلد میں پونچھ میں نالہ نالی ہوئے سبز میں جنگل میں صورت اشجار کمر میں نال کے پانی چوٹے زنگار نمو کی فیض سے شاخ نبات ہو طیار کہ مثل آب بقباس طراوت گلزار شب برات میں جھڑجھڑا چوٹے میں ہوا سے آتی ہی آواز جہان کی ہر بار</p>
---	---

قصیدہ ہفتم

<p>نزد و بہار کے پتا ہوئے خزان سبز عیش باغ ہوا دل سے ہو سننے میں ہوتی جیل میں پانی بھیا کیا کیا ہے میں سرو قد کی بدن ہے ہر کوچے میں بہار نے سادنی کی ہے کیا باغ عیش باغ ہی بیشک ہشت بلبل کو وصل کی ہے تو تری کو بلبل</p>	<p>جنا ہی جاموں کی شرک پر ہو روان ہوئے لگے نکھار جہان دیکھیے وہاں تیرا کیا ہے بھیا ہوئے لیکن ہر امتحان چہ پشیمین نور میں اور ترے میں اندوہان کیا کیا درخت نیچے پھرتے میں باغبان جہاں کہی بہار نہ آئے کہی خزان سیاوی چمن میں گلچمن نہ باغبان</p>
--	---

ٹیلا میرا ایک طور سے مشتاق وصل کو
 اتر قبول حضرت سودا یہ رنگ ہے
 پہرے میں عیش باغ میں لال باغ
 یہ باغ سبز وہ ہے دکھا دیں جو خوش
 نشوونما ہے رنگ چمن میں جمالیہا
 شفاف کوہ و درخت ہیں انہی کی طرح
 دعا کی ریش ہلکا تو ہی رنگین فصاحت
 ابر چمن سے سائے گناہوں کو دہو دیا
 پر یہی حال کہوں ہی کس سے کہ کوئی
 کس حال میں پہنچا یا ہی کس عندلیب کو
 چہ ہر غلاف میں غصوں پر بہا ہوا
 نیزنگی جہاں نے دکھایا ہی زور رنگ
 کچھ اس بہار میں ہمیں وحشت زیادہ ہے
 لکھو بہار باغ مبارک ہو بلبلو
 اپنی فقط بہا ہوتے جنت مکان ملک
 کیا کیا منتی ضایت شملی فقیر پر
 رہتا ہو لکھنؤ میں جسے جا عیش باغ
 دو چھوٹا سا فوٹی کی کوئی توڑ لاٹیکا
 جوش جہاں میں کافکا ٹھہر قبول
 زندہ کی جہتی ملی رہی بدلی گہری رہی

ابر بار اسکے پڑا دیگا ہے وہاں
 ٹپنے جو زور سے وہ پوٹشخ از غوان
 ہر ایک سروق کی بغل میں ہی تھان
 تم کیا کہ دوڑے آئیں تیار فرستہ خوا
 دیوار باغ ہو گئیں منہ کی ٹٹیاں
 چاہو اسی زمین پر گلو سب آسمان
 دہو کی کی ٹٹیاں ہی ہیں مہدی ٹٹیاں
 مجرم نہ می پرست نہ کلچر نہ باغبان
 صبا کے ستم نہیں ہیں قابل بیان
 کمر میں آج کی پہنیکا چوٹیاں
 کیا کیا جواب میں کل ویل کے دریاں
 سجت کسی کی دیکھ نہیں سکتا آسمان
 سنتے ہیں دل ہی یوسف گم گردہ وہاں
 اب شعر خوانیاں وہ کہاں اب سحر گان
 ہر رز جاتے تھیں گل مغنوں کی دایاں
 چیر و نہر کو طول نہ ہو جاوستان
 حکیم سیر ہم کو نہ دین یا دھرم راہ
 جاتے ہیں نجد قیس کو ٹیکے یہ ازغان
 گھر کی کچنی ہوئی ہو اجا کو لوش جان
 ہلکے خدا دکھائے نہ اب رو آسمان

دینکے نامیوں کا نہ باقی رہے انسان
 قربان اس عریض کی مدتے نزل کے
 کچھ تھکوا شرم بھی نہیں آتی ہوائی فلک
 فریاد کوہ پر ہے نہ محبوب دشت میں
 وہ دشت ہی جہان نہیں ملے خضر تک
 ہر گام پر جدا جس دل کی ہے یہی
 چوڑی نہ لکھو کو خدا کے لیے سپرد
 بہلا دجی کو لوگوں میں بس آدمی بنو
 سہتے ہو زیر سایہ ثواب نامدار
 ہمسایگی کے شرعاً و عرفاً حقوق میں
 صاحب تمہارا اور عزیز پڑا ہے
 ایسا امیر ابن امیر اور کون ہے
 خیر الامور او سططا پر عمل کیسا
 کبھی اگر دیر پر دم تو بجا ہے میں
 شاہ ادوہ نے مصلح سلطان بنیاد
 ہو چا سیاہ چنچہ سوسن سے کم نہیں
 اس بوجی میں جو زلف معبر کو دیکھ لے
 سار شمع سے ہیں تکیے ہیں نور کے
 شہر سبکی سیر کا آئے اگر خیال
 جیسے میں دو تراسے اگر اس کے دیکھ لے

دو چار راہ بھی ہوں فلک سے جودان
 اعلیٰ سے سر و مہر مان ادنیٰ کی گریہ
 آخریے پھر گیا سین تو کمان کمان
 دل پر جو کچھ گذرتی ہی کس سے کروں ان
 جاتے کہاں ہیں منزل مصعب و کمان
 کچھ خبر ہے یہ دشت کمان تم یہاں
 دودن کی زندگی نہ کرو مٹھی
 اپنی بھی تھکوا قد نہیں فخر شاعران
 اوٹنے دیا وہ کون ہے حساب کا قدوان
 اوپر یہ ملہ ہے کہ قدی ہو میں خوان
 چاہو تو دستخط ہوں ابھی لاکھ عرفیان
 مردم شناس صاحب خلاق ملکیتوان
 رکھا قدم جبراء تو سطر کے درمیان
 رتبہ ملا کسی متوسط کو یہ کہاں
 کرسی وہ وہی کہ پست ہو امیرستان
 مثل قباے گل بہن کہا رو کی کرتان
 مجنون کو صافی محفل بیٹے کا ہو گمان
 باو سحر کے جہونکے ہیں و کون کی گھوڑیاں
 تخت پری ہو اوڑھ کے وہ گھوڑا ہی زیران
 رہ جای رقص ہول کے طالع انجان

حاجت نہیں ہو جا چک و زمین کی کسی
 ٹیکوں سے کر نیے ہیں میں اہل
 راکب سی مدعی سے جو ہر بعد مشرق
 گھوڑا سنین محل ہے کوئی علی ارض کا
 بیشل سمند ناز جو پامال دل کرے
 سر پٹ میں گدگوں بھی نہ پونچا سندر
 نامی میں عاشقوں کے طعنے قبول میں +

ہاتھی ہی طور سونہ عصا سی کلیم ہے
 مانند ابر آتا ہے کیا جیوم جیوم کے
 زینے پر رکھا پاؤں فلک پر گیا دماغ
 سیر رخ کوہ قاف میں طاق میں ہو کر
 جائے اوب ہی یہ شب علاج اگر کوں
 کیا لطف ہی سحر بھی خود ہی ہو کر
 بہر اور پاس بیہ کے سوچے کی دور
 پہر دکشا میں ہیں کبھی جو کبھی ہیں
 تاج ہر محل ہر چرل ہر مقام پر
 حاضر ہیں بس رکاب نظر انتساب میں
 اپنی پنس ہی اپنا قلندر ان آپ میں
 چھوڑیں خدا خواستہ کیوں گنہگار
 ہوتی ہی اب ملازمت بادشاہ منہ

ہر دور میں سوار کو کافی ہے ایران
 پونچھی ہے دکشا کی سرک تار ککشا
 مرکب کبھی چک کے یہاں کبھی وہاں
 یا اسب بنظیر ہے لیکن یہاں کہاں
 ممکن نہیں کہ خاطر نازک کو ہو گران
 چالاکیوں کے باب میں قاصر نہی ہاں
 سخت کی طرح لوٹتے ہیں انہوں سنان
 ہر وجہ کی ہی چک کہ تجلے سے بگیاں
 جاتا ہے جطر جسے اوٹھی توپ کا دھواں
 بام وصال یار کی گویا ہیں شیر بیان
 سدا یہ آج کل تو لگا یا ہے شیان
 نواب دیکھتے ہیں مگر سیر و دھان
 مسنون بلند تہہ ہیں بالاک آسمان
 پونچھ گیا اپنی فکر کا گھوڑا کہاں
 ہر روز نظم ہو گی نئی ایک داستان
 ترجیع بند جسے قصیدے رابعیاں
 موجود ہیں سواری اقدس چلے جہاں
 افیون کے سرور میں شہری زبان
 راخون میں جاے بیل بندوں کا
 اب دیر کچھ نہیں ہے خدا ہو جو مرگیا

ممدوح میرا ساتھ مجھے لیکے جا گیا
خوش ہوں گے شکر کے بہت بادشاہ
نواب نامدار ہو دنیا کے عیش ہوں
اللہ جانتا ہے متنا دلی جو ہے
سارا قصیدہ ہی نئی انداز میں تمام
سو سو تکلفات میں ایک ایک شعر میں
فردوسی زمان ہو حقیقت میں ای
موقوف اسکا لطف ہے اپنی زبان پر

اسکے صلے میں خلعت شاہی کا ہی گمان
جنت مکان کی طرح سے قوافی میں
جی چاہتا ہے جیسا او سے کیا کریں
کمانہ چاہیے اسے لوگوں کے درمیان
عرض کی احتیاج نہیں ہرگز نہ ان
ترکیب لفظ و معنی و نگینی بیان
دہوئی دھلائی کو فرج کے ہی بیان
تصنیف را مصنف نیکو کند مابین

قصیدہ ہفتم

ہوں وہ شاعر کہ نہیں کوئی میر کا
آسمان میں مری غزلوں کے ذریعہ ساری
طائر قدس میں مرغان مضامین میر
نور الفاظ سے ہے خط شعاعی میر
دو دنوں عالم کے ہیں مضمون مر غزلوں
پرسے ستروں کو عدد و یکہ نہیں کہتے
ابن بیان ہی دہوان دیا طبیعت اپنی
میرا استاد ہے مشہور خدای معنی
میرا شکر ہے حقیقت میں خدا کا
شعر ہوتی نہیں اعجاز میرا کرتی ہے
تو سن فکری گویا کہ براق جنت

شعر میں مطلع غریدہ تخلص ہی میر
عرش ہے طبع معلو در مضمون استاد
دیکھ کر ہوتی ہی حیران بیان عقل بشر
مارے مالہ متناہ میں نقطہ میں متر
جلد دیوان کی ہے دفتر کوئین مگر
مطلع میر میں کب ان پر شہر قی نظر
قافیہ جوتے ہیں رعد کے مانند اگر
شاعری میں مجھے کہتے ہیں لشیر پیغمبر
اور منکر ہے جو اللہ کا وہ ہے الکفر
جتنے مشرک ہیں وہ کہتے ہیں کہ ساجد
شب گیسوی سخن ہی شب چراغ اگر

<p>آدمی کیا حفظ اپنا کمر پڑھتے ہیں شعر شے کو بیان سرور دان آتی ہیں اپنے قبضہ میں ہے ہر جزو میں شمار بھی مرا سخت روان طبع روانی نہیں زادہ طبع کی کثرت سے ہے لشکر طیار سامتہ میں پانچ وزیر اپنی حواس دولت علم کار کشا ہوں خزانہ بیش شاہ اقلید قناعت ہوں فقیر ایسا ہوں خوب اس تاج سے دنیا میں کمی نہیں</p>	<p>ہو جوا عجاز سخن مانتہ میں بلو میں ایک اعجاز مرایہ ہے کہ پلٹتے ہیں سخن ہوں سکندر کی طرح بادشہ بخروا شہر طائر مضمون معلے ہیں حضور نام کہتے ہیں جسے ہے وہ نشان لشکر ان سے ہی نظم و نسق ملک سخن میں زرد دنیا نہیں کہ مال مرے پیش نظر بوریا تخت ہے کمال کی ہے ٹوپی آئینہ بخت وازدوں سے کوئی چیز نہیں ہوتی</p>
---	---

قصیدہ و تم شہر آشوب

<p>گروش چرخ سے اترے زبانی کا ہیں عطار و کی طرح اہل قلم چکر میں شادی دایا ہے گانا ہے جہانیں عشقا نیستی پہلی ہے اب شہر میں کنگار و کی طرح دینے والا نہیں ملتا ہے کوئی زندہ کو مدتوں سے نہیں مکی ہے پنے کی حوت لال کتا ہی کوئی کوئی بتاتا ہے سبز شہر طین بد بے دینے کو جاتے ہیں ہیں جو کچھ اہل دول کو بھی رہتی ہی کوئی مٹا ہے جو انہیں سے خوش ہوتی ہیں</p>	<p>فدہ خاک میں پستی سے مجرم اقبال صورت بدرہین گروش میں تمام اقبال نا چنا طافوں کا صورت زہرہ ہی اقبال لوگ واقف نہیں دینے سے بخیر اقبال جمع ہیں قبر پر جاتم کے نزار و نال لوگ سب بھول گئے سب ترقی نکتہ اقبال رات دن رہتی ہی آپس میں ہی قیل وقال چوک میں ہو چتے پرتے ہیں کمان گال ماتہ آٹما ہی کسی طرح سے فار و کمال انھیں رہتے ہیں نہیں شمس تمام اقبال</p>
--	---

آمد و رفت نفس بند ہی رہی ہو وہ کہو
 نام کیا لون مین انہیں پس گونی چھائی
 لے گیا اونکے لئے ایک قصیدہ کہہ کر
 جو دہارون کما دیکھ کے میری صورت
 کیا کہیں آپ کے گہر مین نہیں کہنے کی جگہ
 کپڑے کیسے کہ کفن تک نہیں جتنی ہے
 ڈرتا ڈرتا ہوا اندر تو گیا مین لنگھن
 دیکھتا کیا ہوں کہ بیٹھے ہو بدن مین
 سینے جلتے ہی کما قبلہ و کعبہ ہر
 جہم کو نفرت ہوئی سبھا مین نہ آنو ہی
 جانے کی شرم سے سینے وہ قصیدہ تو پڑا
 سن چکے سارا قصیدہ تو یہ ارشاد کیا
 بی تمیز کیا امیرون کے تو یہ عالم ہے
 جتنے بے دم مین وہ ہدم مین کھلا کہہ
 رات دن تجھے اوچلتے ہی عجب صحبت ہے
 ٹٹا ہما سے رہا کرتی ہی صحبت ہر دم

ہی یہ اذنا ساول تنک کی تنگی کا کمال
 بندہ تھا اونکے ملاقات کا مشتاق کمال
 ڈبو پڑی ہر جا کے کیا اگی جو بر کا خیا
 آپ کیوں اور کسے آتی ہیں دولا رول
 یہ پڑا موندے قبلہ یہ بڑے چڑا
 تم تو زندہ ہو رہی لیٹا ہی دولا رول
 پھرے پر کھلے گیا اپنا دولا رول
 جیسے دوکان مین بیٹھے کوئی بنیا تعال
 آپ کہنے لگے اچھا ہی طبیعت کا حال
 کہ کجا ایچا جواب اور کجا یہ کمال
 کیا کہوں مین کہ جو کچھ مجھ کو پڑا
 آپ نے خوب پڑا حضرت مر کا حال
 کیا کہیں اور کہا ان جا مین بھلا اہل کمال
 پشیم سب بنکو سمجھتے مین وہ مین کمال
 دھول دھپے کے سوا اور نہیں کوئی حال
 یہ جیلہ خیل تو مصاحب مین کمال

اشعار

چودھوین تیار بن ہی پر نور ہے باغ ہما
 کو ٹھہروں پر نور ہے دیوار و دیوار
 موتیہ کے پہلوں کی شگفتہ مین نور

کیا چاچم کہہ رہے مین اہل دل کے مہکا
 جس روش کو دیکھ پیش نظر ہی مہکا
 چاندنی پہوئی ہوئی ہی اچھا بکھوٹا

چاندنی کملیٹ کی سبب غیرت ابروان

بانجھ کوٹھیکے اوپر چوکیوں کا فرش

رقعہ برامی طلب خواہ

بڑے نشی ہولالہ رام جی مل
سجد میں روح طغرائی ہی بیگل
برہمن لائنگا پر شاد اول
یون مین فقرے مین رکبیں ام جی مل
ہمیشہ وعدہ تخواہ سے کل

ویر آستان سے بھی ہوا فضل
تھنا سے نثر نے عاری کیا ہے
کر گیا ٹیک چند اگر سرے ٹیک
ہو یاد ہو رام یا پچھمی زاین
سحر سی شخص سے ام زینسدا



مستم لنگا کی تھکوصاف کسدو
دھون دسے کا پڑھتھرا کہ منگل

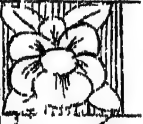


سنا جات



کہو بیٹیا نور آنگنہ کا ای برقی طور مین
طالب ترمی کرم کا ہون اب باغفور مین

غش کر گیا کلیم کی صورت حضور مین
کس جرم کی سزا ہی کہ ہون بقیہ دور مین



بادن ترے جناب سے آنگنہ کا نور مین
دیکھون امام حمدے دین کا ظور مین

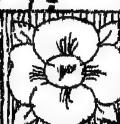


یار بہ جناب خاٹکے پھر سے داسطے
تسکین کی تو ہو دل مضطر کیوا

یار بنبی کی نور منور کے واسطے
دور نور چشم ساقی کوثر کے واسطے

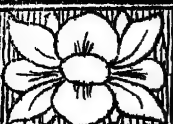



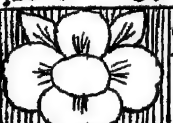
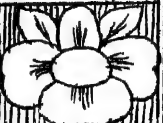
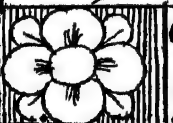
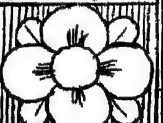




پاون تری جناب سے آنگنہ کا نور مین
دیکھون امام حمدی دین کا ظور مین



اور تشنگی اصغر بے شیر کے لیے
لازم ہی عفتواب سے تقصیر کے لیے

یار جناب حضرت شبیر کے لیے
ریخ و لال عابد و لگیں کے لیے

	<p>پاون تری جناب سے آنکھوں کا نور مین دیکھو ن امام مہدی دین کا طور مین</p>	
<p>تجھ کو قسم ہے اپنے ہی جاہ و جلال کے دیوار ہو گیا ہوں مین گرد و طال کے</p>		<p>تجھ کو قسم ہے اپنے پیغمبر کے آل کی</p>
	<p>پاون تری جناب سے آنکھوں کا نور مین دیکھو ن امام مہدی دین کا طور مین</p>	
<p>صورت بھی اب نظر نہیں آتی فریب کی کھلی تین آنکھیں سچ لے کسی غیب کی</p>		<p>تحریر مٹ سکے نہ کسی سی نصیب کی حیران یہاں عقل کمال و طبیب کی</p>
	<p>پاون تری جناب سے آنکھوں کا نور مین دیکھو ن امام مہدی دین کا طور مین</p>	
<p>یارب اوس کی نرگس بہار کی قسم ایوب کے بھی صبر دل نہ اڑی قسم</p>		<p>اپنے جیب کے گل رخسار کی قسم + یعقوب کے بھی دیدہ خونبار کی قسم</p>
	<p>پاون تری جناب سے آنکھوں کا نور مین دیکھو ن امام مہدی دین کا طور مین</p>	
<p>حد سے زیادہ کہیں چاہی اب اس سے طول اپنے کرم سے جلد و خاک مرے قبول</p>		<p>از بسکہ اس حضری مین نہا ہوں لعل یارب پے جی دے نامت رسول</p>
	<p>پاون تری جناب سے آنکھوں کا نور مین دیکھو ن امام مہدی دین کا طور مین</p>	
<p>کے</p>		



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شراباً طوراً مطہر شراب
 پلاساقی حریک شراب
 تھکے آیا قوت احر شراب
 صفائی میں ہو آب گوہر شراب
 کرمی مغربان کو معطر شراب
 پلاوے مصفا مطہر شراب
 بیون ایکے مہیا کئے شراب
 چلے گی لب حوض کوثر شراب
 چمکے خوب صد شکر پیکر شراب
 زہی صنعت باغبان ازل
 زمین سبز آسمان سبز ہے
 کہ ہر گل الگ اپنی صورت کا ہے
 وہ گویا ہی بیل کی آہنگ میں

پلا مجھ کو ساقی کوثر شراب
 شراب بھشتی سی بھردی گلاس
 زمر کی بوتل ہو میرے کا کال
 گلاس ایک موتی کا مہر بھر کو
 گمان خندہ گل کا قفل پہ ہو
 کدہ بہر دل صاف کر دے آستے
 بھردن مست ہو کر دم پہنچ تن
 ضرورتی ساقی سی مانگین گے ہم
 کر دو وصف باران رحمت سحر
 گلستان پہ عالم ہی کیا آج کل
 نگاہوں میں سارا جہان سبز ہے
 بہ حسن میں ظہور اسکی قدرت کا ہی
 وہ گل میں ہی بو آب ہی رنگ میں

وہی درد قمری کی کوکون ہے
 کہیں شور شیشے کی قفل کا ہے
 عجب سیر ہے قابل دید ہے
 کیا چاند نے کیت زیر فلک
 ہوا اندونکے یہ مرطوب ہے
 فلک پر اگر پونچھے خاک چمن
 یہ رحمت کی اوس ذات میں ہیں مضاف
 دم عیسوی ہے چمن کے ہوا
 کچھ ابر کرم سے تعجب نہیں
 یہ شمس اسی کی عنایت کا ہے
 کئی ابر کے ٹکڑے آئے ہیں کیا
 فلک پر کہیں صورت ابرو کی ہے
 کہیں نقشہ خال رخسار ہے
 کہیں زلف ایللی کی تصویر ہے
 گستا پر ہے عالم عجب نور کا
 گستا ہی کہ نہرہ نے کولی میں بل
 سید ابر مغرب سی ایسا اوٹھا
 جکے اکی ساتی کے سر پر گستا
 گستا کالی کالی دہنک لال لال
 گستا اور سجیلے یہ ہے آج چوٹ

وہی حسن سرو لب جو میں ہے
 چمن میں کہیں نعمت میل کا ہے
 یہ نقشو نما اوسکی تایت ہے
 منو کا ہوا شہرہ گرد و نلک
 کرن مہر کی پستی دوب ہے
 ستاروں سی پوٹی روپہلی کرن
 فلک سے برتا ہے آب حیات
 کہ جان آئے جب کوئی جھونکا پلا
 اگر ہن برسے لگے ہر کہیں
 زمین پر نزول ابر رحمت کا ہے
 یہ بادل بھی اوسے بنا ہے ہیں کیا
 کہیں صاف تصویر گیسو کی ہے
 کشیدہ کہیں قامت یار ہے
 کہیں پائی مجنون کی زنجیر ہے
 اوٹھا ہے دیوان آتش طود کا
 دہنک ہی کہ موباف ہی لال لال
 میں سمجھ کہ کعبے کا پردہ اوٹھا
 بنی ابوزلف مجتہد گستا
 گستا کے ابرو پہ جیسے کلال
 ہی آبی دوپٹے میں چکے کی گوٹ

اٹھاک پر نہیں پارسہ ہای سحاب
 گنگنا میں سیاہی یہ ہوتی ہی کب
 بہار است بنی می حرام ست لبتیا
 اغمین لطف گلگشت اصلائین
 کتابون میں مذکور اسکا کمان
 عجب بانع سلطان عالم کا ہے
 اٹھاک تاک ہے بانع پر نور کا
 اٹھاک پر فقط ایک ہی ککشان
 نہالی تمنا ہن اسکے درخت
 عجب برج ہن منظر شاہ میں
 عجب فیض حضرت فی تاثیر کے
 درختوں میں ہن حسن و انداز کیا
 فزون تیر سے کوک کوئل کی ہے
 پیسے بھی کتنے خوش آواز ہن
 نئی توڑے لیتی ہے باد صبا
 بجاتے ہن کیا تالیاں برگ گل
 ملائم یہ پتے کہ موئی درخت
 مبارک ہو رند و پھر آئے بہار
 ہوئی گشت امید سر سبز پھر
 برابر شب و روز کا ہے حساب

ہمین نافہ آہوسے آفتاب
 پریشان ہوئی ہے مرکز لطف شب
 براحوال زہا و باید گر لیت
 کبھی رقص طاوس دیکھا نہیں
 بہشت سنم کا سنو اب بیان -
 وہ موتی ہی جو قطرہ شبنم کا ہے
 یہ پروین بھی خوشہ ہی انگور کا
 بہت ایسی ایسی ہن شکرین بیان
 اوترتی ہن کمرون سے پروین کج تخت
 اوترتی ہی زہرہ شب ماہ میں
 کہ بہر پتی بوئی ہے اکسیر کے
 اکڑتے ہن طاوس طنائز کیا -
 نہ پوچھو جو جو حالت مری دل کی ہے
 یہ رنگین فقرے خدا ساز ہن -
 شگوفوں میں ہی گنگنہ وونکی صدا
 سنائے ندوی جبین ببل کا غل
 بہمن راجہ اندر کی سوگی کا تخت
 پہراں روز و نوبن پہر ہی سبزہ ار
 مہینوں سے ہن کے تہی منتظر
 کہ اب برج میزان میں ہی آفتاب

نہ کرچی نہ سرودی عجب فضل ہے
 بہار آئی بہر دل ہوئے باغ باغ
 تو این باتوں پہ چلنے لگے
 شرہ کے اشارے غضب کر گئے
 مرادشت و دشت مرا عیش باغ
 عجب ایک دشت جنون خیز ہے
 اسی باغ کی مندی لاتی ہی رنگ
 اسی باغ میں نرگس یار ہے
 اسی باغ کی ہی گمشاد و آہ
 اسی باغ کا عرض ہے چشم تر
 نقطہ و ب منہ کو ہے موتی جیل
 بہ نرا و دن پہ ہے عالم بیتون
 دل دا غدار اسکا طاوس ہے
 نہ جنون نہ فریاد تیر برین ہیں
 عجب تہہ دلچسپ ہے بے تطیر
 جسکے شاخ جو طوق گردن ہوئے
 عجب کیا جو زہرہ الپے بہار
 پلا ایسے موسم میں ساتی شراب
 مہینا ہے ساون کا برسات ہے
 حقیقت میں جو بن یہ ہے عیش باغ

کہ بروقت کیفیت وصل ہے
 پٹے خول کے خول پھر عیش باغ
 بہودن پر سر وہی نکلنے لگے
 چھری مار کے لوگ مر گئے
 اسی باغ کے پہول میں لگی داغ
 بولا ہے جو فتہ انگیز ہے
 یہیں آنکر لڑتے ہیں خانہ جنگ
 اسی کی ہوا آہ بیمار ہے
 اسی میں چمکی ہے برقی نگاہ
 اسی کے میں گلبرگ سخت جگر
 جو کو داوہ پوہنچا سر سبیل
 یہ سرخی ہے فریاد کی جوی خون
 اسی کی زمین جاے افسوس ہے
 اسی باغ کی دو نون تصویر ہیں
 خضر بیٹے جہنا پہ ہو کر نفیس
 بہار جنان آکے جو گن ہوئے
 انجوب نہین رعد چیرے ملار
 ساتی اسچلے آج کل کی بھی باقی شراب
 جھڑی منہ کی از و زون و نہات
 گٹا اسکے دھوتی ہے لالی کا داغ

حیا پین سامان عیش و طرب
 عجب اپنی صحبت ہی نکمری ہوئی
 بچھا یا ہے اچھا محبت کا جال
 جد بر دیکھتے عالم آب ہے
 طبیعت کو ہے آن کل و لولہ
 یہ موقع نہیں چپکے پہنے کا ہوا
 بہار یہ اشعار رنگین کون
 کہ حضرت میں خود شاعر بنی طیر
 پسند آئیے گو کہ قابل نہیں
 حقیقت میں ہی سحر و افسون بیان
 عجب روز مرہ ہی ببول پسند
 نیا شعر کہنے کا انداز ہے
 نرالی ہی طرز بیان سخن
 کروڑوں کے شعر موزوں نے
 تسلسل ہے گیسو کا تقریر میں
 طبیعت کا سب سے نیاز رنگ ہے
 مرصع ہے واہد سارا کلام
 سخن گو سخن فہم مردم شناس
 یہ فیض طبیعت خدا واد ہے
 اجا بھی بولے کہ بجز خدا

کچھ اجباب ہیں منتخب منتخب
 بلا زلف ساتی ہے بکری کا ہوئی
 ہے کوئی محفل سے یہ کیا مجال
 خدا جانے سچ سے کہ یہ خواب
 ضروری ہے کچھ شعر کا مشغلہ
 یہی وقت تو شعر کہنے کا ہوا
 ہم ہی نذر سلطان عالم کو دون
 پسند آئے شاید یہ نظم فقیر
 کہ حضرت کا کوئی مفت بل نہیں
 یہ کوثر کی دہوئی ہوئی ہی زبان
 رضا میں عالی ہیں شوکت پسند
 کرامت ہے افسون، اعجاز
 غزل روح کی شرجان سخن
 نکالے ہزاروں ہیں مضمون نے
 ہماں پہنچتے ہیں دام تحسین
 گھل اندام کہتے ہیں کیا رنگ ہے
 سنا ہے کلام بلاغت فطنام
 پری آدمی ہو جو آبیٹے پاس
 زمین شعر کی اجنت آباد ہے
 کرو نظم سب حالی گذرا ہوا

یہ جلسہ بھی ہے آج کا یادگار
 غنیمت شمر صحبت دوستان -
 مصرعوں کے اجاب نے بھی کہا
 ہوا قلزم فکر میں غوطہ زن
 کہ شعر حضرت کے اقبال سے
 مرار شبہ خسرو سے کیا کم ہوا
 اثر یہ فقط فیض حضرت کا ہے
 نہ قصہ ہے کوئی نہ کچھ داستان
 فقط روزمرہ ہے مضمون مبین
 سنا جس نے اوسکو یہ ہو کا ہوا
 نہ باقی رہی ثنوی کی ہوس
 وہ فقرے ہیں جودل کو فرعون
 رہ عشق کی ہیں یہ چالیں نے
 یافونی سی چیتے ہیں اوستا کے
 او کہ چاہیں کہنہ یہ ہیں وہ جوڑ
 یہ وہ دق ہی سبق حین گشتیں
 خضر راہ ہوئے ہیں اس راہ میں
 وہ دریا ہے یہ تپتے مرتے ہو گئے
 وہ طوفان ہی عزت و وقار عشق
 عجب نسخہ ہی طرہ معجون ہے

کمان تم کمان ہم کمان یہ بہار
 کہ گل پنچر و زاست در بوستان
 طبیعت کو بھی شوق پیدا ہوا
 نکالے اوسی وقت دُور سخن
 ہجان تک نہ چوٹا مری جال سے
 کہ مداح سلطان عالم ہوا
 کہ جو شعر ہے وہ قیامت کا ہے
 تراشی ہی کیا لکھنؤ کی زبان
 کہ معلوم ہوتا ہے موزون نہیں
 کوئی باتیں کرتا ہے بیٹھا ہوا
 زیادہ تکلف تکلف ہے بس
 اشارے کفائے بہت خوب ہیں
 نئی بندر شین ہیں بشالین نے
 وضو ڈھیلے ہوتے ہیں نساو کے
 فلاطون پر چلجائے سچے نہ توڑ
 میجا بھی دیکھ تو بنفیدین حسین
 گرے ہیں بہت یوسف اس چاہ میں
 نہان سوکے گھاٹوں اوتارے ہو گئے
 خدا کا غضب ہو تو ہوتا ہر عشق
 نیا شعر ہے تازہ مضمون ہے

اسی شیشے میں وہ پری بند ہے
 یہ عاشق کو دیتا ہے بہرے سنے
 نہیں رہتی اس عشق میں آبرو
 یہاں جان شیریں ہی فیونکی جا
 بہلا آدھی کی تو کیا اصل ہے
 مے قہقہوں پر نہ جانا کہیں
 یہاں کوئی جہانسون میں آتا نہیں
 کہیں اور ہے یہ زمین گرمیاں
 تیکے فاقون میں سیکے ہو چرخ کو
 کہیں منہ کی کھلوانگی یہ زبان
 کہیں لالی پڑ جائیں گے جان کے
 کسی اور ہی سے رہی یہ جگت
 مرا مٹر بک بک کی کیون کہا گئے
 غرض عشق میں ہیں یہ رسو آسیاں
 خدا جانے کس دل کا ایجاد ہے
 یہ شہر محبت کا بازار ہے
 یہاں سکے داغ کا ہے طعن
 اسی چوک کا ہے وہ کمرانیاں
 اسی کی دوکانوں میں بکتا ہی زہر
 یہاں پہنچتے ہیں مرغ دلی کباب

خراج اودہ جبکا اس بند ہے
 یہ سوتا ہے روز مرے سنے
 یہ سننے پر زیادہ کی گفت گو
 یہاں سادہ جی کا اولٹا ہی ٹاٹ
 پر ایزادوں کو خواہش وصل ہے
 ہنسنا کہیں ہے رولانا کہیں
 کوئی ایسوں کو منہ لگاتا نہیں
 ابی چاندنی کے عجلے روان
 دزا چوچ کو بند رکھا کر د
 کہیں جان کا کتنا کسوٹ لگا جان
 کہاں جان ہے جان پہچان
 کہیں اور ہی چاہیئے یہ لغت
 یہاں میرا تے کہاں آگے
 زمین سخت ہی دوسے آسمان
 فلک پہٹ پڑے ایسی افتاد
 یہاں جو ہے جی کا فریدار ہے
 یہاں بکتے ہیں کر بلا کے کفن
 کہ بنتا ہی عشاق کا مقبرا
 یہاں سکے دلال ڈھاتے ہیں تر
 یہاں ڈھلتی ہے خون مری شہر

اسی چوک سی مول کہتے ہیں گج
 اسی چوک میں بیچ کی ہے سرا
 یہی سے ملا چائون کا نشان
 نظر جب پڑی جا کے بادام پتہ
 اور ہر بیستی دیکھو اور ہر گئے
 یہاں نشے کے گھوڑے پر چوڑا
 وہاں تو سن ناز پرتے ہیں روز
 یہ وہ خاص بازار ایجاد ہے
 سو طرے ہر ایک اسکی گلے
 سڑک آئینہ یار جانے کا ہے
 چراغ کسے ہیں شعلہ روے یار
 اسی شہر میں ہے فرنگی محل
 اسی شہر میں تہلی جادو کی مین
 اسی شہر کا نام ہے دور دور
 وہ خراوہ ہے گفتگو و خراش
 نہایا جہاں جاکے حمام میں
 اسی شہر کا نام ہے کشتو
 عجب شہر ہے کچھ عجیب لوگ ہیں
 کمالات میں فرو ہر ماہر
 پڑے بامروت پڑے و قنار

اسی پائے ٹالے پہ لٹتے ہیں لوگ
 عدم کا مسافر ہوا جو گیک
 لکھی کیسی کیسی محل کی دوکان
 وہی آنکھ یاد آئے ہر کام پر
 وہیں ڈھونڈتے وہی ڈھونڈتے
 لیا سیدنا خاس کا رہتا
 ہزاروں سوار آکے گرتے ہیں روز
 کہ تصویر حیرت سے ہزار ہے
 کہلاتے ہیں گل پانچی کی گلے
 تو چہر کا تو بھی جان فشانیکا
 اندھیری گلی کوئی زلف نگار
 فرنگی کو گیسو سے تٹا ہی گل
 حسین تو حکیم ہنگر چوکی ہیں
 اسی شہر کا ایک ٹیلا ہے طر
 ترش جاتے ہیں کندہ تاراش
 چادہ ہوا مہیل اندام میں
 اسی شہر کی سحر ہے گفتگو
 بہت ہیں مگر منتخب لوگ ہیں
 پسینوں میں خطر صحبت کی بو
 کرین جان تک آشنایا رشتار

بڑے بالکی مضبوط دلوں کے کسے
 مروت کے پتے محبت کے لوگ
 نفیس لڑکی پوشاک صورت نفیس
 نیا روزمرہ نئے گفتگو -
 جسے دیکھو بلبلاش بلبلاش ہے
 جہان تھوڑے دن کا ہے مبتلا
 نہ عجبی کا کچھ غم نہ فکر معاش
 برآمد ہے فاعر حکمت رنگ ہے
 نئی صحبتیں روز جلسے سے
 جلاتے ہیں پروں کو داسوخت
 کوئی سوز پر ہرکروں لا دیتا ہی ہے
 حقیقت میں یہ لوگ پیدا کیاں
 ہنسنا نہیں رنج ایسوں کے پاس
 یہ سب یوں تو ہر فن کے شایان
 اسی شہر میں ہے وہ لوہے کا پل
 نہ رہتی کہی گوتی جوش میں
 درون پر ہی کاس شفق کی چمک
 کہوں گوتی کو جو دریا پر ہے
 نہاتے ہیں جس گھاٹ دس سنا
 پل آہنی پر ہے کیا آج روپ

غرض ایک سی ساری چوٹی پر
 حقیقت میں قابل زیارت کی لوگ
 طبیعت نفیس اور صحبت نفیس
 ہمیشہ نئی بات کے جستجو +
 غرض یہ کہ ہر ایک خوش باش ہے
 نہیں فکر شعر و سخن کے سوا
 شب و روز معشوق نو کی تلاش
 چلایا ہوا یاروں کا رنگ ہے
 اوستھے لطف ہر ہر غزل سے
 کہیں گنجے میں فقط سوخت
 کوئی منہ بنا کر نہ ہوتا ہے +
 نئی روز فقرے سے گریبان
 کبھی خبر محرم نہ دیکھا او داس
 خصوصاً فن عشق میں طاقین
 کہوں سایہ شب ہر عقل کل
 نہ ہوتے اک پرل کے آغوش میں
 کمافی ہے ہر ایک قوس فلک
 تو ہی تیغ ابرو پل آہنے
 بہم کہتے ہیں دیکھنا دیکھنا
 سمندر کا گہریاں کمانا ہی دہو

سیاہی سے ہر در پہ ہے جمال
یہ پل ہے ہلا کسکو باور ہوا
یہ پل بحر عالم میں ہے یادگار
کہنروں نے وہ زور پیدا کیا
بیانون سے باہر ہے اسکے شکوہ
جاہلون نے کی سرکشی کی خطا
یہ صنعت نہ بقراط پہچانتا
ارسطو اگر دیکھتا اسکی شان
اسی جا پہ بس عقل کی کل ہی شیخ
یہ پل ہے غضب کا یہ دریائے ہتر
اسکے وصف میں پل کی طبع روان
کہیں دیکھی ہیں ایسی ہی بادشاہ
عبادت میں و نرات مصروف تھے
سفاوت کی ہی ایک اوننی یہ بات
عطا سکے۔ نقد ایمان کیے
جگنا تہ نے اس کے کلمہ پڑھا
نہا رہا فقط کیا اکیلے ہوئے
زر ملک مال کہا کہا سگئے
گئے حاضری اس کے درگاہ کو
یہ منت ہے بارہ اماموں کے نام

گناہ میں نظر آرہا ہے ہلال
جہاز فلک کو بھی لنگر ہوا
جھکا پانی پینے کو ابر بہار
کہ خد سکندر سے پنجہ کیسا
کہ لوہے میں ہے جو ہر تیغ کوہ
پل آہنی بن کی آرا چیلما۔
فلاطون ہی اس لوہی کو ماننا
یہی کتنا قاصر ہے میری زبان
بخارات ارضی ہیں دریا یہ جمع
کراست کے حضرت میں جاو کا شہر
کہ یاد آگئے جھکو حبت مکان
ہوا ہے نہ ہوگا خدا ہے گواہ
وزیر دن پہ سب کام موقوف تھی
کئی لاکھ جاتی تھی خمس و زکات
ہزاروں ہیں ہندو مسلمان کیے
مسلمان جیکب فشر لگی ہوا
مگر وہ ہندو سنکے بھی چلیے ہوئے
ہوئے چیلے جب قید میں آگئے
ترہ کہا ہے دعا شاہ کو
کیا مجتہد کو ادب سے سلام

نہا کر بنے شیعہ پاک صاف
 خطاب ایک فوراً عنایت ہوا
 سنا ہے یہ پرہیز گار یکا حال
 یہاں تک تو متا خوف روز حساب
 خدا بخشے جنت مکان کو مسخر
 کیا یاد مجھ کو قعیہ سنا
 زبان مبارک سے تریف کی
 میں ہر باریت لیم کو ختم ہوا
 بڑی دیر تک یہ عنایت رہے
 بجایا آداب رخصت ہوا
 غزل روزاوس دن سے جان لگی
 جب آتا تھا محل من بیت السرد
 عنایت کبھی گاتو ٹھکو ہو سے
 رہا سال دو سال یہ اتفاق
 نہ کام آئے افسوس جان سحر
 ہوا جب سے جنت مکان کا حال
 نہیں پوچھتا کوئی رشک تیر
 نجات ایک دن آخر اس غم سے ہے
 دعا ہے کہ جب تک یہ عالم ہے
 ہے دورہ شاہ عالمی مقام

ہوئی باقی ہفت سالہ معاف
 پہر لگی نظامت کا خلعت ہوا
 باین سلطنت فکر اکل حلال
 کہ خاصے کا تہا فرج مرغیاب
 یلین باغ جنت میں قصر گھر
 وہ تہا پانچ سو شعر سے ہی سوا
 کہا بس یہ خوبی ہے تصنیف کی
 کھلا غنچہ دل یہ عالم ہوا
 ان آنکھوں کو حاصل نہ یارت
 مجھے سرفرازی کا خلعت ہوا
 نئی روز فرمایش آنے لگے
 غزل گائی جاتی تھی اپنے ضرور
 کبھی وہ غزل بابے والو کو دی
 دکھایا مقدر نے آخر فراق
 گئے خلد کو قدر دان سحر
 طبیعت کو رہتی ہے وحشت کمال
 کہ تم کون ہو شام ہو یا سحر
 اب امید سلطان عالم سے ہے
 یہی دور سلطان عالم رہے
 نہ ہو جب تک دور گردون مہم

درخشان رہے آفتاب چشم

ہمیشہ تر تے اقبال ہو

سلامت رہے شاہ بیدار بخت

زبانت کہ ورت کو کرتی ہی صاف

قسم کماے ایسے اقبال کے

مقرر ہے عدالت کا سارا جہان

خوش آمد سی یہ عرض کرتا نہیں

یہ سیرت یہ صورت یہ محفل کمان

عجب طرح کے دل میں ہیں

پر زیا دون کے دل بھی قابو نہیں

ہویدا یہی چشم وابر دوسے ہے

کمون زلف نکسین کو شام اودہ

خشن کوئی حلقہ ہی کوئی تیار

پہنیں حسین بیاں وہ پہندا ہی

فدا جام جسم چشم پر نور ہر

چشم مروت تو دیکھے نہیں

انہیں انگون پر پردہ داری ہی تم

قیامت بپا نخل قیامت نے کی

صنوبر پہ سایہ جو کل چڑ گیا

بدل میں جو حضرت غلام علی

کرین عید نور و زہر زہر

نیامک قبضے میں ہر سال ہو

حقیقت میں ہی رونق تاج و تخت

مرا عرض کرنا نہیں ہے غلاف

سواری سپا دون کی ہے پاسکے

مٹا ہی دیا نام نوشیر دان

سکندر کو دوار کو رتب نہیں

خزانہ ہوا بھی تو یہ دل کمان

کہ جب دیکھے عشق منتر میں

نئے چ حضرت کے گیسو میں

کہ وعدہ الگ ہر پر دوسے ہے

تسلل سے ہے انتظام اودہ

ہوا لکھنؤ کی ہے اب مشکبار

گر بیان قیصر کا قیاس ہے زلف

کہ سب حال عالم ہے پیش نظر

کہ آنکھ لگے مجرم کے اوتھتے نہیں

کہ رانی پہ سب ضعداری ہی ختم

گلستان میں طرف حکایت سنی

زمین میں خیالت ہے گز گز گیا

وظیفہ ہے دن رات غلام علی

زبان مبارک پر ہی ہیہ سخن :
 ادا دل سے کرتے ہیں فرض خدا
 خواصیوں کو یہ حکم حضرت کا ہے
 اگر استراحت میں پاؤں بٹھے
 اوسی طرح ہی مجتہد کو ثبات
 ہزاروں مہین اس فیض سے کامیاب
 زمانے کی دولت خزانہ میں ہے
 خوش اخلاق و خوش خلق خوش
 رفیقوں کو بے انتہا زردیا
 کیا خاک سے پاک ایک ایک کو
 خطاب ایسی ایسی دجھانٹ کر
 عنایت وہ کین نور کی نوکریاں
 دیتے سب کو چاندی کے وہ جان
 محکوف یہ اس سن میں پیا کیا
 یہ عالم جو پر یوں کے عالم کا ہی
 مکان ایسے ایسے بنے کہ وہاں
 مکانوں کے ہر جون پہ کیا نور ہے
 بھرک ہی سوا اگتش طور سے
 جلو خانے میں داخل ممکن نہیں
 میدان بارہ بروجوں کی ہی قید کیا

دم عیسوی ہی دم پنج تن
 کہ ہوتی نہیں پنجگانہ قضا
 کہ وقت سحر وقت غفلت کا ہے
 تو پانی چپڑک کر جگا و نمبے
 اوسی طرح پاتے ہیں خمس رکات
 سنہین و خل ہو ماری سدایا
 ٹٹانے کا شہرہ زمانے میں آ
 سنا جسکو مومن کیا اتحاد
 امیر کبیر ان میں کر دیا
 عنایت کی اٹاک ایک ایک کو
 کہ گناہ بھی ہو گئے نامور
 نہ پونچھے سلیمان کا تخت روئے
 ہوئی حبسہ دونی سوار کی شان
 کہ ہر فرخ میں ایجاد اپنا کیا
 سب ایجاد سلطان عالم کا ہے
 پہنستی ہے دیوار و در پر نگاہ
 جو ہر کوٹھے پر جلوہ طور ہے
 غفل آجائے موسیٰ کو بھی دور ہے
 کہ رفعت میں گرد و خاک اسکے زمین
 عجیب تلبہ نور میں جا بجا

سواری کا باد بہاری ہے نام
 ختن کے ہرن دکشا میں آئین
 چکارے میں رہنے کے اور تھے ہو
 عجب لوگ باد بہاری کے ہیں
 ملازم سے پہچنے جاتے ہیں لوگ
 کئی سو جو بانگ اکھٹا ہوا
 قواے سننے اور بولی الگ
 عجب کام کرتے ہیں سپہ کی ستہ
 قواہد میں ایجاد کیا کیا کیے
 سواروں کی کہ چمن چمکتی ہوئی +
 طعنے قبور وں میں تصویر کے
 رسائی میں دیا تو کہ چین میں
 سواروں میں میں ایسے ایسے ننگ
 سواروں کے ہر سو پر کے پے
 قدم باز شایستہ و خوش خرام
 وہ تقری ہیں لکے ہی جنگا لقب
 اگر معرکے میں ہو یہ جی کا کام
 رسا فون کی ڈکونے ہی یہ صدا
 سواروں کی جاری یہ بہتری ہی
 سلامت رہے بادشاہ جرے

گدڑ ہے بلو خانے میں صبح و شام
 سڑک دیکھا چوڑی بھول جان
 یہ حضرت کی آنکھیں ہیں دیکھے تھے
 یہ گلہ سے سب ایک کیاری کی ہیں
 کہ رستوں سے چن چن کے آتے ہیں
 وہ طیار تر چہار سالہ ہوا
 جی ایک جا ٹوٹے ٹوٹے الگ
 قواہد میں رہا میں گوریو کے ہاتھ
 بڑے صاحب آگے دیکھا کیے
 پڑی آنکھ جنہر چمکتی ہوئی +
 کرین ٹوٹے پے پر سو تر کے
 کنارہ کری کیوں نہ دشمن کی فوج
 منگلی میں دشمن کو نہ کام جنگ
 وہ گھوڑے کہ انسان دیکھا کرے
 اشارہ ہو کافی جو ٹوٹے لگام
 بیان کیا کہ ایران میں منتخب
 یہ نازی کرین دم میں ترکی تمام
 طغیل سوار پان اے خدا
 ترم کی سلا میں اوزتے ہے
 طفر باب ہو یہ سیاہ جو ہے

بے شک مدعی کو شکست
 عجب دم سیہ دنیا میں یہ دم بڑ
 نہ ہوئے گا اوس روز کا بھی سان
 رفیقوں کے دعا عقد دل ہو
 عجب وقت سے جلوہ فرما ہو
 سر شاہ پر تاج رکھا گیا
 فلک نے کماؤ یکساں وجہ
 نہیں آئی دوسے زمین پر نظر
 حقیقت نئی جشن حبشہ کے
 لکھی لاکھ تیلے پر پڑتی تھی تھاپ
 اپنے ہر وہ جلوہ شہرت ہوئی
 بحیرن اوچے سر میں جو شہنائیاں
 ملک فوق ہوئے ایسے تانین اورین
 کھلے نور کے شایفے نور کے
 اوچے پھر لون کے تھی اوچے
 لگا سنے تھے نور کی گائیاں
 چلین گت بدن کو مسکتی ہوئے
 دوپٹے کا آنچل جو منہ پر لیا
 دو شالمہ ہٹا ناچنے میں جہان
 گشتا ہو گئے پٹے چوٹے ہوئے

کرین ہفت اقدیم کا بند و بست
 یہی دور سلطان عالم ہے
 سنجو جشن اول کا مجھے بیان
 فرج بخش میں آگے داخل ہوئے
 کہ یہ ساز و سامان مہیا ہوئے
 قوندرین ہوئیں نایاب ہونے لگا
 شہے وارث تاج و تخت و کلاہ
 ہوئے عزت ملک و تاج و سریر
 خدا تھی وہاں بزم غفویہ ہے
 فلک کو س نویت بجاتا تھا آپ
 ہوا شہر محشر یہ نویت ہوئے
 لگی ناچنے نوے آسمان
 کیے لیتے تھے ہو رہہ بہرین
 وہ سواں برق سر نور کے
 رہ چکے کی تیلی وہ اعلیٰ کی کوٹ
 تے سینے اوہری ہوئی چہا تیاں
 غضب بتین و دکرین چمکتی ہوئے
 تو دامن میں خورشید محشر لیا
 تر پنے لگیں کانون کی بھلیاں
 قدخم و شالون کے ٹپے تھے

پہرے سیار بتلا کے جواز سے جہان تان توڑی ستم ہو گیا وہ گنگر وہ کہتے تھے ہر کام پر اکسین دھن ہن پاؤں تھنے نہ پا وہ ایک ایک بڑہ بڑہ کے توڑا لیا کوئی پینے تھے سر سے پیشوا عروس چمن صد تھے بوباس پر وہ چٹکی بجاے کہ دل مل گیا - جواہر کے ٹکڑے تھے ٹونکے بول سنی جو گیارا گئے بے نظیر سناتے تھے دہرا کوئی بر محل	چلی راگنی پردہ ساز سے وہ ستم حق میں شور کیے سم ہو گیا نہ موقوف ہونا چ آٹھوں پر صدرا رنگ کارنگ جھننے نہ پا کہ انعام توڑے پہ توڑا لیا پٹھے بلکے دھن پر بڑہ نماز کئے صاف سب ماتہ پر گاس پر چٹنچو دیا وہ ہے چل گیا کہ ہیرائے بیٹھے تھے تان قفل سیا بنے بنم النساء کو ختیر کوئی کافی تھی یہ سحر کی فذل
---	---



سبارک ہو کیا جش شامانہ ہے ہے دورہ جام چشم پر سے کبھی آنکھ ہے بھی ملھاے گی یہ گل اپنی کیونکر ہوں انی بلبلو میرا شیشہ دل نہ ٹوٹے کہیں دکا دینکے محشر میں خط جبین پلا جلد تل چٹ ہے ساتی کہیں سبارک ہو شاہ اودہ کو یہ بزم	فوج بخشش کو ٹھی پری خانہ ہے سلامت رہے جسکا میخانہ ہے بلیگا جو شمت میں پیانہ ہے چمن کا تو سبزہ بھی بیگانہ ہے تری چال میں طر زمت تار نہ ہے یہاں بھی معافی کا پروانہ ہے نساد وہ ہے بزم شامانہ ہے تھر جش جشید انسانہ ہے
--	--

غزل کاٹے کا کچر عجب رنگ تھا
 جنون خیر جنگل سے دل خون ہوا
 بچاتے تھے ڈنڈی اس انداز
 یہی ویس پر ویس دکھاتا ہے
 کلاموت کوئی چکر پرہین تھے
 اونہیں گائیکی چہرہ نہیں تھا کہا
 سمندر کی تھی پاٹ آواز دن میں
 اگر ویسی تان ایک لیتے بیان
 بجاتے تھے چینی عجب جلتہ رنگ
 کہیں بلیا بجاتا تھا وہ لا جواب
 جی تہیں سلامی کی سب بٹنیں
 کروں دروہیوں کی مین توہنی کیا
 وہ چاند کا پتھر سا دریا کا پاٹ
 کہہ دن پہ عالم گلا سون روپ
 کناروں پہ ٹھاٹھ اور اوڑھ
 تمام کی ہر برج پر جہنڈیاں
 وہ روتہ ڈنگا پہرنا وہ میلے کی بو
 وہ سیر چرخا خان وہ آب دان
 کوئی کتا تھا ہی دو الی کی رت
 چرخوں کا ہی عکس کوئی لاگ

بساؤں کا بھی تافہ رنگ تھا
 غزل سکے جنگلی بھی محبتوں ہوا
 کہ آواز آتی ہے ہر ساز سے
 وہ جنگلا ہی جو شہر چڑوا تھا
 وہ کندھوں پہ کھے ہوئی ہیں تھے
 غزل ٹپاٹھری ترانہ خیال پہ
 وہ موجیں تہیں یا گار ساز سے
 لہو تھوکا کرتے میان یاں خان
 فرنگی جاتے تھے ارگن کا رنگ
 کلے کلے کہلاتے تھے اورا تھا خوا
 عجب رویاں تہیں عجب بلشنیں
 کہ پہلا ہوا تختہ لالی کا تھا
 وہ لوہے کا پل سنگ مرمر کا کٹا
 وہ ٹکڑی ہو چاندنی جیسے سوپ
 کہیں بارہ دریاں کہیں گول
 چمک کا یہ عالم کہ برق چٹان
 تماشائیوں کا سرک پرچوم
 وہ آپس میں اجاب کے گرملین
 غنیمت ہی سلطان عالم کی ذات
 لگاتی ہی حضرت نے پائیں گ

عجب بات سلطان عالم کی جو
 وہ حضرت کی آمد سواری کا لطف
 وہ تو پون کا چلنا وہ غبار کو
 وہ بھری دھوپ کے دھوپ کے جہاں
 دو شانوں کے چوٹے ہو باو بان
 وہ چھلے کے بجسے ڈنکا ترم
 ہمارا عجب شاہ مجاہد ہے
 جھاتے تھے ماخھی الگ اپنا رنگ
 وہ تختہ بنا تھارم کا پہ حسن
 کنول جبابہ جہاڑ آئینے ماڈیان
 جہینون راجہ سن سرکار میں
 مغل ہوئے اہل و بار سب
 معافی کی فرمان جاری ہوئے
 سلامی کی توپیں چلین چار سو
 ہوئی عزت تاج و تخت و کلاہ
 قدیمی نمکھوار ہے یہ سحر
 فراموش اب ذہن حضرت ہوں
 قصیدہ بھی سابق میں گزرا
 جہا ہوں جو قدموں سے یہ شاق ہے
 ٹٹناری ہر وقت حاضر رہوں

یہ سب سخی بسا ہی دم کی ہے
 سلامی میں تنہا پانڈ مار کیا لطف
 ہوائی سی وہ ٹوٹنا ماروں کا
 نہ ہونگے سمندر میں ایسی جہاڑ
 کسی پر تو نوبت کسی پر نشان
 صدا تھی یہ ہر جوب پر دم بدم
 عمل جبکا ماہی سے تار ماہ ہی
 بجاتے تھے ڈانڈو سے کیا بنگرنگ
 سچے تھے وہ کوٹھے کہ جیسے لہن
 قرینے سے سب جبکا موقع مہاں
 نئی عجید تھے روز و رات میں
 مرنے لڑتے تھے نمکھوار سب
 جو الکی تھی باون ہزاری ہوئے
 ڈھند ہوا پہرا شہر میں کوکھو
 کہ سلطان عالم ہوئے بادشاہ
 مہین گو کہ حضرت کو میری جہر
 ملازم میں ہر چند مدد ہوں
 مشرف زیارت سی بھی ہو چکا
 یہ دل پہ زیارت کا مشتاق ہے
 کسی دم نہ خدمت سی قاصر ہوں

یہ سب کتے ہیں عشق منزلوں میں
تو اینچ موڑوں کرے شاہ کی
آنکھ طفیل خواب آسیر
مبارک ہو ہر سال جشن جلوس
کہی محفل عیش پر جسم نہ ہو
شب ماہ میں رقص نہ رہے
عجب باغ فردوس ہے سیر کو
بھی دور سلطان عالم رہے

تصور سے حضرت میرے دہن میں
یہی از رو ہے ہوا خواہ کی
شب و روز ہے یہ دعای فقیر
اتنی بچھ شہنشاہ طوس
نرمانے کا یارب کوئی غم نہ ہو
قیامت تک اختر کا شہر ہے
خدا رکھے اس شہر کی خیر کو
عجب م ہے دنیا میں یہ دم رہے

قطبانج طبع کلیاں خیر متوجہ فکر شاہ شیرین بان شیخ محمد جانی خاں شاہ

مطبوع کار نامہ رونق خواہوا
جدول ہر ایک خطا شعاعی سے پر ضیا
ہر ایک سطر زلف بری حسین سوا
مغرب خاص و عام تائید کہریا
مقطع ہر ایک مقطع والشمس و اعصیا
ہر بیت بیت ابروی معشوق خوشا
ہر ایک بند بندہ دلون کا گر کش
ہر چار بیت چار حد کن اربعا +
شد شدہ رسد سون کی صفا ہر آتما
اشعار ہر قصیدہ کل مدحت و ثنا
زبانچ یہ کئی کہ (ریاض حسب چپا)

جب یکایک نظم سحر معین سخن
منقوش لوح تازہ بہار چمن طراز
زیب نگین ہر سلیمان ہر ایک لفظ
ہر نظم سلاک گوہر مضمون آندار
سطح ہر ایک مطلع والفقیر و لہق
مصرع ہر ایک مصرع سر وقصدیب
معنی طراز صورت مانی ہر اک غزل
ہر قطعہ وہ کہ جامہ خوبی ہو جس پر قطع
ہر خجستہ دس سخن ہر سہجے
ہر مثنوی ریاض سخن گلشن کلام
آواز ہر سال ختم و شروع اک آہ کی

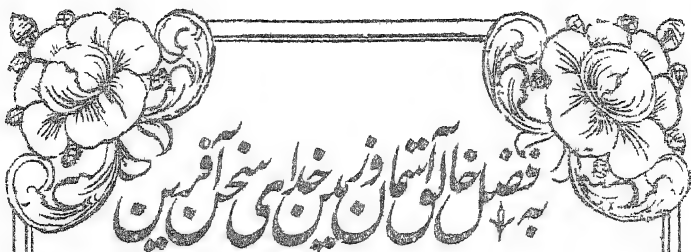
اتمس

سایہ افروز سر سبز

دشاقان تمام وطن پر مہر تاج ہو
 ایک رت ہو رانم کو تلاش نظم ری پر در نظام مودت
 ایراتہ شاعر رگیں بیان فصیح اللسان جناب شیخ امان علی مرحوم
 متخلص سحر تری الحمد لہ تائید اجاب تیناپوری ہوئی باجر اسلوب کلیات کی
 زینب دی کی ریاض تکریم کہا بغرض تفرج طبع شایعیں چہاں کے
 مستہر کیا اور آئندہ بد عمل و استعار ہاتھ آئیں گے ہنگام طبع ثانی شامل
 کلیات گئے جائیگے اب حسب منشاء قانون بستم شاعر درخوست
 رحبتری کی ہے حیطہ نمونہ منتقت ترسب وصحت کی فکر ہوئی ہے پس
 نجومست طالبان سحر شیخ و ہمیشگان مرغی مرغی التماس ہے کہ
 حقدہ رشتہ مطلوب ہوں مطلق کارنامہ واقع گو کہ گچ متعلقہ شہ
 لکھنؤ سے طلب فرمائیں بے اجازت رانم چہاں بنے
 کا خیال نہ لائیں کہ نقصان اور شائیں ہے
 بر سر سولان بلاغ باشندیں

فقط

الاستاجر



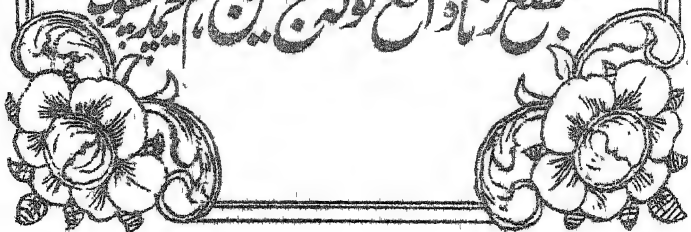
به فضل خالق آسمان و زمین خدای سخن آفرین

کلام در نیک سبزی بهتا مطبوع طبع شعر اگل سر به گلشن لکهنه سحر

نخچه آرزو
۱۲۷۲ هـ

نتیجه فکر و انصاف الفضا جناب میر وزیر علی مغفور تخلص به صبا

مطبع گزین واقع کولنج گنج یاتین تمام به چاپ رسید



میر تقی خدای سخن را کی بخش ضایع و کهن



درین کتابخانه کتب نفیسه و کتب نفیسه



بسم الله الرحمن الرحيم

<p>صورت وصل ہوئی ذات خدا سی پیدا زور کر روح میں تقلیل خدا سی پیدا آگئی کرتو ذرا فقر و فاقہ سی پیدا تھی زلیخا کی صدا باگت سی پیدا خاک سی آب سی آتش سی ہوا سی پیدا منزلت اپنی نہ کی زمین رسی سی پیدا ایک ہی نور ہوا ارض و سما سی پیدا خوبصورت ہوئی ہر دل کی شفا سی پیدا ایک ساحل کیا شاہ و گدا سی پیدا شکل محراب ہوئی دست و دعا سی پیدا جلوہ یار ہوئے چاک تھا سی پیدا</p>	<p>آبرو کی جو صفات فقر سی پیدا نفس امارہ سی کیوں زیر ہوا جاتا ہی اور ہی حال زمانہ کا نظم آریگا گوشت دل سی نہ سنا قافی میں پوشیدہ چاروں کی لہی کیا کیا نہوا دنیا میں رتبہ دیر و حرم گبر و مسلمان سمجھی اوٹھ گیا دیدہ دل سی جو دنی کا ڈر آئینہ بنگی رخ یار کا جلوہ دیکھا کھل گئی عمر و روزہ کی حقیقت خدیم الف ت کتبہ مقصودنی صورت پر گئی ای خون خدب کا عالم جو کبھی کھلائی</p>
---	--

فکر دنیاى دلى سى نه بيه عالم هوتا پيشت تر هم نه هوتى ارض و سما سى پيدا

۱۴ ای صبا دیکھ کے جلون چمن عالم کا ۱۵ حالت و حسد ہی ہر موج ہوا سى پيدا

جہان میں شور ہے طوفان آج نہ مضمون کا
پتا ملتا نہ دامن کی طرح دامان ہمارے کا
کبھی ہر وہی موتی کا کبھی چنڈہ کا رو کا
خدا کی فضل سے کیا سحر کیا راسی گردو کا
ہر اک خم اپنی سینانی میں سینہ ہی فلاطو کا
یگولی دھونڈھتی پھرتی میں یہ بیڑہ بونکا
خدا حافظ ہلکا سا فی کشتی صہبا گلگون کا
بہت اعلیٰ ہی یہ صرغ تھاری قدوز رو کا
بڑا اندھیر ہی سودا ہوا تھا زلف بگون کا
قضانی لکھ دیا شرف سی محض مری خو کا
کبھی طرہ ہی سہری کا کبھی گہوالہی مہر کا
نشان ملتا نہیں ہے قبر جیشہ فریدن کا
کہ خورشید فلک تار ہی اپنی جھانڈو کا
بنل میں ل نہیں قطرہ ہوا پر بکنون کا
حصیر فقر ہم پایہ بنا تخت فریدون کا
بدل جائیگا عالم چارون میں بے مسکون کا
ہر اک حلقہ ہی کالاجینی دلف شکون کا

عالم کا

نہایت خوش پر پڑ ہی اپنی طبع نمودن کا
نسوتاموای جنون گریاس ہکھو روح مجنون کا
ایسیدیم میں حوال دل ہر دم دگرگون ہوا
مغفانی ہو گئی شب بے ت خورشید طلعت کا
نہ کیوں کیفیت اشراق ہم مستنوکو حاصل
حرارہ جب اداع جنون لانا ہی صحرائین
ہوا ہی دہر ہم مستونسی ان روز غنائی لاف
میں شاعر ہوں مرا ایجان پر دم نکلتا ہوا
شب تار لچھدی روز روشن اپنی نظر زمین
حقیقت میں لکھوا کر پڑا دامن قاتل پر
وقیر مست میں ہر وقت کیفیت میں پتھر
ملا یا خاک میں گرد و دھول کس کس نام کو
ہمارا سو دل کیونکر نہ روشن ہزارانی پر
صفا حاصل ہوئی ہی الفت دندان جان سے
باندہ و پست عالم ایک ہی چشم حقیقت میں
ہسیگی گریون میں سر روز بیتابی مری
دل سودا زردہ اپنا نہ چھوٹیکانہ چھوٹیکا

سیرت اچان انتوی سی جانی من
سیا دیگر کشته تری آکھوئی منوں

صبا حیران ہین ہم اک بت خودین کی ہاتھوں
کھتر اہینہ رہتا ہی اپنی طبع منقول کا

ای صبا جذب پہ جدم دل غشاوا
محو ابرو کے لئی خجستہ فولاد آیا
سرکشی پر جو وہ سر و ستم ایجاد آیا
پشیم موسیٰ ہمہ عن بنگیا میں حیرت
دم آغلہ جنون طوق گلوگیر ہوا
کٹ گئی ماری خجالت کی جولان چمن
ماشتون سی نہ رہا کوئی زمانہ خالی
دلین اک درد اٹھا آکھوئی آکھوئی
روی غربت میں هجوم گل صحرائی پر
مشرہ یار کے نشتر نے کیا سودائی
بنگیا خال جبین کو کب بخت پوشہ
عارض صاف کا کینچنا نہ کیا جت

اینی آغوش طین اوگر وہ پرزاد آیا
فرج کرنا بھی نہ سمجھو مری جلاوا آیا
پاس از سسکے گھٹنا ہوا شنتاوا آیا
دیکھا اک بت کا وہ عالم کہ خدایاوا آیا
غل چپانی بھی نہ پا چا سستی کہ خداوا آیا
بازہ پروتہ جو تراو ستم ایجاد آیا
کبھی دامت کبھی جھون کبھی فزاد آیا
بیٹھے بیٹھے ہم کیا جانی کیا یاد آیا
چمن بے یاران وطن یاد آیا
خون فاسد کی طرح جوش میں فضاوا
کس ترقی پہ تر حسن خداوا آیا
اتینہ نہ لیک تری مسماہر نہ ہوا

بیت ہستی کی صبا ہستی روشنی
خداہ آتش ساز دنیا پر جاو ستاد آیا

نوسن طبع کو کر تا ہو ملین کوڑا کیا کیا
اہل ولت سی کوئی نزع میں اچا کر گیا
سوزش دل سی ہی اذاف شبنامی من
ایک نام پہ پتا ہی یہ گدا کیا کیا
راخہ کیا کیا لیا اسوقت میں چوڑا گیا
پانی نہ رہ چکنا ہی یہ چوڑا کیا کیا

پس چو تابل عاشق کی نہ صورت کوئی
کیسا کیسا نہ کیا آئی خزان فی رباب
مرگنی پونہ دیا او کو کفن گردون
کیون نہ ہو جائیں مانی میں نہ اردو
طاقت فقر سے ہم نفس چ غالب
میکدیمین جو بھی لنگہ تہمت لی یار
شرم سی سر نہ اٹھایا تیری رخ لاگو
حال دنیا کا جو لکھتا ہوں تیرے کتھن
و لکو برتا ہوا صاف جگر سی گذرا
خلق زائد کا جو روزی تیرے حق ہوا
بار بار روح سکھ کر دیکھیں صد
ما تھ عذاب پارتیہ نہ افن یک پنجا
اوسکے چلے کوئے اگر بھی تیرے نہ لگتے

دلف کو یار نے دہر دہر کے ٹوڑا کیا
زر گل کا سنو باغ میں توڑا کیا کیا
زندگی میں جو پہنتے ہے جوڑا کیا کیا
پہننے روکے ہی دھن کو پھوڑا کیا کیا
لنگر اس دشمن شہ زور کا توڑا کیا کیا
خشت خم سی سر شوریدہ کو پھوڑا کیا
باغ میں گل کو صبا ہی جی جھوڑا کیا
چشم پر آب پطوفان ہی جوڑا کیا
ایک تیر نگہ یار نے توڑا کیا کیا
دس ترمالی لکی پھوڑا کیا کیا
آئینی سی بھی سی منہ یاری توڑا کیا
پہنے بیوہ میں جن ہنی توڑا کیا کیا
ما تھ رکھ گہ کی سلیمان ٹوڑا کیا

بی بیلو دار صبا خاک مجھ آدرہ کی
ازج کھٹ لائیگا اوس ترک کا گھوڑا کیا

آیا جو موسم نکل تو یہ حساب ہوگا
مالوں ہی اپنی اکدن وہ انقلاب ہوگا
کو کھلاتی تھیں تیرے ہم آئے بیکر کا عالم
ای زاپر ریائی دیکھی نہ تیری
وہ رد خلق ہو نہیں گزرتی کر مر ہوگا

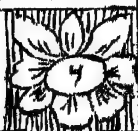
ہم ہوں گے یاد ہوگا اور شریک ہوگا
دم بھر میں آسمان کا عالم خواب ہوگا
منہ اس طرف کہی تو ہی آواز ہوگا
نیت اگر ہی ہی تو کیا ثواب ہوگا
مردار دہال دوش جاب ہوگا

وہ مست بہن اور پور کھتی نہیں مین ساغر
 ای زود بیخ تپھر جو لوگ جان ڈینگے
 خون سیاوش لکدن و کملہ گاجانی
 تو نقد دل کو لیکر نکرا تو ہی ٹھہر جا
 اشد سے اوکا غصہ اتنا نہیں سمجھتے
 دماغ جگر کو لیکر جائیں گی ہم جوابی ل
 کیا سیر ہوگی وہ مہ لایا اگر حرارہ
 وہ زندہ ہون میں راہ نہ دے خوشکان
 برسات ہی او بھارین تاتی برق شمع
 ای صروش تو کو نوکر پر دین چسپنگا
 اسی چرخ پیرا بتو یہ حال ہی شمع کا
 اسی پنجو پتھارا بایان قدم میں لوگ
 وہ ہو گیا اپنی تلوی وہ بت جو پیا
 زلفون کا عشق کیونکر اونی جان کو
 سرنگی میں میر کیا ساتھ دی سیک کا
 فرقت میں ضبط نالہ سے منوسکے گا
 گلے کی کیا جہر تھی یہ کون جانتا

مغرب سی مان نمایان جب قیام ہوگا
 رہ ہنکی تر بتوں میں اوپر ضابط ہوگا
 اس ظلم کا عوض ای افراسیاب ہوگا
 روزی حساب میری تیری حساب ہوگا
 کیونکر کوئی جی کا جیوں عتاب ہوگا
 جنت میں حور یونکو رہنا عذاب ہوگا
 چہرہ جو تمنا یا تو آفتاب ہوگا
 اوس روز بھی یہ بندہ مٹ خراب ہوگا
 چھایا ہوا چین پر کیا سحاب ہوگا
 ابر تنک کی صوت منہ پر نقاب ہوگا
 کیا ہوگا جن دنوں میں تیرا شائب ہوگا
 زاہد کا گر عمامہ ہن شراب ہوگا
 شیرین کا بی ستون پر نقشہ خراب ہوگا
 حال دل پریشان گونگی کا خواب ہوگا
 اسی آسمان ٹھہر جانا حق خراب ہوگا
 قابو میں دل نہوگا جب اضطراب ہوگا
 بیل کی ساتھ پڑھ کر مجنون خراب ہوگا



ایمان تم صبا کا اور سوت دیکھ لینا
 آنکھوں میں دم لبون پر یا بو تراب ہوگا



زندانہ گیا پس کیا مٹی ہوا پامال ہوا

اونکی رفتار میں ل کا عجب احوال ہوا

دست و حنت کا علاوہ مجھے سال ہوا
اس بھڑی سی آہی کہیں چٹکارا
نظر لطف نہ کی تو فی مری روئی پر
ہمین وہ صوفی جو کہی نالہ تاویں
پر گیا اپنے مری سح میں لایکا بال
دولت فقر موای تنمو اور کھلی ہو
اپنی قسمت کا نوشتہ جو دکھایا ہے
آسمان فی مجھے محروم شہادت کھا
لوگ کہنے لگے کندن پہ چڑھا ہر مینا
یتع حسن ای گل تر ہو گئی خون آلود
ظاہر دل کے لیے آپ فی صیابی کی
لا مکان تک کہ میں ٹھہرانہ مرا پائی

دفع سودا صفت نیک اقبال ہوا
عشق گیسو نہوا جان کا جنجال ہوا
فضل اشک ای سہ خوبی نہ خوشن کلا
وجد کرنی لگی ہم دل کا عجبال ہوا
کیا پریشان تری گیسو کا حال ہوا
فخر کیا ہی جو دوشالہ ہوا رول ہوا
حشر کی روز غلط نامہ اعمال ہوا
یتع قاتل کے لیے بخت ٹیہاں ہوا
سبزہ خط سی وہ خوش رنگ اکال ہوا
مجھ پہ غصے میں ترانہ جو بہت لال ہوا
رشتہ دام بلا زلف کا ہر مال ہوا
مزرع سبز فلک پنج میں پامال ہوا



ای صبا آپ رعایت نکرین لفظوں کی
زر گل پایا جو گلچین نے تو کیا مال ہوا



حشر تک وعدہ دیدار فی عصال ہوا
دست ساتی طرف گرون مینا کینیا
آہ کینیا کی جو بین نے کہی نالہ کینیا
پاؤں کا دم صفت خار کینیا کینیا
مانتہ پیار سی ای رشک مینا کینیا
چشم بر آب کا نقشہ لب و یا کینیا

آپ کو یار سے عشاق سی آہ کینیا
جب کا وٹ ہوئی آپس میں ہم زد و کینیا
جذب ل سی ہی عاشق کی تم آگاہ کینیا
کھلا انداز سی میں گشتہ اجل کو کینیا
دست بردار نہونا تھا تھیں عاشق کینیا
کینیا تصویر مضمون جو چہ گریبان کی

بھڑھی توئی اور ٹھائی ہو کہ چرسا کینچا
 باندہ کر پاون میں رسی اور لاشا کینچا
 تھوڑی سی بات فریبھی طول بہت کینچا
 اثر تیر دھاکے پیٹے چلا کینچا
 کیا کینچے میں مچھی آپ نی بھا کینچا
 ماتھ سے دامن یوسف غورنچا کینچا
 خط قسمت نہ شاماتی بہ شقا کینچا
 تھوڑے کانٹوں میں مجھے اکر گل مٹا کینچا

واہ کیا زور تراکت ہی تری اسکی
 کشتہ زلف کو تھمیر کیا قاتل نے
 مانگ کر پاری بوسہ میں پرا جو کیکو
 وصل ندم و جو تھا یا رکھان ابرو
 گشتہ بزم میں اعیان سے ملک بٹھے
 جذب الفت نہ نہ دکھائی کو پڑی
 حرف ایمان پر آیا نہ واصلی ضم
 بوسہ سبزہ خط دیکے گنگار کیا



ای صبا پاون نہ اوٹھتے تھی چمن سجا آئینہ
 دشت و دشت نی زمین جانب مٹا کینچا



بڑا قاتل بڑا سفاک نکلا
 وہ سرد و قد چمن کی ناک نکلا
 قیامت کا یہ مشت خاک نکلا
 فقس سے طائر ادراک نکلا
 یہ دل لوحِ طلسم خاک نکلا
 بنور سے خوب یہ تیراک نکلا
 چمن سی صورت سے خاشاک نکلا
 غزال بستہ منتہراک نکلا
 ہمارا حوصلہ کیا خاک نکلا
 محب محسرا سے دشت ناک نکلا

عہد لہے جان بہت بیباک نکلا
 صنوبر قد کسی میں خاک نکلا
 فرشتوں کو کیا مات آوج نے
 اوڑادی قید مذہب ل سی مہنی
 محبت سے کھلا حال زمانہ
 کھل آئی فلک کی دور سے روح
 وہ پرمردہ تنافصل گل جو آئی
 شمار آفگن میں دل کو جانا تھا
 مرے ہم آرزو ادھکی برائے
 جنوں میں باغِ عالم کو جو دیکھا

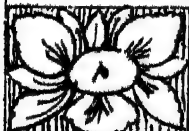
نکلتی ہے بدن سی جسطرح لڑ	ثری گھر سے مین یون غمناک نکلا
مختاری قدسی کچھ کم سہو مٹھا	صنو بر تو بہت کاواک نکلا
ہماری سادہ لوحی کام آئے	حساب روز محشر پاک نکلا
ترارہ بھرتی ہی پہونچا عدمین	سمند عمر کیا چالاک نکلا
بھری لڑکون فی دامن پتھروں	جہان تیرا گریبان چاک نکلا
مثایا دور ساقی محتب نے	عدو جیشید کا تنہا نکلا

صبا ہم شکر کو مجرم جو نکلا	شفا عت کو شہ لولاک نکلا
----------------------------	-------------------------

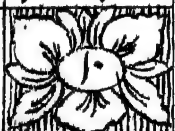
خود پرستی کا جو سووا ہو گیا	آپ مین اپنا تماشا ہو گیا
وانغ غم دل سی ہو یا ہو گیا	مشرق خورشید ذرا ہو گیا
ویکھراوس بت کو سکتا ہو گیا	مین بہت جھوٹا شا ہو گیا
جب مجھی اپنی حقیقت کھل گئی	جزسی کل قطریسی دریا ہو گیا
کہو گیا ایسا طریق عشق مین	خود نہیں معلوم مین کیا ہو گیا
دی دیا دل یار کو مٹی کے مول	سفت اس یوسف کا سوا ہو گیا
ٹاٹ کا ٹکڑا لباس فقہ مین	قائم و سنجاب و دیبا ہو گیا
دین و دنیا کا بکیہڑا چھوڑ کر	وہ نون عالم مین مین کیا ہو گیا
طوطی خط کے سبب گیسوی یار	شہ پر پرواز محنت ہو گیا
ای صنم تیری نگاہ کی تیر سے	مشرع مین زہاد کے رتھا ہو گیا
اپنی یوسف کی مین شوق دیدن	مردم چشم زمین ہو گیا
رونق بزم بتان بندہ ہوا	وانغ دل شمع کلیا ہو گیا

دیکھ کے قابل مری حیرت ہوئی
چاندنی کی سیر اور غیر وکی ساتھ
منزلت دل کو جو کبھی کی سٹے
جان شیریں ہنسنے کس سختی سے
دیکھ کر شب کو رخ پر نور یار
کیمنج کر تصویر روی یار کے
لے اور تھکوتر احسن شباب
روتے روتے چشم نامینا ہوئے
ضعف کے بڑھنے سے ہکواؤں جو
جاتی عبرت ہی جان لی ثبات
کیون چڑنا منہ پر مین تیغ یاس کے

یار بھی محو تماشا ہو گیا
ای شمر ہو گیا طرہ قیہ ہو گیا
سنگ اسودہ انخ سودا ہو گیا
پنچہ تل کا دونا ہو گیا
شمع کا شعلہ پستنگا ہو گیا
اور ہی مانی کا نقشا ہو گیا
ابو عالم ہی نرا لا ہو گیا
سیہ کنوان ٹوٹا تو اندھا ہو گیا
خانہ رب نجیب صحراب ہو گیا
دیکھتی ہی دیکھتی کیس ہو گیا
سفت میں خون تکتا ہو گیا



ای صلیا یہ بھی لکھا تقدیر کا
ہم سے اور اوس نے چلکا ہو گیا



زلف کو سوچ رم اتوی صحرابا ہوا
دل کو مغر سر آما وہ سودا ہوا
کلیہ یہ ہی کہ شیرازہ ابزا ہوا
یار نے بال سے باریک نشا ہوا
خبر دیوں نے تری گرد جو طلقا ہوا
توجہ غنچہ گل باغ میں کو لا ہوا
پر پرواز میں تیرج کا دورا ہوا

شرین یار کو ہنسی جو چلا و ابا ہوا
عشق کیسوں میں یہ مضمون خون ابا ہوا
ہنسنے تازہ نظر ویدہ وحدت میں سے
جسم سے لاعتہ کو بنایا پرف تیر گاہ
حسن نے چاند کا ہالی میں دیکھا یا عالم
جائے یار کی پائی نہ سہانے نوشہو
ملائع عقل کو معذور رکھا زاپہ سنے



ای صبا طلعہ ہستی سی جودم طہریا
بڑھ کے دو چار قدم موت کا آگاہانہ

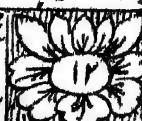


تربت ہماری دہر سے گرد ملال کا
آتی شب فراق گیا دن وصال کا
جام بھور ماتہ پہ شعلہ ہی رال کا
چہرہ مگو بحال رہا ناخال خل کا
جام جہان نہا ہی سپا لہ سفال کا
تل تل ہو کی ہگیہ چشم غزال کا
سنگر فسانہ یار کی حسن جمال کا
ساقی کا مین غلام ہوں بندہ کمال کا
پرساں نہیں وہ عاشق گریہ کو حال کا
حاصل ہوا زوال میں رتبہ کمال کا
سایہ پڑے جو سر پہ اوس نونال کا
رشتہ نہیں حیات کا دورِ حال کا
دانتوں سی دین جواب بان سوال کا

یہ ہی نشان عشق کہ ورت مال کا
نشا کی ہوں گردش فلک بھال کا
ہی بی ثبات دور تھے پر تنکال کا
عاشق ہزاروں یوں تو ہوئی فصل کا
جمشید اپنی وقت کا ہوں مین بھیر کا
کو لہو مین گردش نگہ ماری سپا کا
آتی ہی کسوینہ مری آکھن کھن کا
جمہرست کی مین حال پہ کیا غنائ کا
شبم جو گرتی ہی تو اونٹھا تاہو افتاب کا
میری فروتنی مجھی سر نہ ہوئی کا
طوبی کی سر بستے سے دو بالا ہو مرتبہ کا
ہو کر اسیر باج عدم سی ہم آتی مین کا
پنہام وصل پر وہ مری بوٹیاں اوٹھن کا



شانی کی طرح سی دل صد چال کی صبا
بندھواری اوسنے گیسو فکی بال بال کا



میرا رونانہ گیا آپ کا ہنستا نہ گیا
عرش تک چرخ چارم سی سیما نہ گیا
چار اونگل کا بھی پرزاکھی کھانا نہ گیا

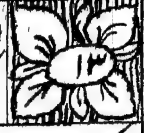
عشق کا غم نہ گیا حسن کا غم نہ گیا
ہوئی تشخص مری دو لکی نہ جیسی نہ گیا
وہ بیان تھا نہ کو وہ بھجین کی سفر نہ گیا

مثل نقش کف پا پیٹھ کی اوٹھان گیا
 ہاتھ ساتھی کا جو تا گردن مینا گیا
 حال میرا مری میرا حم سے دیکھا گیا
 حکم محفل کا ہوا شمع کو پروا نہ گیا
 پاس سی یار گیا ہاتھ سے چمانہ گیا
 وہ پری سیر کو جس دن لب ریا نہ گیا
 رو بروا کے جو آئینہ گیا شانہ گیا
 کوئی ناکہ طرف عالم بالانہ گیا
 کون سی جاحصفت خاک کف پانہ گیا
 چڑھ کی دیوار پہ گھر میں تری اور گیا

کوئی جہان میں کسی شخص سے نہ تھا
 ہم وہ می کش میں کہ دم اپنا تھا
 چوڑ کر چنگو تر تپا وہ سدا گھر کو
 اوس شہ حسن کی مین تاج و زمان شوق
 صحبت می نہ رہی عشرت و صلت نہ رہی
 مثل دیوانہ بہت شاہد آبی کف لانی
 ہو گیا رشک سی اپنا دل حیران چکا
 کچھ بھی ای دل ہی اثر عشق تیرا لایا
 خاکساری میں ہمیشہ میں رہا گشتہ
 لاغری فی مجھے سایہ جو بنایا تو کیا



اسی صیحا گوشہ زندان میں مکہ میں رہا
 خاک اور اتنا طہرت دامن جہانہ گیا

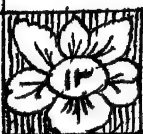


نگہ یار نے بر چھی کے برابر توڑا
 بازو ہاتا آسنو ذکا ور شہ گویا توڑا
 دیکھ بی رکھ کی بطن می کی برابر توڑا
 نالہ ہی تیری گلی میں مہ نور توڑا
 آسمان غم کا خاک فی مری سر توڑا
 ضعف فی زور کیا دیو کا لست توڑا
 خط کی پرینے کئی بازوی کبوتر توڑا
 لای سفاک پیاسی کی برابر توڑا

توڑ کر سینہ ہمارا دل مضطر توڑا
 یار نے آکے مری بخش پیر توڑا
 زب سے مطلب نہیں مجھ سے کواں دل
 اک کشان نگ ہو متھ پانڈی خال خال
 سر زمین کو چہ جہان کی چوٹی مجھ سے
 سرکشی نفس کی موقوف ہوئی زرتین
 نہ پڑا پارے احوال شکستہ میرا
 راس آئی بھی گولی کا نشانہ بیتا

دیکھنے والوں کی محفل میں کیوں آؤں
سرہ یار میں ہم دیکے بیکدوش ہوئے
نشہ میں وہ لب بیکوں جو ہمیں باؤنی
محبوب آنہ تعلیٰ پہ گرا کر سنے کو
چشم ترین کبھی ہوگی نہ کمی اشکوں کی
خوف کی جا ہی نہ چیر و دل سوز اکوٹھار

رقص میں لی جو وہ رقاص سنگھ توڑا
کو پچی کٹوا کی بڑا پاون کا لنگر توڑا
خفت خم سی لب جامی امر توڑا
جام توڑا کہ فلک سی کوئی ناقہ توڑا
میوے یوں کا نہیں ڈالیکا سمند توڑا
اک پہیلی جو کسی نے کہیں نہ توڑا



ای صبا وہ در مقصد ترا بر لائیکگی
پر خیر نی جکی دے گوہر توڑا



قلقل شیشہ پہ بلبل کی صدا پسید
گرد غم کا ہی سبب حرص ہو اسی پسید
سرخ پوشاک اوتار اپنی گلے سخی تل
بار افست کا سینہ لالہ نہیں جاتا جسے
دہن یار کا مضمون نکالا سینے
عارض یار میں منہ صاف نظر آتا ہے
سینل باغ جنان سی ہون نشان
شرکین آنکھوں کی بوسی لہجہ گستاخی
پھر مری و لولی ہون بھر دی ملک چین
رنگ خون شہدا کا نہ جاتا تل
لو مبارک جو تماشا ہی چین بلبل کو
کوئی قاتل میں بہن شوق شہوت لایا

نشہ ہوتا ہی گلستان کی ہوا سی پسید
آندہ بیان ہوتی میں تحریک ہو اسی پسید
خون ہوتا ہی مزار شہدا سی پسید
سرگرائی ہی مری فرشتہ پاسی پسید
واہ کیا بات ہوئی فکر رسا سی پسید
صورت آئینہ ہی جوش صفائی پسید
سلسلہ ہو جو تری زلف رسا سی پسید
کہ گدے دل میں ہوئی اونکی جاسی پسید
پھر وہی جوش ہوتا شیر ہو اسی پسید
کی لگا وٹ تری ماتھوں خاسی پسید
آمد فصل مبارکی ہی ہو اسی پسید
شہد کچھ ہوئی راہ قضا سی پسید



ای صیبا چرخین گلگشت سی دم رنگا پر
خفتان کیون نهو بیبل کی صد سی پدا



کوه فرطی سی محبون سی بیابان نکلا
دم چهارتری زانو پو جوی جان نکلا
سایا پس مری کا تنولسی گریبان نکلا
عاشقون پر پی نشانی صف ترکان نکلا
بر زمین ویرسی کعبه سی مسلمان نکلا
سایه کی طرح مری گری پر پی ان نکلا
بی احادیث نهین مطلب قرآن نکلا
بخشے کچھ کام نہ ای گر پیش دیوان نکلا
دست وحشت بھی بڑا رستم و تان نکلا
آئینه جوہر ون سی کیا چنستان نکلا
جانب گور غریبان جوہر خندان نکلا
برہنہ کتم عدم سے ہر اک انسان نکلا
شمع ساق شمشیر جان شمشیر نکلا
اک اک امور بھی رہتی ہیں سلیمان نکلا
گنج گنج کس قدر گنج شیبہ ان نکلا
دشمن جان جسی سمجھتے نگہبان نکلا
بدنامی جوہر سی مری دنو ان نکلا
ای صیبا پر نہ بخار دل نالان نکلا

گہری وحشت میں جو میں چاک گریبان نکلا
ملک الموت فی دہی ہنسکی مبارکباد نکلا
شکل لبوس ہوئی تاجہ دری میں نکلا
چشم سفاک میں سرخی کا نہیں نکلا
الفت کو پتہ جانان نے کیا خانہ نکلا
دیو غم روز جدائی کا نہ سرسی اوترا نکلا
میری اشعار سی مضمون سنج بار نکلا
روز و شب وقت جانان میں بسر کی نکلا
آستین ہر گھڑی چہ ہتی ہی مری واپا نکلا
ہی بل پرست ہی گل پر داغ اپنا نکلا
ڈیہ پھونکو کچھ ہے عاشقون کی فتنہ نکلا
چو شمشیر میں ہی ہم جاوید ملی نکلا
حال روز تپ وقت کا بہرہ اجب روشن نکلا
ویدہ غم میں اعلیٰ ہوئی اوئی راوی نکلا
خلق کیون دولت دنیا پر لڑی تری نکلا
آواز مصوم ہی انسان کی اجل حافظی نکلا
خندہ جانی محل انسان کا ہی عیش نکلا
بہشت نالہ مری سرخاں چمن ہی کیا نکلا

عازم دشت جنون ہو گی مین کمری اٹھا
 عمر بھر دل نہ مرا یا کے گھر سے اٹھا
 جوش گل مار دی بہاری کی اثر سے اٹھا
 گیسو او کی جبرخ رشک مر سے اٹھا
 سبب رحمت حق ہو گیا مین تڑپا
 ہنیش مین خاک عدم کو گئے سید کپڑا
 ہو گیا عالم بالا سے بھی بالا پانی
 کوہ غم جبرخ ستگر مری مریدا
 عشق کیسو نے نچھوڑا دل پر دیا اپنا
 جاتی ہی وصل کی شب کے مجھے میرا موم
 پر گئی دھوم زلے مین قیامت آئی
 ہر ساقی مین جو یاد آئی مجھی بادہ کشی

پھر بہار مئی قدم پہننے سے اٹھا
 بیٹھا دیوار کی نیچی جو مین سے اٹھا
 بار صد بار ہر اک شاخ شجر سی اٹھا
 پردہ ظلمت شب روی سحر سی اٹھا
 ابر چایا جو دھوان نارسق سے اٹھا
 جا کی پونچا و مین جو یاد پر سی اٹھا
 جبکہ طوفان مری دیدہ مر اٹھا
 بار جب کا وز مین کی نہ کمر سے اٹھا
 بیٹھ کر سانپ نہ گھینہ ڈری اٹھا
 درو سزا نہ مرغان سحر سے اٹھا
 فتنہ ایسا مری نالون کی اثر سی اٹھا
 ابر کی طرح دھوان و ریح جگر سی اٹھا



گریہ الفت و ندان مین صیبا ڈوب گیا
 آج طوفان بنا آب گھر سے اٹھا



اک تیر تھا کہ صاف جگر سی نکل گیا
 دروازہ کھل گیا تو مین گھر سی نکل گیا
 آیا کہ ہری یاد کہ ہری نکل گیا
 دامن ایر دیدہ تر سے نکل گیا
 دل کا بخار دیدہ تر سی نکل گیا
 دم پہلے بانگ رخ سحر سے نکل گیا

پھر کہاں مین او کی نظر سی نکل گیا
 خود رنگی ہی خیم حقیقت جو دہا مونی
 محو حال رگتی ہم کچھ خبر نہیں +
 کیسا ہوا ہوا میرے روٹیکو دیکھ کر
 رونے سے بھر یار مین تسکین ہو گی
 آخر کیا اس پر شب وصل فی مجھے

۱۶
 آپہون نے جھگو آتش غم سی نجات دی
 دکھلایا ناتوانی فی گھریا کا مجھے
 ساتھی کی چشم مست فی ایسی ہوئی اور
 جوین سی ڈہل جالی میں کمان لشکر کی چال
 اوس گل کی داغ عشق فی ایسا گیا گداز

ماٹھ دوہ و تار سقر سے نکل گیا
 شل نگاہ روزن در سے نکل گیا
 شعلہ سا ایک آتش تر سی نکل گیا
 وہ سج اوٹکے موی کمر سے نکل گیا
 گھل گھل کی مغرش کی سر سی نکل گیا

مشکل سی ای صبا پہ کر دیر اختیار
 ہی خیر دل جو عشق کی سر سی نکل گیا

۱۷
 سرش کوئی ہو کر کبھی بریا نہیں ہوتا
 سحر ہن یار ہو یا نہیں ہوتا
 ساتھی تری سب دیکھ لی تنظیم تو ہن
 ہی وہ کی قابل مری اشکو کوئی روانی
 سعدوم ہوئی جاتے ہن ہم فکر کی مار
 اگر دش سی زمانہ کسی خالی نہیں ہوتا
 کس طرح سی ہم جان فدا کرتی ہیں ہم
 نامح سے یہ کہتے ہن تری زلف کی دھنی
 مادان ہن جو کہتی ہن اسید کسی سے

انجام برے کام کا اچھا نہیں ہوتا
 وہ عقدہ لاصل ہی کہ جو وانہیں ہوتا
 ختم جام کی آگنی سر دنیا نہیں ہوتا
 سہا دون کا یہ سیلا لب رہا نہیں ہوتا
 مضمون کمر یا رکاب رہا نہیں ہوتا
 کس دن تہ و بالا یہ سہنڈ ولا نہیں ہوتا
 یہہ دل نہیں ہوتا یہ کلجہ نہیں ہوتا
 بی مقروہ خود ہی جسی سودا نہیں ہوتا
 خردات خدا کوئی کہیہ کا نہیں ہوتا

ہوئی ہن صبا سینے میں گڑی مری کو
 پہلو میں جو وہ چاند کا ٹکڑا نہیں ہوتا

۱۸
 بزم قاتل نبی نہ بیٹھو نکامین نہ ہارا
 رخ دلدار سی ہو گیسو وی دلدار چلا

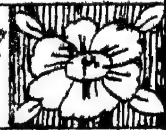
۱۹
 شمع سان ہر مری گردن ہی سو جا رہا
 روز روشن ہو چلا اور شب چلا

پادشاه پیر پیر کی ہوتی آبلو شے خار جدا
 چشمدہ نور جدا ہی ہکرہ نار جدا
 پیچ کرتا ہی تری زلف کا تہہ جدا
 ہنسے و ہمد ہی جدا غیر سی قرار جدا
 دہن زخم سی کیا ہو لب ہوا جدا
 میان ہی رنگ میں ہوتی مہین ہوا جدا
 زلف شگون رخ روشن سی کھلے جدا
 خیر مانگو کہیں ہوتی ہن و فدا جدا
 لیکن م بار سے ہوتی مہین اعتبار جدا
 پاس سی چاہیے دیوانی کی تلوار جدا

دشت و دشت میں مرزا تہہ سی
 کینو کرای جو پری ہی میں تجھی لہجہ
 مار نہن ہی کوئی کوئی کند عیار
 دیکھیے آج وہ تشریف کمان میں
 دانت مدت سی مرانا وک قاتل تہا
 گرد کلفت جو پری گوشہ غزلت کو
 جھکو ڈپے نہ کہیں چاند گن میں جا
 ساتھ چوڑوں میں تھا رایہ نہیں
 حال دل کیا میں کہوں پاس ہی سو
 دوری ابروی قاتل کا اشارہ ہی



جان کی ساتھ حبیب عشق تہہ کار کھو
 مثل شہرگ کی گلی سی نہور نہا جدا



دیو سی خوش ہی سلیمان سیرا
 ہاتھ میل ہی گریبان سیرا
 ہاتھ ہی خچہ مرجان سیرا
 خانہ مور ہی زندان سیرا
 نام رکسا ہے سلطان سیرا
 دہو گیا نامہ حصیان سیرا
 کیا جسون زای بیابان سیرا
 سپہن ہو سک چاندان سیرا

غیر ہنستا ہے جانانی سیرا
 کون ہو جامہ درمی کامان
 مای جان میں لگتا ہوں جنا
 خط کی سودی میں ہوا ہوں لا
 کیا بنایا ہی بتوں نے جھکو
 میض باران کرم سے میرے
 ہر گویا یہ ہی جھتون کا گمان
 ندیان کیوں دہن گور میں جان

صاف ہی دیدہ حیران سیرا
 کلاک ہی شیر نیتان میرا
 سن چکے حال پریشان میرا
 صحن گلشن ہی بیابان میرا
 بہور کردی شب ہجران میرا

آئینہ ہی تراٹو جمال
 صید ہی آہونی مضمون اسکا
 ابتو صاحب کی ہوئی خاطر جمع
 کل مقصود کا سودا ہٹ نہٹے
 سحر وصل کی مانگن جو دغا



بوسہ دیکر وہ صبا کہتے ہیں +
 یاد رکھیے گایہ احسان میرا



سیل گرینے یہ نظر ونگ اوتاری دیا
 خشکے سات میں ہون خوشی ماری دیا
 موج زن رہتا ہر دیا کی کنار دیا
 آتش شوق سی شیشی نہ بگھاری دیا
 جستجوی اور مقصود میں ماری دیا
 کلہ سہرہ جابون کی اوتاری دیا
 روی بیان ہم غم وقت میں تہناری دیا
 دیدہ ترسکے بدولت ہی اجاری دیا
 چشم گرداب سی کرتا ہی اشاری دیا
 باقیات کر کوہ جو د بار سہدیا
 دم گرہ مری آگہو مکے میں تہاری دیا

ایک فتادہ نظر آتی ہیں سار دیا
 دیکھیں گرمی اشکون کی شکاری دیا
 دونوں چشموں سے مری اشک سبارتی ہیں
 رغبت اوس ترک کو چھلی کی کیا بوسہ دیا
 کام اشکون کی روانی سی نہ نکلا آخر
 جسکو غمت دی اوی پہر نہ کرے عجز
 ساتھ فیرونکے وہاں تم آؤ سنا کوئی
 حاصل گو بہرہ مقصود نہ ہوتے مجھ
 آنکھیں سی مجھ کو بلاتا نہیں وہ قلام حسن
 بار الفت کو چولی سر پہ تو بکھلے کیک
 جب میں روتا ہوں نظر آتا ہی پانی پانی



فرقت یار میں کیا سیر کر دیا کی +
 اے صبا دیدہ گریاں میں تہاری دیا



کس خرابی سی شب غم کو بہتری کیا
 سمجھی ہم قلعہ فولاد کو سہ بہتری کیا
 کون سی جانیں جنت میں گذر ہی کیا
 پنبہ شیشہ می کو گل تر بہتری کیا
 صبح ہم نالہ جوای مرغ سحر بہتری کیا
 اشک کی طرح سی طفلی میں سفر بہتری کیا
 جب تصور ترا ای رشک فرستے کیا
 آگ کی طرح سے تیر میں گذر بہتری کیا
 چور سانو کے لیے کائنات سہ بہتری کیا

شام سی حال عجیب بسجڑ بہتری کیا
 ناتوانی میں جو رورو کی دم اپنا توڑا
 بیستون پر کبھی تھری کبھی ہانکوں کو
 پوچھ کر یادہ کشی میں لب گلگون کی
 سر کی طرح سی تہنگی گھامی میں
 خرد سالی ہی میں باز چہ بہتری کیا
 پردہ دل میں ہوا چادر مہ کا عالم
 طپش عشق سی گھر ولید کیا توں
 شیشہ می کی لیے شیشہ دل کو توڑا



ای صبا دیکھ کے اغیار کا جی چوٹ گیا
 تیغ سنا کہ سی جہدم نہ حذر بہتری کیا



آئینہ صورت آشنا نہ ہوا
 نقش حب نقش پوریا نہ ہوا
 بعد پو سست ترا زمانہ ہوا
 ہلکو غم میں یہ اکوب وانہ ہوا
 اسپ چو بی چہ رخ پانہ ہوا
 شکر قاتل کا کچھ ادا نہ ہوا
 منتقلب عیش کا زمانہ ہوا
 فکر کیا ہے دہن ہوانہ ہوا
 خاک بھی ہلکوا مگر نہ ہوا

خوبرو یون سی دل صفا نہ ہوا
 وہ پری مجھ فقیر کا نہ ہوا
 قبل تقصیر چاہیے تقسیم
 پوسہ خال پاکے سیر ہوئی
 کس طرح سے ہوئی حوٹو فروغ
 دہن جہم بے زبان رہا
 شب ہجر آئی بروز وصل گیا
 خوض ہی سر حسن میں عجب
 ان بون سے سوا ی نقصان

سانے جو ہوا تش نہ ہوا
آج تک قصت فیصلہ نہ ہوا

اونکا تیرنگہ قیامت سے ہے
رنگی حسن و عشق میں اک لال



مرگیا میں خیال میں جن کے
ہسٹیاں میرا اونیہیں فرما ہوا



دیکھنی کو تری لوٹا ہی مراد دل کیا کیا
شمع کو او سنے جلایا سر مغل کیا کیا
درد و فرقت میں رہی ہم محل کیا کیا
جن کو شیشی میں اوتار کیے حال کیا کیا
میری اشد فیصل کی مری شکل کیا کیا
کف افسوس میں گی نہ علاج کیا کیا
خون رو لاتی ہے مجھے دوی منزل کیا کیا
دائع کھانا پر فلک پر مرہ کامل کیا کیا

ہجر میں تیرا ہون میں صورت بسل کیا کیا
دائع لالی کو چہن میں دیکھ کیسے کیسے
وعدہ و وصل نہ تسکین کی کیسی کیسی
عشق کو عاشقوں فی دل میں کیا کس کس
ہجر میں جان بھی وصل ہی اوتار کیا کیا
نمکدہ بزم طرب ہوگی تری اونٹنی سے
نقش پیاچہ ہی مراد ہی وہ ابو کا چشمہ
چاندنی رات میں چڑھتے ہیں کوٹھی پر



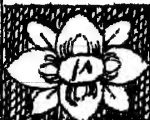
ای صبا جامہ دہری چہنی کو مہنون کی
چاکریلی فی کیا پردہ محل کیا کیا



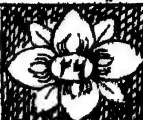
نی گڑک کری طاوس کو کباب گستا
کبھی بڑیا کبھی دہری اضطراب گستا
سباکی اشک ہوئی دخل ثواب گستا
گنہی حرم کو تو ہوگی بہت خراب گستا
نراق میں ہی مری جان کو خدا گستا
ہوئی نہ چہرہ جوان سی فیض ناب گستا

دکھائی زندون کو نیرنگی شراب گستا
گستا آئینہ ہوا گمہ دیدہ پر آب گستا
عزیز آئی نہ رونی کو میرے تربت پر
خیمین ہے حاجیوں کو سیکشی کی کیفیت
سفری باغ جان گزرتشیں ہی بقت
تمہاری طرف نہ گردان ف تک پوچھتے

زوالِ حسن فی سودایِ زلف کو گویا ہوایِ سرور ہی باوہوم کا جھومکا فراقِ یارِ مین بیکار سب ہیں ایسا کسی کا منہ نہ زلفِ سیاہ یاد آیا	بڑھا خطِ آب کا تو نہ رخِ مشکناں گستا جو خاکِ آب تو آنری ہی بی شراب گستا پیالہ شیشہ گڑک میکرہ شراب گستا کبھی جو آگنی بالاسے آفتاب گستا
--	--



ترہی کمر کی چمک پر ترپتی ہی محسلی
ہوایِ زلفِ مین کساتی ہی سج و تاب گستا



نہ چھوڑے گا جو سونا بدل کی کروٹ کا کلام آگیا ساتی سے جب کاوت کا ہوا مین شیفہ گیسوی یار کی لٹ کا شہیدِ عشق کی مٹی بہت خراب ہوئی بغیر یار مین لگا گشت مین ہلاک ہوا چمن مین دیکھ کی تمکو بہت اگر ناچو کسی نے معرکہ عشق مین نہ ساندھیا نہ یار مین کہ سچی وہ لطف چھوڑتی مین بغیر یار ہی پینا حرام ای ساتی ہماری ٹہنی کو مارے سیاہ بنتے ہے مناسیکسن کی نہ ہرگز مری خوشی ہی پڑیگا سامنا رخ کا تری جہای گورد پڑی مین عشق کی کہڑاگ مین ہم آتی شرابِ حدیث کدورت مال ہوئی ہے	تو سر ہی بندیکا اور پایہ ہی چھوڑ گستا نہ مین پہ ہاتھ سی جامِ شراب دی چٹکا اوتھا پاچ بڑا چڑ گیا بڑا جھٹکا نہ نیکی کا مرا مروہ ہوا نہ مرگٹ کا رغل پڑی کوئی غنچہ جو باغ مین چٹکا لگا و سرور پرای جان ہاتھ پالت کا ہمارا سایہ رہا ہم سے تیر بھر ہٹکا کمر مین باندھتی مین پہلے کہنچ کر چٹکا گندہادی مار کی ہو کر شراب کا ہٹکا تھاری زلف کا ادنیٰ پہہ ایک ہی چٹکا مین خوب جانتا ہوں حالِ آپ کی ہٹ کا بنی کا غور مین گل و فیر کوڑی کر گٹ کا کسی خیال ہی دہر پرت ترانہ تروت کا اخیر و مین چلتا ہی جامِ تلچٹ کا
--	---

اوٹھا کی ہنسی خاک کو زمین پہ پڑی ٹپکا	ملوایا خاک میں کیا اپنی نفس مرکش کو
فراق یار میں سنبھل ہواں ہی گسٹکا	عروس گل پرستی کا گمان ہوتا ہی
فقیہ مست ہوں میں سستی ہوں لمحہ ٹپکا	شراب صاف مبارک زلال نوشون کھ



بغیر یاری رلوایا بان میں جس کو
چراغ گل مری آنکھوں میں ہی صبا کٹ کا



اک نور ہے کیا مختلف آثار تمھارا
روشن نہ پکڑتا کبھی بازار تمھارا
سایہ بھی نہ دیکھیں کبھی اغیار تمھارا
لو جاو تم اللہ نگہ دار تمھارا
جسلاو پہ ہنستا ہے گنگا ر تمھارا
شہباز نظر ہو گیا طیت ر تمھارا
اوڑ جا گیا اک روز ہوا دار تمھارا
پایا ہے بہت تشنہ دیدار تمھارا
نظر و بین ہی ہر روزن و یار تمھارا
منہ دیکھ کر بجائے گی تلوار تمھارا
تو وہ بنی ہر ایک کا نذر تمھارا
پر ہیز میں مرجسے گا بیا ر تمھارا
سرسبز ہوشیہ ہے گلزار تمھارا
اللہ نے تو ثابت پندار تمھارا
کیا یاد کر گیا کوئی ای یار تمھارا

جلوہ ہی ہر اک رنگ میں ای یار
ہوتا نہ پہنہ جو نہ بیدار تمھارا
دل ہو مری قابو میں جو ای یار تمھارا
کس میں ہی کتنا ہونین اونی نہمت
تلوار کو جب دیکتا ہی سرچسپکتی
طعنہ جو دیا تھے مری طائر دل کا
ای منحوسان سواری پہ نہ ہو لو
ہو قی ہی نہیں شربت دیدار سی ہی
ای پردہ نشین تم مری آنکھوں میں چنی
تم قتل کرو گے جو مجھے تنہا نگہ سے
ہو د نظر تب رنگہ کا جو لگتا
جو سے لب شیرین کو عنایت پیش تے
لہرا ہی دل کو رنہ رنگین کا خط بنے
مغرور بہت حق پہ تھے خط نکل آتا
وصال کی طرف ایک بھی پوسہ نہیں مٹتا



فریاد بتون کی جو صیبا حشر کو کرتی
اللہ بھی ہوتا نہ طہر فدا رہتھارا



سو کہہ کر میں شکل تصویر نہالی ہو گیا
ناگہ موزوں بیان مصرع عالی ہو گیا
منہ سروی کا لب جام سفالی ہو گیا
فتح پانی قلعہ ہستی جو خالی ہو گیا
شیشہ رمی شمع فانوس خیالی ہو گیا
گہ شوارہ ہر در مضمون عالی ہو گیا
جھکو سیفی یار کا جسم جسمالی ہو گیا
شویکرا جام شراب پر کالی ہو گیا
قامت خم گشتہ شمشیر بلالی ہو گیا
واع دل کا باعث صاحب کمالی ہو گیا
عاشق ساقی میں زند لاو بالی ہو گیا
جوش سودا باعث بی اعتدالی ہو گیا
جام ہر لالی کا افیون کی پیالی ہو گیا
حقہ خون آشام ابروی بلالی ہو گیا
مصرع زبانا سرک خشک الی ہو گیا
چہرہ عشاق کو حکم جالی ہو گیا
ایک دم میں ساغر بریز خالی ہو گیا
شیر جسکی معجزے سے شیر قالی ہو گیا

یار گل اندام سی پہلو جو خالی ہو گیا
جب سی چشم وصل مضمون خیالی ہو گیا
قتل فرقت میں میں زند لاو بالی ہو گیا
جان ویکر جنگ ہتھاور دولت کی ہو گیا
رقص جب کرنی لگی ہم مست دانہ ہو گیا
وی مری اشعارنی زینت تجھی کی کان ہو گیا
ہو گیا میں قتل از کا نام لیکر پیکر ہو گیا
چرخ مینائی فی مستو نشی تنک طرچی ہو گیا
قتل جھکویارے حسن تواضع سی کیا ہو گیا
شل ماہ چارہ روشن گرمی چوکی ہو گیا
سیکڑوں غمخیز جو اک ساغر کو نیوین ہو گیا
نصل گل میں ہاتھ سی جاتا نا پانچ ہو گیا
بجر میں کیفیت گلزار جھکویارے ہو گیا
آل دیانی جو ادب کے چاند منہ پر کمال ہو گیا
کی جواہر گلن فی ہادی باغ دیوانہ ہو گیا
بر طرف غم کر دیا کھلا کی لہو سے صاف ہو گیا
کھوئی دور چرخ فی کیفیت روز و سال ہو گیا
ہتھ ہون آج صیبا میں منی ہو گیا

چکوری چاندکے خاطر بہت خراب بنا
 کہ ضعف سی ضعف موجہ شراب بنا
 بہت خراب دل خاندان خراب رہا
 ہماری آنکھ کا تارا وہ آفتاب بنا
 ہلاکی طرح سی سہ پہری سیاب بنا
 خوشا وہ عہد کہ طفلی رہی شباب بنا
 ہمیشہ بارشہ دریای اضطراب بنا
 محبت جہان میں جلنے کو آفتاب بنا
 بزرگ خواب پریشان مرا شباب بنا
 شراب خرم میں رہی شیشی میں نشاط بنا
 یہ وہ مکان ہی جو عیش کا جواب بنا
 ہمیں میں پھول رہا پھر میں شباب بنا
 نہ وہ کتاب رہی اوڑوہ حساب رہا
 کبھی تو موی رہا او کبھی شباب بنا
 نہ ایک حال پہ دور روز ماہیتاب بنا
 ہمیشہ سر پہ فلک بر سر حساب رہا
 ہر اک کا حال بیان مثل نقش آہ بنا
 جہان و اسرار و شای ہوئی شباب بنا

ہوا یار میں کیا دل کو اضطراب بنا
 تپ فراق میں یہ حال اضطراب بنا
 ہمیشہ کوشش دنیا میں اضطراب بنا
 ہوتی تھی جس ہی چکا چونہ چشم ہوئی
 نہ پر نکال میں جب تک شراب پلو
 ہم اپنی حال یہ روتی ہیں ابغنی میں
 نہ مستفیض ہوتی آب تیغ قاتل سے
 فروغ داغ محبت کبھی نہ پائیگا
 رہا دماغ میں گیسوی یار کا سودا
 وہ مادہ نوش تھی پری میں بھی تھکی
 ملائی خاک میں کیوں دلی منزلت تھو
 ہر اک مقام پہ نشو و نما رہی دل کی
 خطا گیارہا عشق مصحف رخ یار
 ہمیشہ قدم ہستی میں صوفی میں
 یہ وہ فلک ہی کہ جسکی پیسے عالم میں
 خوشی وہ کون سی وی جسکی بعد غم نہ
 عجب طرح کی حوادث ہیں بجز ہستی میں
 کسبہ ایک زمین موی ہوگی موجود

ق



بزرگ موی ہوا ای صلیا ہوئی تھی قیامت
 رہی جہان میں جسد ہم تک اضطراب بنا



مین آپ اپنی ماتھے سی پامال ہو گیا
 کس قدر کا جنون تھی اسال ہو گیا
 سیدہ آپ کی مزاج کا کیا حال ہو گیا
 ماری خوشی کی چہرہ گل لال ہو گیا
 کا غذا کی ناؤ نامہ اعمال ہو گیا
 پا پوش سی اگر کوئی پامال ہو گیا
 جب تار انسود نکا بند نا حال ہو گیا
 یوحی بنا جو سانپ کس سال ہو گیا
 جام شراب تیرا اقبال ہو گیا
 زمار صاف آئینہ کا بال ہو گیا
 دو دن مین آسمان ہی کنگال ہو گیا
 کیا غم عدو جو چرخ بد افعال ہو گیا

کیون او کی چال دیکھی جو یہ حال ہو گیا
 کچھ تیس سی بھی بڑھ کی مرا حال ہو گیا
 مین بد نصیب غیر خوش اقبال ہو گیا
 مشرودہ سنا ازل کو جو بیل کی عشق کا
 دریا بہا مری غرق انفعال کا
 ہم پسگئی خسرم پہ تو یار فی کہا
 آگہوں کے نیچے ہر گئی تصویف یار
 پیری مین اپنا نفس عدو اور سمجھا
 ساقی تری کرم سی ترقی مری ہوئی
 اندری تری ای بت کا وصفاتی
 مجھے منقول خرج کی ہستی جو چھلکا
 لی لیکھی ہو کو سیاری آغوش مین نہیں



رومی جو یاد گیسو جاتان مین آھیا
 دامان ابرہہ گ کی رومال ہو گیا



تیرا رنگ لایا ہے سودا ہمارا
 یہہ شہت ہماری یہہ لکھا ہمارا
 یہی بھوریا ہی مصدا ہمارا
 اوڑا یا ہی بیل سے نالہ ہمارا
 ذرا کوئی دیکھے تماشا ہمارا
 کبھی تو پھنسی گا زمانہ ہمارا

نبی ہی تیری زلف سایا ہمارا
 پڑھی یا عسیرون مین ناما ہمارا
 فقیرانہ سبب و کی سی عبادت
 ہوا اسکی گلبانگ سی بکونط ہمارا
 نیا سوا گنگ لائی مین عشق مستم ہمارا
 محل جائیگی سب کجی آسمان کی

نہ نغمہ ہوا و فن لاشہ ہمارا
 ہوا میکہ سے یہن پسیا لم ہمارا
 بہت دور جاتا سیہ نامہ ہمارا
 ہوا خود وہ محو تماشا ہمارا
 کیلے گانہ بخت سے مست ہمارا
 ہوا سہ ہوا زو چپلا ہمارا
 بہت صاف بہتا ہی دریا ہمارا
 رہا دور محشر یہ قصہ ہمارا
 رہے گا سدا بول بالا ہمارا

و دیکش تھی ساقی کی الفت فی ملاق
 و لایا گیا قاتلہ جام می پر
 شب ہجر میں عرش تک ہل رہی
 ہوئی صوت آنہ جب صفائی
 ترے ہاتھ سے واشد دل نہوگی
 فقیر اک سبھی تہ کا ہکو جو پایا
 کہورت نہیں اپنی طبع روان میں
 نہ کی منصفی دہر میں ان بتوں نے
 سنی گانہ وہ بہت رقیبوں کو تالے



حسب چشم پر آب بادل نہیں ہے
 نہ جاسے گا سر باور و نا ہمارا



جام شراب ناسیہ ہی ساقی کہہ گیا
 اب تک نہ آیا خوب مرا نامہ برگیا
 بیہوش خضر سیرہ عارض پر گیا
 وہ دن گزر گئے وہ زمانہ گزر گیا
 ورون میں ہاتھ کا کچھ منہ تو گیا
 کہا یا وہ نیچہ کہ جگر تک او تر گیا
 یہ حال ہی کہ بات کہی اور کر گیا
 سامان کیا گیا کہ ہزار و س گیا
 سب آسمان پر زمین آہنم لہ گیا

وا غلطی میں ضرور ڈریشے ڈر گیا
 سو بار مجھ پر یہن محشر گزر گیا
 عیسیٰ کا دم تری لب جان بخش پر گیا
 بلبل کہان بہار کہان باغبان کہان
 تیری شب چار دم کے ہوا فرس
 ابرو سے ایک طفل حسین نے کیا ملا
 جو ٹون کا بادشاہ کمون اسی ہونم
 تازہ دماغ جان گلہ وقت سے ہوا
 ایسی ہوا چلی مری آہوں کی رات کو

ایسی کفن کی قطع پسند گئی ہمیں کی صبح جاگ کر تری زیور کی عشقین معورت ہماری دیدہ حیرانگی کو محضر ہماری خون کا ہوگا حشر کو اچھا ہوا جو ہو گئی وحدت پرست ہم کعبے کی سمت سجدہ کیا دل کو چوکر مثل چاب بجر حبان میں دم لیا	دل سی ہماری جانہ سنی اور گیا سونا تمام رات کا ای میمیر گیا آئینہ صاف او کی نظر سی اور گیا اچھا ہوا الوتری من میں بہر گیا فتنہ کیا فساد کیا شو و شہر گیا تو کس طرف تھا وہ بیان ہمارا کہ گیا اک مونہ تھا کہ میں ایدہ آیا اور گیا
---	--



پھر سیر لالہ زار کو ہم اسی صبا چلے
آنی مہر داغ جنون پھر او بھر گیا



کیا کیا تری طرف سی سر دین گھر ہوا نالی سی عندی پ کی مگر ٹی جگر ہوا گرد و گداز و بنی کا دشت کو ڈھو ہوا اس آفتاب کی لئی دورِ حشر ہوا بیوقت اپنا اس گدیز میں گزیر ہوا اشکو کا تار موجہ آب گسر ہوا کیا ساز و ار ملک عدم کا سفر ہوا آگاہ بھی نہ حال سی وہ بی خبر ہوا ہونی دی یار خیر حواضی سی شہر ہوا آسکو کو نور پنبہ داغ مٹہر ہوا جیتک اپنی حال سی میں بی خبر ہوا	ویر و حشر میں مستند و مستبر ہوا بی یار بوی گل سی جھی و سر ہوا بندہ کسی کی یاد میں جب چشم تر ہوا پیدا ہوئی ہیں ہم می عرفان کی جنس و فانی بو نہیں بازار دہن دہر حسن جب مری و فی سنس ہوا بعد از فنا پتا دہن یار کا ملا اتھا عشق ہی میں ہمیں موت آگئی ہم رند و خستہ رز کو نہ چھوڑی گیا اندہ پاکیا مجھی شب مہتاب بھر فی آگاہ خاک بھی نہوا او کی حال سی
--	---

توجہ و گردن گامین نقشہ جهان کا مراہد ہی تھی رہی جو سدا قیل و قال مائی کی طرح آگئی نہ عشاق گرد تھی سیر حین سی خوب جلی ہم فراق میں	ایکی عدم کی سمت سی آنا اگر ہوا مستون میں کوئی بھی نہ کسی بنی ہو عالم ہی اب تو اور تر اسی شہر ہوا ہر گل بزرگ شعلہ مار سقہ ہوا
---	---

دیکھا جو سو جو جس شہادت میں ای حبس قاتل کی سناختہ سناختہ میں سرج کر ہوا	۱۹	۳۴
--	----	----

دار ہر دم جو یونین تیغ جھا کا ہوگا کون ہوگا جو نہ تجھ رنج زیبا ہوگا خوف عبثی نہ اگر ای سگہ نیا ہوگا عشق کی ماتہ ہی افشہ کی غم میں الفت زلف میں سودا جو ہمارا چمکا کشتی محی کی طرف دیکھ رہا ہی ساقی بتقراری شب غم میں پھین گئی گنہگار وہ بھی دن ہوگا کہ پہلو میں تو ہوگا بد مزاجی دل ہمار کی لا حول ولا اگر غم صیقہ دل کی پیسے ہوگی آہ یار بی ڈھبے رخ ادھر ناوک شرکان کا بھر ساقی میں ترقی جو ہوئی رو نیکی موسم گل میں ہر اک رنگ نیا ہوگا بی طبعی جو ہوئی کعبہ مقصد کی تلاش	سیرہ تو کہے کوئی مر جا یگا تو کیا ہوگا سیر کو آپ جو مکیں گی تماشا ہوگا سیرہ تو دنیا ہی تو عبثی میں تباکی ہوگا بجھ گیا دل تو چراغ دید بضا ہوگا اختر نخت چراغ شب یلدا ہوگا نہ رتی ہی تو نیمہ لب دریا ہوگا کوئی دم بہر کو جو سمیٹے تو سہلا ہوگا ماتہ میں باد کو گلگون کا پیلا ہوگا روگ لایا تو بہت وق و صفا ہوگا خاک میں ملکی میرہ آئینہ مصفا ہوگا دیکھی دیکھی غریباں کلبا ہوگا ابر گردون پہ بزرگ کھ دریا ہوگا خفقان یار کو ہوگا مجھے سودا ہوگا دیدہ غول ہر اک آئینہ پا ہوگا
---	--

ای جنون بن گئیں یاد دہلی کی گیندیں جرم کیا رنگ جو ساقی کا بہار گل میں دسترس ہو گا جو ایست نہ تری ہو تک دیکھ بھینچا رنگا کو کیوں مجھی تر پاتا ہی	میں وہ لاغر ہوں کہ جنون ہی تو انا ہو گا ورہ میخانے کی زاہد کا مصل ہو گا ہاتھ ہو گا مرا اور حرف کا پایا ہو گا آفت آیت کی زمانہ تہ و بالا ہو گا
--	--

۱۵	باغ عالم میں جو آہو دکھایا می علم ہی ای صبا اور ہی کچھ رنگ ہوا کا ہو گا	۳۵
----	--	----

<p>کیا قہر ہی مین نہ خدایا اوٹھالیا کیا لطف تو نے ای سگے تیا اوٹھالیا جب ہاتھ مین شراب کا شیشا اوٹھالیا مجھوں نے دشت سے عمل اپنا اوٹھالیا گل فی پیالہ سرو نے مینا اوٹھالیا سوسن نے دس ورق کا رسالا اوٹھالیا وہ حرف اس ورق سی خدایا اوٹھالیا کیا بارقونی اکول شہید اوٹھالیا اپنا ہی آسمان نے خیا اوٹھالیا کیون بزم غیر سی تھیں کینا اوٹھالیا جب آدمی فی ہاتھ مین کشتا اوٹھالیا کیا کیا برہمنوں فی شالا اوٹھالیا سپتہ چھٹ کی ساغر صبا اوٹھالیا کیرٹوں نے رنگ خون جگر کا اوٹھالیا</p>	<p>بزم جہان سی چیش بہارا اوٹھالیا عقبت کی سمت سے جود اپنا اوٹھالیا وہ سست ہین کہ مار لیا آسمان کو پیرے جنوں کا حال جو لیلیٰ نے کیا آمد سنی جو باغ مین اوس بادہ خوار کی روز ازل کمالا جو کتب خانہ بھا اب تو وفا کین بھی نہیں ہی تھان کوہ الم کو دیکھئے اور تھک و خجکے بر باد چھوڑا جو اوجہ عریب کا اب بھی کو کو نہ خاک کشش عشق میں حلقہ ملا کند کا عیب رہو گیا خاک اوس منہ کی کوچی کی کسیر مونی وہ رنہ مین ازل کو جو شری نظر ہے خونباری فراق سی گاپوش ہو گئے</p>
--	---

دو تون فی ملک عشق کا قہر اسی	مہر مری جگر دل کا حوصلہ
کشتی کا بوجھ صورت دریا اوٹھایا	وہ انکسار مہتی نہ دہی آسمان

دینو فلک کی دانست صہبانی بٹھایا	کیسا شب فراق کا صدمہ اوٹھایا
---------------------------------	------------------------------

<p>منونہ ہی ٹکڑے آفتاب کا پہانا مکالی بیج سی رخنہ حجاب کا پہانا جگر کی داغ پہ رکھ آفتاب کا پہانا رونی کا پیو نا بنایا سجا پہانا ضروری مری فرد حساب کا پہانا بنائین داغ دل ماہتاب کا پہانا ہو امی لئی آیا عذاب کا پہانا کر نکا صوف ہو اور آفتاب کا پہانا بماری ماہتہ لگا ہی کتاب کا پہانا ابھی دیکھا تیرا جاب کا پہانا جنون کی داغ پہ ہی شکنا پہانا رہی گواہ مری خط اب کا پہانا پتہ پتہ ملتا ہی چشم پر آب کا پہانا یہی ہی داغ جنوں شہاب کا پہانا سیح لاتی ابھی آفتاب کا پہانا ہو ایسی زخم پہ جام شراب کا پہانا</p>	<p>ہی بیچی داغ پر او کی نقا پہانا ہمارا زخم جگر دیکھنے دی قاتل کو خدا کی واسطے جام شراب لاساقی وہ گماؤ نہیں مری انکسین کہا جن جو شہر تو جہنم کا دل عکس کو پتہ پتہ ہی جو ٹکڑے کتاب کا پہانا بتوں کی داغ محبت سی بھول نہا سید ہی مری ل رشون کارنم ائی جاح یہی ہی داغ جہالت کا اس جاح جہالت کی داغ او علاج ائی جاح خیال حلقہ زلف پری ہی سوین یہ حال داغ جگر حشر کو بیان ہوگا وہ انکسار جون ہو اور اجداد کا رستا عجب نص کی دوا ہی پری تار خسار ہم اپنی داغ جگر کا اگر علاج کریں وہ رند ہون میں جمائی ہوئی تو دل نہا</p>
--	--

دیا ہے دوری ساقی فی دل غم آئی
 اپنا شراب کا مرہم کہاں کا چھایا

صبا کی دماغ جگر فی یہ گل گلیا ہی
 کہ ہنگیا ہی کٹورا گلاب کا پھل

<p>خوب آئی ہر کیا کہنا ہاتھ لانا ہر کیا کہنا واہ شاہش یار کیا کہنا بان دل بے قرار کیا کہنا نہ کہا ایک یار کیا کہنا ویدہ اشکبار کیا کہنا یہی ہوتا ہے یار کیا کہنا واہ رے پرو بار کیا کہنا وہی مقرر مین یار کیا کہنا پہنچ کر ای ہزار کیا کہنا بات رکھ لے نگار کیا کہنا جبر اختیار کیا کہنا تیرا ہی گلہزار کیا کہنا</p>	<p>آئی اتی گلہزار کیا کہنا مہدی ملکہ ہے چوٹ مرچان پر مجھ سے عاشق کی اوریون تفرین برق ہی در کنار رہ جائے لاکھ بار امتحان عشق کیا بحث گریہ مین ابر بول گیا مین توروتا ہوں آپ ہستوبین سغمتی عشق ہیل لی ای ل مر گئے ہم مگر نہ جسم آیا خار خار عیشم ول پرورد کہ تو لکار لین ریت ہوں کو جوش الفت مین اوضہ پای یوں تو جو گل ہی خوب ہی لیکن</p>
--	---

ای صبا دعویٰ انا الحق ہے
 خوب سوچے ہو یار کیا کہنا

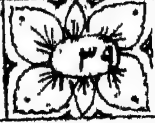
<p>ابھی کچھ سن نہیں ڈرجانی سہ کو کام نہ سنر ماسی گنا</p>	<p>نیم مین مین نہ ادھر آئی گنا آن وعدی پہ ضرور آئی گنا</p>
---	---

ہوش ہوتا جائیگے گمبہ رائے گا
 ڈھونڈو ڈھونڈو گا تو نہ پھر پائے گا
 کچھ نہ کچھ رنگ مگر لائے گا
 ہم بھی جائیں گی جد ہر جائے گا
 کبھی تکلیف نہ منہ رائے گا
 کہیں روتے ہوئے گھر جائے گا
 آنکھ جبک جاتیگی شہ رائے گا
 بھول کی طرح سے کھلائے گا
 زلف کی طرح سے لہرائے گا
 رات آتی ہی کہاں جائے گا
 ایک دن دیکھتے پچھتائے گا
 دل تڑپ جائیگا ہل جائے گا
 بھگو مجنون تو نہ مٹے رائے گا
 منہ اوٹھائے نہ چلے جائے گا
 خاک الموت سے لڑے رائے گا

عالی عاشق کی جو سن پائی گا
 یار اسدم نہ اگر آئے گا
 سیر ہر روز چمن کی کیسی
 ساتھ چھوڑیں گے سائے کی طرح
 بی تکلف ہی ملاقات کا رطف
 کچھ جو نہیں تو وہ فرماتے ہیں
 پشیم حسرت سے جو دیکھیں گی ہم
 چھو نہ جلتے مرے آہوں کی ہوا
 دیکھ کر سبہ خط آتے مین
 آج اند میرے گرد وصل نہو
 آپ کو غیر بہت دیکھتے ہیں
 بیفت راری دل عاشق پر
 لیلے زلف کو نہ کچھین بھکر
 حال دل راہ مین سن لیجیے گا
 نزع مین صلح کی باتیں کیسی



ای ضیا کوئی ہو گمبہ ہو کہ دیر
 دل جد ہر جائے او دہر جائے گا



بے محل پاؤں نہ پھیلائے گا
 وقت پر صاف نکل جائے گا
 چھاؤنی تو نہ کہیں چھائے گا

بترہ پر بعد فنا آئے گا
 لاکھ ہو وصل کا دغہ لیکن
 جائیں دم بھر کو تو فرماتے ہیں

زلف مشکین سے خطا پاسے کا
بیوفا آپ ہی کسلائے گا
چپ کی اب آپ کمان جانے کا
آپ تو سن کو جو چمکائے گا
پہلو کے بار سے پیائے گا
منہ میں جو آئینہ گفرائے گا
بیڑیاں پاؤں میں پہنائے گا
کوئی حلو اپنے کہ کما جائے گا
ہم نہ کہتے تھے کہ چٹائے گا
کوئی آفت نہ کہیں لائے گا

سرموئی اسکے طبع سے آپ +
نکدین آپ و فہم کو کیسا +
اوٹھ گیا دل سے دوتی کا پڑا
کما شان صاف بنی گارستہ
رنگ لائینگے تراکت بڑھ کر
کیا کرین وصف ذہن ڈرتہ میں
زلف کو ماتھ لگائیں گے جو ہم
دیکھیں رغبت سی تو کتا جو شیخ
کیا کیا عشق نے کیوں حضرت دل
آپ چلتے تو میں اسکی پیاسے



ای صبا عشق پر جو دیان میں
آبیت سے گدز جائے گا



ختم گردون بن ہر بلبل تجھ کا
بنامہ نقش لٹپی یا آئینہ مہ نور کا
لگا یا حب کان و لمین آئینہ قصہ کا
گری دو دو قدم پر ہم ارادہ بازہ کرے
بتو اسد اکبر حال یہ پہنچا تکبر کا
گریبان بگیا گرداب دریا تھک کا
مہار کیا بگاڑا تہا جو طفل ای کو گر کا
تن لاغر ناموئی مژدہ چشم تصور کا

بڑایا آبروی دل سی وہ تہہ تصور کا
خرام ناز کا جلوہ ہوا باعث تحیر کا
بہر ممکن ہی نہیں ہی تصور پیدا
ملاش کوئی مقصد میں کیا کیا شوگرین
دعا ہو تو عاشق کی نہیں قبول تھی
کھلا پردہ کچھ ای دل حجاب نگہانی کا
چڑی پیدا ہو جو چھوٹا پردہ عاشق کے
کیا وہ ناز کو اشتیاق دید جانان کے

بزرگ بوی گل کمدن سفر و پیش ہی ہر
 شب تار یک مین میسی کہ عالم تو قاطر کا
 جوانو زال و نیا سی رہی موقع تنفر کا
 نیا گانا نکالا آپ نے بی تال و بی مرا
 کمین کیا خاک ہم احوال س ل کی کھنکھ
 پی گاؤ زمین گرداب ہو گا ہر نشان کہہ
 سہی ہی اک ایک جزو ہم شائق کی چادر کا
 تعجب کا تصرف کا تبدل کا تغیر کا
 کیا تیغ اجل فی خاتمہ کس کس سہار کا

سبکہ وشی سی رہنا چاہی ہی باغ عالم
 سیہ نختدن کی ابرقم مین یون آئینگی
 اگر نہ تلو سی دیو خاک سی کشتیان لڑا
 سر محض بٹھا کر چاہنے والو کور لویا
 بگوئی کی طرح ہر دم جگر سی آہ اٹھتی
 ہماری پستی طالع ہمیں بیان تک و تک
 ہوا سی وصل آبا شک و سو بھر و گرد غم
 دیا سی ہمیں اپنی نقد دل پر اختیار کو
 نہ رستم ہی نہ بر زو ہی نہ خستہ ہی ہوتا



یقین سی زندہ در گورای جدیا چو نیکی ہو



یہی عالم اگر چندی رنادر کی ملکہ کا *

سب کچھ نظر آیا جو ہین تو نظر آیا
 آنکھوں مین جگایا ہوا جادو نظر آیا
 سر و لب جو آہ لب جو نظر آیا
 کھلی ننگے آنکھوں جو کبھی تو نظر آیا
 جسد م اثر نعرہ کیا ہو نظر آیا
 اسی وحشت دل لی وہ پر رو نظر آیا
 تیرے نگہ یار تراز و نظر آیا
 اچھی رہی ترکون مین بھی بند و نظر آیا
 ہر کائنات ہی غافل لب جو نظر آیا

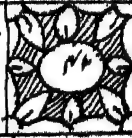
دل صاف ہوا آئینہ رو نظر آیا
 افقی بلایا رکا گیسو نظر آیا
 گلشن مین نہ جباتی دبوچ نظر آیا
 حور و ن کی طرف لاکہ موزاہد کی
 چکر اینگی افلاک بہت ہم نظر آیا
 اب وہن نظارہ ہی او غار و نظر آیا
 سو دای محبت مین طبیعت کو تولا
 اک نال سیر بھی تری آنکھوں کی تری
 کس حسن ہی رنہ و نکا جا رنگہ چننا

مر جا ننگے گھبرا کی تری زلف کی خوشی
کس شوخ کی آنکھوں کی تصویر لایا
وہ رو خلافت سہی ہم اعمال جو تھے
بیٹابی دل فی بغل گور جہ کا فی
دیکھا نہ ماہوش نشہ ابھی تین جان کا
حورانِ جنان کو بھی کبھی دیکھ ہی نہ گیا
سیکس عجیب ساقی کی نظاری نہ بنایا

سہو میں اگر فرق سہو نظر آیا
تار انگنوں کا موت ہم آہو نظر آیا
اوترا موا شاہین ترازو نظر آیا
آرام نہ ہرگز کسی چلو نظر آیا
ہم بھول گئی آپ کو جب تو نظر آیا
پر یون سی تو امی یا پری تو نظر آیا
بچلے سی کر ابرسا کیسو نظر آیا



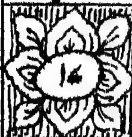
جوابات ہی سر نہ بہت ملت سی جدا ہے
دیکھا تو صبا سب سے الگ تو نظر آیا



پستی سی اوج خاک میں لگا دیا
موقوف دلیری ہوئی دلیر بدل گیا
آتی ہی فصل گل کی جنون ہو گیا
روشنی جا ہی قصر فریدون کو دیکھ کر
ساقی فی شب کو لی وہ تعلی کی دوڑ میں
خود بینی کاروان کبھی پیشتر نہ تھا
ساقی کی بھول چوک سی ہم زندگت گئے
گذری شب سال قیامت بیا ہوئی
اک بہت سی جھوٹ کر جوئے و سوکری
ایس بادشاہ حسن کو نامہ جوئے گیا
نل پیچھے آپ، وہ پر ہمیں کی ہن پڑی

ڈرتے سے لونصیب اختر بدل گیا
وہ مہراب کہان میر انور بدل گیا
بدلی جوڑت مزاج برابر بدل گیا
کنج محمد نصیب ہوا اگر بدل گیا
غم آسمان سی ماہ سی ساغر بدل گیا
آئین آئنی سے سکندر بدل گیا
جام حیان نما سی جو ساغر بدل گیا
بیبہ سحر سی دامن محشر بدل گیا
یہ جان لی کہ آئنی کا گھر بدل گیا
شہباز بنکر آیا کبوتر بدل گیا
صدقے کے تیلے سی بت آؤ بدل گیا

رتبه مری بنون کا کمال روز حشر کو
آب زلف کس حساب میں خط کا دور
یکسان رہا نہ ٹھاٹھ کی کا جہان
یغیر مای عرش سے لنگر بدل گیا
سرکار حسن بابر کا دفتر بدل گیا
کون اکی پنتیری نہ میان پر بدل گیا



اب ای چھپا وہ لطف نہیں جانیں میں
سیدہ دل بدل گیا کہ وہ دلیر بدل گیا



بہار آتی ہی سر پر خون سوار ہوا
سفینہ نوح کا ہر تختہ مزار ہوا
گلون کود ابرع ہوا بلباؤ نکو خار ہوا
چراغ مہر ہر اک ذرہ غبار ہوا
تراوہ بوجہ کہ ہفت آسمان پہ بار ہوا
خدا کے سامنی وس بیت شمسار ہوا
ہمارا طائر دل مفت میں شکار ہوا
یہ طفل باعشا آشوب روزگار ہوا
عجب بہار ہوئی دل جو داغ بار ہوا
زمین سی خاک نہ اونچا مار غبار ہوا
سدا بہار میں میلہ سر مزار ہوا
لگا وہ تیرے کلجے کے وار پار ہوا
کوکل نشان نہ چراغ سر مزار ہوا
میں بادہ خوار ہوا شیخ روزہ ڈار ہوا
خدا گواہ ہی دل پر نہ خستیا رہا ہوا

پیادہ پامین وان سوی لالہ زار ہوا
پنی نجات جو مر کر میں اشکبار ہوا
چمن میں جب مری ہمارا وہ نکار ہوا
ترقیان ہوئیں مرنی پہ خاکسار ہوا
شاویدا مری کون وقار نے جھکو
نہ روز حشر ہی جبا پنی داو کو بوجہ
بنائی گیسو و نکو تم تو دام دار بنے
بہاکی اشک محبت میں فتنہ زائی کی
سموم غصہ نے نیا لالہ زار دکھلایا
وہ خاکسار تہا میں لاکھ نہ بیان
ہوئی شہید جو الفت میں لالہ زار ہو گیا
مگاد بھر کے جبا دس کن کی کھیا
وہ ناقبول تہا کر ہوا جو شوق جان
بڑا خلاف کلاو اشہر ہو اکی معنی میں
مرا چکھاتی تو تمکو جیسر کرنی کا

یہ کس حسین کی الفت فی مجھ کو خاک کیا
کہ غارتہ رخ یوسف مرا عیار ہوا



غم فراق یہ کس غیرت چمن کا تھا



کہ دود آہ صبا ابرو بہار ہوا

مرتے ہوئے کو منہ نہ دکھایا غضب کیا
اس چاند کو یہ داغ لگایا غضب کیا
ابر کی میکہ سے پہ نہ چھایا غضب کیا
سر پہ جب انکڑیوں میں گھلایا غضب کیا
نالوں کو مقہور نہیں اوڑھایا غضب کیا
کچھ وہ بیان میں کیسے نہ لایا غضب کیا
کیون تہی گیسو نہ کوڑھایا غضب کیا
رندوں کا کیا چرخ بھجھایا غضب کیا
رہ رہے آسمان نے مٹایا غضب کیا
اکی بہار رنگ نہ لایا غضب کیا
حال مزاج یا نہ پایا غضب کیا
طوفان آنسووں نے اٹھایا غضب کیا
سوئے ہوئے کو اور رولایا غضب کیا
نظر و بین دشمنوں کی سہایا غضب کیا

ہم نزع میں رہے نہ وہ آیا غضب کیا
دل کی طرف میں نہ کھینکے کتھا ہوں عقین
نڑپا کیا میں نشہ میں بھکی کھڑے
طرہ نگاہ یار سوتے برق طور پہ
کر و بیان عرش نہ گہل میں لے تو
دل فی جو کچھ کہا وہ کیا میں عمر بھر
ہازل عجب بلا کر ہ خاک پر سوتے
جام شراب کی نہوئی محبت قدر
عمر دور وزہ میں نہ کوئی کام بن پڑا
اگل کی طرح کیا دگر بیان چاک چاک
کو تہا ہمتی مری ذہن رسائی کی
ترتے پھر نیلے ہفت خاک صحر عجاب
ہنسنا نہ تھا تھیں مری دنی پرانی
آنکھیں لڑائیں مری کیوں میں بزم



دنیا کی کاروبار میں اسی صبا ہے



عقبی کا کام کچھ نہ مٹایا غضب کیا

رہ گئی تو کبکد کے منہ شیخ و پیر کیا

لیکھا حسین کے دل ہر پرفتن کیا

چہرہ کر دل کو وہ سن لیتی شیخ کیا
 نقد دل مای چوراکریت پر نہ کیا
 یہ جو بانی تو عجب سر پہ قیامت لگے
 خون اندوہ و الم لوٹ پڑی ہوئی
 نما صحرائی جنون تکفرت انداز ہوئے
 گرد کی طرح تری شاہن اسی شاہ
 حالہ دل مری شکر وہ ستم کشتہ
 جب ہوا مٹا اوروہ ساقی کا کرم یاد کیا
 دل ہی کچھ جانتا جو عشق نہ جانتا
 جو چمکے چلنے کے پیہم جو ہوئے غم
 ای ہوس جو ملی خاک ویر جاناں
 دوستانہ تھکن کتے ہیں خبر داڑھ
 گیسو پیار سے کس کو گزرتی تھی
 ویکٹر حال رقیبوں کا بھی دل جلتا
 خاک پر لوتی ہیں طائر میل ہیں ہم
 راگ لاتا جو فراق زمانہ پس مرگ
 ساقیا آج چلی دور لب جو چمک
 شب غم فی چمن ویرین اندر میر کیا
 آہ ہی ہوتی پناہ من ہستی قریب
 عالمی کرما ہوں تو شرما کی وہ فرما کی

کوک دیتی ہیں تو بختا جو سیر ارگ کیا
 چمکا جیسا ہی جھکانی ہوئی گردن کیا
 یاد لایا م کہ گزرا ہے لڑکپن کیا
 از رویتن جویتن سب قتل پزار کیا
 رگ کیا سپت کر گریبان سے دامن کیا
 بیٹھا صورت نقش سم تو سن کیا
 پہنک رہا ہی کہیں ناقوس رہن کیا
 مای روتے مجھے گزرا ہے یہ ساون کیا
 آپ کیا جانیں کیسے میں ہی زور کیا
 رگ کیا بھجے کچھ چراغ دل روشن کیا
 ایک چمکی من سس قلب ہی کند کیا
 ای جوانو خاک پیری دشمن کیا
 اور کی کاٹا کیا یہ افنی رہن کیا
 پینک ناہی تپ فرقت سی مرا تن کیا
 آشیانہ کسی کہتے ہیں نشین کیا
 بچل عرس و گردن سر مدفن کیا
 دیکھ وہ ایراوٹھا ہی سو می گلن کیا
 ہر ستارہ ہی برنگ گل سو سن کیا
 پھر نہ کیسے لگا کہ تو بھی ہی جلی کیا
 یہ بھی کچھ بات ہی چپ رہو کیا

خاشی کی سنجی کچھ قدر نہیں او غافل
جلوہ کو چہ جانان سے ترقی پکڑی
طلب جام پہ ساقی فی دیا سخت جو
بجہ چلا تھا شب وقت میں چراغ ہستی
سگری پر نہیں تکلیف اجنا منظور

دیکھ تو بوجی ہیں بت کو بڑی کیا
خاک میں مل گیا سب واوی میں کیا
ہیشہ دل پہ برابر سی پڑا گن کیا
کام آیا تری تصویر کار و عن کیا
شرم سی لاش گری جاتی ہی نہ کیا

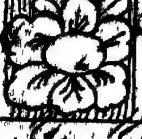


صدہ باو خزان کی متحمل نہ ہوئے
پل بسی آپ صبا چوڑی گلشن کیا

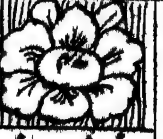


خلافت بیل گلشن سی سپہ زمانہ ہوا
بہار آؤ تہی ساقی کا یہ زمانہ ہوا
یہا عشق پہ طرہ ہوئی ہوا می بہار
یہ نہ آب آب ہوئی انفعال عصیان
عجب وقت پہ کام آیا آہ کا کوڑا
پیشک کی رگ کیا خنہ ہمارا طارح
یہ تخلص وہ ہی کہ جسکی سبب ہوا تیغ

کہ نچہ فلک الموت آشیانہ ہوا
تمام میکہ دن میں جشن خسروانہ ہوا
سمت ہوش پہ کس وین تازیانہ ہوا
کہ تن پہ ہر بن مومشک کا وادہ ہوا
جب او کٹر الملق ایام تازیانہ ہوا
خیال لطف کا فنی آشیانہ ہوا
زمین کی تحت میں فاروق کا خزانہ ہوا



یہ درخ روج پہنسا کیا عذاب دنیا میں
اسیر دام الم بھرا آب و دانہ ہوا



داغ جنون داغ پریشان میں کیا
جب دو قدم جنون میں مرا سا ہو گیا
اہروی یار سے جو بہت متعلق ہوا
قلب میں پڑی نہ تھا سب سے شرم کیا

واہن میں خار چاک گریبان میں کیا
پھیل گئی باون قیس بیابان میں کیا
سنہ ڈال کر لال گریبان میں کیا
طاوس لڑکھڑکی گلستان میں کیا

آفتی بہار اور نہ چو ٹامین اسی خون
کیسا تڑپ کی خانہ زندان میں گیا
تو وہ قضا نے ناوک جلاو کا کیا
میں ڈھیر ہو کر گنج شہیدان میں گیا

کیا حادثہ پڑا مری یوسف پر ای صبا
دل گر کے اٹھ کر چاہ زندان میں رہ گیا
۴۸

حسب کچھ گنہ عشق جو دیکھا ہوتا
نقشہ مجھ زندگانی نے جو کھینچا ہوتا
آبرو دلی کدورت نے نہ جاسی ورنہ
وہ غمیں ہوں کہ مجھے دیکھنے سے کہیں
حاکم ڈراتا جو مری دشت خونیں میں
دست یوسف میں گریبان لیجا ہوتا
جام اک ہاتھ میں اک ہاتھ میں نہایا ہوتا
سیدہ وہ قطرہ ہی جو برد جاتا تو دیر تا
تم نہ ہوتی تو کوئی رخ نہ پیدا ہوتا
ہر گوسے سے عیان ناقہ لپکا ہوتا

ای صبا اونسے ملاقات جو کہتے تھے تین
حرف مطلب کا زبان سی نہ نکلا ہوتا
۴۹

آنکھوں سے جب نہان رخ دلدا ہوا
پیش نظر جو وہ گل رخسار ہو گیا
ای سرو خوشخام سے کس ویش سوا
ستی میں زلف یار کے جب لہر گئی
روٹی جو مثلِ یارِ غم کو کہن میں ہم
تار نگاہ آنسو ون کا تار ہو گیا
مرغ نگاہ بلبل گلزار ہو گیا
طاووسِ باغ عاشقِ رقتار ہو گیا
بوتل کا منہ سمیں جہن مار ہو گیا
دریا کا پاٹ دامن کسار ہو گیا

اظہار عشق ضعف میں ہم سے نہ ہو سکا
لا لالہ یوں پر آہ کا دشوار ہو گیا
۵۰

کسبیں بہشوق کہیں عاشق کا مل گیا
پیر پیر اتنا صفت طائر بھل گیا
تجھ کو ہر زہم میں اسی رونق نکل
چیر کر پار نے پہلو جو مراد لی گیا

<p>حوصلہ تنگ ترا ای کشش دل دیکھا ہمہنی پرودہ ترا ای صاحب محل دیکھا کچھ سوچ سوچ کر وہ ستم گار دیکھا آنکھیں بھرا کی آموی تہا تر دیکھا قاتل مین ڈھونڈ ڈھونڈ کر لہو اڑ دیکھا جب دو قدم پہ خانہ خمار رہ گیا جب رکھا آنکھوں پہ دھن لال لہو لہو دیکھا اسی جنوں لی دن سپر چنگل میں گم دیکھا دو دو شمع آہ سی آنکھوں میں کا جل دیکھا حلقہ گیسوئی گلگون کی بوتل دیکھا کا فور نور صا عقیقہ طور ہو گیا</p>	<p>دہ</p> <p>دہ</p> <p>دہ</p>	<p>باہتہ اوس بت کی نہ گردنیں جمال دیکھا کس گیا قیدس کے دعوای انا لیلہ سی مین دیکھ دیکھ جو رخ یار دیکھا تیر نگاہ یار نے دم کر دیا فدا آئی شب فراق مین ابرو جو تیری یا ساغر ہماری عمر کا لبہ زیر ہو گیا خون دل سی رنگ اشکو کا مبدل ہو گیا آیا اپنی پاس وہ ماہ دو ہفتہ شہر سے وہ جلا کر محبوہ دم کی نگاہوں میں ہی در کس محبوہ جانان تک رسائی ہو گئی پرتو فگن جو عارض پر نور ہو گیا</p>
---	-------------------------------	---



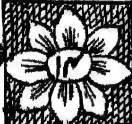
اوس بادشاہ حسن کا سایہ جو پڑ گیا
 ہر سردار لنگ باغ مین تیرور ہو گیا



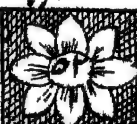
<p>ہی انوی تھل گل نوک زبان عنید پ تیر ہی باد خزان بحر قشای عنید پ کیون نہ ہر برگ خزان ہونوہ خزان عنید پ بای لہو پری نثران نی کارہ ان عنید پ ایک سوٹ پر ہی رنگ بوستان عنید پ نسیواران چمن مین ہر بان عنید پ لاکر آفت مین ہنسی ہی ایک مین عنید پ</p>	<p>موجہ کش ہی تائیر بیان عنید پ ہو گیا کشش سے نام آشیان عنید پ فصل گل جاتی ہی کلی ہی جان عنید پ باغ مین چلتی ہی تاب توال عنید پ الفت گل ہی ہمار بی خزان عنید پ ہوئی گل ہی توس عمرہ ان عنید پ جو گشش گل نری نری نری</p>
--	--

چشم ز گس ہی گل داغ نہان عجب
 شکل گل خندان ہوینن لالہ لب
 جم گیا کچھ آج رنگ داستان عجب
 ہی زمین سخن گلشن آسمان عجب
 گلچمنین چارون ہی ہیجان عجب
 طعمہ ناز و زعن بین استخوان عجب
 تھکے چلتا ہوں میں بہر آستان عجب
 بنگیا چاک قصص زخم و مان عجب
 باغ میں ہوتا ہی ہر گل پرگان عجب
 رنگ لالی گل برای امتحان عجب
 ہوں اگر مفہوم الفاظ زبان عجب

سپر گلشن دینہ دل سی ہی منظر
 و محبت دل بین ہی میان سہاگن
 باغ میں صبا و اوپر چین سے قصہ
 کھٹکتن تشقہ ہی ہر گل نیز اقبال
 چند روزہ من کی ہی مہربانی عشق
 کا آتی ہیں بدو کی نیک بعد گر ہی
 باغ کی خانہ خرابی و یکسر سودا ہوا
 بیذا ایسا ہو گیا شکر مہاری چہچہ
 بچکتا ہی بی گلکشت جب وہ لالہ
 و یکسر ای غیرت گلشن زری شائق
 شکستہ اہل عین ہر چو گل معشوق



پول جاتی ہی زبان ماری خوشی کی ای صبا
 خوش گل ہی کیوں منو غنچہ و مان مند لب

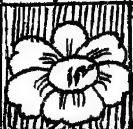


صحبت و خیر ز ہی بی کیفیت شب
 یار کی زلف پریشان میں ہی صحبت
 دو گھڑی وصل میں ٹھہری نہیں شب
 میں سیر کار جو کرتا ہوں قضا طاعت
 غیرت پیر میں صبح ہو نعلت شب
 شمع سان بزم جہان میں ہی صفت
 فرقت یاد میں ہی سیرت بی خوبت شب

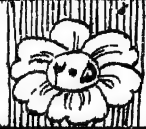
کائنات کی طرح جا ہی ہی زینت شب
 کھٹکتن ماگ ہی ہر بال میں ہی شب
 بوج میں چاہے لاکھ پہر تھے میں
 ہر بوسہ صبا آتی ہی تو بہ تو بہ
 پہننے اوس ہر خوشن آنو کالی کیری
 نام روشن تھے گڑھ تو کولی نائل
 کھ افسوس بھلا میں تو نالی شمشا

پنا دور ہے سی ہلاقی ہی جیسی
تورہ رہے کیا تملاتی ہے جیسی
تہاست کے جلوی دکھاتی ہی جیسی

نری تیغ قاتل کے آگے تو آئے
دکھاتی ہیں ہم جو تڑپ آہ دل کی
خیال برین ہی جواک برق مشکلا



صبا آہ دل سے مگر ہسری کے
تھپیڑے ہوا کی جو کھاتی ہی بجلی

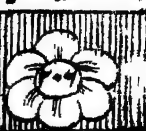


کہ سر کر پڑے ہونے کے وہ گھر سے
کے رکھتا ہی بندہ پیشتر سے
بڑھ جاتے ہیں کو سون آہ پرے
بنا کر آدمی کو خیر و شر سے
مذاں سمجھے بت بیداد گر سے
نہ کیونکر لوگ کی لین نیشتر سے
ہجین چورنگ کرتی دو سر سے
جلیگا غلڈای و اغط سقر سے
مرا منہ پھر دیا تنے شکر سے
چھری جاتی ہے گی بارہ پرے
پڑا پالا جواک بیداد گر سے
اجل غافل نہیں ہرگز بشر سے
حنوط اپنا ہو کا فور سے

یہ نہ کرایا سراپا اونکے در سے
حند ایا حشر کو رسوا نکرنا
یہ شوق منترل مقصد ہوا ہے
امید و بیم میں رکھا ہے لا کر
لٹائے خاک میں میری جوانی
غضب کے ہیں تری ترکان بجلی
ہی اک مدت سی شوق قتل انہی
وہ مجسم ہوں مرا جانا جو ہوگا
لب شیریں کا بوسہ یکے ای یار
ہم ای قاتل نہایت سخت جان ہیں
خرابی مرزیا ہستی پر آئے
بشر غافل ہی دنیا میں اجل سے
بت خورشید رویر جان دی ہے



غم شہین صبا آئسو بہا کر
جہنم کو بھیجا آب گھر سے

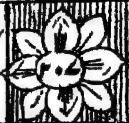


نابہ محبت نہ منتظر حور عین ہے
دلکی صفاسی رونق بزم یقین ہے
رنا جو دیکھ لے تری بیار عشق کا
ای ترک تجھ کو روز مبارک ہو قتل عام
سرکشکی وہ ہی کہ جو بون فن ہو درگ
دل کو گدگد ہے لب شیرین پر ہے
کتنے پیرن لوگ نقش قدم اور گام
نکلے جو روح قادر تن ہو گیا خراب
پر و انون کا هجوم تھا شمع جیاد
ہو سے کے مانگنے پہ نہ یون نہ تھو نہ
ای قیس پرین کو نہ یون چاک چاک

اچار ہے جو محبت ان حسین ہے
آئینہ جمال جہان آفرین ہے
عیسیٰ کو داغ تا نفس واپسین ہے
کننے تلک امومین بھرے آئین ہے
گردش میں آسمان کی برابرین ہے
سید وہ مگس نہیں کہ جو بی نگین ہے
اسٹ انک پر خزا ہوا دل کا گین ہے
محکم نہیں مکان سحر بے مکین ہے
اجاب گرد تا نقش واپسین ہے
سید ناز جاکی اور سی ای ناز میں ہے
کچھ تو حجاب بلی پر و نشین ہے



رکھے نہ دس طرح کا لباس ای صعبا کبھی
لائے کی طرح سے فقط اک پوشین ہے



کند دل میں نہان قبلہ حاجات ہے
دل کی ہلکی حور وں سے پر یون ملاقات ہے
خاتمہ ہی کوئی دو چار گہری رات ہے
میرہ تو فرمائیے پھر آپ کی کیا بات ہے
وہی اپنے ہے جو مورد آفات ہے
بول بالا ترا ای پر خرابات ہے
آنکھ میرے سے خورشید سی درات ہے

ہم تو کبھی کی طرف صرف سنا دیا ہے
ان بتوں کے نہ اگر چشم خضایا ہے
غیر ممکن ہے کہ صبح شب فرق نہ ہے
دل کی تیا ہی ہی حالہ ہم اگر کر بھیڑا ہے
ریچ دنیا سب سباحت عقبی تہ ہے
جو کبک وی غصے بلا نوش کو کھی ہے
سات پر مد نہیں جب تک کہ جو چٹ مٹی ہے



شیخ صاحب کبھی عقیقی کا بھی دہ بیان آتا ہے
 کچھ دیان کے بھی لیے کشف و کرامات رہے



سرست آفتاب ہو ایک جام سے
 گیسو سیاہ ہی شب یلدا کی شام سے
 فرصت نہ آسمان کو ملی اپنی کام سے
 ساتی شراب دیکھ چمکتی ہی جام سے
 اونٹنے گایہ فقیر نہ اپنے مقام سے
 غافل جو ملک و دل ہی ہوئے انتظام سے
 کنج قیفس میں جا گیا ہو ثناء جو دور سے
 خم سے بے ہو ہے رطل ہی شیشے سے
 تیغ نگہ فراب ہوئی قتل عام سے
 دل بک گیا ہو قیس کے سودا خان سے
 آنسو ترے چمکتے ہیں ہر دم و دم سے
 او نہیں گے روزِ حشرِ بڑی احتشام سے
 گدہ بڑے نہ عاشقوں کے آرزو عام سے
 کھرا تین چمکے ہو دریتِ احرام سے
 درگاہِ عالم کچھ وجود و قیام سے
 موجود ہوں میں کہیں تو حق پر قیام سے

تا تہ اپنا جو ساتی عالی مقام سے
 سب سے فوقی روی یا کہ کو داہ تمام سے
 ہم بھی غرور رکھتے کسی کام کے لیے
 مملو ہو اپنے بارہ ہفت سی غفلت سے
 خود آئے کچھ غرض ہو اگر بادشاہ کو
 کیسے اسیرِ لشکر اندوہ و غم ہر سے
 اہلِ محوس کی طائر بن کا نہ حالِ چوچ سے
 ساتی خدا کرے رہو آبادِ میکہ سے
 بیدار کر کے یاد نہ گویا فروغِ جن سے
 اللہ ہے جو بلی محل نشین ہے
 وہ عندلیب ہوں کہ مری حالِ پار سے
 بعدِ قنارہ ہی بھی جو بھی فوجِ آرزو سے
 پروانوں میں چراغ ہو مانی تیغ سے
 غیرِ دن نے آستانِ صنم سے ہوتا یا
 راہِ تری غائب ہے سازہ دار سے
 ہو جاے یار اپنی محبت کا استخوان سے



ہم کیا ہیں ای صبا جو نہ ہوں ہم بہ آوری
 محفوظ اینپا نہ رہے اہتمام سے



ان تہو کو جذبہ دل سی تہا چاہے
 سرو کو ای سرو خوش قد خوجا چاہے
 سنگ بین باز کچھ بستی سی ہم اطفال
 فصل گل آئی پہی پھر دور دور جاہم
 بوچکی ہم قتل اور شاخ غصہ ہو چکا
 زراہدہ مجمع سی ہم رند کی بانی کو کویا
 خاک پانی قیس مجھیں کہتے تھے ہیں
 آمد لگے ہی سی باغبان اوس سرو کی
 ساقیا اب کی بڑی زور دینے میں ہم می پڑ
 تیرا دامن ای بت گل پہن دروغ
 کم نہیں ای دل تناع حسن سی حسن کمال
 آستان پر بیٹھ کر ہم مر گئے ہیں ای حسنم
 جرن کش دور سے کہنچا ہی اب
 خاک ایسی زندگی پر جو کدھ میں کئی
 تیری لگی جینے میں کی حقیقت ای جولو

کافر کو کونج میں لکر بھی را چاہے
 قمر میں کا کشش ہستی او چار چاہے
 اس گروندہ کو کسی صورت بکا چاہے
 پھر دی جم جانی ساقی کا اکھاڑا چاہے
 رحم کی جلی ہی کسین لاش کا چاہے
 جانی کو تر پو نہیں تار کا دہارا چاہے
 ای جنون ابکی تو ایسا ہی تہا چاہے
 باغبان شمشاد کو چڑھے ہو کھا چاہے
 چلکے و غلط کو سر منبر تہا چاہے
 دونوں ہاتھوں سے گریبان بنانا چاہے
 چشمہ بوسے خدیو کو تہا چاہے
 لاش اوٹھا نیکو تر سے دکا کو دیا چاہے
 بان سے مامو ذرا اسکو تہا چاہے
 اگر رکافت جائے تہی سی جہاڑا چاہے
 درن محشر سی ہاتھ آئی تو بہارا چاہے



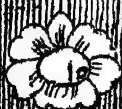
ای صبا کچھ میں نہیں مکو لباس فقر سے
 ایک گل میں سے جی چاڑا چاہے



ہم سے اور ایسی برائی دیکھیے
 پھر وہی تنقیر آئی دیکھیے
 اور صورت ماتہ آئی دیکھیے

آپ اپنی بیویا لے دیکھیے
 مات پہر ہم سے نہ لے دیکھیے
 اٹھ اوس بت کو دکلا کر کوما

<p>عروش کی زنجیر پر طرہ ہوا ہم اسیرانِ طلسم خاک میں مار ڈالا منہ چھپا کر آپ نے آمد آمد موسم گل کی ہوئی داغ دل تارا ہی چشمِ مہر کا میری جانب یوں نظر کرنا نہ تھا پھینکنے ماتھوں سے پونہ کی چشم پوشی اس قدر اچھی نہیں ایک دن رور کے طوفانِ لاشنگ واہ رے سرمہ لگانا آپ کا صاف ہے آئینہ اسکندرے دیر ہوتی ہے ہمارے قتل میں لائے بلوائے جامِ شراب مر گئے لیکن نہ برازِ دل کھلا</p>	<p>نالہ دل کی رسائے دیکھے کیا ہوتا وقتِ رمانی دیکھے موت کس پر دیمین آئی دیکھے پھر طبیعت گدگدائی دیکھے عشق کی جلوہ نمائی دیکھے آپ نے بجلی گرائی دیکھے میری گل خوردہ کلائی دیکھے ابوجان آنکھوں میں آئی دیکھے اس قدر ناآشنائی دیکھے شاخِ نرگس ہے سلائی دیکھے اس مری دلکی صفائی دیکھے یہ نہیں اچھی جگائی دیکھے دیکھے بدلی وہ آئی دیکھے آہ بھی لب تک نہ آئی دیکھے</p>
---	---



وہ نہ آتا تھا نہ آئے اسے صبا
 رفتہ رفتہ موت آئی دیکھیے



شکرِ موجود ہے کیا ہونا ہے
 حالِ مفقود ہی کیا ہونا ہے
 کون معبود ہے کیا ہونا ہے
 اس ہی کیا سود ہے کیا ہونا ہے

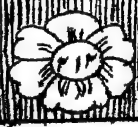
نفسِ غرور ہی کیا ہونا ہے
 کشفِ مقصود ہے کیا ہونا ہے
 سجدے ہونے میں کسے اذغافل
 چوڑ دنیائے دنی کا پیچھا

ہست و بود تن خاک کی اک دن
صاف ہوتا کہ ہوا از خود فرست
دیکھئے حشر کو کیسے گذرے
چاہیے مسجد اقصیٰ میں نماز
من و سلوا جسے ہم پہنچیں
اکرمی عشق و منال ہستی
جو ہر روح تن خاک کی مین
مولت فقر مقتدر پر ہے
جو کہ منصور کے پیش آیا تھا
خود پرستی کی بڑی ہی صورت

ہست و بود تن خاک کی اک دن
صاف ہوتا کہ ہوا از خود فرست
دیکھئے حشر کو کیسے گذرے
چاہیے مسجد اقصیٰ میں نماز
من و سلوا جسے ہم پہنچیں
اکرمی عشق و منال ہستی
جو ہر روح تن خاک کی مین
مولت فقر مقتدر پر ہے
جو کہ منصور کے پیش آیا تھا
خود پرستی کی بڑی ہی صورت



ای صبا دیکھئے وہ پروہ نشین
کس سے خوشنود ہے کیا ہونا ہے



ویدہ ترا یا رخ کسا ہے
ساغر گل ایا رخ کسا ہے
مید ہوا میں چہ را رخ کسا ہے
یاں پریشان دماغ کسا ہے
نہ کئے خانہ با رخ کسا ہے
چل نراسا دماغ کسا ہے
ولہ یہ چار با رخ کسا ہے
ہمنے پایا سرا رخ کسا ہے

دل پروانخ با رخ کسا ہے
میکدہ صحن با رخ کسا ہے
دماغ چکا چلی نسیم بچار
کیون کمین زلف یار کو سنبھل
دل پروانخ کی بھی ہی بہار
ما صحا معتز کیون پھرا نا ہے
چار عنصر کی سب تماشے ہیں
عرش اعلیٰ پہ فکر عالی ہے

کسکا سکن ہے سینہ عارف	دل روشن چراغ کسا ہے
جیب گل کس پہ چاک رہتا ہے	دل میں لالیکی داغ کسا ہے
وین و دنیا کو ترک کر نیٹھے	اور نام الفضل کسا ہے
ای جنون تیرے واسطے رہا	باغ کسا ہی راغ کسا ہے
نایار و سرے ترا عالم	دیکھ یہ دل میں داغ کسا ہے
ناہر و اور بھی بہن دنیا میں	یوں فلک پر داغ کسا ہے

ای صبا اس زمین میں ایسی شمع
ایسا عالمے داغ کسا ہے

کبھی قدم ہوئی یہ لال لیکے چلے	سجد میں سامنے ہم اپنا کمال لیکے چلے
دل فرین کرۂ خاک کا جواب ہے	تری گلی سی یہ گرد لال لیکے چلے
بکلی آپ فی خواب بروہاری کی	چیدہ پر عرق انفعال لیکے چلے
جواب محکمہ عشرت میں نہ بن پڑتا	مقدمات نہ فی انفصال لیکے چلے
ربان خاری کیا جانی کیا ہو پڑا	عدم کو باغ سی گل گوش خالی لیکے چلے
عدم میں موم اوٹھنے کے وہ اندر ہے	جہان بھر سے یہ گرد لال لیکے چلے
طریق فقر میں غنوت نشان ای قرا	عجیب رت جاہ و جلال لیکے چلے
عدم کی راہ میں جانا پڑیگا خالی ہاتھ	یہ وہ سفر نہیں چیدہ کہ مال لیکے چلے
بہاری پس ہی یوں ترے نہیں گل اوچھے	یہ اور داغ دم انتقال لیکے چلے
بنادیا غم زقت فی ضعف سی پرکھا	بد ہر کو چاہے ہوا وصال لیکے چلے
عدم سی خوب چلے صید گاہ عالم کو	کہ نفس شوم سا گناہ مال لیکے چلے
جو مری جائے تو وہ راہ پر نہ آگا	جنازہ چار قدم کیا مجال لیکے چلے

بہارِ عشق میں جبکہ نہ سید دلِ حسی خرو فرم لوں ہی ہمسایہ بحثِ آپریتی بتوں سی حشر کے دن خیراب ہو جائے مبارائی ہو اور دور دور زندوں کا	کہیں نہ شیر کی منہ پر غزال کی چلے نہ سر کی طرف اسے تو مثالِ کیر چلے خدا گواہ ہی دل کا جو حال لکھی ہے شراب بچنے ٹھیکان کھال لکھی ہے
--	---

۱۲	صفائی دل کا صبا حال کمل گیا دم نرسا سید آئندہ تو عدیم المثال لکھے چلے	۱۳
----	--	----

بہارِ آئی آئی چمن پری ہو جا کبوتر اڑو کے جو پہونچے وہاں پری سید نقد دل کین تلمیٹ نہ اسی پر ہو جا غزال دل ابھی اوڑھنے لگے پری ہو جا پیری جو دیو پسیا یہ ترا پری ہو جا کبھی نہ آئندہ دل کا تمھیں دکھاؤں گا ہم اپنی صبر کا لو استہان کرتے ہیں محیطِ عشق میں انسانِ نشت خاک کی کہاں تلک کوئی ناقوسِ وارِ چلا مالِ کلبے کچھ بھی ہی تو میان ہی کرش وہ خود غلط ہوں مرنام اگر لکھا جا نہی ترقی دریا ہی حسنِ عارضیہ گناہِ الفت چشمِ تبان ہی عالمگیر ہم ایک دم نہیں اور اوین دیو نہیں تھینکی	یہ زرد زرد برکاشی بری بری ہو جا جوانا ماہِ جولائی چمیری ہو جا پر کھ لیا تمھیں کہوٹی ہو تم کہری ہو جا اگر دوسار تری تیر کے سرے ہو جا فسون چشم ہی کو سالہ سادری ہو جا تم ایک ہو کہیں صورتِ دوسری ہو جا جو ہونی ہو وہ اسی دم شگری ہو جا پیار ہو تو وہ کھل کھل کی کنکری ہو جا بنو خدا کے لیے بندہ پروری ہو جا نہ ٹھوکر دن سی کہیں چور کو پری ہو جا تمام دفترِ عالم کی اتبری ہو جا جہاں چشمہ خورشیدِ غازی ہو جا تمام دہرہ کاجل کی کوٹھری ہو جا اگر زامد چسرخ چنیری ہو جا
---	--

غبار آئے نہ پائے دل مصفا پر
 وہ سخت جان ہوں کہیں لکھنوی کی
 چٹائی سنگ نہ اباڑہ دروری ہو جا
 کہیں نہ مشک کو دعویٰ ہسری ہو جا
 وہ منہ لگاے تو نہت العنبر ہی ہو جا
 ملا لکھسی فلک پر برادری ہو جا
 غریب آب خیالت نہ جوہری ہو جا
 وبال جان کہیں لف عنبر ہی ہو جا
 زمانہ صورت حد سکندری ہو جا
 خدا دکھائی تو دیدار آخری ہو جا
 نو ماری بھی دنا جنگ زرگری ہو جا
 قدم زمین پہ نہ رکھی جو خود ہو جا

غبار آئے نہ پائے دل مصفا پر
 وہ سخت جان ہوں کہیں لکھنوی کی
 چٹائی سنگ نہ اباڑہ دروری ہو جا
 کہیں نہ مشک کو دعویٰ ہسری ہو جا
 وہ منہ لگاے تو نہت العنبر ہی ہو جا
 ملا لکھسی فلک پر برادری ہو جا
 غریب آب خیالت نہ جوہری ہو جا
 وبال جان کہیں لف عنبر ہی ہو جا
 زمانہ صورت حد سکندری ہو جا
 خدا دکھائی تو دیدار آخری ہو جا
 نو ماری بھی دنا جنگ زرگری ہو جا
 قدم زمین پہ نہ رکھی جو خود ہو جا



حبیباً تم ایک ہی آتش نہ بان ہو چپ بھی رہو
 چراغ پاکہیں شکر نہ الوزی ہو جا



ہونٹ نہ انٹوں سے چپ لب غرور ٹوٹے
 ہاتھ ہوں خشک آنکھیں جو گل توڑے
 چار دیواریاں صبر میں عجیب توڑے
 موت فوج الم و درد کا لنگر توڑے
 پتھروں سے کوئی یہہ شیشہ سا توڑے
 غیر سے توڑ لیا اونکو دکھا کر توڑے
 خوب ہی دست جنوں پاؤں کے لنگر توڑے

سر سے شیشہ غم سے تین ہزار توڑے
 دل مٹاؤں گا نہ کلچین مگر توڑے
 جبریا کی ہرزخم ہوا دیتا ہے
 عشق کی حرکت سے جان کا چھٹکارا
 ضحیف سی قوت ساقی میں عین توڑے
 جل گیا جوڑ مرا آگے وہ پلاخ میں
 آج کو رسم و ستان نہوا دیا میں

تہنی چڑھ چڑھکی جوای و مغلومیر تہ
 وہ سہی دند نگر دل کا صندوق تہ
 اپنے اپنے کو تہ سے سکندر تہ
 سخت جانو تہ عبت یا نے خن تہ
 لیکیا خاک نہ صندوق میں بھر کر تہ
 قہری دل جو بڑا دیکر اور تہ
 یہ ہوا کشتی گردن کا نہ لنگر تہ
 آگ زردشت چھبے صنم آؤ تہ
 یہ ہوشیہ ہی جو تہ جای تہ

زینے کیا خوب کو نام حقیقت کی تہ
 سر کو پہنکائی شمشاد کو تہ
 محو صورت نہو معنی سی اگر راقص تہ
 عاشقوں کے یہ شمشیر او کا کافی تہ
 منزل گور میں منع کی نہ زکام آیا
 خاطر میں چاہیے پس میں سہلانو تہ
 آہیں کرتا ہوں تو کہتے ہیں ملک تہ
 آتش حرص کہیں ہی بت بند کہیں
 سختی دہرے کیا خوف دل عاشق کو



واعظ شہ کو رہ رہے جلا یا کیا کیا
 روبر رکھ رکھ کے جہاں بھر تہ

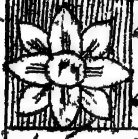


آئینہ دیکھا کیا کیا حقان ہوتا
 یہ ورق لوح طلسم و جہان ہوتا
 ہنرم تر کو جلاؤ تو دہوان ہوتا
 تجھے خالی تری بینی کا مکان ہوتا
 دیکھتا تھا کہ دم آنکھوں کے روان ہوتا
 نئی سر سے فلک پیر حوالہ ہوتا
 موسم گل میں بہن ہوش کمان ہوتا
 سب پہلے یہ گنکار روان ہوتا
 گھر کسی کا کہیں طلبا ہی دہوان ہوتا

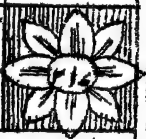
عکس ہوا نکو پری کا جو گمان ہوتا
 عشق رخ کاشف اسرار زبان ہوتا
 دو در عشق کی خامی ہی عیان ہوتا
 روح مکی تن خاکی سی تو معلوم ہوتا
 حسرت دید نہ پوچو شب تمنائی کی
 تو وہ یوسف ہی ہو چاہی تو یغالی
 رنگ لائے ہوئے ہی یہ پڑے رستمین
 عشق جان سوز سے بڑھ کر نہ جہنم
 آہیں کرتا ہوں تو گھر اس کے دہانی میں

یہی وحشت کا جوہ رنگا کھینچا
 بعد ستریکے بھی ہشت نور و نور کا غبار
 زلف اوس عور کی گلشن میں جم باوقی
 شوق رہا میں طاقت نہیں گواہی کی
 نا کسا رون میں فی ہی عشق کی پو
 یار بہ تنوع شفاف کی دیوانی میں
 جاگمی ساغر خورشید پہ طرہ مکلا
 مجسم عشق ترجمہ کا سزا و تہن
 واعظوں ہی کوئی تعریف سنی جو کجا
 دوش اجاب پہ جاتا ہی جنازہ پس گ

نام سی موسیٰ گل کی خفقان ہوتا ہے
 ہرہ قافلہ وریکے وان ہوتا ہے
 سنبستان مجھی و مریخ کا وہاں ہوتا ہے
 حالت دلکا اشار و تنی بیان ہوتا ہے
 انہیں ویرانوں میں گنج مہاں ہوتا ہے
 زلف چہرے اوٹھا و خفقان ہوتا ہے
 آسمان معقد پر مغان ہوتا ہے
 بای کس مایس سی ہر سو گر ان ہوتا ہے
 مسجد وں میں توقیامت کا بیان ہوتا ہے
 یہ وہ پیرا ہی کہ مانتوں پہ جان ہوتا ہے



آہین بھرتے ہیں صبا آپ خدا خیر کرے
 اس ہوا سے چمن زلیست خزان ہوتا ہے



تالوں کا اذن ہو دل مجبور کے لیے
 آہین بھرتے ہیں صبا آپ خدا خیر کرے
 گدڑی درست کی جو تری عور کے لیے
 کہتے ہیں سب ترے رخ پر نور کے لیے
 آگئیں صبا پر آب میں اوس کی لور
 ملتا ہے مگر خون سی دل اوس نور کی لور
 بہرہ حامی وصل نمازین پڑا کئے
 ہونیا کی سب لباس میں اورنگی دلا

ہو جای حکم پہنچ فی الصور کے لیے
 آندھی چلے چراغ سر طور کے لیے
 لٹی قبای قیصر و خفقان کے لیے
 زیبا تہا پر چراغ سر طور کے لیے
 افسرہ دل میں آتش مقصود کے لیے
 ہر بھول میں سٹھا ہی زنجیر کے لیے
 اشد سے چکے بت مفر کے لیے
 آندھی بہشت کی میں تری عور کے لیے

کیا رنگ پر ہی اوس بت پر نور کا شیا
 ہوتا ہی عرش لہ لہ اختیار سے
 کشتی پر پی خوشی وہ عاشق خارج تھی
 سمجھے تھے ہم اوسکو قریب گ گلو
 اسی بربو بہار ہو رند زلی آبر و
 ہو جی سی صوفیوں کی میں جاں کنگ
 منتظر اوسکو نرم جہان کا وزخ تھا
 بنت العنب پر ہی تھی توجہ نہ کی مگر
 جامہ دری عشق ہی بھر حجاب
 یہ جواب پر شش روز سول کا
 زہاں کی پیچ پانچ کا سب حال کنگ
 راغب ہی صید دل پہ عقاب تھا
 نازہ اس اب چاہ نہی اخون کا پی
 کافور تیری کشتہ الفت کا اسی پر
 دیکھا گیا نہ حال جو در ذوق کا
 کیفیت غریب زمین خاکسار میں
 حسن صبح یا یہ پھر گاہ موہی ام

فصل بہار ہی شجر طور کی سیلے
 اتنی توبات ہی دل محبوب کی سیلے
 جنت میں جا کی لوٹ گئی ہو کی سیلے
 کعبے کے سمت رخ نہ کیا دور کیلے
 موتی کی آجپس انگور کے کئے
 تاحشر خوش ہی محو منصور کے سیلے
 روشن چراغ حسن کیا نور کی سیلے
 زائدہ چن سوار رانا حور کی سیلے
 حیران ہی یقیں اہلی مستور کے سیلے
 کیا اختیار بندہ مجبور کی سیلے
 سر رچامہ بازہ لیا زور کے سیلے
 طیار شاہ باز ہی صفحہ کی سیلے
 بہتا حور چاہیے ناسور کے سیلے
 غارہ ہوا جہان میں رخ حور کی سیلے
 جیسی نے رو دیا تری زنجور کے سیلے
 یہ محی ہی کا سہ سر قہقور کی سیلے
 باہمی دل ہی جفتہ کافور کی سیلے



وہ تیرہ روز ہوں دل صد چاک ای صبا
 شانہ ہی گیسوی شرب دیو کے سیلے



خون بارگیا عاشق شوق شام شبنم

بیاد ہی خود شد یہ نام نہیں

جب تک کہ جلون جان کو آرام نہیں ہے،
 زاہد کو سرف سہ فام نہیں ہے
 سہ جان لو اب عاشق ناکام نہیں ہے
 انسان ہو زاہد تو پہننے لے غم نہیں
 بہر فصل میں داغ غم الف کا سزا
 باندہ ہونہ رقیب غمی خودین کے گنگے
 آسے ہیں دم نزع وہ ایں کوئی کہ
 میخانہ عالم میں غنیمت ہی را دم
 عالم ہی وہ بیدار او کھینے غرض ہے
 کشتہ تری قاست کا ہون خوشنوا
 بھین وہ ہوتا جو لیتا ہے سواری
 عاشق ہون مجھے کوچہ جانان سر غرض
 ہوش میں ہی رہا کرتی ہیں تیرے
 عاشق ہون میں بتیابی دل کا تیرا
 حال دل عاشق پہ قسم کرای بار
 وہ میل لان ہیں کہ نالوں بار
 اوس تر گسفتان سی ہی سمجھتی کا
 جو نیر ہوا ہے وہ غم عالم تھا ہے
 غریب ہوا اگر گنہ مقصد کا ہو
 اللہ ہی اوس ترک یر و کی محبت

پر و اندہ ہون چلنے کی سوا کام نہیں ہے
 مومن ہی توجہ طرف شام نہیں ہے
 جیتا رہا اگر صبح تو کیا شام نہیں ہے
 سہ دام پی صید دو دام نہیں ہے
 اس نخل کا میوہ تو کبھی نام نہیں ہے
 بندہ ہی تو ایسا کوئی گناہ نہیں ہے
 کیا کیے کہ کچھ کہنے کا ہنگام نہیں ہے
 اتنا ہی کوئی رندی اتنا نہیں ہے
 روئے کوئی ترپے کوئی کچھ نام نہیں ہے
 دفتر میں قیامت کے مرام نہیں ہے
 ای ابلق ایام تو خوش گام نہیں ہے
 واعظ تری جنت مجھے کام نہیں ہے
 گو یا کہ زبان سے ہیں کچھ کام نہیں ہے
 جب تک نہ میں ترپوں مجھے آرام نہیں ہے
 روئی کی جا پنے کا ہنگام نہیں ہے
 کس دن چین دہر میں کرام نہیں ہے
 یہو نا تو ہو ایدہ با دام نہیں ہے
 جلا و کبھی مورد الزام نہیں ہے
 اس جج کے لیے جاہل اوام نہیں ہے
 کچھ جان کا ہوش ای دل ناکا نہیں ہے

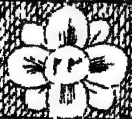


شبنم کی طرح ہم میں صبا باغ جہان برب
روشنی کے سوا اور نہیں کام نہیں ہے



لوگ کی لین نہ کہیہ نہ غار بیا بیا
یہ لیتے تھے کہانی بے پروا بیا بیا
کیا موافق ہی ہوا ہی چستان بیا
دیکھ کر گئی گھوگھٹ مغلستان بیا
لاگ کھتی ہی بلانی شب جوان بیا
راگ لانا نہ کھین بیل نالان بیا
جب سمجھنا ہو سمجھ لین ہر میدان بیا
روے دیتے ہو کچھ ای سحر شایان بیا
بجٹ نالکرا ای بیل نالان بیا
نہ چھاؤ نہ چھاؤ لبتہ ان بیا
قہر کا لالہ حراہ تب حیران بیا
چار آنکھیں تو کرین غول بیا بیا
میزبان آپسے ہوں او میں بیا
بھر ہوا جو ش غول دست و گریبان بیا

ای بنون ترک نہوافت نرکان
ای تو تھے کیا خوب ہی غارت بک
بگ دیکھے تو کوئی آگے بہار گل میں
اکٹھ لڑتی ہی ہوئی آپ کی توریلے
حفظ جان کیسے ہم سورہ و انجیل میں
تیری گلشن کو فقط اک تف لبتی
مر کر پرتی ہی او تھ جائینگے غریب کی
اپس پرچا ہمارے نہ چراغ جان پر
گوش گل کو نہ کیسے باغ میں صبر بیا
بیر اکسا جائینگے اور جائینگے دل کی
اکھڑا ہر میں روز سی زیادہ بیا
دیدہ داغ بنون سی یہ چلی کیسے بیا
گھر ملا کر ہمیں غیر جان سے نکالو
پھر چلے ہر طرف کی طرف اتنی بیا



ای صبا ہم سہی رہ آند ہی میں بقول ناخ
اور کے جائیگا کمان تخت سلیمان بیا



خاک بے نہ مکانو تھے بنائو
جامد تن کو میں ہولوں تین بیا

ہے لے تے نیا دان کہ جانیو
گل سراپا تری چلوں کے میں کما نیو

اوٹھ کے پہاوی کہ آبر بہن جانیو
 ایک کہ سروبی شاہ چین عالم کا
 کوئی غصے میں تری آنکھوں کی توری
 حال قارو کا قرآن کو لیکر دیکھیں
 شعلہ راہو گئے نالے فوقیامت آئی
 مر گئی عاشق نالان تو کہا اس سے
 منہ متوٹھا غیسے ترے دم را کھرا تا
 شب غم میں سر مالوں سے لگی دل چوٹ
 دیکھیے توری چڑھائی تو ہی قصیر
 سکہ ہلائی کے باز ارقیامت میں ضرور
 حال دل کیے تو کس طرزی ہا کشتہ
 عاشقوں سے کوئی دیکھے تو حسینوں کا
 نشہ حرمین کبابو کا نرا کیا جانیں
 تہری بحر جہان میں مقصد کی تلاش
 تری آئینہ رخسار کی مشتاق ہی دوست
 حال دل شب کو جو کہنے کو گئے فرمایا
 سر گئے بر بہر گناہوں کی گران باری
 طائر دل کوئی اس ام ہی جٹ سنا
 صبح محشر تری مشتاق تجھے دیکھیں گے
 کوچہ عشق کی راہ میں کوئی ہے کوچہ

جگر رول میں ترپ کر نکل آئیو
 خاک میں مل گئی کیا کیا سراوٹھا ہو
 شیر بنکر سی آج وہ میں ڈر آئیو
 از دھابنے جو بیٹھے ہیں خراپیو
 دونوں عالم میں میں اک آگ لگا بیو
 سو گئے فتنہ محشر کے جگانیو
 چپے ہو جا رہی باتوں کے بنانیو
 چھائی گوا کی گھریاں بانیو
 گدگد کر بھی ہنسائے ہیں ہانیو
 درہم دل غنیمت کی بھجانیو
 تم سلامت رہو الفت کی جانیو
 یہی مرشد ہیں فقیروں کی ستارے
 بد نر لوگ غم محشر کے گمانیو
 فردوزخ میں میں غوطے لگانیو
 سنہ نہیں مرقیامت کو دکھانیو
 لیجئے آئے مرے فیذاورانیو
 بیٹھے جاتے ہیں جنازے کے اوٹھا ہو
 گیسو یار بلا کی ہن چھپسانیو
 تری خورشیدی میں آنکھ لانیو
 خضر کسا جانیں غریب اگلی بانیو



ای صبا حشر کو ہم زندہ کیسے اوستے
المدد ساغر کو شر کے پلائیوا لے



آہ میں قوس ترن کا رنگ ہے
آب ہی گوہر بین گلین رنگ ہے
شگفت گھماے رنگارنگ ہے
عرصہ ہستی نہایت تنگ ہے
آج کل سہی چمن کا رنگ ہے
آب گوہر آب روی گنگ ہے
قیس عریان کس قدر بی تنگ ہے
شنگ اسود بھی تو آخر شنگ ہے
صاف ل آئینہ بی تنگ ہے
گیسوی جاتان بڑا سر شنگ ہے
شہر دل کا سیکڑ دن و شنگ ہے
نماہ دل میں صدای رنگ ہے
رات دن کی آسمان سی جنگ ہے
خضر اپنی زندگی سے تنگ ہے
آسمان دن بادل تنگ ہے
اشتیاق عالم نیرنگ ہے

دل ہمارا شستہ نیرنگ ہے
ہر جگہ تیرا نزلہ شنگ ہے
بانغ ہی ہم بین جنون کا شنگ ہے
چھیر تباہی کیوں سمند عمر کو
نفاک اوڑھتی پھرتی ہی بازخران
رو رہے ہیں کس صنم کی ویلاں ہیں
پردہ وارفت لیے نہیں
جو متاہی بت کو کس پر دیکھیں
دیکھ لہو صورت کدورت کی نہیں
تھقل دل پر چ آخر پڑ گیا
جان لیکر خاک پہونچیں جہنم
نظرہ زن ہی کاروان اشک غم
سزین کو چسپہ دلداری پر
خط سبز اوس بی دہن کا دیکھ کر
شکر کرتوڑا سا بھی گر ہو قرار
جام حبشہ دی پلاوی سا قیا



بیلیں گل پرندہ ہم یار پر
ای صبا یہ اپنا اپنا رنگ ہے



ای فلک کون پہرہ و طیرہ ہے
گمہ صغیرہ ہی گمہ کبیرہ ہے
چمن خلد کا ذخیرہ ہے
قتلہ گڑھے تو شدت شیرہ ہے
آئینہ کا فل سفید زیرہ ہے
چشم مجو حبال خیرہ ہے

شب غم اور نجات تیرہ ہے
آدمی ہوں گمہ و طیرہ ہے
نور سالان بلغ حسن ہی زہر
لب شیرین یار کے آگے
رنگ لایا ہے انتظار اون کا
دیکھ کر آئینہ وہ کہتے ہیں

بجر غم سے صبا نجات ملے پ
اس غزل کی زمین جزیرہ ہے

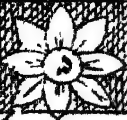
واہ ری تیور نہ چپکے اگمہ بق طور
پاس آو کیا تماشا دیکھتے ہو دور
باز آیا میں کفن ہی غسل سی کا دور
بولی وہ ہم بھی تماشا دیکھ لیں گی دور

لڑکھی اپنی نظر او سکی رخ پر نور سے
ترجین سن لوصیت شوق بکھور سے
ای خون وشت خونین ہو رہی غریز
جب کہا نیکی کہ مجھ سے ہو گا نما

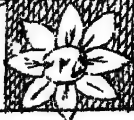
ناز کرتا ہے مرے دل کو ملا کر خاک میں
ای صہما اللہ سمجھ اوس بت مغرور سے

آدمی کیا خراب ہوتا ہے
لا مکان کا جواب ہوتا ہے
مالہ ماہتاب ہوتا ہے
عشق خانہ خراب ہوتا ہے
شپرہ آفتاب ہوتا ہے
دور دور شراب ہوتا ہے

دل لگانا مذاہب ہوتا ہے
خانہ دل ترے تصور سے
دور می اون کے جرم عالی میں
ہونی ہوتی ہی جبکہ برابری
جلوہ روئے یار کے آگے
جی پرستون کی دن جو پھرتے ہیں



کیا واساتھ دیکھا گردش میں



آسمان کیوں خراب ہوتا ہے

دیکھ جذبہ بین نہلا اوستم ایچو بجے
باروا لگا لگا گھومت کی میا دجے
بہونہ چتا ہی نہیں پایا مرا نزا دجے
کیا تماشا ہی کسینے نہ کیا یاد دجے

خوب معلوم ہے حال انشا دجے
بہنے نیکہ نہ نفس میں ہر زب دجے
اک پریرا کی غم نے کیا ہی لا دجے
ہاں کیا بھول گئے یار عدم جان دجے



اور تو کیا ہی ابھی خط غلامی لکھ دے



کسینے دے یار کی تصویر جو بہا دجے

کس قیامت کی بلائی شب تہائی
ناز کرتی ہوئی مرقہ قیامت آئی
قسمتوں سے سر سے حصے میں محبت آئی
ایک چکی سی جو بکودم رحلت آئی

کئی صورت نہیں بچنی گی وہ آست
مرگے پر جو مجھے یاد وہ قیامت آست
یار کو حسن ملا بغض و حسد بغیر دن کو
سم وہ میکش تھی اوسے قفل نیٹا دجے



بات رکھ لے دل ناکام نے مرتے مرتے



تالپ گور زبان پر نہ شکایت آئی

اک خاک یار کی کوٹھی تک بند ہوئی
اکیلے حشر کو غافل جو آنکھ بند ہوئی
شکست کیا نیکی جو فوج قلعہ بند ہوئی
نہ کی وہ بات طبیعت کو جو بند ہوئی
لہذا شراب ساقیاد سے
ماتنی ہمت تھیں خدا دے

پس از قہ مجھے موج ہوا کند ہوئی
جو آج دیکتا ہی تو وہ کلاں دیکھی گئی
نہ جای آن مری و لکھو سمجھے شکو غم
ہمیشہ جبر یہ بند کیا اختیار دھا
تا غلب شکست سے لگا دے
بوسہ دو رحمن بغیر مانگے

تیر سے لب لعل کون کا بوس	وہ لی اسی بہت جسی خداونے
اوس شونخ کو کینچتا ہوا لا	وہ لی جذبہ دل اثر دکھاوے
آئی نہ آتی دم کا کسی اعتبار ہے	ناپایدار زندگی مستعار ہے
آؤ اتنا میکد ہی پہ گیا کبھی کی طرف	پیل سحاب بھی شتری صاف ہے
جو حال کیتا ہی وہ کہنا پیام بہ	آئینہ آئین آگے از نصین اختیار ہے
خافل نمیکہ زر کو محبت کی آنکھ سے	وہ لی چمکے گی آنکھ ہر قیامت کی آنکھ سے
سو جی نہ زاہد و نکو برابر کی بات ہے	وہ لی دیکھے کوئی تونکو حقیقت کی تہ سے
یار آمادہ شہر روز رما کرتا ہے	وہ لی سامنا موت کا ہر روز رما کرتا ہے
بی یار منہ سہی خاک نہ ساغر لگا	وہ لی شیشون کوتاک تاک کی تہر لگا ہے
راحت کی جا کہیں بھی نہ پای بجز خدا	وہ لی ہر سو بزرگ برق تپان ٹھونڈی ہے
منہ نہ لگے دخت زر کی اپنی منہ پر جا	وہ لی راز کھلی لیک شیشے کا نہ منہ کھلو
غم فراق سی دل کا یہ حال ہونا تھا	وہ لی جو کچھ ہوا شہر نی تھا طلال ہونا تھا
کیف می سی رہی روند و کا مقدر	وہ لی شیشہ اس دویرین اوٹار ہی ہے
سچ ہو جس کا طریقہ وہ ہو کیونکر سید	وہ لی کہیں اوٹار ہی گرہ باز کہو تر سید

رباعیات

کیون مجھ سے تعلی کی نہ تو ای بنے	معلوم ہوا نیکیوں کی میں بنے
اک رنگ یہ ہیں ہم تو بزرگ خورشید	گر گٹ کی کی طرح رنگ زمانہ بد

ایضاً

سر سبز ہوا کبھی نہ باغ ہستی	سر چوٹ رنادر آباغ ہستی
چلنے جو گئے ہجوم غم کی جو کے	خاموش ہوا صبا چراغ ہستی

کیا خوب فراموشی کا لقمہ سے واہ ایسا بیوقوف کے رہن کم کردہ راو
ای بندہ نواز ہر تلوں کیسا روحان و ناقوت الایمان

قطعة تاریخ کتاب پنجہ مہر ایف مزار عالم علی مہر

پنجہ مہر جواز مہر شہد
جبذا نسخہ کہ از ہر لفظش
عیسوی گفت صبا آغوش
یہ بیان نش دل من سید اکت
من منی بچہ پیدا گشت
پنجہ مہر یہ بچہ گشت

قطعة تاریخ مسجد

کرد حافظا علی بن مسجد
فکر تاریخ چون صبا کردم
مجددہ خوب شد پے عباد
گفت دل نا بخند آباد

قطعة تاریخ انتقال والدہ شہید حسن نظم

ام مدی حسن نظم چو مرد
از سر آہ صبا بنو شہد
روح گفت فردوس شدہ
موسنہ زینت فردوس شدہ

قطعة تاریخ امام بارہ بنی جان طوالف

غراخانہ شہر ہر دوسرا کا
ہوئی مین اسکے بنی جان بانی
نبائی چوک مین باغ و جلال
ز جی ہمت خوشا طالع خوشحال
صبا فی نظم کی بنی کی تاریخ
زیارت گاہ سید بنی تہی سال

قطعات تاریخ وفات افصح الفصحا جنا بیروز علی صبا

قطعة تاریخ طبع زاد شیخ فضل احمد صاحب متخلص گیت

صبا چون از جهان رخت نہایت
خداوند البقیض رحمت تو
شد از باد اجل بر باد خاکش
نگردہ در قیامت سحر باش

<p>هم از چوب کهن برین میساید اگر یک قطره از آب تو بارو بهرج و هسته تار و مصالحش خداوند بیا سحر صبا را</p>	<p>بدروزی از کرم دامن پاکش برآید باوه اهره و تاش نوشته از خون دل کینه جفاکش هوا می خلد سازی روح پاکش</p>
---	--

ایضا

<p>چون صبا از خای خار ابل بهر تارخ ریش اسے کیت آمد از آسمان چشبین آواز</p>	<p>نقل کرده ز گلشن ایجاو بود در جستجو دل ناستاد برزین تاج شاعری افتاد</p>
--	---

از شیخ امداد علی صاحب متخلص به بحر

<p>کامل شعر و سخن عالم اسد ارکام دوست یکرنگ و ناکیش کثیر اصبا بود بهر سفر غله برین پابرکاب ملت یکشبه از قابض لاهوت نیا بحر ازین مصرع بانسوز گل سال است</p>	<p>بیل باغ مضامین شکفته بنیاد صاحب باغ و خوش طوار و جوان نیکباد ز اسب بگسته عنان بر سر خاکش رفت از دار فنا خسته دماغ و ناستاد چمن هستی موهوم صبا شد بر باد</p>
--	--

از خواجه عزیز الدین صاحب متخلص به غزل

<p>دوشش یاد بگوش آه گفتم صبا ست از رنگ صبا این که جدا گشته غدا</p>	<p>ناکمان بیل ل نوبه کنان کردنا از چمن سبزه گل از شبنم و از باغ صبا</p>
--	---

از میر ولد حسن صاحب متخلص به فوق

<p>جب گریه گویست و وزیر علی حکما سی کما سیه جا کرمال</p>	<p>کان سی منده سے خون بنه لگا بولے وہ فصد لوتو تو بگی شنایا</p>
--	---

کیا کہوں کیسا ہو گیا ہفت	فصد کملو آئی اوس گہری اوکی
عالم ترن ہو گیا سپا	بنضین ہاتھو کی ہو گئیں ساقط
پنجیہ کا شاہ چھپلا	غیر حالت جب اسطرح کی ہوئی
ہای اوس دن یہ ساختہ گذرا	بست و ہفتم نہ صیام کی تھی
خوب محشر پاسبون کیا	روح نے کی مفارقت اوس دم
اکی زمانہ ہوا نہ ر ہلا	گروش آسمان کے ہاتھوں سے
ہمسے اندھیر ہو گیا کیسا	آفتاب سخن ہوا چنباں
جو کہ قسمت میں ہونا تھا وہ ہوا	نکر تاریخ اب کردای فوق
گئے باغ بان سے آہ صبا	پھر کئی یہ دفات کی تاریخ

ایضا

باغ عالم میں غم ہوا سب کو	چل جی میلہ ہوئی گل کی طرح
سے گئے داغ گیا صبا سب کو	خوق نے رکی یہ کئی تاریخ

از مرزا آقا حسن صاحب مخلص آقا

ییل دل ہوا کدے بے صبا	یلع عالم پر اودا سے چاگئی
دل شکستہ ہوئی کیونکر بے صبا	مصرع تاریخ آخانے کما

از مرزا حاتم علی صاحب مخلص جہر

پہو لو کی بو پہو لون کی محنت میں	بزم مستان باغ جہاں چر گیا
نارسی جو شش وقت میں ہے	ہای مرے دوست صبا کی
دور صبا گلشن جنت میں ہے	مصرع تاریخ سو فہرے

از میر عباس صاحب مخلص سلیم

پسندید گلزار حسنه برین
چو شصت صبا بوستان سخن
صبا شاعر سے منتخب لاجواب
گفتی صبا باشد گلستان ضرب

از شاه مرزا صاحب متخلص به کاشف

صبا خوش فکر و خوش آیین خوش طبع
سایم الطبع و خوش خلق و خوش اطوار
چو ببل گشت پامال از فرس آه
چو ببل گشته نالان جسمه عالم
شد ای کاشف چنین سال وفاتش
که مثلش در ریاض و بر کم شد
ز دست چرخ مجوس الم شد
بزرگ غنچ خون بر دل زغم شد
چو شبنم دیده اجباب نم شد
صبا غازیم بهستان ارم شد

از محمد تمس الدین حسین صاحب متخلص به شمس

صبا آن عند لب گلشن بهند
دل بیل سوز رخ او سوخت
لباس مانتی پوشید هر بخش
شستم غنچه مرا گلنده از درد
شدیم ناگهان از بیل قدس
چو قصد گلشن دار البقا کرد
ز جوشش ناله محشدا کرد
پنج و تاب سبیل لبه و اگر کرد
چو تارخیش طلب طبع رسا کرد
صبا در گلشن فردوس جا کرد

از مولوی محمد بخش صاحب متخلص به شهب

صبا از گلشن دنیا صد افسوس
سوی ملک بقا از ملک فانی
شد از بارش دنیا جانب حسد
چنان این حادثه رود ادای و آ
بنی قایم ز پر سپیدم ز هر گل
چو بیدی گل رفت و چون صبارت
ز اسب افتاد و بر اسب قضا رفت
عجائب عند لب خوش نوا رفت
که ساله در حساب از بهوش رفت
صبا از گلشن دنیا کجا رفت

از میرزاوی غلیخان صاحب مختصر

دفع فرقت و او چون کردید از کعبه
 اگر عزم گلشن حبت صبا شل صبا
 بر فرازش غرسانش بود بعد از فاقه
 یا فتره ایهای بافت های ثابت آشنا

خاتمه الطبع

پس از ترانه سخی عند لیب غامه بر این محمد محمودی که اوراق چابیت اربع عشر
 با وجود مخالف طبعی و تباّن ظاهری و یک شیراز بسته و اجزا پریشان عنقوی بانه
 رشته امرن منسلکات خسته طخت توانق و جمعیت عطا نمود و لسان نسان ضعیف انسان
 بحسب کلام ناطق ساخته قوت مینه بلاغت و فصاحت و بیت نمود وجود مصنوعی بر کمال قدر گو
 وان الامر کمر بند بر سلطنت قاهره و انبیا در دمای درد و مسرود ارکان نور حدیقه فصاحت
 بلاغت که مطلع قصیده بنو نش و صفحه عالم جلوه ظهور یافته و از نو لیسان با نسی دنیا المصنوع
 اللهم صل علی محمد و آله و اصحابه جمعین اما بعد بر آفرینش شائقان نظم سخن و طالبان مضامین
 نو و کمن بشاقتیت که درین ایام فرخنده و زجا کلام بحر نظام سیر خل نظام دهر سر نشا
 فصاحتی عنقرض مضامین آبدار رنگین بانی بحر موان فقرات شیرین کلامی انص
 الغصا المبلغ البلقا جناب میرزاوی غلیخان صاحب مختصر صبا گل سرگلش لکن
 مسیحی غنی که در دست هر چه با تمام اضعاف العباد و حق الا و از حق علم و هنر عاری
 محمد یعقوب انصاری اعلیٰ طبع آراسته شده بود و حالا باز بخواند نگاری شائقان بطور غرور
 انداز خوش اسلوب ماه ضفر الظفر که بحر طبع کا زامه نیت طبع یافته بطبع و نفع حاصل

قطعه تاریخ ترتیب دیوان

کیا تو تازه و خوش رنگی دیوان صبا
 چکا هر شورش معنی کی سبب جان
 بقیل طبعی انی طوط عجب موسمین
 کنی تاریخ تمامی کی گلستان سخن

قطعه تاریخ ترتیب دیوان صبا منظره جناب عبدالرشید خان

صبا کا جمع ہوا چہنچہ کیلئے دیوان	مریض غم کا اسی نسخہ سرور کو
ہر ایک بیت تصور خیالی کی ہے ہے	ہر ایک شاعر معنی کو رشک تور کو
بلند گو نہیں لیکن میان دور و سخن	کہ اس زبان کو ای مہر شمع طور کو
بہشتی محبت یہ: لیس جب آیا	کہ جطر حسہ ہو تاریخ تم زور کو
سروش غیب نے فوراً ندایہ ہو بجائی	بہار گلشن فکر صبا سے نور کو

قطعه تاریخ طبع دیوان سن متاع فکر یاو کار انوری جناب مولانا علی محمد

جناب مولوی یعقوب خوشنود	کہ باشد شہر شش از ہند تاروم
بصحت طبع دیوان صبا را	از اشعارش شدہ افلاط معدوم
شیدہ مشہدی تاریخ طبعش	و تالف آپ کو ہر باسے منظوم

کلام فصاحت انجام جناب اب محمد صاویح خان در

در حسن و بہار جملہ فائق باشد	پاک از ہر عیب از ملائق باشد
آوازہ رسید از فلک تا بطبع	بطور طبع ملاءق ملائق باشد

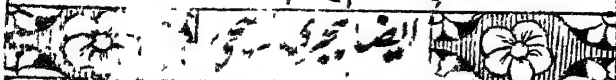
ایضاً سخی

از گوشش مولوی محمد یعقوب	سر چشمہ علم و خلق و بذل احسان
کلمہ نوشت انیسے سال سچ	ترتیب مسرت عجائب دیوان

کلام بغاغت تو امان جناب زراچہ کی خان صاحب محفل

گشت در طبع شاداب جناب یعقوب	طبع دیوان صبا صاف چو طبع مہر تو
جنور ہر ورق ملاؤ ان موج صبا	غیرت آرائی رخ بارہ خرم ہفتون
نہ عام از دین و دنیا و نواخوان سخن	این کلامیت مگر ہر سحر و افسون

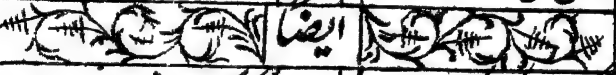
کشت فرمائش تاریخ فی خاتمہ شمس (۱۰) اربعہ منہ لکھ ۱۰ اربعہ منہ لکھ



جناب مولوی یعقوب دی بام	بہ ارجاء سعید و حین تاسیہ
منمودہ طبع دیوان صبارا	بجمن صحت و ازیدہ دوادریہ
بہر اکسیر دیدار آن اوزق رنگین	برنگ غنیمت و سد بہر خندید
نیال سال پیری چون زگی گزند	فروغ عقل دل کست فہید
خیال عیسوی سانش حوآمد	فروغ با مشرق تاریخ گردید

کلام بلاغت منشور جناب پیر وزیر صاحب مختصر نور

نور جو دائرہ ہے دیوان کا	می گلگون کا ہے ایان ہی
بیل دل نے سال طبع کہا	ہی صبا کا لطیف باغ ہی



گلشن فکریں کلام صبا	گل گلزار شادمانی ہے
برغزل کا بہار یہ مصرع	نمہ یو مہر و بوستانی ہے
نور نے طبع کی کمی تاریخ	کیا چہا غنیمت معافی ہے

نیمتہ فکر رسا جناب مولوی محمد فیض الدین صاحب مختصر نور

چہا کلام صبا کا دوبارہ فی نور	کہ جسکا مثل زمانے میں آؤ غلام ہے
خیال تجلی تارخ کا کہ ثابت	کہ کلام صبا دلیزیر عالم سے

مقطعہ تاریخ منظومہ جناب وارث عینی صاحب مختصر نور

کل سے برابک لفظ سخن کے اک من	پہو لوں کا بہ ورق ہے تھکے کما ہوا
دیوان کا یہ غنم نے رنگین سبک	مطبوعہ لا جواب ریاض صبا ہوا

نتیجہ فکر سلیم جناب منشی محمد انوار حسین صاحب تسلیم

برنگ گل تر مرادل کھدا

ہوا از مطبع پھر کلام صبا

کھو غنچہ آرزو اب چپا

دم فکر تاریخ دل سے کہا

اجی غنچہ آرزو پھر چپا

چپا چپا یہ دیوان دل فی کہا

لکھ کیسا دھچپ بارغ صبا

وہن بنے ہی اسکی تاریخ سال

نظم مرغوب جناب منشی محمد فاخر حسین صاحب خضر

صفائی پر نظر کو آگیا غش

چپا دیوان پھر ان خوبونے

اداسے جلوہ نما گرد آتش

کھو تاریخ سہل طبع فاخر

کلام دلپسند جناب حکیم محمد عبدالرزاق صاحب خالص

کتابت دم تحریرین گویا کہ گیسفتم

دیوان صبا کشتہ مطبوع بصورتی

این نسخہ زیبا شد مطبوع جہان گشتہ

دور فکر سہل طبع بودم کہ بہن خالص

نظم مطبوع اہل دل جناب حکیم مرزا محمد علی بیگ صاحب خاقل ہلوی

یہ کلام شاعر شیرین مقال

واہ واہ کیا خوب کیا اچھا چپا

واہ چپا با خوب دیوان ہمشال

کسی کو خاقل مصرعہ تاریخ طبع

نتیجہ فکر عینف جناب شیخ محمد عبداللطیف صاحب خاوص

کہ ہر فرد ہنر آرا بجان دل پسندیدہ

بدیوان صبا از طبع افزودہ جہان لوت

کہ با جان صبا کوئی جہ خوش مطبوع

خلوص از بہر سال طبع آگفتہ بہن

قطعہ تاریخ طبع دیوان شاعر

شدہ طبع در مطبع کستو

چو دیوان سید وزیر علی

بہر شش جہت شہر و ان سوچو

پے سن طبعش صلا سے کرم

فکرت از قلب قلب شریک
صبا کوئی غنچہ آرزو

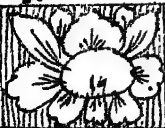
صافی دل ہو تو سیہ کار نہ کھلائی گا عود پیری مین جوانی بھی کہیں کرتی ہی مزا نفس کشی کا جنین ای چنی بھول جاؤ نگاہیں مرگ میں اس عالم کو جان دوں گا جو کبھی بال سنڈائی تھنے دوستو جنکو چراغ سحری کا ہو گمان	روز روشن پہ کر گیانہ کوئی تہمت کیا دعا کبھی دم صبح پی صحبت مر عین سکھوں مین بہترین پی صبح کو یاد رہی گی نہ مجھی صحبت گل کر ونگا مین چراغ افسانہ نصبت وقت یا مین ویکو جو مری حالت
--	---

۱۵	عزت حق ہی صبار سے خطا اذکار ورق صبح پہ لکھا ہے خط قلمت شب	۳۳
----	--	----

یون ہی فرقت مین یان جگر بیتاب یار سی کیا جواب خط لا یا لب شیرین پراونکے خط نکلے دیر ڈکھے مین ڈھونڈتا ہوں آو عشق جانان مین مضطرب حسین ور غلطان حبان مین پھین شہور ہین قیامت بتان گرما گرم یار کے پاس جلد جا قاصد جو مرا حال ہے وہ کہد مینا ہجر مین دل کو بیعتداری ہے صبح سی شام تک نہیں آرام برق و سیلاب گو کہ ہین بیتاب	مرغ بسمل ہو جس قدر بیتاب دوڑا آتا ہے نامہ بر بیتاب بیو تیاں ہین پی مشک بیتاب دوڑتا ہوں ایدہراو دہر بیتاب صورت برق ہی فستہ بیتاب عشق دندان مین گہر بیتاب سنگ ہین صورت شرر بیتاب ہور با ہون مین نوجو گر بیتاب دیکھ بے ہون مین کس قدر بیتاب جان بی حسین ہے جگر بیتاب شام سے ہون مین ناسخ بیتاب وہ بھی مجھے مین ہی بیتاب
--	---

اوس سی مین ہون زیادہ تر بیتاب
بہر من ہون اوس قدر بیتاب

کیا تیری سی ماہی بنے آب
وصل مین جتنی پانی سے راحت



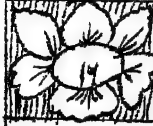
چاہئے غم مین صبر بھی تہوڑا
ای صبا ہون اس قدر بیتاب



بیٹھ جائے صورت درو تہ مینا سحاب
سہاگ جاتا ہی ہمیشہ چوڑ کر پلاسحاب
بنگیا دو چہرے لالہ صحر سحاب
لو مبارک ہو تھیں ای میکشو آسحاب
ہنگیا امواج مین مثل کف دریاسحاب
ہنگیا منتر آلودہ سودا سحاب
لہر کیا کیا آئی جب دیکھا لب ریاسحاب
دیدہ ترکی بدولت ہو گیا اعلا سحاب
ہی ہماری دیدہ پر آب کا پردہ سحاب
ہی مرقع مین دہان مار کا چالاسحاب
دلع دیتا ہی افواج یار مین کیا کیا سحاب
پر تو خورشید سی ہی نور کا کجاسحاب
ایک کوشہ ہی ہماری دامن ترکاسحاب
رغل سا غم سہو مینا لڑک صبا سحاب
بر کمان سی موتیوں کا لالہ کجا سحاب
ہو گیا سعدوم مثل سایہ غفاسحاب

بہر ساقی مین جو دیکھی پوشش صبا
بخت گریہ مین ہماری دیدہ پر آب
ہم وہ جنون مین ہماری سر پہ سنگی لے
رحم فرمایا مختاری حال پر اندھنے
کشتی گردون مرقع سے طوفانی ہونی
جولوہی مین اوس پر کی بال کبریٰ بیک
مثل موج آب دل لٹو ماہی کی بغیر
آبرو کیا کیا ہماری انگباری ہی طے
کیا تصویر ہی ہمیں برق نگاہ یار کا
لہر لگتی ہی فضا برسات کی ساقی بغیر
سکیشی لگے برس کی یاد آتی ہی مجھے
ہی تصور سے کیسے چشم تر مین روشنی
آبرو پانی ہی اپنی آنسوؤں کی تار سے
چاہتا ہوں ای فلک مین آئینہ چلن
نگ مین تو گیسو بدلتی کی ہر سر
ای صبا ہون چویری انگبار کا اور

دیرانہ سان ہی ہجر کی شب بھر خراب
خوبو نکاح رز نے کیا ہی چلن خراب
کھوئی ہی اچھٹا آبروی حسن دی ہا
دیکھانہ نعل لب ساتری لعل و ہرا
صحرا میں بھی جنون مرا کتنا نہیں تپا
مثل چرخ غول ہی شمع لگن خراب
پھرتے ہیں نیا دیو کی طرح سیم تن خراب
اندھ ہی کنوئیں کی طرح ہی چاہ فتن خراب
جو ہر شناسا بند پیری تائیں خراب
مثل غزال پرتی بین اہل وطن خراب



رسموا سنون بہر ایک سی آنکھیں لڑائی آپ
کر تباہی آدمی کو بہت ہانک پن خراب



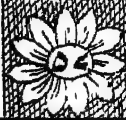
رتھی ہی یاد ابروی دلبر تمام رات
مہمان رہا وہ مہ جو مری گھر تمام رات
اوس آفتاب کی جو مجھی لو لگی رہے
سودا غیر ساقی موش رہا ہمیں
لوٹی سہار سب نسل باغ وصال کی
صبح شب وصال قیامت ہی جان کج
تھنے تو قہقہوں میں بسر کی سو تنک
لوٹا کیا میں خاک پہ پی یا تھسہ
سوئی دیانہ قامت جانان کی یاد
کیفیتیں ملین میں عجب وصل مارین
سامان وصل میں تری ای باوٹھن
امی گردش فلک ترا خانہ خراب ہو
ای رشک آفتاب تری انتظار میں

لکشتی ہی زندگی تہ پنجہ تمام رات
کیا کیا چلا ہی چرخ ستر تمام رات
دہنتا رہا میں شمع صفت ستر تمام رات
پتھر تھا اور شیشہ و ساغر تمام رات
سو نگہ کیا میں گیسو دلبر تمام رات
ہم ہی ہیں بس تمام ہوئی گرتا تمام رات
رویا کیا یہ عاشق مضطر تمام رات
خالی پڑا مرا بستر تمام رات
محشہ پار ماری سر پر تمام رات
لڑتی رہی ہیں شیشہ و ساغر تمام رات
نار و سچ ہی نہ یادہ اوٹھا ز تمام رات
رہتی ہیں ہم فذاب میں دن بھر تمام رات
چسکی نہ آنکھ صورت اختر تمام رات

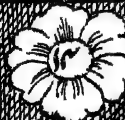
اوستنی دیا نہ شام سی تا صبح وصل میں
ای بت تری بغیر حور بنتا ہوں باغبین
چھوڑا نہ ہنسنے دامن دلبر تمام رات
نیشنم کی بدلی پرتی ہن ہن ہن ہن تمام رات



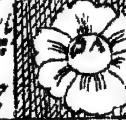
اللہ ری تیر کی شب فرقت کی ای صبا
چمکا کوئی فلک پہ نہ آستہ تمام رات



یار گسوسن ہے اشک وان بجلی رات
خوبیا بڑا ہی تصویرے سنان آج کی رات
واہ کس نرسی وہ رشک فرسوتا ہی
بوسہ مائی و ہن حور شامل ہن نصیب
کیسا پامال ہو اجت سیہ کے ہاتھوں
ہجر ہی کھر پہ جنم کا گمان ہوتا ہی
ہم وہی ہن جو کیا کرتی تھی دین تیر
چیکے چیکے تھیں شب وصل میں کلک بایں
آپہ فرما یں جو ای یار نزول اجلال
بنگنی صاف پی چشم و جوان کی رات
شکل قانوس خیالی ہی مکان آج کی رات
چشم انجم سی فلک ہی نگران آج کی رات
ماہی چشمہ کو شہی زبان آج کی رات
بنگنی سیری لمی پیل مان آج کی رات
کس قیامت کا ہی و کو خفقان آج کی رات
زکھراتی ہے نقاہت زبان آج کی رات
عروش تک جاتی ہی فریاد و فغان آج کی رات
لیلاہ قدر ہو بندہ کی میان آج کی رات



اپاس ہمایہ ہی چپ ہون میں شب فرقت میں
جاون دل کہول کی رو نیو کمان آج کی رات



خافلو وقت دیر کا رونا عبث
ایک دن گرگ اصل کا ہے شکار
کارخانہ عالم اسباب کا
توڑے اپنے بت پندار کو
قبر میں جاتا ہی او خانہ خراب
سب گلہ بجا ہے سب شکو عبث
ہیہ تک و دو ای سگ دنیا عبث
کچھ نہیں بیف مدہ بجا عبث
کیون بنا کر ماہی یہ نقشا عبث
کیون پڑا پھر تا ہے تو ہر عبث

<p>کیون چہ پہ پہ چہ پہنیں سکنو کی سیدہ ہی کوئی طور ہے رفتار کا پھر دو بارہ طور پر بجلی کرے اگوش گل قابل سماعت کے نہیں کیا مٹی جاتی ہو عجبے کی سیلے اپنی ماہیت سی آگاہ ہی نہیں بینشان دنیا میں جب خود ہو گئے کل کی کل کے ہاتھ ہی ای غفلو</p>	<p>بے حجابانہ ملو پردا عیث دل کو کرتے ہوتے و بالما عیث تمنے آنکھوں میں دیا سر عیث نفرہ زن ہی بیل شیدا عیث زادہ و تمتو ہوئے پیدا عیث کیون روان میں ہر طرف دریا عیث نام ہی مچھ صورت غفا عیث اتح محکو ہی غم فردا عیث</p>
---	---



زلف جانان تک سائی ہو چکی
ای صبا ہی آپ کو سودا عیث



<p>کوڑی کی کام کا نہیں زوار کا مزاج لقا نہیں غلام سے سرکار کا مزاج سبھا ہی کیا کہہ رہی تسمک کا مزاج اللہ ہی تیری طالبیدار کا مزاج توبہ کرو نہیں یہ کہہ کار کا مزاج جانا رہی نہ ماسد سے مجھ ارا کا مزاج سودا کی کستہ شہر کا مزاج دیکھی کوئی خدا سگ لدار کا مزاج پہچانتا ہوں خوب بین سرکار کا مزاج کیا اعتدال پر ہی مگوار کا مزاج</p>	<p>بد ہی حریص رہم و دنیا رکاز مزاج کیا پوچھے گا عاشق بیار کا مزاج خالی نہ جا بیگی کبھی آہ دل خزین یہ مٹھا ہوا ہے وعدہ فردا کی شیر جنت کو جاؤں آپ کی کوچی کو چوگر ای آسمان سمجھ کے ذرا سوٹھا تو ملتی نہیں بلا کی طرح ہی اڑی ہوئے پیرا ہی پڑی ہو مری شیر کی طرح اللہ ہی جو حال پہ بند کی ہو کرم بوسے جو روز ملتی ہیں روی ملیج کے</p>
---	--

لوگوں کی چاہ و آوہنیں غرور کرویا	لوگ بجاڑ دیتے ہیں سرور کا فرائج
انصاف ہو تو بندہ بی زہر ہو یا رکا	ہی خود پسند یوسف بازار کا فرائج
برگدزی بت کہہ دے حرم کو کیا سلام	پاکر کلفت کا فرو دیندار کا فرائج
کوچی میں یار کی نہ کسی نے لیا سلام	پوچھا کئے کھڑی درو دیوار کا فرائج
جس سایہ خوب ہوتا ہی آگاہ حال سے	پوچھی کوئی جگر سے دل زار کا فرائج
اویں لالہ رو کو دیکھ سہولای عشق گل	سیرنگ ہی عفت دل گلزار کا فرائج

ثابت ہی انقلاب زمانہ سی ای ہجلا	۱۸	۶۰	ثابت ہی انقلاب زمانہ سی ای ہجلا
مقام نہیں ہی چرخ جفا کار کا فرائج			

دل ہی خدایہ بیخ جگر ہی خدای رنج	پیدا کیا ہی ہلکو حذائے برای رنج
خاک کسی ہی کچھ نہیں ہوتا سوا رنج	دنیا میں لائی ہی ہمیں قسمت برای رنج
ہوتم سے بلغ خد چٹا جسے کوئی یار	وہ ابتدای رنج ہی بہہ انتہای رنج
ممکن نہیں ہی آتی جو بوی گل نشاط	ایسی دماغ جان میں بہری ہی آتی
جھڑکی دی گالیان دی تنگ ذلیل کر	کافر ہوا ہی صنم جو ذرا دل میں لائی رنج
ہم غسل آہ سے چمن روزگار میں	باندھا کئی ہوا ہی نشو و نما رنج
ای صانع ازل مری مٹی خراب کی	کیا چاہے تھی خانہ دل میں بنائی رنج
سب درست اپنی حال میں ہیں اپنی بنا	کس سے کہوں میں کون سی باجرائی رنج
ہم بد عشق کی متحمل نہ ہو سکے	میں ل بڑ کی بیٹیہ گئے وہ اوجھائی رنج
ہمیں سکھائی دایع ہزار دن بہری	قصر دل فقیر ہے دولت برای رنج
سہولی نہیں نصیب لی لکھی کی خوبان	تھریر یوح دل ہی سب باجرائی رنج
ممکن نہیں مزاج برسی ایک حال یہ	اگر آشیائے عیش میں گم آشیائے رنج

<p>اچھے بہہ قمقمے منین عاشق کی حال پر ہوتی ہیں کس لباس میں شہاد و کنا کیا غم جو کوئی یار میں ہوتا ہوں مال کہتے ہیں میری دوست مرا حال نہ کیا سودا کی عشق میں یہ سعاد و حصول دیکھو مٹھی مٹھی دین کین ہو نہ جای رنج بھر عروس فکر ہی زیبا ردای رنج فرط خوشی سی خاک مینو قلعین جای رنج دشمن کو بھی خدا نکری ہتلائی رنج بخت سید ہی سایہ بال سہای رنج</p>	<p>اچھے بہہ قمقمے منین عاشق کی حال پر ہوتی ہیں کس لباس میں شہاد و کنا کیا غم جو کوئی یار میں ہوتا ہوں مال کہتے ہیں میری دوست مرا حال نہ کیا سودا کی عشق میں یہ سعاد و حصول دیکھو مٹھی مٹھی دین کین ہو نہ جای رنج بھر عروس فکر ہی زیبا ردای رنج فرط خوشی سی خاک مینو قلعین جای رنج دشمن کو بھی خدا نکری ہتلائی رنج بخت سید ہی سایہ بال سہای رنج</p>
---	---



اندھیر صدمہ شب وقت ہی ای صدمہ
 اندھیر چراغ جان کی ٹہنی ہو آبرج



گاہ دہانگیر شب ہوں کہہ گیا کین
 ہر شعاع شمس ہو زورہ ہی تغیر
 رنگی شب کو ملا پروانہ جاگیر
 کاسہ خورشید قبا ہی جابا شیر
 شام سی پیر فلک کرنی لگا تیر
 جام آتا ہی نظر آیتہ مقصور
 نالہ شبگیر مین بیان عشا تیر
 نیر اعظم نباداغ جبین پیر
 ہو گئی ند بوج سنگر نوہ شبگیر
 جسطرح مشرق سی ہوتی ہی عیاں
 دام شب تیری رہا یار کین تیر
 بہو رہی ملک نیام شب سی جیت
 تیر کی شب مین پنہان ہو گئی تیر

شکوہ تاثیر شب ہی شکوہ تاثیر
 نہ ہسری گریار کی رخسار روشن
 زلف کو روی مخطط پر جگہ دی یار
 او کی سوزی تہن کی عشق کا نہیں
 رات کی آبی کا وعدہ جب کیا ہوا
 آب می مین گلشن دی ساتی پر نور
 دودھ آہ بی اثر سی ہی شب غم کو عروا
 جہہ سانی کی تری ور کے جواہر گرون
 مر گئے ہم جب ہوئی آخر شب وصل صنم
 اپنی گنری یون مکتا ہی ہر شکفتا
 قید زلف ماری اپنا دل روشن چنی
 رات وصل یار کی گنری تو اپنی ہوئی
 چوڑی جب زلف اتوئی عارض پر نور

حیلہ سازی کی کیا روش فریب جس کو
میں کلاب سی عیان نہیں ہوتی تو فریب



صورت دیو شب تم ای صبا ناپید ہو
روی نوزانی کمین اپنا دکھای پر صبح



بزرگ بوی رگ گل ہی ہم زار میں روح
گریز کو گئی آفر کو اضطراب میں روح
بنی ہی موج باد و خان مہار میں روح
کیا سچی موج ہوا ہی مری غبار میں روح
اروہا و دہر کمین بھگت نہ مختار میں روح
خدا گواہ ہی ہوتے جہا اختیار میں روح
مزار میں مری میت ہی کوئی یار میں روح
جہاں ارپی اس مجھ سے کنار میں روح
مکمل نہ جای کمین ساقیا غار میں روح
اکہا تک کی نکلے ہی انتظار میں روح
نفس کی آمد و شد سے شہ شہار میں روح
رہیگے بعد فنا کو چہ نگار میں روح
تمام عمر ہی دل کی اختیار میں روح
خوشی ہی پہلی ساقی بنیں مہار میں روح
کبھی ہی لب پہ کبھی چشم اشکبار میں روح
لگی ہی تری شمع آبرو میں روح
جو اضطراب میں دل ہی تو اندھار میں روح

نہ کس طرح ہوا ہو ہوا یار میں روح
اوشا سکے نہ انیت فراق یار میں روح
بہر یار تپتی ہی لالہ زار میں روح
پس از فنا بھی ہی اندھی ہوا یار میں روح
خدا کی واسطے قصہ دوئی کا کیسو کر
نہر بار بار سی ماگ بت پر ہم خدا کرتے
براہو موت کا جسے یہ تفرقہ ڈالا
مجاں کیا تہ دیای عشق تک پہونچے
خدا کو مان نہ اتنا جبکا شہر اب پلا
کیسکے و مدیکار نہ کہ دیوان آہی
عجب حساب سی دنیا میں زندگی کاٹی
عذاب گور سے ہو کو ڈرانہ ای و عذاب
سدا غراب رکھا اپنی ساتھ اسکو ہی
چمن کو دیکھ کے تفریح دل کو ہوتی ہی
شب فراق میں کیا اضطراب ہتھابی
نہ سجھے و آتش شوق شہادت انہی ظالم
شب فراق میں کیونکر مہین قرار آئی

اوی کی ہاتھ حیات و مات ہی سبکی
حقیقتاً ہی حبیب اکرم کردگار میں موج

ناملی کرین پیا ہو قیامت کی سیطرے
پیدا ہوئی نہ راہ حقیقت کی سیطرے
ممکن نہیں رکون دہ رطت کی سیطرے
کھلا نہ آفتاب قیامت کی سیطرے
کام آئی قبر میں نہ عمارت کی سیطرے
جیسے نہ جائینگے یہ مصدیت کی سیطرے
رہتا نہ آسمان سلامت کی سیطرے
حقاکہ ہو سکے نہ عبادت کی سیطرے
حق تو یہی ہی کہلی نہ حقیقت کی سیطرے
ذرہ ہی آفتاب میان خبار صبح
سرخاب کی سیطرے رہا انتظار صبح
سبہا میں آفتاب ہی زیب کنار صبح

و کمالین کے چہرے وہ قامت کی سیطرے
سیاح گوربا میں بہتر طریق کا
راہ عدم متن رسم نہیں پاتراب کی
داع جگر کو لے کے گئے حشر میں ہم
مر کر جو مشہور کی بنی مقبری تو کیا
ممکن نہیں بچیں جو غم جہاں میں
کھراتی آہ جاگی جو اس خاکسار کی
کعبے میں بھی گیا میں گلیسا میں بھی گیا
چاہا کہ حال جلوہ حسن تہاں کھلے
ہی گرد روی یاری کی اگی و فار صبح
ملے تمام رات کتے جہاں میں
ساتی فی جب بغل میں لیا شیشہ شرب

کیا کیا ہوئی زیارت لعلی صبح یار
نوشکیا خواب عبادت گذار صبح

خوشید پر ہی لکھ ارب ہمار سرخ
یکیزنگ جس طرح سے لوسکے ہر دیا سرخ
مستحق منہ فرام فی خوش گوا سرخ
چوڑا گلے سے یاد خدا را اوتار سرخ

سرخ بر تری نقاب بین ای نگار سرخ
یون خون دل ہی ہی سرخ کو نگار سرخ
باغ جہاں میں ہر کو یہ دوزخاں میں سرخ
نہم بہرین خون کی دہکین دیان سرخ

مضمون میں ایک قلم رخ گلزار پاک کے
 سپید رنگ ہو گا حشر کو مشتاق یار کا
 زرد و سفید و سبز موعی چاقو کی رنگ
 دیتے ہیں جان ہم لب لعلین یار پہ
 رونی ہیں خون تمام کی ہاتھوئی گہم
 کیتا ہی یار تو چمن روزگار میں
 زلف سیاہ یار سی پتلا ہوا یہ رنگ
 مراد کو یقین ہے خورشید حشر کا
 تیری شہید تازگی مٹی جو ہوشیار
 جوش بہار سے یہ گلستان کارنگ تری
 آیا جو ذکار عیادت کے واسطے
 کندن پہ یار صاف ہی مینا چڑھا ہوا
 اس خار کو خدائی رنگ گل بنا دیا
 نصرت کمان جو وصل میں ہند لگائی
 جب سی کہ باغ میں تری خونیں گفن گری
 ابروی مارا اتنی اسیران زلف کو
 دکھلا رہی ہیں بوقلمون حسن کی بہا
 جوش بہار خون کف پانی جب ہوا
 سہمہ آہ بیکسی مکی طماخو نکاسی نشان
 آیا اچھی خوب یہ لکڑی تہی خون

کافذ کا تختہ ہی صفت بلالہ زار سرخ
 جیسی کہ عید کو ہو رخ روزہ دار سرخ
 غصے سے تو ہوا جو کبھی ای نکار سرخ
 یا قوت کا تمنا م نہی گلزار سرخ
 دامن زین تمام ہی ای شہسوار سرخ
 پایا نہ تیرا رنگ ہونی گل ہزار سرخ
 پھر خون ہو کی ہو گیا مشک تار سرخ
 کیف شراب ناب سی ہی رو یار سرخ
 شخرف سی سوا ہو چمن کا بخار سرخ
 رنگی زمین ہو جیسی دم کارزار سرخ
 منہ پہو گیا خوشی ہی دم احتضار سرخ
 کیا رنگ پر ہی سبز خط سحر عذار سرخ
 خون جگر سی ہی مژہ اشکبار سرخ
 بوسو فسی کیجیے تری ہاتھ ای نگار سرخ
 ہر گل ہی صاف صورت خون ہزار سرخ
 کی شامیوں کی خون سی کیا دلفقار سرخ
 وہ سبز خط وہ چشم سیہ وہ عذار سرخ
 پہولوں سی بڑھ کی پانی بیابان کی
 روی فلک شفق سی نہیں نہا سرخ
 خونبار لین سی جیب کا ہی تار سرخ



باغِ جهان میں رنگِ صبا کا چابی
دشمن کا منہ سیاہ رخ دوستدار



کرو گی جاگی عدالت میں جانِ جان فریاد
میں غل کروں مری پاؤں کی پیریاں نہاد
حدی کی بیوہ میں کرتا ہی ساربان فریاد
بہلا کری کوئی دل کو دیکر کہاں فریاد
بتوں کی عشق میں کرتی ہن بربان فریاد
سنی ہی متنی کیسلی ابھی کہاں فریاد
تقصس ہی جا اگر تابہ آتشیاں فریاد
شال برگ خزان کرتی ہی زبان فریاد
جب اپنی دلیں میں کرتا مونٹا تو ان فریاد
ہی قہقہے سے زمانے میں تو امان فریاد
ہو خدا سی ڈرو میں کہاں کہاں فریاد
کرین گی حشر کو دلی سب استخوان فریاد

یونہیں رہی جو بہاری سدا فغان فریاد
بہار آئی تو پھر ہو وہی فغان فریاد
ہی وجد ناقہ لیلی کو حالِ مجنون پر
خواسی آہ میں ہلتا ہی گنہ گردون
شنا جو نالہ نا قوس تو کہا ہنسنے
نہ کیسے نالہ عاشق میں کہہ نہیں شہر
زبان کا ٹیو صیاد سم اسیر وں کی
ہو بخش اوس گل شک بہار سی میں
پناہ مانگتی میں حاملانِ عرشِ علا
ازل کی روز سی ہی ساتھ شادی غم کا
لیون تک آہ نہیں فرط ضعف سی
پڑی میں آتش غم میں ایک باعوت



صبا ہم ایک ہی گلگشت میں نہیں سنتی
کرین ہزار گلستان میں باغبان فریاد



میکش میں بیٹوں کا سینہ جو ان سینہ
اتنا ہی آسمان کو نہیں ہی سماں سینہ
اپنی گلوں کو کیوں نکری باغبان سینہ
یوسف کو آئی ہموئی کاروان سینہ

زادہ کو ہو گا سنبل باغِ جنان سینہ
پہلو میں یارِ ہاتھ میں جامِ شراب سینہ
نیکون پہ باغِ دہر میں لطفِ الہی
آپو کی ساتھ جان ہی آخر کل گئی

برسات ہی میں بارہ کشتی کی بہا رہا ہے
 ناسخ نہ میرے حال پہ تو لطفات کر
 حیرت کی جا ہی قاب خاکی کو دیکھ کر
 ایسے صغیر خیر نفس میں رنگی ہم
 بانجھان میں میل غلت گزین ہوئیں
 ایسا نہو تہا ہی بھی نامی بلند ہوں
 دیوانگی میں بھی جہنم پارس وقار ہی
 دم بہرہ میں قرار نہیں بقی کی طرح
 کوئی بھی بات انکی قریب قیاس ہے
 دیو غم فراق بھی کنہا حریف ہے
 سودا ہی جس پر کیا وہ نازک باغ ہو
 رہ بھی ہیں بھی جو ستم آسمان کے
 اللہ کے ترا بت پندار زاہد
 تار بج کیا کہ قبر بھی بعد دفن نہو
 آفت سی قید سجدہ زنا جان کو

منیر کا فرش ابر کا ہی ساتھان پسند
 سیدہ صربانیان نہیں ای ہریان پسند
 کیوں مع کو ہوا ہی سیدہ یارک پسند
 سو جو دی جو برقی کو ہوا تپان پسند
 کج نفس سی بڑہ کی نہیں ہوشان پسند
 اتنی بھی کشتی نہیں ای آسمان پسند
 بہا یہی سہا ہی آئین تو ہوں پیران پسند
 ایسی کج گھٹ گھٹیں میں تری شوخیان پسند
 کافر ہو و غلطو کا جسے ہو بیان پسند
 مغرب خون گورشت پسند آسمان پسند
 جھکا زمین ہو نہیں وہ شیر بان پسند
 گدڑی ہم اس جہان نیش و کھان پسند
 یہ کہ کبر ہو غرور نہیں ہی و بیان پسند
 دو دن کیواسے نہیں نام نشان پسند
 تار حیات میں نہیں سیدہ گمبان پسند



رغبت نہ شیخ سہی نہ برین سی ای صبا
 دو نون میں ایک کی بھی نہیں ہی کان پسند

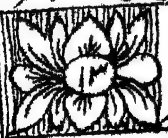


پر بال بٹکے کرتی ہی آکھنیں کمر
 زلفوں کی بچ اوٹھائی جوون کمر
 گود گدائی نہیں سر دلچ جو کمر

رکتہ ہی عاشقوں کو مد چشم کمر
 جل کما ہی کیوں نہ ایت نازک کمر
 اوس ہر وقت کی سلسلے مارے حجاب کے

کس کس طرح سی چننی ہن بغد دل حسین
اسکی خبر کی فرشتوں کو بھی نہیں
یہ ہاتھ اوس حکیت کی شاق چھینا
کیا مفت کی لپیٹ میں عشاق کنگری
رتنا پریح و تاب میں ہوی میان یا
پہلو تھی مگر تو مری خطا کے بارے
اور گزرنے جا سکے گی مری دہم فکر سی
خود زنجی غرور نکلت سی اس قدر
پہلو زیادہ اس سے نہوگا کوئی
بار خزانہ ہی ستر فارون پر اب تلک
ہلکا نہ اس دہنک کو ڈوٹی کو چہ
زلفوں کو چوڑ کر نہ کرو تم خسرو نام
باعث ہماری دید کا ہی راز حسن یار
جب بیان اگیا ہی سجاوٹ کا پاکو
پہلو میں پیشینے کو جو اونی کہا بھی
مار ہی عشق زلف مرغ یار میں ہے
دریا جی حسن صاف سراپا ہی یار کا

تھا گردن فی باند ہی ہی کیا لوٹ کر
نہایت کی رنگی یار کی کیونکر بستر
پاٹ طمانچہ چاک کرہ ک ہونڈا مگر
باند ہی جو توفی ای بٹ بیدا گر کر
کا کل کی طرح کرتی ہی اپنی سبر کر
کچھ لوٹ جائیگی نہ تری نامہ بر کر
عقدا کی طرح کہتے ہو گوہ بال و پر کر
کیون گم ہوئی ہی اپنی ذالی خبر کر
ہی چشم نات یار کی ہار نظر مگر
باند ہونہ غافل پوئی تحصیل زر کر
اک تار بولی کی ہی امی سبر کر
پچھلے ناز کی سی ہر اک کام پر کر
گر مرد مک دین ہی تو خط نظر کر
باند ہی ہی کھول کھولگی رود و پر کر
لڑنے پہ مستعد ہونے باندہ کر کر
فون الم فی باندہ کے شام و سحر کر
ہی اوس میں شل موجہ آب گھر کر



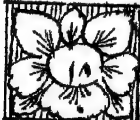
امرا آہ یہ مو تو ہے ای صبا
مرنی پریشتر سی بند ہی پیشتر کر



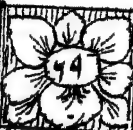
کرتی کی کچھ گری جو ستاری ہلانک پر

وہو کا ہوا خاک کا ہمارا بلیک

مردہ پری مین ہجر کی ماری پلنگ پر	تا بوت کا گمان ہی ہماری پلنگ پر
گھر ہی شب فراق میں صحرای ہولنا	پہنتی پلنگ کی ہی ہماری پلنگ پر
کسجا رہی اولٹ کی نہ کروٹ لی آپ	لوٹا کیا میں رات کو ساری پلنگ پر
کیا نیند آتی پورے پر مجھ فقیر کے	سو یا کئی ہوا می مری پیاری پلنگ پر
تیکے چائے پلو کے مشعل بنادیے	لائی تپ فراق حراری پلنگ پر
پا پر بلند سنبھ سے ہو پلنگ کا	وہ بیٹھ کر جو بال سنواری پلنگ پر
نوشک ہی اطلس فلک بنز رنگ کے	گل تیکے صروسہ میں مہماری پلنگ پر
لا کر کپنی پھول جو رکھی مین ہجر مین	کاسٹے پچھادیے مین ہمارے پلنگ پر
کروٹ بدلی کی آپ جو سوئی مین وصلین	ہم لگ گئے مین گور کنارے پلنگ پر
پہو لونکی سیج گرد تھی صبح شب وصل	باسی جو اوستے ہمارا وتاری پلنگ پر
ای شوخ پیل پیل کی تو سو تمام آ	ہم بھی پڑی رہیں گے کناری پلنگ پر

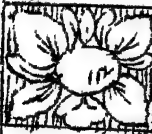


اب داستان عشق کا موقع ہی ای صبا
سو نیکی واسطے وہ سہ ہمارے پلنگ پر

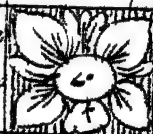


کر دم آب کو تو تارک دنیا سو کر	بٹہ رہ سایہ نشین پر غنقا ہو کر
بوشت وشت مین پچھرا مین بگو لا ہو	خاک چھانی ہی بہت بلو یہ پیا ہو کر
وانت پیسی مین بہت عشق مین ہوا ہو	دشمن اپنی میں پا کا ہوا گویا ہو کر
میکد پیسی جو مین نکلا تو گویا مسی کو	رشتہ سمجھ ہوا پنبہ تیسنا ہو کر
فیض صحت بزرگوں کی ہی خرد و کفر و	قطرہ بنتا ہی گروہ وصل دریا ہو کر
دیکھتی جاو ورا حال دل عاشق کا	اپنی پیاری سی جگہ نہ مسیحا ہو کر
آگ کی طرح کوئی دم مین خزان آئینگی	زر گل بلغ سی اوڑ جای کا پار ہو کر

<p>چشم دار گنجی و یکما بو طلسمات جهان خاکساری نے اوٹھا نے نہ یار بگو باجو ساتی میں یہ رویا میں دم باجو راہ نکلی جو بتوں سے قوی راہ خدا باغبان بیل کشتہ کو کفن کیا دیتا پر گئے ماتھے سر کے انکے گائے میں لون افت گیسوی جانان فی بیا چ دیا حسن فی عشق کو عالم ہیں و کما ی کیا ضعف میں ہی ہی نجی جامہ دریکا تو نہم فرقت میں وہ طوفان اوٹھا انکو نکلا</p>	<p>آئینہ بیلے ہم خوشا ہوا کر خاک میں سکے ہم نقش کف پا ہو کر ریگیا پانیہ میں سنا کف دریا ہو کر کیا کچے کو پچا جب میں کلیسا ہو کر پیر میں گل کا نہ اوترا کبھی میل ہو کر لیا آغوش میں متاب کو پا لا ہو کر وام میں آگے ہم آپ کے دانا ہو کر کبھی عذر اکبھی شیریں کبھی سیلا ہو کر انہی دہن سی او سکتا ہو غین کاٹھا ہو کر ریگیا چرخ حجاب لب دریا ہو کر</p>
---	---



نہم بودیدہ و دانستہ صبا آپ کو تو
گر نہ چاہا و قن یار میں اندھا ہو کر



<p>بہار آئی ہی دیوانہ ہو نیز گ گلستان جنون کا ولولہ موقوف ہی سپر باں تری موج تبسم پر خضر کا دم نکلتا پر پھر آئی فصل گل بہ شوق عریانی ہو کر نبین قبرین تری روئے خط کی گشت ہو کر لگی رہتی ہیں دنیا کی طرف نگہیں جی بھولی بنان سمیر کا وصل دنیا میں غنیمت ہی تری اوٹھتی ہی شب کو نرم ویدانی ہی ہو کر</p>	<p>چراغ عقل کو رکھ کر سجھا کر طاشین الہی ہیٹ پڑی سقف خاک نے لوار تران پھر اجاتا ہی پانی آبرو سے آب جوان پر چرمانی آستین دست جنون فی پھر گریان خضر نے نہر کیا یا نہر گور غریبان پر ہزاروں ترخم منہ کھولی ہوئی ہنک کان پر میدہ دولت نہیں جو چوڑے زانگے ایمانی چراغ غول ہنستا تھا ہر اک شمع شہستان پر</p>
---	--

لکائی زخم دهن وار کیا جدم عریان پر
تری تلوار کا قبضہ ہی سر گنج شیدان پر
منو و خط سی حرف آیا صفائی روی جان پر
نگاہ ہی دامن تیغ ہلائی کا گریبان پر
چراغ گور کا عالم ہی ہر شیم غزالان پر

نئی پیرائی میں قاتل نی سیری پر پڑی
پڑی ہن جابجا کشتے ہزاروں تیغ ابرو
مقدہ کا کھما سیج ہی کسی صورت نہیں
جنون کی جوش میں کپڑی گلی کی فوج کرتی
سیا مان مرگ اوس یسلی کی دیونا ہو گئی



صبا دست جنون موج ہوا کا کام کرتا ہے
گریبان صورت گل ہیٹ کر آ رہتا ہی دامن پر



نغمہ خواب دیتی ہی گواہی جرم غفلت پر
کوئی روتا نہیں موتانی بی وارث کی تربت پر
سیدہ غافل کیا سمجھ کر جان دینی میں امارت پر
چراغ غول چمکان ہی خورشید مینا پر
تسا شاہی نہیں رہتا ہیولا ایک صوت پر
کمند آہ سی پونجی ہین ہم باہم صفت پر
خیم شمشیر کا عالم ہی محراب عبادت پر
کبھی بوٹی نہیں جڑتی ہی جہم بدویہ پر
کرنا بد ہی ہی فوج غم فی شہر دلکی غارت پر
خدا کا قمر نازل ہو تباہان خوبصورت پر
کبھی رہتا نہیں دو دن زمانہ ایک وقت پر
پڑی دیرم نازا کر تری دوا سان عصمت پر
بچے پالے سی توڈی گری سیری عورت پر

نہ بنی غم پر شش اعمال سی ہوشن احت پر
کسی کو کیا ہی غم کسای جو میر گر گفت پر
نگاہن ہی مقدہ کمنہ کا جھکو ہر عمارت پر
ستھری سرزمین دشت مجبہ فوج کو سود پر
سیدہ مشت خاک بھی کس کس کا گالائی پر
بتوں کی دروافت فی دکھائی منزل غفا
تراہی طاق ابرو ای تم قتال عالم ہے
حیرت زار رہتا ہی جسکو مرص دنیا ہے
مہم عشق میں ہنئی شکست عاشقانی ہی
غور جن سی کرتی ہین دعوی بی نیازی کا
ترقی آج ہی جسکو توکل او سکوتزل ہی
ہوا تیری بدن پر ٹیک جامہ پارسانی کا
میں ہ دہقان بدست ہون شہر عالم

ہجوم مورے پروانوں کی جاشمع تربت پر
گو اہی ہر دیاں خم دیتا ہی شہادت پر
کریگا جو سیاست حاکم ظالم رعیت پر
پریر و یار پروانہ مین اپنی شمع تربت پر
سدا آفت ہی آفت پر مصیبت ہی پر
بلائی آسمانی کاکمان ہی ابرحمت پر

ہماری جان لی ہی سوز عشق خطا جان
چپائی سی کہیں چپائی مارا خون فانی
عوض اللہ اوسکا محکمے مین جسکے دیگا
حسین اتون کو اگر باندہ تہہ مین جاقہ نام
کوئی صورت نہیں غمخا نہ عالم مین
فراق یار مین قمر خدای موسم باران



عجب ای صبا کیا ہی جو اتنا دوست گلین مین
فراق یار مین روتی مین دشمن میری حالت پر

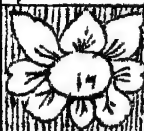


کیا اعتبار اس فرس بی کام پر
سر سبز ہو گئے حضرت علیہ السلام پر
سہننے کی جا ہی قیاس کے سودا خاں پر
کیا اعتماد کیسے گردون کی کام پر
خود فرستگی سے بند نہیں اک مقام پر
موقوف یہ تہا نہیں بے سلام پر
قیعے مین ایک ہاتھ راکھ نیام پر
سینا ضرور چاہیے سوئیے جام پر
کامٹوں کی ڈبیر اور گلوں کی مقام پر
کیا حرف اگیا تری حسن کلام پر
رحمت خدا کی عشق علیہ السلام پر
طاؤس لوٹ ہو گئی اون کی حشر م پر

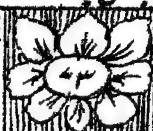
روکین سمند بحر کو ہم کس مقام پر
کھائیٹنگے زہراونکے خط سب فرام پر
لائی ہی ہمو و حشت دل کس مقام پر
آئی نہ بزم پیش کہی انتظام پر
کبھی مین مین کبھی تو کبھی سو مناجات پر
منہ موڑنا تہاں حسین سے حرام پر
بند کی قتل پر کمر او کی بند ہی ہما پر
ہو دور جی مین جلوہ طاوس قیا پر
امی موسم خزان ترخانہ خراب ہو پر
مکلا جو خطا وہ ناز کی باتیں نہ بچھرتا پر
کشتان مین آیا مصری یوسف کا پیر پر
گمگشت مین چلی جو وہ شہ کیسیو کی حال پر

ہم زندہ جیڑے کہ گرسے مین جام پر
آنکھیں چڑی مین روزن و کی مقام پر
مساب چوٹ گئی رخ ماہ تمام پر
میان آب ہی چہرین تو دانہ ہی دام پر
چھلکی چاندنی در و دیوار و بام پر
علم ہوا شفق کامی سرخ فام پر

پر دانی اس طرح نہیں گئی چراغ پر
منظور دل ہی اک بت پر نہیں گئی مد
اوسل قباب کا جو کبھی سامنا ترا
ای مرغ روح بانجہاں صید گناہ
ساتی سی میکہ ہی شب تاب ہی
چمکی جو دست ساتی گرد و دق قار



شیطان بد سرشت سی کیا خوف ای صبا
فضل خدا ہے امت خیر الانام پر



حال آیا رقص بسمل کا تماشا دیکھ کر
اک ذرا اسی چشم تر اپنا پرایا دیکھ کر
روح امی دل جا بہستی کو میلادیکھ کر
چوٹ گئیں مضین تری بالوں کا چور دیکھ کر
وجد ہی مایست امواج دریا دیکھ کر
دل بہر آنا ہی خالی جام وینا دیکھ کر
کھل گئیں آنکھیں تری آنکھوں کا سرا دیکھ کر
جگمگی ایسا فروغ شمع مینا دیکھ کر
پاؤں چیلانی نہ فرش اہل دنیا دیکھ کر
لوٹ ہی دل وسعت دلمان صحران دیکھ کر
اور ہی نقشا ہوار و سے مصفا دیکھ کر
باتہ کاٹے حایتیکے قاصد کے ناما دیکھ کر

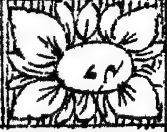
وجد قاتل نے کیا مر تر پنا دیکھ کر
مدعی ہنستے ہیں ہر دم کا یہ رذا دیکھ کر
شرم کرتی ہی تھا کی سانسے جانی ہو
سوی ذولیدہ ہمارا رشتہ جان بگیا
بحر ہستی مین دونی کا دخل ہو ممکن نہ
جائے گریہ آج کل ہم میکہ نکاحال ہی
شکل آئینہ اس آرایش فی حیران کر دیا
دار غفلت نے میکہ کو دوزخی ٹھہرایا
بوریا لیکر میر کی مجھ فقیر مست ہے
رتھ کرتی مین جنون مین ہم گولی طبع
آئینہ دیکھا تو سو بھی خود پسندی بیا کر
تھر کی جاسے لو نہیں شوق ہم انوشی لکھا

خوب موسم ہی اوڑین چکر بڑھی کی تر
 کینچ لی تصویر رخ بہ منہ نہیں بڑگا
 ساقیا خیر ہو دیا کائنات راویک سر
 رنگ فوج ہو جائیگا نقش امتداد بیکر
 صورت خواب کعبہ ابرو دلدار ہے
 دل بچھا جاتا ہے زائد کا مصلہ دیکر



ای صاحبہ اللہ اکبر کاٹ تیغ یا رکا

غیر کو عشق گیا لاشا ہمارا دیکر



مستاب مثل باز گر گیا چسکور پر
 زنجیر ہم چڑھائی گئے مخنون کی گور پر
 یہ سچین گی دور یار کے مہر کی چور پر
 بیٹھے شکار تربت جسرام گور پر
 بھولا ہو ہے دیو فلک اپنی روز پر
 جو بن ہی ای نگار تری پور پور پر
 روزتا ہوں نوبت شب غم کی گور پر
 عالم صدای غل کا ہی فالوٹے شور پر
 جاتی مین دور دور کے مجھنے گور پر
 گرا اپنی دو دہل کی گشتا چانی مو پر
 غافل نہ گشتہ جوانی کی زور پر
 رویا کر گی حشر ملک روح گور پر
 اوڑنا ہی یہ تپک گ جانکی دور پر
 بیجا بہ جھوٹ موٹ کار و ناچ گور پر
 ابکی مر اجسنون ہی بڑی زور شور پر

آہی گا جذب عشق اگر زور شور پر
 ابکی برس جسون جورنا زور شور پر
 تیار فوٹ آہ ہے ای دل سبزین
 اللہ سے شہید ہے تری ای صید کا خلق
 پالا نہیں بڑا ہے ضعیف و کمزور سے
 چلو فسی دو نون ہاتھ تین کسی بھرنا
 لیتا ہی نامی کوئی بکھنے مین چکیان
 زنجیر زلف یار مین جیسے پھنسا ہی ل
 رو رہ کی ای خون ہمیں آتا ہی ولولہ
 بلوہ ہر اکب داغ مین ہو برق طرکا
 کو دیک مزاج ہی فلک پیر خوف کر
 برسوں درما ہی غالب خاک کی سی اتحاد
 حرص و ہوا مین رہتا ہی برباد آدمی
 سچ تو یہ ہی تو میری مرلیسے خوش ہوا
 دشت عدم مین جا کے تار و نگا قیس کو

اوس آفتاب حسن کا گوان عشق ہو
دینا تمام باڑی شطرنج باز ہے
ہو جائے صاف چاند کا عالم چکوریہ
مہرون کی طرح ایک کی ہی ایک زوریہ
قمری پہ عنذیب پہ ہمپر چکوریہ
سو بار سر کے جہل جو گرن یای موریہ
وہ ناتوان ہیں کہ اوس کی کچھ خبر نہو

قربان اپنی چشم حقیقت کی ای صبا
ہی ایک سی نگاہ سیمان و موریہ

ساقیا نور و زہی سالن کر
رحم کر میری گناہوں پر نہ جا
روح پر جمشید کے احسان کر
ای صنم اپنی طرف تو دہیان کر
بار النما اپنا جوش عشق سے
ثم وجہ اللہ پر ایمان لا
دیر کو مسہار کر کبھے کوڑھا
ایسے خوش طالع کمان سی لکھے
کلہ حق ہے یحبا المحنین
کاوشن مرگان جاتان و یکنا
کام اپنا چوڑے تقدیر پر
یہ فتنہ ہم کہ یہ بیگانہ ہے
شامیانہ منعمون کو چاہیے
بندہ خانہ میں کرم فرما سے
موج کو خرا یک اک مصرع ہوا
غیر کی تو قبر ہمنے بھی سوا
روح پر جمشید کے احسان کر
ای صنم اپنی طرف تو دہیان کر
قطرہ ناچنے کو طوفان کر
زادہ کبھے چلا کیا جان کر
حنا دل کو نہ تو ویران کر
مسکراوے یار کمنامان کر
جس طرح سے ہو سکے احسان کر
رکھ دیا دم بین کھلچا چھان کر
عقل آرائی نہ اسے نادان کر
جان کھوئی دل کو اپنا جان کر
ہم بسر کر لین گے کمل تان کر
ای صنم اپنی حسد اکوان کر
یہ صفا سپد کی باتیں چھان کر
یار کچھ تو سوچ کچھ تو دہیان کر

دماغ الفت سے کون کا ترغین
دل کو یوں فرقت میں سمجھاؤ میں تم

میں زبان کو رخصت ای تمہاں کر
ای مرضی عنہم خدا پر وہاں کر



ای صبا کس خویش کو یتامی دل
پوشش میں آدیکہ پیمان کر



دسے فے پکا اوٹھا اوٹھا کر
یوسف سی شکل کے سامنا کر
نازک ہی گر گیا جڑک کھا کر
بجھنے لگی شمع جہلا کر
مانند جباب سر اوٹھا کر
کائنات کی طرح سکھا کر
بجلی رہ جائے عملا کر
چوین مارین جہکا جہکا کر
مار اکس آگ میں جہلا کر
آتش رو با میں ڈوب ڈوب کر
اچھی سوچی سمجھی رونا کر
نشہ میں گری جولا کہہ کر
چوڑا بجھے خاک میں ملا کر
منہ کی کھائی زبان جہلا کر
افلاک کو کہہ کہہ یا ست کر
ساتی مجھے جام دی تپا کر

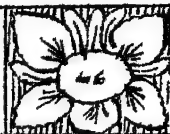
یتامی دل نے زار پا کر
گھر میں دعویٰ نہ حسن کا کر
مردفون کو نہ چوڑ تو بڑھا کر
بیشے جو وہ شب نقاب اوٹھا کر
یرباد نہ تو آب رُو کو
اوس گل کی مژہ نے مار ڈالا
یتامی دل اگر دکھاؤں
سفاک فی بند بند کاٹا
اھدری سوزش دل ای ہار
پیری کوئی خاک بھر عنہم میں
پہنتی کہتے ہیں ابر تر کے
وہ مست میں عرش پر کی ہاتھ
گرد عنہم نے زمین جھکا فی
بوسے کے سوال پر وہ بگڑے
نالہ کوئی بن پرا جو ہم سے
خوف دوزخ سے کا پنتا ہوں

کام آتی زبان لڑکھٹا کر
پر چھپا ہو جاے فیصلہ کر

وہ نزع میں حال شکے سے
قصہ دل سے اوتھا دو یسکا



جب کو بچ کیا صبا عدم کو
رہ جائیں گے یار خاک اور اک



دو نوڈ بھی دسے ہیں تری آستان پر
ٹوٹا ہوا ہی یار مری داستان پر
کس منہ سے لاسے ترا شکوہ بان پر
تھہر کے آسمان گرا آسمان پر
فوج الم چڑھائی گئے سہر انشان پر
اچھی سیح جا کے جے آسمان پر
ایسا سنو کہ مار پڑے باغبان پر
ہم مست تھی ڈنڈی رہی رخ کی دکان پر
چڑھ جائیگی تمام زمین آسمان پر
ہتھہ پیریاں نصیب ان چین ہی ان پر
جو دل میں تھی وہی ہی ہماری بان پر
بجلی چمک رہی ہی بہت آسمان پر
ڈالا جو موتیوں نے ذرا بوجہ بان پر
علیہ یہ دئے لیکے گئے آسمان پر
کیا آسمان ٹوٹ پڑا باغبان پر
کیسی حین میں اوس پری باغبان پر

موسیٰ نہ طور پر نہ مسیح آسمان پر
کیا ہنس تا ہی حالت دل کی بیان پر
آفت تمام دلی بدولت ہی جان پر
چڑھنے لگے جوانہ دل لاسکان پر
نالہ کی ساتھ منہ ہی جو بکلیں گے نڈل
آتی تو دیکھتے لب جانان کی معجزی
سنبھل کا ذکر یار کی زلفوں کی ستی
مسجد کو شیخ تکدیکو گبر جل بیے
ای جو شش خواب جو بہ نہیں جا لاورا
صندل سی وہ کلا تین اپنی گلشن پر
تلا نہیں جو طابہ و باطن میں فرق ہو
شاید کہ وہ پری ہی کہیں مسکرا رہا
کیا ناز کی ہی گوش صنم لال ہو گیا
کچھ ہی علاج دردِ محبت نہ ہو سکا
باوختہ ان سی باغ پر افتاد پڑ گئی
کچھ آبرو گل منوئی پیش بروئی یا

یوسف سے ہم کہیں گے دیکھا کر نکار کو
 یوسف نکل کی چاہی زندہ نہیں ہے
 دیکھو تو اپنی آنکھیں کس حیران پر
 رہتا ہی امتحان یہاں امتحان پر



یون رہ جان میں کہ پس مرگ ای صبا
 زہ جانی ذکر حیدر ہر اک کی زبان پر



دیکھی انجام کو آشفۃ خراگان کیونکر
 ای جنون تو یہ قفل زندان کیونکر
 رحم عاشق پہ کری وہ بت نادان کیونکر
 قد قیامت کا ملا چال بلا کی پاسے
 رہنے دو گات میں میری جو خاک
 بہہ تو اتر رہا اکٹھما ہی تری کرتی کا
 ہکو تو ملے حسیوں بڑی بچی ہو
 میں وہ گشتہ ہون پہنچی گئی تو گروہی
 یہی سید اہی تو شکر کو ہم تم ای پاس
 جا کی سجدہ طیف اوس بت غائب کرنے
 حشر کو قبرت ہم سوختہ دل کیا آویں
 ای جنون غل جو رہے گا یہی بجز خون
 حرم دریلہ پہرتی ہی عجب سودا
 ای جنون تنگ ہون دامن شب بخت
 بی مزہ زخم کے کمانے سے نہیں مل سکتا
 ضبط سی خاک نگوں ہو علم آہ ایل

جانی اس صید کو یہ شہر فستان کیونکر
 دیکھئے پلکے تماشا یہ بیابان کیونکر
 جان دینی کو جو کیسے تو کوی ہاں کیونکر
 آفتین دہائی نہ وہ نقشہ دوران کو
 دیکھنا ٹوک کی مارا میری ان کیونکر
 ہاتھ آیا مہر کی یہ گریبان کیونکر
 نوش رہا کرتے تھے پر یونین چھان
 ساتھ دیکھی مرا ای گردش دوران کیونکر
 دیکھ لینا کہ اوٹھی دست و گریبان کیونکر
 لوٹ لی زلمہ ہون کی دوا یا ان کیونکر
 خاک میں ملکی اوگے دانہ یہاں کیونکر
 جیتا چھوٹکا مجھے حاجب ندان کیونکر
 جیب دامن کو نہ پھاڑیں سگ دندان
 جمع محشر کا کروں چاک گریبان کیونکر
 عالمی کردیجئے قاتل کا ننگ ان کیونکر
 فوج لشکر آئی تو رو کی صف نگاہ

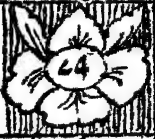
جیت پانی کوئی او دشمن ایمان کیونکر
اور کرتا ہی کوئی خاطر همان کیونکر
جہلم لائی کہ چارے شب چیران کیونکر
آکاہہ دیکھیں تو کمانی ہین نگاہان کیونکر
ملک الموت مندوں بندہ احسان کیونکر
ہلک اور ایمن نہ سرگردن میان کیونکر

سجی رہی بھی کیجیے تو ہی نہیں پردہ چاک
جان تک ہی غم الفت شی کی مہنی عزیز
افعی گویہ ہی جاناں کا خیال آیا ہی
ای جنوں اور ہی تیرہین چل تیرہین
سیکھوں مر گئے لی موت تری الفت
ای صبا کیا کہیں کس کا خیال آتا

۷۰



یرون نکالا مجھے قسمت فی وطن سی باہر
جس طرح روع جوان نکلی بدست باہر



غزنی کی لی نہ او شتر بے جہار روز
کیسے سیکے ساقی ابطامی کا شکار روز
بتا ہی گرد باد ہمارا عجب روز
رہتا ہی زندگی میں نڈا بشار روز
نازد نیا جیل و گل میں ہر چار روز
آگہو نہیں کاٹتی ہین شب انتظار روز
ای مل کہا جلالت وصل نگار روز
لالی کی طرح پیٹے ہین خون بہار روز
رہتے ہین آسمان کی سر پر سوار روز
روتی ہی سپوٹ سپوٹ کی کیون آہستہ
بن بنکی کیون بگرتی ہین نقش و نگار روز
وہ ترک ہی نہیں جو کہ کیسے شکار روز

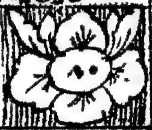
پنجا تیرہ کسی فلک پر چار روز
لوٹیں گی فصل گل کی لب جو بہار روز
کاو ہی انگایا کرتا ہی وہ فی سوار روز
کیسا با لیا ہین گرد ملاں نے
صیاد و باغبان نکرین کج ادبیاں
شام ہی آسمان ستارے گواہ ہین
ہر روز عینیت کہ حلوہ اخروہ کسی
کہانی میں داغ ہم چین روزگار سے
جس روز کسی کہ خاک یہ پیٹے ہین ہم فقیر
یار چمن ہر گل و بیل کی جنبہ ہو
منظور کیا ہے صانع قدرت کوئی کیے
ایسا ہی عاشقوں سی یہی چشم باریکا

ہم سیکھوں کا نعت جو پیکہ وہ بن جو
 بخون نہیں کما ایک ہی بین کی بتوں
 مجبور بن میں کو چہ جانان کو شوق
 آٹھوں پہر خون کمر دات میں بن
 اندری ای سیح نری سر وہ بان
 سودا جو تہا داغ میں کیسے یار کا
 نرا ہدی کی پنجگانہ سی ای دل خبر نہو
 دیکھو تو معبود کی جہان تین تر قیام
 چٹا نہیں ہے الفت شرکان میں اد
 مجبور نہ کو بہت ہی یہ بہی کمال
 کیفیتیں حین بن بن فصل ہمارے

ہر شیش کی گلچین ہو گویا مار روز
 رہتا ہی اپنی سادہ دنیا اک نکار روز
 جانا جوں دور دور کے بنے اختیار بن
 اشنا تو ہی مجھے سر سے پروردگار روز
 لرزے سے آفتاب کو آئی چار روز
 کافی بلا رہت مری سر پہ سوار روز
 کر غبار پٹی حلال میں دو چار بار روز
 یونہیں بنے باکیا ہی دلوں میں غبار روز
 پرتی میں ایک دل پہ نہاروں کمار روز
 مسجد میں جای زاہد رشتہ دار روز
 اور تے میں قہقہے صفت آبشار روز



اک دن ضرور گل ہی چھا شمع زندگی
 لایا جو آئندہ بیان یونہیں دل کا غبار روز



کو دیوں کی مول کہتے ہیں کسار کی برس
 خوب ہنر ہی کنار جو سیار کی برس
 ای خون کس دنگ پر ہی لالہ لڑکی برس
 پہنچو کی گردہ میں ہم بادہ خوار کی برس
 طاق پر رکھی ہی سب کار و بار کی برس
 ہو رہی ہیں آپ دیوانی لو مار کی برس
 وہ کمان سال گذشتہ کی ہمار کی برس

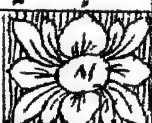
تیر ہی سودا ترکان نگار کی برس
 کوٹ میں سیر حسن پر بادہ خوار کی برس
 قدرت حق ہی تماشا کی ہمار کی برس
 زور کیفیت آتی ہی ہمار کی برس
 بادہ فوشی پر بادہ زور مار کی برس
 ہوش کسک ہی جو پناہ کیسے کوٹیر کی برس
 سال آئندہ شوگا مہینہ ہی عالم بخت کی برس

سر پہی دہنے لگے تشاود بھی بنے لگے
 خوب اپنا ساقی دیداد دل فی سادہ
 ہو گئی فرقت میں اک اک شعلہ کل ٹپٹپ
 ہر تر پہ پتیاں ہو گئی کھنڈ سیلاب کے
 قصب پتیاں ساقی کی ہوا اسی ہی
 ٹوٹی جاتی ہیں گلوں کی بار سے پتیاں
 کیا بار چل ہی ہی آرزو نہ چہری
 سہرہ فوجی کشت خاک سی نہ تر
 روپ پر ہی یار کا باغ جوانی فریضے
 سرکہ گھوٹیں قیامت وہ دلوں کی لگے
 مددی ملکر پونین اس شام سے نہ تھا
 سال ہی بہرین ترقی کی ایسی طغیانی

بارہ پر گیا جو نخل قد یار اب کی برس
 کیسے پہرے ہی کا شکار اب کی برس
 دل کو برانے لگے صوت نہرا اب کی برس
 جوش پر ہی گریہ ہی اختیار اب کی برس
 جابجا اور تی بہرین سب شہا اب کی برس
 پست پڑی ہی باغ میں کسی ہوا اب کی برس
 خوب ای ترک حسین کیسلا شکار اب کی برس
 مات کرتا ہے شفق کو لالہ زار اب کی برس
 کیا شگو فو لاتی سینی کا او سہا اب کی برس
 پیش ال ای گردش لیل و نہار اب کی برس
 کاتب کا نہ وٹھی شہید کی مراد اب کی برس
 نی سوار اگلی برس تھا شہسوار اب کی برس



ای صبا جسے ابھی تک ہی خواہاں وہ
 آئیں گی یہ یاد آئیں گی بہار اب کی برس



غم دیا سو بار تو شاید کیا اکبار خوش
 بندش دستار خوش وقتا خوش گھنا خوش
 گریہ مینا بہ بیوتی میں جو ہم منجور خوش
 صورتیں میں میں نا خوش میں جو میں چار خوش
 ولہ کیا رکھا ہی قصر یار کا آثار خوش
 ایندے پھرے میں دیوانی سرباز خوش

کم بہت کرتا ہو دلوں میں چرخ ناہنجار خوش
 ہی تری میرات کا انداز ای دلدار خوش
 ہی یہ کیفیت کی جا نہتہ ہی ہمہ جا
 اس موقع میں عجب نقشایہ دیکھو حریف
 ایک موتی کا ملی جنت میں گز حمار خوش
 چار سو برس ہی غل فصل خنجر کا خوش

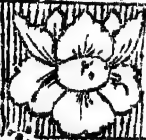
بی تحلف اوس ہی ہو کر کیونہی نہ چھوڑا
 چہوڑوں میں ہم فیقر وکی اسیر ہو جائیگی
 ارنسے ملتی ہو تو چہر نہ بیستے خدا کیا فرما
 غارتہ تن میں نہ کیوں پھر کیں ہمارے میں
 حقیق کی جاہی تری کو حویں ہم نگین ہیں
 توڑ کر پرہیز موتا ہے بہت بجا خوش
 اپنی محلوں میں زمین ای سمان ہو خوش
 خوش رہیں اغیار تری آب آب سی لعل
 خال ہو گئے قفس میں علیل گلزار خوش
 دیر میں میں گبر خوش مسجد میں زندہ

اپنی نہ میں کیسکا بھی نہیں بل تو رہے
 اسی صبا کیون ہوں بہتے کافر و نیک
 ۱۹
 ۸۲

اندھ ہی شب کو ترا ای ماد تھا
 از ہم بت سفاک میں ہوتا ہی نیار تھا
 گدازا ہی کیونکر کری آب سدا تھا
 آتی میں تماشائی کی لہی خلد سی حویں
 میرے دل بیتاب کو تسکین نہیں دیتا
 یوں نار سے اوبت نہ اوٹھا ہاتھ دھا
 اندھری تری کشتہ بیدار کا رہتہ
 پہر عیش ہو چہر نہ گل کا ہونہا
 کیوں نہ کیسکے غیر وکی طاف بساتیا
 محفل میں جو پردانہ تو جگمل میں گولا
 کیا کیا تری کو حویں گولی نہیں ہشتے
 جو دیکھنا تھا دیکھ چکے ہم جہان کو
 روشن ہو کہی شمع جو ہم فقر آہن
 زبردنی کیا دورست مجاہد کیا قص
 بسمل جو بڑھکتی میں تو کرتی ہی قضا
 کرتی ہی تری یاد میں ہر مونہا
 کس فزق میں کرتی میں تری پر ہفت
 کتبہ ہی وہ عالم اسی ہونی دوزخ
 ایسا نہ کرنے لگے محراب دعا
 جنت میں میں دیکھ کے حور و نیک
 پھر صحن گلستان میں کرمی باو صبا
 بہہ ہی ہی کوئی اوبت بی شرم
 ہر حال میں خوش رہتی میں کوئی نہ
 اور اوڑنی کیا کرتی ہی خاک شدہ
 ای پیر فلک بیٹھ ہی جاتا کجا
 پروانوں کے مانند کین کے عیار

سر ہرہ بھی جو تھیں مے اگر تو میا ہے
 زردان سے جو ای خوش خون چوٹنی لانا
 اس فریا کی حقیقت ہی تم آگاہ بنیں جو
 جب زیم میں دیکھا تھی خوش ہو کی مثنی
 دیتی ہیں خدا پشت لب یار سی تشبیہ

ای رنگ پرچی اب تو تیرا ہی وہ ملا تھیں
 صحر میں کرو چٹکی کھولی سی سو افش
 ای صحر ویرا چاہیں بی ناز و لوار تھیں
 ایسا فتنہ کرنے لگے ہنگام غنا افش
 کیونکہ کو کرین حضرت لب آب بقا تھیں



چل نہ سی شد صبا طوف حرم کو چہ
 کرتا ہی برہمن کی طرح دیر میں کیا تھیں

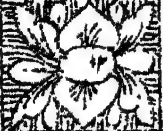


کروہ غما ہی پیش تیان زمانہ فرض
 پہلو کی طرح ہی خیال زمانہ فرض
 کہتی ہی روت جاب افلال دیکھ کر
 کیا او تیر غم کے لیے کچھ باقی نہ تھا
 دل چاہی ہی نہی غم محبت کی ہلے
 بب مطہر بنی دا غطوف سے ساز کر لیا
 واجب میں عشق بت میں ہزاروں عین
 قسمت کے ماجری میں قریب بعید کیا
 برو تو دشمن کو بھی کہتے نہیں برا
 السدری سزا گئے عشق زلف کی
 بغض حسد ہم ہی اپنی طریق میں
 اسی مردہ دل نہ حرمت اہل قبول کر
 تمکو نہیں مری دل پر داغ کا خیال

واجب ہی انکے دین میں حیلہ بہانہ
 ان احمقوں ہی ہی سخن ابدانہ فرض
 اس مہفت خوان سی ہی گزرتا نہ فرض
 کیوں کر لیا فقط مری دل کو نشاہ فرض
 سو داغ عشق کو ہی سر عافانہ فرض
 ہو جائیگی سماعت چنگ و چنانہ فرض
 ز اہد پر اک نماز ہوئی پنجگانہ فرض
 دریا میں سیب ابرہہ پر آج دانہ فرض
 تفریق دوست دوست کو ہی غائبانہ فرض
 مری پر اسکے تو دلنا ہر تازیانہ فرض
 ملنا عدوی جان بھی ہی دوستا نہ فرض
 واجب شمع و گل ہیں کچھ شامیانہ فرض
 ای بادشاہ حسن ہی پاس خزانہ فرض

کتنے ہیں حال دل تو وہ کتنے ہیں چہرے
خوف اجل ضرور ہے طاعت کی واسطے
کیا غم اور نہیں بسیر ہو کیسی غدا بین
منصور چہ کرے اس پر سدا نیکیا
دیکھے تو جسم میں کوئی احوال مرغ مرغ
کچھ میں شمع بولتی برعین مولیٰ میں

یکدم و غطا کی طرح نہیں خامانہ و غن
دیر تا نہیں تھا جسے تو ہو کا ادا
بر روز صبح اوٹھ کرے دیکھو پشیمان
درویش کو نہیں ہی داریغ شہانہ
بیل نی کس تہن کو کیا آشیانہ
ہر حال میں ہی خاطر اہل زمانہ و غن



مضمون چیدارین کردہ ای صبا
اشعار ہر زمیں میں عاشقانہ و غن



بانہ عالم میں ہی بزرگ بیان و غن
مستہ میں ہی نہ سید فرعون کا عالم و غن
ایک کاٹنا سا نکل جا ہی ہمارے
قلقل شیشہ می سے تری سیکش ساقی
حال معلوم ہوا تار و جان کا کیونکر
نام نمی وہ ہی کہ لب پر جو کہی آتا
سیکھے والوں سے دینے لگی مسجد
میں بھی وہ ہوں جو مری اگر کہی نہ کہو
پنی رہند و کی میں ہوں کا ہوں تیرا
میں پر ہونیکا عاشق ہوں تو دھڑکا
پانچم بیٹہ کے نشہ میں وہ باتیں کچھ
ای صبا غلام میں جان کہ جسم میں جلو

صورت بگڑ خالی ہے زبان و غن
دیکھے مسجد میں کوئی تبرک پشیمان
سنیوان ہی کوئی لبسے جو زبان و غن
سن سنا میں جسرا نہ زبان و غن
اس قدر نہیں اونچا ہر مکان و غن
منہ سے باہر نکل آتی ہے زبان و غن
دور ساقی کا ہر گدرا وہ زبان و غن
کاٹ والوں ابھی دانتوں سے زبان و غن
یا آہی نہ سنا محنت و غن
میرے سو دے ہی بڑے کھقان و غن
لوگ سمجھیں سر منبر ہے بیان و غن
نہ سنا ہے نہ سنو گامین بیان و غن

کہی فروغ نہ پائیکے پیش یار چراغ
 یہ حال کتنی مین پیش رخ نگار چراغ
 جلیہ جو دیکھ کی نور خدار یار چراغ
 وہ روشنی چراغ رخ حبیب کمان
 خیال ہی شب غم مین مری طرح جانا
 وہ شب کو روشن پانچو زلف چوٹی مین
 ہجوم بلبلیوں کا پیر پویشل پروانہ
 وہ ترک شب کو جو نخل مین بی نقابا
 سیاہی شب غم اور بھی چمک چمک
 وہ تیرہ دل ہون سکوری شبنم کی کھل
 ہمارے داغ رخ سے ناحق مقابلہ ہوا
 کیسا عرس جہان دیکھتا ہوں چٹیا
 خیال نوک مرہ فی وہ اشتہا لکھی
 وہ نور عمر دور روزہ مین کیجیے پیدا
 یہ حال عشق حقیقی مین ہی ہماری
 مری طرح سی یہ شب کو لگی تھی کوئی
 ہوا سی شب کو رخ یار کا اڈا ہوتا
 ہوا بندہ ہی نفس سرور کی شب غم مین
 شرارہ دل سوزان ہی گریہ واروش
 نہ دی سکی گانچے روی یار کا دھوکا

وہ ماہ ایک طرف اک طرف ہزار چراغ
 رہ مین آنکھوں کو جیسے سونا گوار چراغ
 طمانچہ کہا کی ہوا کا یہ بیقرار چراغ
 جلای ایک سی تیکر کوئی ہزار چراغ
 وہ جو مین سی دل کا نکالا کمری بنی چراغ
 چراغ ماہ نہ بچہ جای در کنا چراغ
 جلای باغ مین گل کا کسین ہمار چراغ
 تو صبح تک ہونی پروانوں کا لگا چراغ
 جلای جھسا اگر تیرہ روز نگار چراغ
 بنائینگی مری مٹی سی گر کما چراغ
 شرارہ ار کیے جاتے مین فرار چراغ
 نہ مزار اندھیرا سر سبز چراغ
 شب فراق مین کہنچے رہا کما چراغ
 کہ بعد مرگ ہو ہر ذرہ غبار چراغ
 کہ جس طرح شب بہ مین ہو بی وقار چراغ
 بنار یا ہمہ تن چشم انتظار چراغ
 تو جہل لگے کیسے سب ایک بار چراغ
 جو گل فشانی کی جا ہی مرگ جاں چراغ
 شب بات کا بنی لگانا ہزار چراغ
 کیا نسبی لائیکا وہ چشمہ غدار چراغ

ترقیان ہوئیں ساقی میرے لقا کے لیے
جلائیں گئی کی صبا ہم ترن فرخ آفرین

سو پالیاں ہیں ایک بوئیں قبل از
شکلی کی ہر زبان پہ ہوا جاتی زلف
سوی مکروتا ہوا اگر جھونک کماشی زلف
جیبا بتدای نظ ہو تو انتہائی زلف
دو دن اگر وہ رم نشی اپنی بوئیں
منزل کا عطر چاہیے تھو برائی زلف
کالی کی پٹی کو کون میں تباہی زلف
چلتی ہی اپنی گشت زل میر ہوئی زلف
دنیا میں کوئی بو نہ یریشان سوئی زلف
شانہ نبی جو ہاتھ تودہ ہاتھ آئی زلف
مشاطہ گر سلانی سی او کی ہنای زلف
وہ پیچ کیجیے کہ بہت پیچ کماشی زلف
غش میں جو وہ پری عین اگر شکامی زلف

حلق نہیں کہنے کہیں حلقہ ای زلف
افشا ہوا راز حسن کہیں جھنڈائی زلف
ای خوش خرام پیچ تراکت کا ہی بڑا
ہو قطع سلسلہ نہ تری حسن کا کسی
کبھی چپا ہی چاند محاق حجاب میں
یہ درد سر ہوا ہی مصالح کی تیل سے
مضمون ہو جیسا ویسا ہی لوسکا ہن
سودا ہی ہلو سنبل باغ مراد کا
روز سید نصیب ہو موزی کی واسطے
آئینہ دل جو ہو تو وہ صورت نظر پر
پچیدہ شان سوختہ سی سانپا کی ہوتی
شانی کی جاو دھین دل صد چاک دیکھیے
کھل جاتی اپنی آنکھ مٹے دیکھو

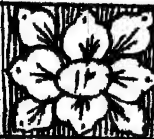
نفرت کمال دل کو دور لگی سی ہی صبا
ہم آشنای رخ ہیں نہیں آشنای زلف

نور عرفان ہی چراغ رہہ تھنا عشق
کچھ اسرار سی فانی نہیں ویرا عشق
نہ گور سی میر سی سیدہ خانہ عشق

قادر حق ہی تر ہی جلوہ کا شاد عشق
زر کو کچھ مال سمجھتا نہیں دیوانہ عشق
دہن مار ہی ہر روزن کا شاد عشق

جو کہ دریاے حقیقت میں لگا کر غوطہ
 دین کی سدا کسی دینا کی طرف پوسا
 واقع کیوں نہ سمجھے شمع حیات انسان
 مرگ عشاق کی خالی نہیں کیفیت سے
 خوب ہی ہنسنے چمکتا ہوا سا غریبا
 نعل حیات میں جو کون کی طرح سے
 سم وہ عاشق میں کہ طغلی میں نیند آتی تھی
 حق بجانب ہی گریبان دیکھ کر چہرے
 کبھی چمپد کو خاطر میں نہیں لائیکا
 مال دل اور منے جو کیسے تو وہ فرما تھیں
 آفتاب فلک حسن کا رتبہ بخش
 کسی جانب سے کدورت نہیں آتی والی
 مرتبہ قیاس نے پایا ہے اتالیلی کا
 عشق پو پو سفید میں زلیخا کی بڑا نام کیا
 راغظون کی کوئی لا حول ولا ستیا ہے

آسمان ہی صدف گوہر کی مانند عشق
 اپنی کچھ اور ہی عالم میں ہی دیوار عشق
 موجود باد فنا ہے پر پرواہ عشق
 جان بلب جب ہوئی لبریز ہر پائے عشق
 ولہوے طرف تر اساقی میخانہ عشق
 شیر کی طرح سپر عالی ہن دیوار عشق
 راہ جہت بیان کرتی تھی افسانہ عشق
 تنگ سی جاہستہ سی سب دیوار عشق
 ایک ادنی سا گدائی در میخانہ عشق
 دل لگی کے لیے کیا خوب ہر افسانہ عشق
 میرے ساقی نے پلا کر مجھے پیار عشق
 صاف ہے سینہ عارف سی ہی دریا عشق
 حسن تدبیری غافل نہیں فرما نہ عشق
 واہ شاماش زہی ہمت مروانہ عشق
 کہ فرشتے کی بھی سنتا نہیں دیوار عشق



ای صبا ختم محبت کا برا ہے مژدہ
 تمل نابوت ہو پیدا جواد کے وادہ عشق



ہمارا رشتہ جان ہے رگ گلو ی فراق
 صد آصوے زود و ناو ہو فراق
 می وصال سے کیونکر بھرے سب فراق

شکست تار و نسیم جو ہون عدوی فراق
 سو ہی شوق قیامت سی گفتگو ی فراق
 انزل کی رود انیا دہندہ بن بی مغز

شکست دیکھتے دیکھتے آسمان کسکو
پیام مرگ سننے بے آس کر دیا ہکو
یہ اپنے دیدہ ترور دل کی عزت بنا
سفر کے جائیکے کیونکر تحصیل اجازتین
بساطہ زوہ ہے کچھ بلوتند کے آگے
یقین ہے مہمن عیش بر خزان آئی
مکی ہی قید غم ہجرتی سرے دم سے
خلاف مجھے چہر مال میں خاک ہوتا

عد و فراق بجا رہی ہم عدوی فراق
امید و حسن بھی ٹھہری نہ روبرو فراق
ہمارے اشک کا دیدہ ہے ابرو فراق
کوہ ہوا اس سہا جو رکنا ہوا روبرو فراق
میں مشت خاک ہوں کیا چیز روبرو فراق
گل وصال سے آتی ہر جھکوبے فراق
پہنا ہے جائیکے پسینہ میں یان گو فراق
وصال کی لپی کرتا میں آرزو فراق



زمانہ عیش کے انجام پر نظر ہے مجھے
صبا وصال میں یان ہے نگاہ سو فراق



دیکھیے آئے سہا گل سوخن کب تک
ہا کجا آہ و فغان نامہ و شیون کب تک
نہ اونٹا کوئی نقاب رخ روشن کب تک
شعلہ حسن چراغ تہ و اسن کب تک
دوست رکھوں میں سنجی امی اثمن کب تک
لیک اک دل سے جمعیت خرمن کب تک
قبر میں آگ پہ لونوں پس مردن کب تک
چشم حسرت طرف دیدہ روزن کب تک
مشتعل آتش سودا سے یہ گلشن کب تک
با تہ اندھون سے لگے بت یزن کب تک

مسی ہوئی تری ای غیرت گلشن کب تک
ای اسیران چمن حسرت گلشن کب تک
ہوگا نا چند نہ خورشید قیامت طالع
ارنی کتنا ہوں پردہ رخ روشن ہی اوٹھا
ہوش میں آنجھے کیا جان نہیں انجی عزیز
کھل بدقت نظر آئی جو مہوہ حسرت نہ نگاہ
رحم کر حال ہر مرد کے توای سو فراق
کو لیے پنجہ ترنگا شے درخانہ یار
سوزش داغ جنون خانہ دل میں تلکی
پاؤں پڑتا ہوں میں شدگی سی لگ جا

سختی گردش ایام ہی ساقی سرچوٹ
 نازیجا طرای یاروہ دن سن نہ رسب
 شیشہ تھی ہدوت سنگ فلاخن کب تک
 بات اب تک ہی چلی یہ لڑکپن کتبک
 کفر و اسلام کی جھگڑے کو چکا دو صبا
 جنگ اطمین کرین شیخ و برہن کتبک



ای صبا دیجیے اب چلے اذان کعبہ میں
 دیرین پہونکے ناقوس برہن کتبک

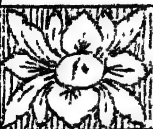


ایک دل سیکڑوں تیرے نشان کتبک
 صورت آباد رہی آئینہ خانہ کتبک
 عارضی حسن ہی تاوان زمانہ کتبک
 مورد سنگ بلا آئینہ خانہ کتبک
 دیکھیے نشوونما پائیہ دانہ کتبک
 درو صبا دکا بگھین کا زمانہ کتبک
 جان ہوگی طرف یار روانہ کتبک
 آگہ کر بند قماشای زمانہ کتبک
 دیکھیں اوگلی یہ خرابہ نہ خزانہ کتبک
 دیکھتا ہوں یہ چتر یہ بہانہ کتبک
 قصہ آہستہ پیڑی بہن یہ فساد کتبک
 جان دیگا تری الفت میں زمانہ کتبک
 اوکماندرا اور گاہ یہ نشانہ کتبک
 راگ لائیگانہ بیل کا ترانہ کتبک
 چار دن کا ہی ترانہ یہ زمانہ کتبک

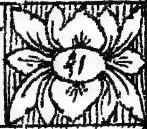
چشم زخم مکمل اہل زمانہ کتبک
 دیکھیے جلوئی دکھاتا ہی زمانہ کتبک
 جوئے دھڑکرا ہی یار بہانہ کتبک
 دل روشن یہ یہی سخن زمانہ کتبک
 خاک میں دل کو ملا بیٹھے ہیں اسیدہ
 و دھیمی میں گل و بیل نہ دکھائی دیتی
 روز شبنم سوی خورشید روان ہوتی ہی
 قابل دید و مان کے ہی سیرانی غافل
 نقد جان کو تن خاکی کہیں کی سکتا ہی
 جہاں تری کھلیا نیکی آخر اکدن
 یا الہی کہیں داحظ کا ہو کر کام تو
 آخرا ہی بت ملک الموت ہی تہک
 دلو دہشت کی یہ اوس ترک ہی کتا ہو
 خوب ہی ناپ پنچا یہ گاتجہ امی چین
 غیر ممکن ہی رہی حال غلام مسلمان

چاہے میں یوسف مقصد کی بھی نہ آؤں
دولت عشق پہ کب تک گ جان ہو
کوئی ملت نہ ہو آنا ہی خیال ہی فل
ما کجا غم مرے مرنے کا کرای یا رنباو

کنوین جب کو آئینہ انبای زمانہ کب تک
دل کی کوٹھی میں رہے گا یہ خزانہ کب تک
دف و نای وہ دل و چنگ مچنا نہ کب تک
حال مشاطہ ہے مضر باندہ کب تک

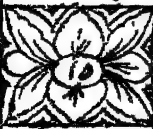


چشم آئینہ رہے دور سے کب تک نگران
دانت زلفون یہ لگائے رہو شانہ کب تک

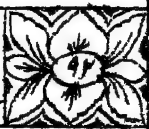


چراغ جیسے ہو روشن چراغ کی نزدیک
مری پڑی ہن پٹنگے چراغ کی نزدیک
قرب مرگ کی پہونچے چراغ کی نزدیک
قلم کار و پد کما دی ایانغ کی نزدیک
تڑپ کی سینے سے پہونچا چراغ کی نزدیک
اندھیرا رہا ہی پای چراغ کی نزدیک
میرہ داغ اور ہوا دل میں اعلیٰ نزدیک
خزانہ ہی آن ہی پہونچی ہی بانگ کی نزدیک
پٹنگے جا ہی نہ پٹنگے چراغ کی نزدیک

چکر کا داغ ہی یوں دل کی داغ کی نزدیک
ہجوم حسرت کشتہ ہی داغ دل کی قریں
تمام ہو کی ہوئی علم عشق میں کامل
لگا کی سرسہ و نبالہ دار اکلمہ میں یار
جب آئی نگہت کیسوی یار ہر دل زار
نہیں ہن ایک طرح سب طرف سیار
غم فراق ہی لو عشق میں نصیب ہوا
گوان کا دیوے دیدار آخری بلبل
نقاب شب کو جو وہ بزم میں اونٹھائیے



سجارتی ہی اسی صبا کی گلگشت
طرے مکان تو لو عیش باغ کی نزدیک



دکھلائی ہی پانی بھی کیا نشوونما خاک
تغیر مکان ہی تر تار تہ آئینہ گاہ خاک
سرسہ جوئی چشم بعد فنا خاک

یاں چشم حقیقت میں ہی سب دار فنا خاک
ایا بل ہوس ہی ہوس دار فنا خاک
یار بین سید کار بھی نظر بل ہوس

عاشق کبھی نہیں ہی کبھی تھی ہی مشتوق
جلتی ہے زمین بھی مری آتش قدمی سے
انسان نہیں درد محبت کا مداوا
لقمہ دہن گور کا انسان ہی پس مرگ
وڑے بھی نہیں زرقارون کی سیان
مرچاؤں کا ای دل جو یونہی ہو درین
خون شدہ ماتہ میں قاتل کے رچا ہے
لکھنا کوئی اہل چمن دور خزان میں
آوارہ بشر کیوں ترسے عرض ہو این
پیری میں جو انیکے لیے ماتہ بے گاہ
اعلیٰ سبب عیش سے ہوتی ہیں مکر

۷۸

بھر و پراک رنگ میں لاتی ہی نیا خاک
ہو جاتی سی را کہ آتی ہے زیر کف پا خاک
عسی بھی جو آئینے تو ہو گی نہ شفا خاک
وہ زرق برسان خاک کی کرتا ہے غدا خاک
دنیا کو سمجھتے ہیں تری در کے گدا خاک
ہڑی مری پارنگا تو کھانسیگا سا خاک
اس رنگ پھر رنگ اپنا جانگی حنا خاک
سیلی چوئی ایسی کہ ہونی گل کی قبا خاک
برا ہو کیونکہ نہ ہوئی کی سلا خاک
اک روپ ہم غافل نہیں مٹی کی صدا
جب وہ زمین آتی ہے اورانی ہو جاتا



اب ہونگے صبا کو کھن و قیس نہ پیدا
سر کوہ سے ٹکرا کہ بیابان میں اور خاک



وہو گی کی شئی سکتے ہیں دام کشان بڑے
رشتہ جان فاختہ سوے میان سبزہ رنگ
کیف شراب لاگوں وصل تباں سبزہ
رنگ پے کینے لایگا عشق جوان سبزہ
گردش چرخ اخضر ی دو تباں سبزہ
رعدوں سے سرخ زہرین تھجگان سبزہ
آپا نہ دیکھنے مجھے میرا جان سبزہ رنگ

روغن تازہ لٹے ہیں چرب بان سبزہ
سرو بہار باغ حسن قدہ جوان سبزہ رنگ
فضل گل آئے یا خدا رنگ جمی نصیب ہو
سبزہ راہ کی طرح خضر ہی ہونگا پناہ
غیری ریاض حسن کی مورد کا یا نصیب
محبیب سیاہ دل زرد روپے بہاؤ میں
زہر غم فراق سی انگوٹھ کا نیل بل گیا

سبز قدم خزان ہوئی حسن کی سبزہ ناز
 لکیر زلفیں چوڑا کر اڈی اسی چین
 سبزہ رخ بلخ کا کھو کھو رو لائیکا
 جس صبح ماہ مصریوں تو عزیز قلیق
 خون تمام جسم کا دم میں ہوا ہر کچھ
 چہرے جب نقاب نہ تھا اور ہی رنگ لگا
 عشق تڑکار میں ساری نمود مٹ گئی
 سبزہ خط عیان ہوا باتوں میں اب چمک کا
 مثل شراب صاف ہی شیشہ صاف عیان
 مجھے وہ بولتے نہیں یہی بلکہ انیس کا
 کبک کو پا مال کرنا غنہ کو ملال کر

سبزہ خط سے شکستہ شکر و شان سبزہ
 پر یونے پر کرتے ہیں حور و شان سبزہ
 طرفہ بہار لائیکا فصل خزان سبزہ رنگ
 قابل دید ہے مگر تجھ سا جوان سبزہ رنگ
 دل میں غصہ کیا روح رواں سبزہ رنگ
 قصر فردین بنا صاف مکان سبزہ رنگ
 سر و سی تھا باغین خوب جوان سبزہ رنگ
 اور ہی روپ ہو گیا حسن بتان سبزہ رنگ
 چہتا سنیں کی طرح راز سنان سبزہ رنگ
 کو کب بخت تیرہ ہی ہر دو ان سبزہ رنگ
 باغ کو چل نہال کر سرور ان سبزہ رنگ



فریادی دل کی اسی صبا لغز ہی ہیں ہجر میں
 اسی نگار سر و قد مائے جوان سبزہ رنگ

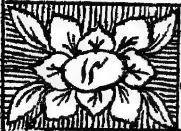


بکریا خاک و گشتن آب و ہوا کا رنگ
 وہ لال لال و میکہ اونکی قبا کا رنگ
 لائے مگر کمان سے ترے بار کا رنگ
 ممکن نہیں بھائی جو فخر و فنا کا رنگ
 کتنا سیاہ ہی تری زلف و تار کا رنگ
 اسی دل جدا جدا ہی ہر اک آشنا کا رنگ
 کہتا ہے دست یار میں کتنا غنا کا رنگ

نیرنگ آسمان سے جیسا قضا کا رنگ
 گل نے چمن میں اپنی قبا چاک چاک کی
 چتے میں کم نہیں ہے لیںم بیدار بھی
 حرص ہوا ہے خانہ و لیں بری ہوئی
 طرہ ہی عاشقوں کی بھی بخت سیاہ پر
 نیز نگہ ہی حبان طباغ ہیں مختلف
 کہتے ہیں لوگ خجہ مرجان کی پیدیاں

دکھلا رہی ہی ای رشتہ غم کس بلا کا رنگ
مرئیے بعد ایک ہی شاہ دگدا کا رنگ
کس دن مہینوں فی جمایا غنا کا رنگ
اک رنگ پر کبھی سنیں رہتا ہوا کا رنگ

پاتا ہوں میں تجھی ل کافر سے بھی ہوا
نقش و نگار غنا و نیا ہی بی ثبات
بے یار و یم بین مرے نالوں کے ساتھ
وہ دن اگر خزان ہی تو وہ دن بھارا



حرص ہو ای باغ جہان میں خراب ہی
دُرت سی دیکھتے ہیں سی ہی ہم صبا کا رنگ



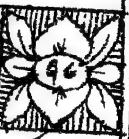
صورتِ ناتوس میں گرو مسلمان آج
گل کھلاتی ہی عجب خاک شنیدان آج کل
ہو تجھے چٹھی جو ای طفلِ دبستان آج کل
خود بخود ہوتے ہیں ٹکڑی جُپیاں آج کل
ہو گیا داعی ترا سیبِ سختہ ان آج کل
طالق نسیان پر رکھا ہی ہنسی قرآن آج کل
دم میں پھنستے ہیں مرغانِ گلستان آج کل
نخل ماتم ہی ہر اک سرو گلستان آج کل
ہو گیا پسانسی ہمیں اپنا گیربان آج کل
بھاگتا ہی چوڑ کر مجھوں بیابان آج کل
رہتا ہی پر یونگی جوہر میں سلیمان آج کل
بل کی لیتی ہیں بہت گیسو حانان آج کل
دیکھتا ہوں سبزہ گور غریبان آج کل
ای صبا اللہ ہی اپنا بنگران آج کل

ای صنم سب میں تری ماتھوں سے لالہ گل
باغ میں کتنی ہیں وہ لالی کا تختہ دیکھ کر
حرفِ طلب اپنی دیوانی کا ہی جانِ ذرا
موسمِ جوشِ جنوں ہی حائلِ گلِ کھیر
پیشتر خط سی مزار تھا کجا ہی تو نال
یاد کرتی ہیں کیسی مصحفِ رخسار کو
زلفیں چوڑی ہیں جو اس صبا دلِ خستہ
بای وہ خوش فہمی گلگشتِ اپنا تین
معتک با تھوں ہوتی فصلِ خونینِ تنگ
اندون میں رو رہتا ہی ہمیں جوشِ جنوں
جو حسین ہی گرو ہی اوس باؤ شاہ حسن
ایندتی ہیں کجا دانی کرتی ہیں عشاق
گشتِ عالم مری نظروں میں باغِ سبزی
سانا ہر روز کجا ہی اوس بت سفاک سی

<p>خالی جباب دار ہی آسمان تمام ای ترک تونی لوٹ لیا کاروان تمام لکھن میں باغ باغ رہیں باغبان تمام کتنے صفا ہی مشرب پیرخان تمام کہا می ہیں کس مزید سی مری تیرخان تمام قعدہ تمام ہی جو ہو یہ لائن آن تمام کیا چارون ہوا یہ ہی باغبان تمام مثل جباب موج میں طبل و نشان تمام کھولا جو راز بند ہو میں کھر گیان تمام جب تک ہوگی مدت قید جانی تمام سلجھائی کس طرح کوئی بگیت بیان تمام دندان دیان گوین میں مانی تمام روقی میں دیا پٹ دیا پٹ کی بند باغبان تمام حادثہ ہی بی ثبات ہی بحر جیان تمام چپٹ جاتینگے اسیر طلسم بیان تمام نخلت میں زندگی کو نکر ریا گیان تمام</p>	<p>ای چشم غرق آب فنا ہو جان تمام غارت میں صبر و طاقت تاج تیرخان تمام پہولوں ہی بیلون نی بہری تیرخان تمام اول می است ہی آخر می طور فرما تجھے سگ جاتان نصیب ہو اک ایک سی بکار سنو بات بات پر کیسا بہار میں زر گل پر طاف تھا سامان دہر صورت نقش بر آب ہی اظہار عشق نے اونہیں پردہ کش کیا محکم نہیں ہی بند علائق سی چھو تقریر صاف بحث مذاہب میں چاہے بعد فنا ہی نعمت دنیا پہ دانت جو کیا اوس پر گئی ہی عروس بہار پر ثابت ہوا ہمیں یہ شکست جباب واعظ کی کوئی بھی نہ سنی گا بہار ای دل خدا کیواسطے اب بھی خیال کر</p>
---	---



کیا خاک بن پڑیکا صبا اہل باغ سی
اکبار جبکہ پڑی گی جو فوج خزان تمام

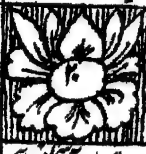


صبح ہو جاتی جو کرتی نالہ شکیرم
رہتی ہیں خاموش بہر وں صوت تعویذ

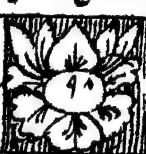
حشر ہوتا کہیں گے گراہ پرتا شیرم
کر نہیں سکتی دھان یار میں تقریرم

کو چکے تا صد کو خدا کر کے او خدیج تجریم
 نیچے دنیا سے حسرت زخم و اسذار کی
 زانو لہ آئی زمین کو سفت گرد و ہونچ
 آگے زنا انسان گلی کو گونے ہین کا طوق
 عشق کا لہنے پہاڑ حسن کا رتبہ ہین
 دیکھ لینگے کانکے چوہلی تری ای بحر سن
 حکمت کی باندہی تری در پر ہین کی ای سنم
 رنگ کی ہارے رفیق برسیہ ہونی ہین ہم

رو چکے لکے کو اپنے خوب ای تقدیر ہم
 حشر کو ہونگے ترے قاتل گر بیان گہ ہم
 مار کر بیسین باہمی جواہی بت فی سر ہم
 نخل جو کرتے ہین جنون مین حویر تخریم
 آئینے مین دیکھتے ہین یا رکی تصویر ہم
 ہین ہبہ تن چشم شکل نام ماہی گہ ہم
 حلقے آنکھوں کے کرنگے حلقہ زنجیر ہم
 چلتی ہین کو بے ہین او سکے صورت شیشہ ہم



ای صعبا بحر جان مین ای کام کیوا سطر
 کیا جاب آسا بھلا کرتے مکان تعمیر ہم



تکلیف مین احاطہ و ہم گمان سے ہم
 آواز صورت کہتے مین شور و فغان سی ہم
 ہرگز سما سکیں گے نہ میدان حشر مین
 گلشن سہی ہی شراب سہی ہی ابر تر سہی
 لکھو ایتن کس طرح ورق آفتاب پر
 وہ عند لیب بتی کہ نہ صیاد نے چٹوا
 راہ عدم مین نامہ اعمال ساتھ ہے
 اللہ ری شوق منزل مقصود کا مین
 و زبان سے چپکے ائی ہین گھر مین تہائی
 ای رنگ نہر سن شب زوقت کا سر کہ

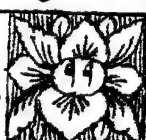
باز آئی اس زمین سے اس آنکھ سے ہم
 و بتی مہین زمین کی طرح آسمان ہم
 اتنی گناہ لیکے چلے مین یہاں سی ہم
 یاوش نخر بار کو لائین کسان سی ہم
 سننے ہین اپنا نام کیسی زبان ہم
 کیا کیا تڑپ تڑپ کی گری تیشاں ہم
 کیسا سیدہ داغ لیکے چلے مین سہاں ہم
 نالوں مین بڑھ گئی جس کا روان ہم
 دیکھو تو چڑھ کر کو دہری ہین کسان ہم
 بگڑی رہی ہین چار بہر آسمان ہم

یہ جذبِ حسن و عشق ہوا جانیں سے
 کہتے تھے دل کیونکہ دینگے تمام
 باقی رہی نہ فرق زمین آسمان میں
 و انظار تری بیان کو چہرا سلام ہے
 دیتی ہیں ترک وہ بوسہ لب کی سوال پر
 یادِ ان رفعتان کی لیے خاکِ اوقالی میں
 یارب وہ دور ہو کہ زاہد بھی یہ کہیں
 نہایت قدم رہے غم ایامِ حیرت میں
 اس سقف کے مدار کا کیا اعتبار ہے

آخر وہاں سے آپ چلے اور میان ہم
 مجبور ہو گئے مگر اک دستان سے ہم
 اپنا قدم اٹھالیں اگر دریاں سی ہم
 سن لینگے چار شکر کیسی زبان سے ہم
 ہر بار منہ کی کہاتے ہیں اپنی زبان ہم
 پیچھے پٹے میں گرد پس بکاروان ہم
 باہر سنیں میں بیعت پیر سقاں ہم
 اک حال پر لڑا کیسے ہفت آسمان ہم
 یارب بھلکی جانیں کمان آسمان ہم

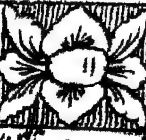


فصلِ خزانِ حسن میں جو توی صبا
 روی لپٹ لپٹ کی بہت آسمان ہی ہم

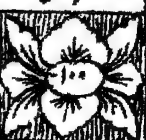


برقی ہیں دل کی اضطراب ہی ہم
 کیونکہ نہ مطلب رکھیں جناب سے ہم
 بحرِ ہستی میں ہیں جلد سے ہم
 جذبِ آبِ حیرت میرا ہے ہم
 گزیرے زاہد ترے ثوابِ عود ہم

ابر میں دیدِ قیاب سے ہم
 سو طرح کی غرض نکلتی ہے
 دم میں موتِ فنا مارے گے
 بیوفان سے ہے وفا مطلوب
 زندگی ہو گئی عذابِ ہمیں



تنگ آنی میں تنگ آنی حسین
 اس دلِ غلمانِ خراب سے ہم

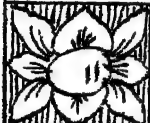


مسجد میں سونی پر کی ہیں بہیمانِ آہیں
 قیس کی اوستا میں فریاد کی اوستا ہیں

نعلِ گل ہی زاہد و کوثر ہی سیکھتے تھیں
 عاشقِ عینِ فروہ میں کھتی وہ بیکوہ ہیں

خوش ہن پیروی کوئی تپنی کوئی نہ پیر
خافو یہ چند کی نالوں سی آتی ہی صدا
پای میں خلعت پہ خلعت و صفدر ہم
مجھے کچھ سننا ہی جا کر غیری کتہا ہی
اکی صحرا میں پھر منہ نہ جانے کٹش کیا
استدر حیرت ہی اپنی سخت جانی پر
ضعف سی آواز منہ کے کان تک قاتی
شرم سی کٹتے ہنیش قد قد جانوں کو

خو برو غور زمین قتال میں جلا میں
کل دو گرویران ہونگی آج جو با میں
ارک اک مصرع پر اپنی اذکی دو دو
ای بت پرفن تنجی کیا کیا چرتا میں
نکست گل کی طرح ہم خاندان برات میں
رو برو قاتل کی ہم آئینہ فولاد میں
اپ بھی سنتی نہیں کرتی جو ہم فراد میں
مثل خوب خشک اری کی تلی شمشا میں



ضعف سی غش گیا تنہا ای صبا جیتا ہوں
دوست کیوں دتی ہن شہر اس قدر کیوں دین



مکمل نہیں گذر ہو جو اذکی مکان
ساتی فی ساتھ چوڑ دیا استہان
نازک بدن نہیں کوئی مساجد میں
نیرنگے نصیب ہی غم کی بیان میں
اؤ کی مرہ ہی کعبہ برو میں تکلف
طوفان اشک سی نہ کہیں جو زمانہ
زلزلہ جہا کی دست خانی سی یاد
کتہ ہی مجھے سنکے دھائی وصال
روبی ہر ایک شاہدائی کے آبرو
پایہ ہی اس قدر سخن صحت فی رواج

تھکی بھی ہم لگا میں اگر آسمان میں
آیا گرنہ فرق مری آن بان میں
چٹکی کی گلبند سی پڑی نیل ان میں
سوزنک کی طلسم میں اک دستان میں
کینچا کبھی نہ تیرنے چلہ کمان میں
کچھ سو جتا نہیں ہمیں دیکھو دہان میں
دزدو خاکو باذہ لیار یسمان میں
تائیر کچھ نہیں ہی تمہاری زبان میں
جمع بقول کھا ہی لب دریا ہندان میں
پنجابی بات کرتی میں پشتو زبان میں



کیونکہ نہ ای صلیبا ہو بر اک کو سر غور
ہو نہ کا نہیں سہرے خوشی لو کا یمن



انسان تو کیا ہی دیو پھر تباہی بھر
کیا کیا کمیت عمر پھر تباہی بحر
خنجر کوئی گلے پر رگ تباہی بحر
جو دانت ہی زبان کپڑا ہی بحر
باران غم ہی منہ نہیں پڑا ہی بحر
بنا نہیں ہی کام پھر تباہی بحر

اقت کا زور ضعف پڑتا ہی بحر
وہم عاشق خیرین کا آؤ کڑا ہی بحر
بہ چین ایک م نہیں مجھے پڑتا ہی بحر
کیونکہ نکالوں منہ سی من حرف
رود تباہی آسمان مری حال زار پر
تا بیروصل بڑتی ہی تقدیر کی ظلم



و وصلت میں جسے پوچھتا ہی یارای صلیبا
اس طرح چین آپ کو پڑتا ہی بحر میں



صورت گل ہی میان نشو و پرو
اور رخ پر چوڑ نورلف و تار چوڑ
آشناد و چار دن نا آشنا و چار دن
بیٹھ کر مسجد میں کر یاو خدا و چار دن
وارہ ہی اوس سوخ کی بند قبا و چار دن
چاندنی کیا کیا ہوئی ای مہ تھا چوڑ دن
ایک دن کی ہو گئی ای بیوفا چوڑ دن
مشادی غم ہی پی شاہ و گدا و چار دن
بیٹھ کر مسجد میں بنکر پار سا و چار دن
لبذہ لی ای باغبان اپنی ہوا و چار دن

منعمت ہی باغ عالم کی ہوا و چار دن
سبزہ خطا کا منو ہی چاند سی فضا و چار دن
ای بت کا قربی اللہ ہی بی برکات و چار دن
مدد عای وصل سنکر وہ صنم کئے لگا و چار دن
مجھ گریبان چاک کی مر نیسے اک جیت و چار دن
یہ بڑا اندھ ہیرا اک رات ہی آئی و چار دن
واہ رہی وعدہ تر اقربان عید کی و چار دن
ہو زبانی ہی لب گوہر غریبان صفا و چار دن
دام پیدا کیجیے ہی جو چکی مفسد و چار دن
نکمت گل ہر کمان باد بہاری کمان و چار دن

زادہ دن کی رات پکی گی می کلنگ پر
 اب تو سر سے حال پر لطف و کرم و شہ
 وہ پری کوتاہی دیوانہ بنا کر زلف کو
 پر کمان ہیرا کی چتون چنر زوی جہا
 سال ہر فصل خون پھر ہاتھ انکی سنہن
 پڑیاں کتنی ہی سو گھٹیں یا نہ سو گھٹیں کیے

گر بھی یونہیں گستان کی ہوا چارون
 ہو چکی ہوئی جو تھی جو و جہا و چارون
 فصد لو جا کر کرو اپنی دوادہ چارون
 وید کے قابل ہی آگنوں کی جہا و چارون
 صورت گل پر ہر کیسے قناد چارون
 ہی شرف پھر رو بال ہوا و چارون



بادہ گلگون چلے ہر روز چکر باغ میں
 موسم گل کی یہی بین اسی صبا و چارون



سخنیاں پھر روز مرئیہ ہو میں کہن لین
 ہم اسیر نگہی آرائی کشش پیدا کرین
 غیر ممکن ہے جیسے جام و صراحی ہاتھ سے
 صید گاہ خلق میں مسترت کا سلائیہ
 دسترس اتنا تو ہو نہیں جو وہ غیر ذکر پر
 سپوگی جا بہ کثر ہی بھی ہو تو کہ آنسو پچھدین
 بی صدای زنگ ہی عمر روان کا تافہ
 باغین رو میں جو ہم بھر در دندان یار
 ساتھ چوڑو کاندین چاہیں ترکان
 ہم وہ بیل میں اگر چاہیں تو جذب آہ
 سہ چلن اچھا نہیں رہ جانی پھر کیا ہی
 بی اجل گلن نہیں جو زمانہ سے بجات

اور آہ میں آمد و رفت نفس میں کہن لین
 دست صحن چمن کنج نقص میں کہن لین
 کمال ہم رنڈوں کی گو دو عرس میں کہن لین
 وراگو عتقا ہو تو دوام ہوس میں کہن لین
 اپنی پہلو میں او نہیں ہی ہو کہ تسنیم
 بوتلیں دو چار عرس میں کہن لین
 نالی ہم اس کاروان فی جرس میں کہن لین
 برگ گل آب گرا ایک منس میں کہن لین
 بادہ کر جیتا مجھے پانی فرس میں کہن لین
 آنسو گل آشیان کی غار خس میں کہن لین
 ہاتھ اگر اک دن میرا زار میں کہن لین
 زمیت سے ہاتھ آشیان ابر میں کہن لین

پروہی سپرمن ہی پروہی فصل ہمار
شکے میرا حال رنڈو منے یہ کتا ہی لال

اور زلی چاروان بیل قص میں کینچ لین
اور چنارہ ڈرامی کی ہوس میں کینچ لین

ای صبا کیا منہ ہزاران چمن جواپ سے
ایک نالہ تو زیادہ سو برس میں کینچ لین

طالق ہو نظارہ آئینہ اندر اک مینا +
غافل ہو بیٹھے ہو کیا فکڑا ملاک مین
برسوی سی انا جو تکی اتنی ہے صدا
اس قدر گبر کی اسی قافلہ جو کھو توج کر
پایا مین ہی بہن تنہو نفس شوم کے
گلشن عالم مین جب چشم حقیقت ابھوتی
بسطوح ہوتی می روشن آئینہ خانہ مین
ای مری ناو اگر تم مین خلا تاثر سے
لال ڈورے نشہ می سی نہیں مین بحر مین
گردش اخلاک نے پامال کر ڈالا مجھے
میرے رونے نے جواوس سفاک کوڑا کیا
دور سکے کے نہیں ہی ترک ہم تو سن کے تھے
کر دیا آخر ہمت میں نگاہ یار کا

شش جہت کی سیر کر اک اپنی شست خان مین
اوٹھ کھڑی ہو فروش و مسند کو ملا کر خاک مین
لائی سی قسمت تجبی کس شست و شست مال مین
خون کی دہشتی گجا مین کھین پوشاک مین
ہمین فریون کی طرحت فکر سرخاک مین
رنگ و یکہ لالہ و گل کا خرق خاشاک مین
جلوہ جلا بھی یون اپنی دل صد جاک مین
اشک بہر آئین ابھی چشم بت سفاک مین
سرخ خون جگر سی دیدہ مناک مین
حسرت مین کیا کیا مری دل کی ملا دین مین
نیل کے پہیری سلامی دیدہ مناک مین
مروار کاٹ کر تو بادہ لی قراک مین
ایک مدت سی لگی تھی موت پیرناک مین

ای صبا باد بہاری ہی سی مثل گرد راہ
روح کا عالم ہے اونکے تو سن چالاک مین

بوی گل کو دروید اور چمن کیا رو کین

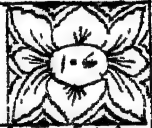
ہم کو دشت مین غریب ابل وطن کیا کین

یہ جہیل سنیں جو دم کی بہند و نہیں ہے
 دانہ حرمان فی بنایا ہی چراغ مدفن
 سرکشی چو کر آنکھوں میں عزیز و نکرہ
 بی حجابی ہی فقط حسن عروس گل کی
 خس و خاشاک سی دیباہی کہیں کہیں
 شوخی حسن ہی کہتے ہو چلاؤ ہم میں
 کچھ بھی قیمت لب تابان رکھی جلو کی
 دام ترویر میں کیوں کردل روشن ہوا
 تازگون سی بھی کہیں اونٹنایا بار ختی
 چاہیے وصف قیام میں مضمون بلند
 کرین جو تاسر بازار تجھے کیوں کر ہم
 خط سی مسدود ہو کس طرح بہار رخ یار
 چاہیے پاس ادب قیاس سے یارانہ ہی

طائر رنج کو رگھای بدن کیا روئین
 بزم میں باصفت شمع لگن کیا روئین
 شیر کو دیکھ کی علقے میں بہن کیا روئین
 عشق پیچھے کی قنات اہل چمن کیا روئین
 خون زخم شہدانا کفن کیا روئین
 تمکو ہم عاشق کا ہبیدہ بدن کیا روئین
 ترک ابابہ پر نشان میں کیا روئین
 اہوی چراغ ہو نہیں صید فکری کیا روئین
 بارش ٹرا لہ گھمائی تن کیا روئین
 ہم طبیعت کو دم فکر سخن کیا روئین
 وعدہ وصل پر ای عہد شکن کیا روئین
 جوش گل کو خس و خاشاک چمن کیا روئین
 دشت میں ناقہ ریلیلی کو بہن کیا روئین



شہر جستہ ہیں بیٹائی سوز غم سے
 ای صبا آپ کو سم سوختہ تن کیا روئین

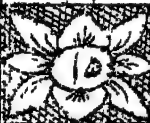


دل کا قصہ تمام کرتے ہیں +
 ترک ترکی متا کرتے ہیں
 ہم یہیں سے سلام کرتے ہیں
 برہمن رام رام کرتے ہیں +
 ایک ودانہ حرام کرتے ہیں

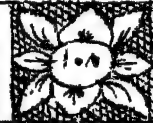
عشق کا اختتام کرتے ہیں +
 قہر سی قتل عام کرتے ہیں
 طاق ابرو سے اونکے در گزرے
 شیخ اوس سی پناہ مانگتے ہیں
 جو مہری پر تھے در و ندان

صرف منطلق تمام کرتے ہیں
 وقت زر کو حرام کرتے ہیں
 بائین بیچون سے جام کرتے ہیں
 کوچ بہر دست ام کرتے ہیں
 ملک کا اثاثہ ام کرتے ہیں
 آپ کس سے کلام کرتے ہیں
 یغذ او ملکی حرام کرتے ہیں
 تنگ میہ بے لگام کرتے ہیں
 زخیم کا التیام کرتے ہیں

نخط صمت پڑنا نہیں جاتا
 یا الکی سمال ہون وا عطا
 آپ کے منہ لگی ہی و خضر رز
 چلے دینا سے ہم پتے سے عطا
 اپنے دل پر ہے اختیار ہمیں
 قابل گفت گور قیب نہیں
 رات بھر میرے نانہ پر درد
 ظلم ہے احمقوں کی منذ زوری
 دل سے رنگ دوئی مٹاتی ہیں



ای چسپا کیون کی کا دل تو میں
 کعبے کا احرام کرتے ہیں



ای عشق ترے کمر استین میں
 تصویر بتو سکے صورتیں میں
 ای خضر ربی مس فیتن میں
 کیا کیا شکوے شکایتیں میں
 یہ حسن کی سب شرارتیں ہیں
 ہر روز تیری مصیبتیں ہیں
 آپس میں بڑی جھڑپیں ہیں
 اک دن سٹے عمارتیں ہیں
 موزرات پری سے صحبتیں ہیں

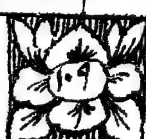
بندے کے لیے جو آفتیں ہیں
 نقشے نہیں قدرت خدا میں
 ظلمات کمان کمان رہ عشق
 دودن کی حیات پر فلک سے
 سرمہ ہو تمام طوحیل کر
 اندری گردش زمانہ
 ہم تم ہیں ایک جان دو قالب
 منغم کے ہیں بے نعل نموزین
 ہم مست ہیں اور دخت ز رہی

الفن کی عجیب صورتیں ہیں
گو یا مٹی کے مور تین ہیں
اللہ بڑے عنایتیں ہیں
گیتی میں ولی کے فضائیں ہیں
اک دل ہے ہزار آفتیں ہیں

مجنون ہی کہیں کہیں ہے فرماؤ
دنیا جو ہے خاکدان تو ہم تم
بندہ تری شکر میں ہے قلم
ای نفس پیدا آئے بن
و جو غم و مایش و داغ حرام



ہیہ ظاہر و باطن صفا ہے
اشک اکھون میں دل میں حسرتیں ہیں

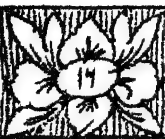


ایک اک گل ہے تا جدارِ چمن
چاک ہو دو من بھارِ چمن
طائرِ قدس ہے حسرتِ چمن
کیا بڑا ہے مالِ کارِ چمن
رنگ لایا بے نقشہ زارِ چمن
لٹ گیا لشکرِ بھارِ چمن
دام میں ہیں گناہگارِ چمن
لاکھ نالے کرے ہزارِ چمن
گردہ صاف ہے غبارِ چمن
مسکراتے نہیں انارِ چمن
بیلیں کیوں نہوں شکارِ چمن
رنگ لائے کچھ بہارِ چمن
باغبان ہے وثیقہ دارِ چمن

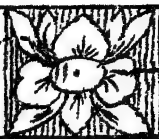
کیا پرکشوب ہے دیارِ چمن
بنوں میں نامتوان جو غارِ چمن
ہی اب اوس اوج پر بہارِ چمن
شکلِ حشران ہو گئے بلیں تہ دام
خط بڑا اوسکے روئے نگین پر
کمیت فوجِ خزان کی ہاتھ بنا
الغترِ رخ میں قید زلفِ ہی ہے
ایک اویسوکا حجبہ میں اوسکے فرق
شکلِ گلِ نقشِ پاپے جانا ہے
بے ثباتی پر اپنے روتے ہیں
تیر ہی موجب ہوا ہے بہار
جوش کھاتا ہے وحشوں کا ہوا
زرِ گل سے نہ کیوں ہوا مال

ہی یہ طفلان غنچہ کا رتبہ
شربت می جام گل سے یاد آیا
موسم گل ہے دن خوشی کی بہین

ابر رحمت سب سے ابدار چمن
ہوئی توبہ شکن بہار چمن
تمہارے زان سے آبشار چمن



سر پہ سر سبز ای صبا یگل
فیض سی جسکے ہے بہار چمن



خاکساری کا چلن خوفِ زبیران کشتاہین
پاس سوائی ہی مین منہ میں بان کشتاہین
زادہ دوریا می سی پہر کنارہ کس لیے
ہو گیا روشن جو دیکھی گزشتہ لیل و نہار
کیا سمجھ کر آتش سودا جلاتی ہے مہین
مست بابو رہتا ہوں تیری عنایتی مہ
کر نہیں سکتا سوال ہو سہ رعب جس سے
یہ کلام اپنی خریدار مرنے ہی اور شہ
راہ حق میں ہر قدم پر عہدہ معصوم
ہے یہ ایمای شکست رنگ گل امی
کالیان چپکاسنوں کیوں سالہ صفت
آتی ہی باد قرآن سے ایسے جہاز پور
وہ حسین ہی اپنی راز حسن میں خاموش
منکشف ہو راز کیونکر گلشن ایجاد کا
خال ابرو یار کا کشتا قرہ کی پاس ہے

بیم فراقان عبا کاروان رفتہ تین
چشم تر کشتاہین لب پر نغان کشتاہین
شک نجاست کا اگر آبِ ریان کشتاہین
ایک صورت پر کیسکو آسمان رکشتاہین
شمع سالن چربی مراک استخوان کشتاہین
ساتیا مین زند فکر و دوجان کشتاہین
روبو یار مین گویا زبان رکشتاہین
مول لویوسف کو تیرے گران کشتاہین
سنگ اسودرتبہ سنگ فشان کشتاہین
گلشن مہتی بہار جاودان کشتاہین
تم زبان رکھتے ہو کیا بندہ زبان کشتاہین
جای گل تپا چمن مین باغبان کشتاہین
کیا کر کا حال تباہی و مان کشتاہین
مطل غنچہ صورت بیل زبان کشتاہین
خوف زخم تیر کا زارغ کمان کشتاہین



منزل جانان میں جا بیکے کند آہستہ
ای صبا ہم حقیقت ز زبان کتمانین



پھری قلم کی طرح ایک ایک غامین
صدایِ حجابی بجلی کی تازیانی میں
کہ یا تہہ کام میں ہی اور زرخیز زمین
بسور دین کمین غنچے ز سبک زمین
گھر کی دانت ہین ز بخیر کی دہان زمین
کہ حال کا غزبادی ہی شایانی میں
ضرور چاہیے مہوسی سیاہ دانی میں
مرا سیت نندان کا گل کی کمائی میں
انصیب کا یہ لکھا موبہوسی شانی میں
کیا ہی واخلہ تحصیل کا خزانہ میں

کسی گاہ نہ ملا نقش جب زمانہ میں
ہماری آہ کی اک وہوم ہی زمین
مفردنی کو ہی سائل ہی امن زمین
سینے میں اہل چین کو بہشت کی اہل
گراہی اشک کی قطری جو نہہوش زمین
پس زفا مری آہوں پہ ہوا باندہی
میں تیر وخت تو جلتا ہو گویا بھی جلا
بہار وصل کہتا ہی دماغ ہجر میں
تھاری کیسو دن تک اپنا و ترنہ گاہ
تقصانی خاک کی تپلون کو کر کی زیرین



صبا سی حال نہ پوچھو کدورت عم کا
ہی اپنی نام کا آندہ ہی بی خاک اور زمین



زنگِ خا ہوا شفق شام ہاتھ میں
یاں ہی عنان ابلق آیام ہاتھ میں
رکھتے نام چار کو صمصام ہاتھ میں
حورین جہان کٹری ہین لٹی جام ہاتھ میں
دزد خا کا پھر نہ رہی نام ہاتھ میں
مصری بی جولی شکر خام ہاتھ میں

لی یارنی جو زلف سیہ خام ہاتھ میں
اک شہسوار حسن ہی وصل اُن میں
کہتا ہی فوج کر کے وہ ترک اکین و کورہ
جہ پوہ کش کو مہی ہین پنپا مری کیم
ریخ آگہ کما ہی علی بند آب کا
وہ چہتہ کارای بت شیریں اور تی تو

ترپی مین اسقدر پس دیو یار ہم	سوار اکیا ہی صوب باہم ہاتھ میں
لازم ہی آجی کے لیے اک ذال تبر	کیا عیب ہی رہی چوکونی بھڑا تہن
تکوا اگر مری بت کافر کا دیکھیں	رکھیں نہ برہمن کسی، صنم ہاتھ نہ
جام بلو خچہ معین کو صوب	تھدی لگائی ساقی کلفا ہاتھ نہ
سودای چشم یارین بلجای ترہین	بادام بھی ہو روغن بادام ہاتھ نہ
خطا کا جواب یار سے لانا کی طرح	قا صد میں سپید و تیار ہاتھ نہ

جام جہان نماوسی سمجھوان مین ای صوب	ساقی جو اپنی ہاتھ سے دی جا ہاتھ نہ
------------------------------------	------------------------------------

مدم سی آئی مین افکی خیال وی	چراغ جان ہی داغ عشق اپنی غائب
بوس سی زکی نقش یا تو کوئی نہ	لگایا اس جراتی جو کس کس طرح
ہر سی مکا نہ کلی کی جواس گلونی	چڑی مین پیاسی کاٹھی بان گونہ
سہار وصل ہے ہم میکشی کرتی مین	چڑھ مین باز ہو لوٹنی ہر اک شیشی کی گونہ
لنایا اسقدر جوش تنہا نی ہلو کا تیر	بزارون خون کی دہری لگی کھراکی
صنہ خونکو تو اکثر زرق پہنچا تا ہی	تیری تہمت سی شکر چوٹیاں پاتی مین
یقین ہی دلو ہندو فداک بھی راہ	جو ہواوس لک کا اک از زنا مین
جہانک سخت ل مین سرکشی کتی مین	شر مین سنگ مین جو ہر مین غور
خطا مین بیت سی ہم دام مین	رگین پیاسی کا پچھا ہنسن مین
پشکار آپ فی زیور کیا مشتاق عالم کو	ہلال عید ہی باطوق ہی سو نیکا
حسین کوئی نظر آسا سید آپ سوار	ل بیتاب ہی سینہ مین یا آہ
تر پی تو سی نکھیں آجی کا	شعاع ہر سی ہی نور ہر اک چشم

برای فاختہ اتی جو وہ ہر وہ فزون کے
 ہوا سے دید جانان بجگے گاہ جانان
 ہر بن جب کیستے ہیں اپنی شوقی ہوا کی ہر
 شہنا یک مین نہ ماہ جب گلگشت کو آیا
 تری یاتین جو ای رشک چرخ دگشتین
 ستم بہ پارا طغی مین اوس سچ ہا ستم
 دگر کرتی ہی خلعت چارونکی زیت نور و کر

ترپ کر کہ کیا لاشہ ہا کیخ مدفن مین
 بونی کی طرح پھرتا ہون مین اوی ہن
 چلا دیگا ہی عالم اوس شکارا گلگشت
 بنائے کشتہ چو مین کا کیت گلشن مین
 بہت رویا مین سکر چھوے گلگشت مین
 ہزاروں دل کھلو انکو طرح گلگشت مین
 نہیں خرواندا و اشک کچھ مستی کی مین



موسم گل مین ہم اک دہوم چاوتی ہن
 دہیان اتنا نین کیا لیتے مین کیوتی ہن
 دامن زخم سے قاتل کو ہواوتے ہن
 آپ کسوقت مین بندہ کو دغا دیتے ہن
 خضر ہی ایسے تو ہم راہ بتا دیتی ہن
 اپنی ساتی کو جو ہم رند و عادی ہن
 غیر کرتے مین غلام کو نرا دیتے ہن
 گادیلان دیکھیں تو وہ تباہ کجاوتی ہن
 تھکو آواز ہم ای او لقا دیتے ہن
 قہقہہ مین مرے نالوں کو آواز دیتی ہن
 ہم نوشتہ تجھے ای اصر لقا دیتے ہن

ویدم ساقی و مطرب کو صد اوستے ہن
 جنس لاپ گران سجے مین اک دوسری
 ہم وہ مہل ہن کہ شہدے مین ہو جیتے
 مزہ مین ہون مر بالین سے لڑاوتے ہن
 کون سننا ہی تری جوش جنون مین ہم
 صاف قتل سے صد اتنی بڑی مین ہم
 یہہ تے طور کا انصاف ہر افکری مین
 ہم ہی ہج لیے جانے لگے بوسے مہل
 چاندنی راقو مین اکثر تری در پر اک
 جب مین روتا ہون اللہ سے ہنسنا
 خط کے آنے سے کچھ حسن پہ حرف ایگا

رو برو دیکھنے صبا کی جو غزل گاتاہے

پشکیوں میں وہ سننے کو اور ادیتی ہیں



پہول چاہیں آمان چمن کے ہاتھ پائون
سو کہہ کر کانٹا ہوی اہل چمن کی ہاتھ پائون
ٹوٹی میں ساق پہاڑ شکون کی ہاتھ پائون
تہا کو تختہ ہو گئی زگر گرسن کی ہاتھ پائون
آج کل چلتی ہیں کیا اوس تہیزن کو ہاتھ پائون
اب شیریں سی مہولانا کو کہن کی ہاتھ پائون
ای جنوں شل ہو گئی اہل وطن کی ہاتھ پائون
بانجوان نو دیکھو اوس گلبد کے ہاتھ پائون
جو زمین ٹھہری نہ آہو خن کے ہاتھ پائون
باندھتا ہر عاشق چاہ قن کو ہاتھ پائون
جس طرح کانین کسی پر کہیں کے ہاتھ پائون
شمع سان جلتے ہیں سارے چمن کے ہاتھ پائون
قرین کرے اور آئینے کھن کے ہاتھ پائون
کیا کیلے ہیں جوانان چمن کے ہاتھ پائون

دیکھ کر خوش رنگ دس گل پرین کی ہاتھ پائون
بہنیکس پاروں دس گلبد کے ہاتھ پائون
ہم وہ میکش میں جو موتہ ہے مہین بچ
اؤ کو مقتو نو کو قرین اسقدر کمودی
آتی جاتی چوٹ بھی سج چہ نظر آتے نہیں
خاکساری کا فرا ہو تجھے خسرو تجھے
ہستہ گری بیڑی بڑی دوروں پہنائی
کھاٹ ڈالا دست شخ گل کو پانی نہ کر
تو سن شکین سی جب اوس ترک کی تہیز
اپنی گیسو سے یار سے کی طرح
نوجوانان چمن اوس گل سے تہریا ہوں
شعب گرم قص ہو تا ہر جودہ کش مزاج
ہستہ گری بیڑی جو مجھ کو گئی اور تری
ہو گئے خم ٹونک کر جلو خزان کو سستے



شما ہر عقد تمہیں بے واسطہ طے گاتا

ای صبا جو مونہ شیخ زبر میں کے ہاتھ پائون

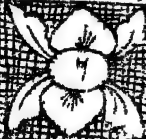


جو خواب میں ہی نہ کیا ہوا سمان
دکھا میگا عین کیا رنگ آسمان

خواب یوسف اگر نرم و لستان کھیر
وہ ہم سنیں چمنستان کی جو خزان کھیر

بزارون باغم اک مشت استخوان کیلے
 بہار آئی الہی وہی مان پھر ہو
 مر بان سی چونکوں حال دل نہ مانیں گے
 شراب سرخ کی ساغر جوان زرا پڑیں
 بتوں کو لاکھی ہر مین جب کا مین بھگین
 جو زندگی ہی تو اک دن چاہے تو تار
 بہار آئی ہی ساقی جادوی رنگ اپنا
 وہ لوگ لوٹ کی کاغذیے جوتھے ہیں
 چھان نہا نہ چنیں نیز تم خواہد ماند
 کہی تو ساقی دریا دل ایک گلاب
 لہر کے دہریں ہو گا شبابت گنگ
 نہیں ہر اکیا کی جسے مرنے دت دیا

مری بساط تو یہ بفت آسمانی کہیں
 پہر ایک جاگل بلبل کو باغبان کہیں
 وہ توڑ کر مری پہلو کے استخوان کہیں
 وہ لال لال شیلی جو اس کے شیر کہیں
 غناب کا جو کبھی سنگ آستان کہیں
 نہ چشم کم سی ضعیفوں کو نوجوان کہیں
 چنی ہوئی روشیوں پر گلہ بان کہیں
 ذرا کتب میں تو احوال زمان کہیں
 اچھی نہ سائیگا کیا کیا نہ آسمان کہیں
 منوئی کشتی می اکجار وان کہیں
 حلال کر کے غنادل کو باغبان کہیں
 خدا کو کما ہی تو زاپہ سو سے تباہ کہیں



جیسا بہت طرف زلف یاد دیکھتے ہیں
 مین نہ پاؤں مین نہ پائیں شریان کہیں

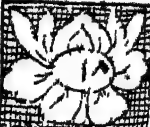


غم نہا ہو گیا جب بیٹھ گویا رون مین
 چشمان پٹی مین دھنسی کی فریاد مین
 گتھیاں پرتی نہیں آسودہ مارون مین
 قد آدم مین لگے آتے دیوار مین
 باغبان خاک اورا نے لگو گلزار مین
 ہی نیم مین اوس گس کی ہوا مار مین

نکار مین کی رہتی نہیں بھوار مین
 دھوم ہی سپرین پار کی بازار مین
 ہم او بھگتا نہیں روئیے کہی شوق کا
 سچ و یا حیرت عشاق رانی اور تن کا سال
 دیکھ کر عارض رنگین چ غبار خطا پار
 ای صبا ترانہ اوس سر کا دم بہر مین

۱۰
 فائز کعبہ میں چراغ نہیں
 چادر گل نہیں چسراغ نہیں
 ہامی کس کس کا دل پہ داغ نہیں
 شیشہ می نہیں ایام نہیں
 ایک دم رخ سے فراغ نہیں
 کون گل ہے جو باغ باغ نہیں
 ہم فقیر وں کا یہ داغ نہیں
 گل تو کیا ہے تمام باغ نہیں
 زارہ اتنا ترا داغ نہیں

۱۱
 اگر تبت کا دل میں داغ نہیں
 یہ نشان ہی نزار عاشق کا
 کیسے کیسے رفیق چھوٹ گئے
 غنچہ و گل میں باغ عشرت کے
 حال عمر و روزہ کیا کیسے
 میں وہ بیل ہوں جسکے نالوں پر
 سر پر احسان لین امیرون کا
 رخ رنگین یار کا ہمسر
 میکشون کے داغ کو پوچھئے



جل بسے میں نسیم حسد ت
 ای صبا وہ ہوا سے باغ نہیں



۱۸
 بچے روئین گے سر پہ کوئی ناخون
 جبکہ ہی کچا ساٹری ہی تری یونہی
 سنبھل باغ ہی زلفوں کی پریشاں نہیں
 غل اٹا اٹشس کا ہی تپ کی دیوانہ نہیں
 رشتہ جھوٹے بیج کی بوداؤں نہیں
 ایک لغت نہیں افلاک کی نونواؤں نہیں
 شمع خجالت سی جیسے جاتی ہی جڑاؤں نہیں
 وہ پری اکو گنتا ہی پھر انساؤں نہیں
 یار اک برق کا عالم ہی تری ناخون نہیں

۱۱۹
 فرق آئیگا جو مجھ نہ کی سامانوں میں
 تجیس لٹا نہیں ہم چاک گریبانوں میں
 گل ہی ای یار تری چاک گریبانوں میں
 سوزش داغ جنوں نے یہ ترقی کی ہر
 گیسو یار کی یون ہی دل اجا بیٹا
 ہم وہ قلعہ میں زما نہیں کپانی گے
 ساق پاؤں ہانک کی محض میں خاراؤں
 آدمی بھی نہ سمجھ کر ہیں اکدن چو جا
 ابر کی طرح سے کیوں و تین نہ ستے قلعہ

ماں مرادو نہیں غریبوں کی ہزاروں نہیں
 قیس نہیں جہان کا ہر شے دیکھو نہیں
 مسجدوں میں بے جا دعا ہی نہ منم غلوں
 سرور میں تو خود اپنے شکر میں ہوا نہیں
 حم سے شیشوں میں گئی شیشوں کی تو نہیں
 حشر کی روز اور ٹھونگ تری دیوانہ نہیں
 من ترانی کی نہ آواز پری کا نہیں
 جام ہم بکلی ہی ٹوٹی ہوئی پیالوں میں

اوس شہ حسن کی ان دن نہ کرم فرمایا
 زلف پشلی کی طرح خوب پریشان ہوگا
 بی جہت شیش و برہمن کی چین سانی ہوا
 قیامت ہو عارض جانان نور جانی الی
 دفتر چھپی تھک طرفہ ہی کیا اسی ساقی
 فردا حاکم کو وہاں کی طرح بچاؤنگا
 غل چھائیں اسی کا ہم اگر اسی ہوئی
 اسی شہ حسن یہ اسلئے ہی تری نہ مرنا



چمن کو چ جانان سے جو ملے باہر
 اسی صبا خاک اور اوس کے پیالوں میں



ہندو شہ نہیں کہ مسلمان پر نہیں
 اتنا ہی آسمان سے سر چڑھے نہیں
 شہر کے ہاتھ بھر قدم لگی رہی نہیں
 جو لوگ تیغ عشق کی سند پر چڑھے نہیں
 کب بھول اپنا وہاں دل پر کبھی نہیں
 کیا خط او سین لکھیں کہ وہ کچھ بھی نہیں
 انکھیں میں تر تو نکی زمین میں گر نہیں
 ان تھوڑیوں کی خاک کہی دل نہیں
 آئینہ اوس منم کی بہت سند چڑھے نہیں
 انکھوں کے اسی منم سے سند پر گزری نہیں

قہر اخلاک میں کیونکر پڑ ہی نہیں
 قصہ کا گریہ باعث طول شب و اوق
 مجنون معیف کیا سر فیکل میں آگیا
 کیونکر پل صراط سے اتریں گی مشرکو
 اوس غیرت بہار کی تار نگاہ سے
 ایسا سنو دکھ میں ہمارے قریب کو
 ہم غافلوں کی موت کا یہ انتظار ہے
 کیا جان زار ہوئی جو الفت کا نام نہیں
 میری طرح اسی بھی ملا دے نہ خاک میں
 زمین میں تیری دیکھنے کو دل کی واسطے

چلے کیلے ہاتھ کے تھے چڑھتے تھے
 ہتھوں کے جاچیں ہیں کمان پر لڑتے
 جب تک کہ آستین کسی پر چڑھی نہیں
 بازار میں سے مفت میں قصہ بھی نہیں
 ای ترک شہر بڑا تری گیسو چڑھی نہیں
 جب تک کہ چرخ پر تری گیسو چڑھی نہیں

کل کمالی کے لیے کف افسوس مٹی میں
 کیا تو پتھر ان میں مر ایل شک ہی
 اسی گل ہی تباکی پہنے کا لطف کیا
 بحث جمال آپ نے بدعت سے کہیے
 ہم عاشقوں میں اور کبھی سوا ہوا
 اندر سے میری دل سودا زودہ کابل



کیا بے حساب میں رہے رنگیں میانیاں
 دوشرا لکین بھی صبا کی چڑھی نہیں



دل کبھی متا نہیں جب تک نظر ملتی نہیں
 ہم تو کیا ہیں او کو بھی اپنی کر مٹی نہیں
 بیٹھ رہے کو کہیں جا ہاتھ بڑھی نہیں
 تہاہ اک اک بات کی دودھ پیرتی نہیں
 بکھرتے اپنی خیرای بی خبر ملتی نہیں
 سانس لینے کی بھی فرصت بیشتر ملتی نہیں
 بے صداقتہ آبرو ای بکھرتی نہیں
 گودہن کی طرح سے اونگی کر مٹی نہیں
 کیا کہیں اس دم چری مرغ سحر ملتی نہیں
 ایک دم کی صلت ای بیدار کر مٹی نہیں
 آتش ل سے ذرا نار سقر ملتی نہیں
 کیا قیامت ہی کیسی کہ خبر تلے نہیں

آٹھ سے آٹھ آج تک کیوں ای قریبی نہیں
 کہتے میں سچ ہے عدم کی کچھ خبر ملتی نہیں
 سیرفت اقلیم اسکندر سے یہ ثابت ہوا
 غوطے کھلو آ رہیں میری فریادی نہیں
 دور کر نہ میری غفلت کا پردہ دور کر
 آدمی در محبت سے کبھی پچتا نہیں
 چوٹی موٹی کی طرف کب تکیتے ہیں چہرے
 کہنے سے تصویر مضمون خیالی باندہ کر
 سوچ کر تارے شب و صلت میں تیرا لونا
 قتل کر لیکن ذرا غصے کا عالم دیکھ لیں
 آفتاب شہر بھی رانج جگر سے سرد ہے
 ہاں کس صورت سے حال فلک کا معلوم ہے

تجہ سن یار کی کیا تاب لائی آفتاب
دام میں امی ناز میں بیل کو لایا چاہے
آجی چاہی تو دیو آسمان کو مارے
اوڑی پیسی جو یار آتی ہی تو کہتے ہیں ہم
جیسے ٹکڑے نہیں میں پرچہ میں اخبار کی
چاہی بھر تلاش پاراز خود فرستی
بوسے آنکھوں کی کیا بزل کسی سی میں لذت
گرگ عشق افسوس پہلو سی اوٹھا کر لیکھا
سند پہ لینے کی لمبی کس دن سپر قلمی نہایت
باغ میں چکر رک گل سی کلمتی نہیں
نفس سرکش پر مگر فتح و ظفر قلمی نہیں
کیا ہوئی نہ تھی ہی دوسرا گھر نہ تھی نہیں
تھیں کو کس وقت لیلی کی خبر قلمی نہ تھی
منزل مقصود ہی قصد سفر قلمی نہ تھی
ساقیا ایسی گز کہ ہر جام پر قلمی نہیں
مدتوں ہی یوسف دل کی خبر قلمی نہیں

ای صبا واسطیح ہی جان کا صبر ہی دل
یہ نہ دولت ہی کہ جو بار و گرتے نہیں



توبہ ہے روسیہ کیا میں
میں کیا ہوں مری گناہ کیا میں
کچھ بھی نہیں بادشاہ کیا میں
ہی ہی عاشق تباہ کیا میں
اوسپر گیسو سیاہ کیا میں
اپنی لمبی خود تباہ کیا میں
مید لوگ بھی واہ واہ کیا میں
افلاک پہ محسوس ماہ کیا میں
یتوراے کج کلاہ کیا میں
وو چار اسکے گواہ کیا میں



کس نہ تھی کہیں گناہ کیا میں
اللہ ہے غفور کرنے والا
ای دوست تری گدا کے آگے
بتا کوئی بچسمن نہ ہوگا
گوری گوری ہی اونکی صورت
چکر میں ہیں شیخ و گبرہ نون
دیکھے کوئی حال اہل دین
اوترین اونسے مقابلے کو
وہو میں تیغ مگاہ کے ہیں
شاہد ہیں تری ستم کی لاکھوں

توبہ ہے روسیہ کیا میں
میں کیا ہوں مری گناہ کیا میں
کچھ بھی نہیں بادشاہ کیا میں
ہی ہی عاشق تباہ کیا میں
اوسپر گیسو سیاہ کیا میں
اپنی لمبی خود تباہ کیا میں
مید لوگ بھی واہ واہ کیا میں
افلاک پہ محسوس ماہ کیا میں
یتوراے کج کلاہ کیا میں
وو چار اسکے گواہ کیا میں

کافر جادو نگاہ کیسا بین +
 فکریں شام و بچاد کیسا بین
 ماشا اللہ واد کیسا بین +
 قاضی کیا ہی گواہ کیسا بین
 یہ نہالہ وانشک واد کیسا بین
 اسوقت تو بادشاہ کیسا بین

اندھے ان تہوں کے انکھیں
 کٹ جائیگی عمر چند روزہ
 او نکا تو جواب ہی نہیں ہے
 لہذا اس وقت کے محکمین
 دل ہی تو زیادہ اس سے ہونگے
 پہلو میں نگاہ ناتھہ میں جام



اونکی آمد جو اسے صبا ہے

سب مطلب رو براہ کیسا بین +



رہیں آباد بیل اپنی اپنی آشتی میں
 کبھی دہم نہونگے اتنی قارونکی دکان میں
 قضا کا سامنا کرتا ہوا ہی دل لگتی میں
 نہ کہما فرق صوفی کی طرح حال لانی میں
 کھدے سینہ دیکر جا میں قارونکی خزان میں
 کیسے کینچل کر لی جینگو قاضی کو تہا میں
 نہ ٹھہری طائر سدرہ بھی اپنی آشتی میں
 ہے تقدیر ہم پیدا ہوئی ہیں کس نہانی میں
 بتو کو رہیں لالا لاکے کا رین آشتی میں
 جواب اپنا نہیں کہتے ہوتے باتیں بنائیں
 سوای خار و خس کی اوہ کیا ہی آشتی میں
 نہیں ہی دخل بند کیر غدار کی کاغذ میں

یہی عالم ہی میں سم گل کا زمانہ میں
 بہر ہی حسرتوں سے جسد دل میں نہیں
 قیامت ہی کیسکو پار کرنا اس ناہن میں
 یہ کیفیت او تھانی اوس بت میں نہیں
 حریفہ نسی پہلے کیا دوس جو بعد میں نہیں
 خدا کی فضل سے وہ دوسرے ہم پر تنکا
 شکار ای جان تم کھیلو جو اپنی واک میں نہیں
 نہ یوسف بنی لیلی ہی نہ شیرین بنی غدا
 خدا چاہی تو اب یہ منزلت ہو قصہ جان میں
 ہمیں کو نہ دیکر اولیٰ جسے شکوی کرنا
 نفس میں کس لیے بیابا تہا ہی ای بیل
 بنای ویرد عجب کا سب کیا جا ہی کیا ہی

یہی جی چاہتا ہی صورتِ ناتوس چلا دین
 ہنہنہ ہنہنہ انگور کی ہنہنہ ہنہنہ
 کیا وہ صاف گھر کو آئے دیکھو عجیبی
 قدم رکھ کر پکڑ کر محبت میں فی سہائی
 یہ خود میں ہو کہ دن دن بھر خود ہی
 تری بھیدگی پر جان قربان ای کمان

خدا جانے لگے کیوں دیر توں کر فریاد
 دکھائی جو ہر ہی مہر آب تو موئے دانی
 یہ کیا ہی کیوں میں آجا ہوں کا
 خطر ہے تو جو جانیکا چھینے کی
 بسر ہو جاتی میں دو دو پہر زلفین
 تر از وہو کی تیر گھر دل کی نشانی



صبا جی چاہتا ہے میں گریبان چاک کرنے کا
 کہیں راحت نہیں باقی فلک کے شایہ میں



پہول تھی میں تری سیرا قیصر باغ میں
 گل سے بیل جو گئے بزار قیصر باغ میں
 بلبلوں کو دی رہی ہیں خار قیصر باغ میں
 لگیں کو چکرو کھار قیصر باغ میں
 اب تو لایا طالع بیدار قیصر باغ میں
 ابر تر رہتا ہے گوہر قیصر باغ میں
 سیر ہو چلے جوابی یار قیصر باغ میں
 کیا سدا آئی ہے ابی یار قیصر باغ میں
 بلبلیں ہو گئے گل کا یار قیصر باغ میں
 رنگ لا کر آئینے سوار قیصر باغ میں
 بت نہی میں صاحب زنا قیصر باغ میں
 یہی سجا زکس یار قیصر باغ میں

رنگ ہی ای ساقی سرشار قیصر باغ میں
 دیکھ کر نگین تر خار قیصر باغ میں
 ساتھ ہی اک غیرت گلزار قیصر باغ میں
 باتیں بیل کو سنا شیدا رخ گل کو بنا
 صورت اد میں جنت سے نکلتے ہیں
 شاہ گل موتیوں میں درجہ ہیں
 بلبلین گل سی فضا ہوں قربان
 کس طرح حور فکرو لاکر غلام
 دیکھ پائینکے مری سینے کی گر گھما
 موسم گل میں نہیں جوش جنوں کی
 اہی صنم اللہ رحی جلوہ ترا جرت فزا
 وہ مرض کوئی طبیعت کی تھی کہیں

غلامین اگر شراب غلیظت ہی چاہتا
 تھا ست بالا کا تہہ ہے دو بالا سر پہ
 دو دین سلطان عالم کی مین کی پھٹتین
 ایک کمر سے نصف بارہ حیرت مولیٰ
 ہی پانی از بہاری سیہ غسل آبرو
 دیکھ کر ترے رخ رنگین کچھ ای ٹیک بہا
 صبح دم گلشت کو آیا ہے وہ مژدن
 جائے وقت سیجانی ہے ای رنج
 تجھے اور گل سے ہوئی بخت جمال چچ

جام جمی سے زار ادا نکا قیصر باغ مین
 طوق ہی سنبل پہ زلف یا قیصر باغ مین
 غیرت جم ہے ہر اک میخا قیصر باغ مین
 آئینے مین پشت بدیوار قیصر باغ مین
 آنے زیر سایہ دیوار قیصر باغ مین
 کھل ہوئے مین باغبان پر با قیصر باغ مین
 سنہرے خوابیدہ ہو میدا قیصر باغ مین
 منتظر ہی نرس بجای قیصر باغ مین
 مجھ سے میل سے ہوئی سکار قیصر باغ مین



نکت گل سی صبا ہم ست رشتہ مین مدام
 بادہ گلگون نہیں درکار قیصر باغ مین

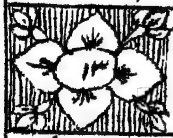


سرخ شکر اتزی رخ سی گل احمد کس دن
 نذر بادہ نہیں لاتا ہے زبان پر کس دن
 گھر کیاں تو نہ دین ای امر دیکھ کس دن
 روز دو چار کے روز کے صدا آتی ہی
 شعل ہے دیکھتے ہیں وہ مرتبہ کو
 تیری رفتار نے کس روز نہ آفت ڈالی
 خوب گل چہرے اڑتے چمن عالم مین
 کبھی اوس بت نے نہ پوچھا کہ دلی آگ
 چپ نہ ہو جائی شکوہ مرا کرتے کرتے

سر و کھلا قدموزون کی بار کس دن
 منہ کی گمانا نہیں واعظا سر کس دن
 رہ گیا روکے نہ مین شائق مضطر کس دن
 راگ لانا نہیں ہدیہ چرخ شکر کس دن
 ہاتھ رکھا نہیں جاتا ہے جگر کس دن
 پاؤں اگر نہ پڑا فتنہ فحشر کس دن
 ہکو غنچے کی طرح ہاتھ لگا کر کس دن
 پھر گیا آمینہ لیکر نہ سکندر کس دن
 کیا ہوا کچھ تو بیان کیجے کیونکر کس دن

نہ گئی عرش پہ آہ دل مضطر کس دن
بلبلین تہین دلِ نالان کی برا کس دن
آفتِ انی نہیں بالاسے منو کس دن
اپنا دیدار کیا آؤ سنہ حق کس دن
یا الہی یہ محم و کیسے ہو کس دن
پہنچتی سوچی نہبتے دیدہ تر کس دن
آنکھیں درو کی نہ کین خون کس دن
دوڑے جاتے نہیں ہم پار کے در کس دن
دیکھیے اونسے ملا تا ہے مقد کس دن
چو تھو کو میں کھلاتا نہیں شک کس دن
وہو جاتی نہیں گیسوی مجھ کس دن
دیکھیے ہوتا ہی ہنگامہ محشر کس دن
سمجھے ہم مرد کو سایہ کس برا کس دن
دیکھیے نکلے ہلال لب اغر کس دن

ای فلک عمر و روزہ میں تری ہنگامہ
آج پر کیا ہی سدا سی چمن عالم میں
آج کل باغ میں وہ سرو سی جانا
وعدہ محشر پہ کیا جان مری ملتی ہی
مگر کہ روز کا ہی چرخ ستم رورس
کبھی دریا کا ای شونخ کبھی ابر کما
خط کھمایا رکھ تو شوق جواب خط میں
مانتا ہی نہیں پہلو میں دل خانہ چرا
ہاں کس یاس سی کتابوں شبِ توتیں
برعابی مجھے بوسہ لب شیرین کا ملی
اندھون آپ بہت رستے میں کمری مری
کس قدر طالب دیدار ہیں اندھانہ
کیا قیامت تھی کہ قہری تری تو تیشہ
رہ گئی تھی رمضان بہر ہی ہم رنج و



رنج دیتا ہی صبا کو فلک مینائی
لیجیے گا خبر ای ساقی کو تر کس دن

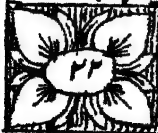


ترا خیال ہی اپنا حسین جیسا نہیں
شراب مفت دی اتنا سخی کلاں نہیں
کسی طرح کا کسی سی کہی ملا نہیں
ہماری جام کو امی محتب او پمال نہیں

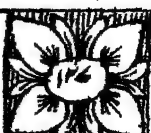
یہ محو ہیں کہ ذرا غم نہیں ملاں نہیں
بہار آئی ہی مطلق میں ہاں مال نہیں
وہ نیک ہیں کہ بدی کی طرف خیال نہیں
طہوع و ہر قیامت ہی تو نہیں ڈرتا

طال کی لمی خلقت ہوئی ہی آدم کی
 مجال ہی کوئی طوفان کو روک نہ سکا
 ہم آہستہ کو بھی یوں تو برا نہیں
 کوئی نرم میں کوئی تنگدین سمجھا
 وہ زندین کہ جسے صید گاہ عالم
 یہ ہم جلس یہ ہم مین نرمستی
 حذر کی جا ہی مری دو وہ آہی لگی
 خریدی تو لگا دین ہم ایک بو سے
 تلاش ہی مرض دل میں نوش د آرو
 غضب کی اہل قیام گشت کرتا ہی
 او وہ ہر قریب میں تم بواشارہ بازی
 مقابلہ کری وسعت میں وسعت دل
 وہ مست ہیں کہ شروع بھاری ہی
 خدائی دی ہی عجیب منزلت محبت کو
 شباب کی سی کہان جہان کا کہ پتہ
 شرابیوں کو بھلا عمر و زیدی مطلب
 وہ ہم نہیں جسے توای فلک بگاڑ سکے
 جفا و جور کا شکوہ نہیں کیا جاتا

وہ آدمی ہی نہیں ہی جسی طال نہیں
 یہہ جوش عشق ہی کچھ وہ دکاوا نہیں
 مگر تری رخ شفاف کی مثال نہیں
 جد ہر ہی یار کس کا او وہ خیال نہیں
 سوا شکار ربط ہی کی کچھ طال نہیں
 سحر میں کوئی کس کا شریک حال نہیں
 بخار دل ہی یہہ گرد رم غزال نہیں
 نیلے جسے یہہ جنس دل وہ مال نہیں
 نصیب یار کی منہ کا جین او گال نہیں
 وہ کون مرنے دل ہی جو پائال نہیں
 ایدہ بھی دیکھ لین انا تنہی نہیں
 زمین تو کیا ہی فلک کی بھی مجال نہیں
 ضرور ہم نہیں بااکی کو تو ال نہیں
 یہہ نرم وہ ہی کہ جس میں صف نہیں
 یہہ آنکھیں میں وہی لیکر وہ کبھی نہیں
 ہماری نرم میں حق ہی قیل و قال نہیں
 کہ ہر خیال ہی اتنی تری مجال نہیں
 نہیں نہیں جہن کچھ آپ سی طال نہیں



صبا یہہ طل بواہی غم محبت میں +
 بدن میں جان نہیں پیر میں حال نہیں



محوین نظار چشم بہت بی پیرین
 جلوہ آمد پایا اوس بت بی پیرین
 سیر ترقی اندون و مست کی ہی تیرین
 خود غلط انسان رہتا ہی جہت تیرین
 و بیان آتا ہی ہمیں اپنی مال کار کا
 آبروی خضر کہتے ہی مری دیوانگی
 داغ حرمان درد دل زخم جگر و دلال
 جو گیا اوس ترک کی لگے وہ دنیا سی کیا
 عالم پری مین ای دل خاکساری چاہ
 مر گیا خون دیکھ کر رنگ طلائی پیر کا
 بیجا کیونکر نہ خطا لکھ کر مین پٹھا کر کو
 طائر دل کی لٹی ای واعظ صبا و مو
 روح و قالب کی حقیقت دیکھ کر ثابت
 ہمسری تیر قضا ای ترک کر سکے نہیں
 شکے میرا حال کہنا ہی وہ یوسف لقا
 آفتاب جھڑک نکلا قیامت کب ہو
 مانگتے ہو سہ تو کہتا ہے وہ ترک نہ رات
 قدرت اللہ کا جلوہ ہی مشت خاک مین
 جو ہر تل چاہی سخت جانی سی کیا
 اسی جنون ہو گی نہ اغلال و سلسل کی

رہ گیا ہی چمد کی اپنا دل مڑ کی تیرین
 صاف نور سردی ہی حسن عالم گبرین
 چشم آہو کا ہی نقش کوکب تقدیرین
 غیر ممکن ہے تصرف ہو خط تقدیرین
 موت ای دل گمات مین ہی آسمان تیرین
 سوجہ آب بقا کی لہر ہے زنجیرین
 کات تقدیر نے کیا کیا لکھا تقدیرین
 جاوہ راہ عدم ہر باب ہی شیرین
 کیا ملاوت بخشے ہی سیر شکراں شیرین
 چاہیے سونے کا پانی قبر کی تعمیرین
 ردون قاصد کو سیر لکھا تہا مری تقدیرین
 خوب پسند مین تمہارے رشتہ تقدیرین
 بندیلی کو کیا ہے خانہ زنجیرین
 کس بلا کا توڑ ہے تیری نگہ کی تیرین
 دخل بند کیونہیں اس خواب کی تعمیرین
 کچھ اثر پایا نہ اب تک مارہ شبگیر مین
 منہ سنبھالو رنج ہو جا گیا اس قہرین
 رنگ و روغن نور کا ہی اس کی تصویرین
 ہاتھ جیوٹا ہو گیا بل پر گئے شمشیرین
 کان ہی لوہی کی اپنی خانہ زنجیرین

خضر ہی دیکھد تیری ای قاتل شہید نہیں

سب کو زبان جنان کا رنگ ہی شہید نہیں



کاتب قدرت فی اچھی دل ملی کی ای صبا
حزن الفت کی سوا لکھا نہ کچھ تقدیر میں

سید او کجہ پڑنے کی خواہی نہیں
عیش تک نہ ماسے ہاری جانیے
تن کو کیا دھرتا ہے دل کو پاک کر
یار اپنی بات اپنی مانتا ہے
شہر میں غفل سے ہم دیکھے مثال
مارو الا اشتیاق یار نے
کیسوی جامان کمان عنبر کمان
جب کے بل سے بزم شاخ گل
دھونڈھو اسکولیکن ای دل کو
سیخ مہل ہے برہن ہٹا دہم
چاہیے عقیقہ کی عزت کا خیال
خانہ دل کی ہر رونق عشق سے
سخت باتوں کا ترسے کیا دین جو
تجسس بہتر ہے اندیری قبر کے

بے محابا گفتگو اچھی نہیں
چہرہ چرخ کب نہ جواہی نہیں
ای نجس پیرشت شو اچھی نہیں
بر کسی سے گفتگو اچھی نہیں
خوی بدی خور و لہجہ اچھی نہیں
اس قدر بھی آرزو اچھی نہیں
رنگ ناکار ہے بواہی نہیں
سر کشی ای سروجہ اچھی نہیں
بے وسیع جستجو اچھی نہیں
کہہ کیسی گفتگو اچھی نہیں
منمو سید آبرو اچھی نہیں
زندگی بے آرزو اچھی نہیں
بحث ہونے دو بدو اچھی نہیں
ای شب غم خاک تو اچھی نہیں



ای صبا آوار گے سے ماتمہ اوٹھا
خاک اوڑانے کو بکوا اچھی نہیں

نلاسہ ترا نظارہ جسمال کرین

صفاسے جوہر آئینہ خیال کرین

<p> ز لون مین گبر و مسلمان را خیال کریں سیه منده کمان تری آگهی جو و نوحال کریں عیان جو ترس بزم شب وصال کریں صفائی رخ مین او مین آینه می می عوی پس از فاسی می می جی جو بقرای می نت شراب یکمین تو کیو مکر حرام رستی می انده میری را تو ن مین اکثره کجایین کجی نظر نه پری شاید عیسی می پر بهاری او کی بهلا شکوه و شکایت می جهان بخری زالا می ان تو نکا طری وه سانی می جو گمورا کد اتی اتی مین یقین می ترک فلک می حلال سوجا خضر کو بهری گمران مبارک هو نه پائینگی کجی رندون کی وجدا کا اندا </p>	<p> خدا کی واسطه قصه کا انفضال کریں مجال می مین جنبش لب سوال کریں تو اختر و کونقوش صف نعال کریں کد بر خیالی می اپنی طرف خیال کریں بهشت می یکمین اور انتقال کریں جو واعظ و کونکر کراسی حلال کریں جو چاندنی مین حل آیین تو کمال کریں جوان تو کی طرف هم نه کجی بهال کریں خدا نخواسته آچین کیون ملال کریں سیه و ده مین خضر می آیین تو او نعال کریں بهار امرزع بهستی نه پائمال کریں شراب پی کی وه آنکسین حلال لال کریں دور و زه زیت مین کس کس کا هم خیال کریں تمام عمر جو مونی غریب حال کریں </p>
---	---



صبا کدورت خاطر می دشت و دشت مین
 طاب عمر کو موت رم غمزال کریں



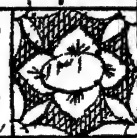
<p> طلم بند مین و لبسته بهار مین مین کرونگا میل نه ذریعے وه غنار مین وه جام دی محبی ساقی جم اقتدار مین بڑا کریم می جسکا گنا بهگار مین مین </p>	<p> جنون مین محو تماشا لاله زار مین نه اهل زری ملونگا وه خاکسار مین فقیر مست مین او فی شراب خوار مین مری نجات کجی ان واعظ مین مین </p>
---	---

تمام آبروی عشق دل کی باعث ہی
شب فراق ہی مردہ بین رہا موئی ہون
بولتے ہو مجھے ابر بہار سمجھے ہو
میں طویر مجھے واعظ و خدا دی گا
نہما زحاط آشوب روزگار سے ہوں
تم ای تو مجھے دل میں تو مانستے ہو
مری فروغ سے کیوں آسمان جلائے
مجھے بہت مری ساقی فی منہ لگایا ہی
میں وہ جباب ہوں دریا ہوں گرفتار ہوں
زمین کو ہی تر لزل کہیں نہ گر پڑنا

اسی جباب سی بریائی کی کنا رہنمائی
اود اس صورت شمع سرخ راہنمائی
برس پڑوں نہ کہیں آتشیں بجا رہنمائی
وہ جانا ہی کہ رند شراب خواہنمائی
ضیائی مردک چشم اعتبار ہوں میں
خدا گواہ ہی کتنا وفا شعار ہوں میں
نبات کچھ نہیں بھوکو شہ ادوار ہوں میں
جواب ہی نہیں کہتا باغچہ ہوں میں
وہ نقش ہوں کہ جوہر جاوید نگاہ ہوں میں
کہہ رہے اید ہر آہ کہ بقیار ہوں میں



ۛ صبا اسی کو محبت سرشت تھے میں
حد و کید کا نہیں سب کا دوستار ہوں میں



کمان ہم آگے لائی قضا کہاں سے میں
خزان توانی سہمنا ہی باغبان سے میں
اوسہارتا ہی پھڑکیا آسمان سے میں
غش آگیا ہی جمال پر ہی خان سے میں
دیا تھا وصل کا اقرار کس بان سے میں
سہی گا کون ستم لاو کی کمان سے میں
تمام رات جگنا ہی قصہ خوان سے میں
لگا میں درمی وہ بند موئی ہواں سے میں

عدم میں رہتے تھے کیا کام تھا نشان
بہار گل میں نکالا ہی بوستان سے میں
یقین مفسد ہی عشق نہ شان سے میں
کلاب باغ جان لیکے آئیں ہیں جوین
عجیب بات ہی بوسہ بھی تم نہیں دین
ریقب بعد ہماری ہیدہ ظلم ایٹھان سے میں
شب فراق میں سونا کمان سے میں
خطا ہوئی ہی کہ بوسی لٹی میں ہوں سے میں

شب فراق میں مکن نہیں جو آنکھ لگے
گرنگی میں قناعت جو کی شرف پایا
طریق اہل جان سے رکی ہوئی ہیں ہم
غیر مست ہیں خوش ہیں شکستہ حالی میں
علوی طبع سی کبر لگتی زمین پر جسم
سکان میں مٹی بٹھائے خیال کو رایا
پلے جہان سے اللہ سے منزلت نچی
ہماری جان پر آؤ کو بن گئی ای نل
ہمیشہ آرزو میں لگی کشتہ ہوتی ہیں

بجای آتا ہے چشم تارکان سے ہمیں
رسمانی سیر کیا اپنی استخوان سے ہمیں
لٹا لٹی ہی انگ اہ کاروان سے ہمیں
غرض نہیں کسی شہر کی غرضان نہیں
کہ ہر کو جائیں سکنا ہے آسمان پر ہمیں
قصہ کہایا قصہ آشیان ہی ہمیں
فرشتے آئے ہیں لینے کو آسمان ہمیں
بگڑنی نہو نہ اوس عیسی زمان سے ہمیں
نزارون خون کے دعوی ہیں آسمان سے ہمیں



بجوں گل میں ہمیں اسے صبا وہ بھول گیا
گلی کی جا ہے گلستان میں باغبان سے ہمیں



پلے پر وہ بہت ہو گا میزان کسی کتہ میں
سرا ر ریاقت پر سامان کسے کتہ میں
پھر او غنا یا تہ زمان کسے کتہ میں
میدہ ہی نہ کہلا ہر زمان کسے کتہ میں
لا حول ولا قوت شیطان کسے کتہ میں
غنا بت نہ ہوا ماورائے بان کسے کتہ میں
قربان اطہا کی دروان کسے کتہ میں
کم سن ہیں وہ کیا جانیں ارمان کتہ میں
کوئی جو کبھی سمجھے ایمان کسے کتہ میں

مست کا نہیں کیا ہم عصیان کسی کتہ میں
عشاق پہری اور رادیوان کسی کتہ میں
وصلت مہر وہی شرب می کلگون ہر
قیدی ہی وحشت میں بنیود مٹی مارا ہے
انسان کا بس نفس امارہ مخرب ہے
مستاب تری آگلی کھلا تو بخوئے کو
بیار محبت میں سر جاتیں تو اچھا ہے
کیونکر نہ نہیں سنکر حال دل عاشق کو
ای وہ غلو یہ باتیں اچھی نہیں گھٹک کی

<p>دیکھیں تو خضر تیری آہم مخبر کو فان دست جنون سو سوز غیر کی نگرانی بی یار یہ بادل میں دل شام کی فوجوں کے ہم آپ کی گدہ اگر فریادی جا میں گے جب دیکھتے ہیں گل کو کہتی ہیں وہ چوٹی بخود غلش غمت ہوتے ہیں تو کہتے ہیں دیوار کو زندان کے پھر آگئے دیوار آئینے کے ساتھ اپنی صورت اور خدیں دکھانے</p>	<p>معدیم نہیں آپ جیوان کسے کہتے ہیں سننے کسی کہتے ہیں سو جان کسے کہتے ہیں ہو چہا رہی تیرا دل کیا لڑا کسے کہتے ہیں اچھی رہی تو سننے نہاں کسے کہتے ہیں روتی ہوئی صورت جو خندان کسے کہتے ہیں اسی دل یہ کشک کیا ہر ترکان کسے کہتے ہیں جدم یہ خیال اہل میدان کسے کہتے ہیں دیکھیں تو وہ دونوں میں حیران کسے کہتے ہیں</p>
--	---



شرہ ہی صبا اتوار پنی ہی مضاحت کا
 آتش کی مقلد میں سحبان کسے کہتے ہیں



پڑ گیا ہی نکلیں تن کا سودا دل میں
 منزلت ہو جو کسی کی نہت جاد دل میں
 کیا سمانی ہی تری امی سگ دنیا دل میں
 لی نہ جانا کہیں دنیا کا بکیر دل میں
 فرق اتنا کرم ساقی دریا دل میں
 یہ بھی آئی تھی ہم سوچ کے کیا کیا دل میں
 یہ وہ طائر ہے کہ لیتا ہے بیرون دل میں
 لب جان بخش پر مرقی میں سیوا دل میں
 غم بہت سا موڑ پی مانع براسا دل میں
 سنن گیا گوچہ جانا کا ارادہ دل میں

سورج کا بھی وہی عشق جنون دل میں
 لاہ کان کا نظر آجائے تماشا دل میں
 نعمت فقر کا بھی دھیان ذرا دل میں
 مرصہ حشر میں ہو گا گدزی کا عالم
 آب می میں جو نہ خمر رند کو تیرا دنیا
 بات ہی آپ کی انکی نہ زبان سے نکلے
 کوئی شب نہیں رہتا ہے خیال گیسو
 جان دنیا ترسے خطا پر سبے فقر کا خدا
 پنج تنور اس اوٹھنا بھی تنک طرفی خبر
 ایمن رضوان ہی جو لینے تو تھا جان غلام

محبوب بدلی شب صلت کی لہری زوینا
 تجھے وحشی کی لہری گوشہ درزان ہی تھا
 جلوہ عشق بنا گوش صنم دیکھو تو
 روح رہ رہ کر تڑپتی ہی تری کافی بے
 کوئی اس عالم وحشت کا ناشاد بھی
 چہا نیال بھی بڑھ کر چین ہستی سے
 ظرف سے توڑتا ہی یون کوئی بندھا
 بیجا باہمی حقیقت میں تصور اوسکا
 ہم فقیروں کے لیے نفس کشی ہی کسے
 بقیاری سی شب غم میں وہ پہلو بے
 کیون پاپی نہ پڑیں تیرے حادث ہم بے
 ہم فقیر آتی جو بازار جہان میں تو کیا
 رنج کیا کیون طرف غیر خطا کی کوئی
 کس طرح اگو خوشی گرد پہنکے پانی
 مجھے بیمار محبت کا جو ہو گانہ طالع

لی رہا تھامری باتیں وہ صنم کیا ملین
 گھر نہ کرتی جو تو اسی دست محراب میں
 او تر آیا ہی عجب عرش کا تارا دل میں
 چنکیان لیتا ہی آواز کا کھٹکھا دل میں
 بیڑیاں پادوں میں صحرا کا ارادہ دل میں
 نخل الفت کا لگایا تھا فرا سادل میں
 محتسب تیرے ریزہ مینا دل میں
 آنکھوں کی راہ سی کیا صدا دیا دل میں
 آرزو نکا کیا کرتی میں کشتا دل میں
 ہو گیا اوسکا تصویرتہ و بالا دل میں
 ڈھیر میں گرد و گردت کی سچی دامل میں
 حسرتیں لیگتی اسکندرو دارا دل میں
 کس طرف جاتا ہی او تیر نگہ آ دل میں
 فوج اندوہ کا پہر تا ہی طلا یا دل میں
 کیا کہیں گی محبین اسی جان سجا دل میں



اسی صبا جسکی لی ہون میں پریشان خاطر
 جانتا ہی مجھی وہ گیسون والا دل میں



خط تقدیر ہی موج فی سرجوس میں
 ادھی کم سن میں کسی بات کا کچھ نہیں
 ہاں اک چاند کا مالہ مرا خوش نہیں

اختیار ہی عمل نہ قبح فوش نہیں
 سادگی سی سخن عشق درگوش نہیں
 کیا کہوں کیوں نہ وقت میں جھی نہیں

قابل اس بوجہ کی بندید بنی تو نہیں
تو ان دل باہی آپ گھر تو نہیں
حاصل باقی علق میں بہکے دوش نہیں

پیس ڈالیکا جھبی آپ کا کوہ نمکین
تسے طوفان اوجھایا ہی نہیں کرتا
نکحت گل کیطر سے چمن عالم میں



ای صبا کا کشن دیر و حرم نہیں
کونسی جاوہ عطا پاشی خطا پوش نہیں



رو بکی باقیہ انکسہ چرائی جی نہیں
یہ نقش منہ تو خجہ کنی ہی نہیں
چولی ہزار جا سے سستی ہی نہیں

تقدیر شکل مجھ کی نکتی ہی وصل میں
جٹا ہون شکل یاری باتیں نفاق کی
بہم کیوں نہ اپنی یاد کو گل پر نہیں



پر بال اپنی مروجہ دیدہ ہیں ای صبا
انکھوں میں شکل غیر کشکتی ہی وصل میں



کیا یوں میں شجر گل جو ہمو کرتے ہیں
تار باتوں کا لگا کر وہ فو کوئی نہیں
فرق اون گیسو وشی جب ہمو کرتی ہیں
سیر گل مثل صبا بوب چاہتے ہیں
خالی دو جاموں میں ہم ایک سو کرتے ہیں

نشر توں سی دل بیل کو ہمو کرتی ہیں
جب میں کتابوں کے دل پہنچا کرتا
شانی کیطر سے ہوتا ہی دل تباہ حال
چشم رباب سی ہم بھی چمن عالم میں
خون لکھوں میں بہر لاتی ساقی کی



شکل عشاق سی کس دہم چہ پانی میں حسین
منہ سیکا نہیں یہ آئینہ رو کرتی ہیں



ملک نہیں ہی خواب کا آنا خیال میں
کثرت سی لعل موتی ہیں کوہ طالع میں
بہا گین نانا ال کی چشم غزال میں

بیداری فراق ہی شوق وصال میں
دل فتنہ لخت ہوتا ہی عسرت کی حال میں
دشت جنوں میں گائیں تھیں جواں کی یاد

صبر کجی کجی ہوئی تجھے کیسے کیسے	نیت کجی رہی ترسے منہ کی اوکال میں
بین راست باز حال شکستہ میں بلبل	پایا نہیج کا سہ چننے کے بال میں
نعرہ زن دل ہی عشق مرگان میں	سرخ کوئی نیکون نیستان میں
دست و دست نئے کی در اندازی	نر بار بط حیب و و امان میں
دانت پیسوں نہ محو دندان	گمشدگان دوزخ رشتہ جان میں



وہ دیر و حرم کی منزلت براہ سمجھ میں
خدا جانی کسی سیدہ ناسمجھ سمجھ میں



کیمین گل اور کیمین خار نظر آتی ہو
چشم بد و طر حدار نظر آتے ہو
تم نمی شکل سی ہر بار نظر آتے ہو
تیرا گرا ہون جب ای یار نظر آتے ہو
اپنی تم تشنہ دیدار نظر آتے ہو
جان ہمک لینے کو طیار نظر آتے ہو
رنگ لای ہوی ای یار نظر آتے ہو
بال کھولی سر بازار نظر آتے ہو
انہی زلفوں میں گرفتار نظر آتے ہو
تم جو بایک بے تلوار نظر آتے ہو
زخ گلزارنگ سے گلزار نظر آتے ہو
رنگ کندن ساہی زردار نظر آتے ہو
ای گلوباغ میں تم خار نظر آتے ہو

تم ہر اک رنگامین ای یار نظر آتی ہو
قابل دید تم ای یار نظر آتے ہو
صورتیں کرتے ہو ای جان نزار وں
سہول جاتا ہوں غرق گے گلے اور غور
آینہ دیکھنے کو جب نہیں ملتا تمکو
کتے ہو ہم نہیں کر دہن کوئی فریاش
خون کس عاشق کشتہ کا چڑھی سر پہ
بند ہو جائیں نہ رستے کیمین بو انوسر
رہتی ہی آٹھ پہر آپ کو کھلے جو
خوف سی برج میں جلا دھاک چھپتا
سبستان میں مری جان سر آفتاب
آبرو من کی دولت سی ملی ہی تمکو
کیا ہی بی یار کشکتے ہو مری اکھوں

شان بست گیسو کو آپ میں سر داسیے
ایسے مصفوق زمانے میں کہاں ملے ہیں
دونوں گیسو عاشق و معشوق میں کھینچے ہیں

مہر خط سی نمودار نظر آتے ہو
پیار کر نیکے سزاوار نظر آتے ہو
پہچ میں لاو گے عیاں نظر آتے ہو



سپاہت میں صبا ہی مہم تیار دج
دوق کے آٹا پین پیار نظر آتے ہو



تھی شہادت کی خوشی ایسی ان شاد کو
لشکر غم میں گمراہ کیا جو مجاہد کو
جھکے میں حشر کی جاؤنگا میں دریا کو
اوڑ چلا وہ طائر دل کو مری کر کر کے
ریشک آتا ہر ترے دیکے گدا پر ایسی غم
غیر کہ آو ایتھک قونی سنانی چوڑی
لاش جب کا پنی زمین کو زلزلہ آگیا
عالم تجریدی مقصوم کی تماہنیں
تائے مجہد بیل کے شکر باغیں غنچیں
یار کی دل میں جاری آہ تو تاثیر کی
ساقیا مینا نہ عالم میں ہر میکش ہیں
بہول کر سکون نہ اوس نے بویہ پوچھا
وصل مجہد کو انیکو پرستہ ہو چرغ نصیب
عارضی ہی عشق بیل حسن گل پر ساق
ہو جو دعوی ہسری کا سر و قد یار

میں ہال عید سمجھا بخر جلا د کو
مہر آشکائے نوسے آتی ہی مریا د کو
لوٹ جاؤنگا پڑ کر دہن جلا د کو
قیہ بیل ہو گیا پر لگ گئی صبا کو
غوث کو مجاہد بے ابدالی کو جلا د کو
سن لیا اس نے ای بت مریا د کو
مر گیا لیکن نہ مہولہ چرخ کی بیدا د کو
ہی خط تقدیر ماتھی پر الف آواز کو
نکمت گل سے شاہیا یا شکر صبا کو
موم پتر کو کیا پانی کیا فو لا د کو
ابر حستہ ہی مرا و امان ترزا د کو
رکھ دیا ہی طلاق نسیان پر چار د کو
کرتی ہی جذب محبت مجتمع اصدا د کو
ہی قرآن اک دن سہا کر گلشن اچا د کو
کاک کر گلشن سی باہر پھینک شمع شاد کو

کشف سے چلیے صحرائی بنوں آباد کو
جو مٹائی صورت حرف غلط او سلو کو
باب گلشن موت کا گھر سرگیا شد آد کو
ز لرزہ موج ہوا ہی خانہ برباد کو
بی کفن رکھا مجھے خلعت دیا جلا د کو

جوش محنت میں ہی ہر گریبان پار کو
کھڑی ہ طفل دستان کیامری خط کا جو پار کو
بانع عالمین کل حدت فی کلماتی ہا
قمری تھو اساصدہ بھی ضعیف تو کی لپی
مرد کو کوئی وہ جانی سی باہر سے گئے



بید دعا اللہ سی ہی فصل گل میں ای چسا
بانع میل کو مبارک ہو نفس بعباد کو

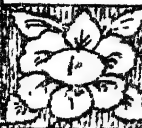


کہوں طوبی تو زیبا ہی تمہاری تذبذب کو
نہیں آرام گوار میں بھی اس طفل د کو
خسوں عشق سی کیلا ہی مینی مار کی کو
کوئی بھی اپنی باتوں تو رہا ہی لپی باز کو
اوٹھایا مردم دیدہ فی سر پر تن اراد کو
اگر موباف کی حاجت ہو او کافر کی گیسو
غم و درد و اسف فی کیا آباد پہلو کو
گرایا خال چشم بدنی گولی سی آہ کو
ہر یکھا ساری فی ید تیری چشم عار کو
سوختا ہوں صد آہوں تیری لپی باز کو
چلتی دیکھتا ہوں شب شب تیرہ میں جگنو کو
روض گل کی رکھ شمع سرانی ہری کو
آہ آہ بونشی تو نہنی لیا دین انفس کو

نہیں سائی سی کچھ بھی بھری سرور کو
راہی نہیں ہی صبر غم میں مین کو
پیشہ بجا ز محبت سی پرورد کو
عجب ہی کس طرح قابل فی ہل کو
ہو اسکر قلیل چشم کا جسوقت وہ کافر کو
تکھک سا پانی با بیوں سی کچل لہن کو
بہت سی ہنشین بھگولی کہ لکی جانی ہی کو
بفرم صید بازی جب نفا کی جانتا کو
سفر روان چشم کی مانند ہو چہا نا کو
قیامت ہی بغیر اس مرد کی بکشت کی کو
مرد کی چشم زاف سیہ میں پو آہ کو
سخت کیا سب صلت میں فید کا پیر کو
ہوئی منظور چشموں میں کشتان روی کو

سلم ہی بھر کا دیکھا مین منت یہ مانی جا

چڑ بان بند کا پنجم جو دیکھوں گی نابھ



کمی وہ دن کو سون سی بہاری لب بستر



صبا اب تو رستی دین گل خسار کی بود

سو بی پر پی و یا ملک سیدان مجھ کو
دوم گریہ ہی خیال لب بندہ ان مجھ کو
خود وہ کا زمین جھکتے ہیں سلمان مجھ کو
باہر ملک جاتی اگر دشت نیست ان مجھ کو
تظر آیا جو کبھی گور سر بیان مجھ کو
رات پھر کوئی نظر خواب پریشان مجھ کو
یا سبھا ہی مگر سر و پا خان مجھ کو
ای جنون تو فی و کما یہ سیا بان مجھ کو
ون کو رہتا ہی خیال رخ تابان مجھ کو

الفٹ خط سے مایا کو چہ جانان مجھ کو
اپنی رونی پہ مجھی آپ ہنسی آتی ہے
ساکن ویر یوں اک بت کا ہوں بندہ
خط بیان تکا دسی ملکوں کو سکھ ظلم
یعنی جی گر کسین کر کھی خیال انجام
رہا سوتی مین بھی اوش الف پریشان
داغ پر داغ نہ اس طرح سراپا دیتا
مین تو رکشا تھا قدم بھی نہ چھین سکیا
رات آتی ہی تو یاد آتی ہی وہ زلف سیا



ای صبا بعد فنا بھی ہی یہ خالق سی دعا



عنوش خلد ملے کو چہ جانان مجھ کو

وہ سنائیں تحسین نامی کہ بہت یاد کرو
اکھنوں سی آینی کی فرد پہ تم صدا کرو
بندہ موجود ہی تم شوق سی بیدا کرو
طرہ طبعی پہ بھی ای غیرت شمشاد کرو
جو تازہ کرو طرفہ ستم ایجاد کرو
قیس کے روح کا صدقہ بھی آزاد کرو

ای بتو وہ بیان اگر جانب فریاد کرو
جان جان پیش نظر حسن کی روداد کرو
ای بنو روز ہزار دن ستم ایجاد کرو
گل دستار جو میرا دل ناشاد کرو
نار فائدہ از سی ہر روز وہ فراموشی مین
ای جنون مین ہی ہم مری زنجیر کا حل

خاک میں چھبکو ملا کر وہ منکم گستا ہے
 نکت آس میں بہت زار و زون چھبکو
 جتن نور و مبارک عتقین ای بادہ
 نم وہ شیرین ہو کہ او سکو بھی ہو
 ای بو ملکوتیہ جو خدائی ہو جا

پنی اللہ سی جا کر مری فریاد کرو
 قدموں میں نہ اور اگر چھبے بر باد کرو
 بہر بہار آتی ہی پھر مسکدہ آباد کرو
 چشم پر نہ فر کوز ختم ہر فریاد کرو
 صورت آباد کو دم میں عدم آباد کرو

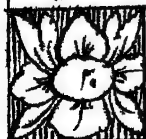


ای صبا ملک عدم کو جو خدایا بجا ہے
 منہ نہ مگر طرف عالم اچھا د کرو

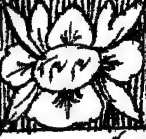


جام جسم جو چشم بیا ہو
 ہم ہون ساقی ہو و و صہا ہو
 کچھ ارزاہ میں جو پیدا ہو
 کچھ اگر دید کا نتیجہ ہو
 بہر و یا مجبہ فقیر مست کا جام
 ناصحا پند مجبہ و منہ کو
 خضر کا کام رہن سہ لے
 لاکہ تو مان کوئی جان کرے
 دہن یار کا کہل عقدہ

آہستہ ہے جو دل مصفا ہو
 شب نہ ہو کنار و ریا ہو
 قرم و جاب چشم پر پا ہو
 چشمہ ہر چشم حسد با ہو
 ساقیا تو ہوا و روپا ہو
 او سکو سمجھا جو کچھ سمجھا ہو
 چال وہ چل کہ غیر اپنا ہو
 مجنوں جو بہت کیسا ہو
 حل کس طرح یہہ متھا ہو



بیتھن اچھا صبا کین چل کر
 اس میں کعبہ ہو یا کلیسا ہو

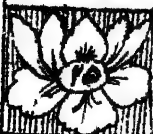


کوئی صورت سے کہ صفا ہو
 ماسار اللہ چشم بہر و

آہستہ دل خدا نما ہو
 کیا خوش ہو ان نہ لقا ہو

نہ نصف ہوں شیخ و گبر دل میں
 دوزخ کو ہی مات کر دیا ہے
 سنا کیسی فقیر ہوں میں
 کہتے ہیں وہ میرے دیکھنے پر
 معلوم ہیں واعظوں کی باتیں
 یاد و سبھاؤ اوس منہم کو
 کلچین ممکن ہے پھول توڑے
 کس سے ملتا ہے دیکھ دھول
 سن کے کبھی مجھ نصیر کی بھی
 یہ حال ہے لہذا دل کو کھو کر
 اولیٰ اولیٰ نہ کیوں ہوں تین
 بندہ باہر کبھی نہیں ہے
 اللہ کرے نامہ عمل پر
 اسے یار کبھی تو کام آوے
 ابرو سے چشم سے نگہ سے
 کب سے امید و بیم میں
 کچھ رحم ہی ہے خدا خدا کر

قصہ چاہا باب فیصلہ ہو
 ای سوز میں دل ترا برا ہو
 شور می سہی گلہ ہو بوریا ہو
 دیکھو کوئی نہ دیکھتا ہو
 اوس سے کہیں چونہ جانتا ہو
 کیسے تم بندہ خدا ہو
 بیل نالہ ہی جانتا ہو
 غافل ایسا نہو و نما ہو
 اسد کرے ترا بیدا ہو
 جیسے کوئے لٹا ہوا ہو
 تیرے تیرے خفا خفا ہو
 جب چاہے اجل کا سنا ہو
 تیرا نقشا کبھی ہوا ہو
 اتنی مدت کے استنا ہو
 آفت ہو قشر ہو بلا ہو
 جو کچھ ہونا ہو یا خدا ہو
 بندیسے صبر تا کجا ہو



پڑھتے ہو صبا بتوں کا کلمہ
 کہتے کو بندہ خدا ہو



کوئے ہو چلین ہو یا صیدا ہو

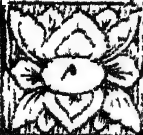
جو عدو سے باغ ہو برباد ہو

ججسا عاشق مور و بیداد ہو
 کو چہ جانان سے مطلب ہی نہیں
 قید مذہب و افعی پاک روگ ہی
 درد و درختب سے ساقیا
 بک گئے مین آپ تو غیر و نکے ہاتھ
 یہ تیسرا لہذا ہی صبا کو
 سرو قد و ن سے اگر بال پڑے
 آئینہ دل کا جو دکلا دون آئین
 تم وہ ہو مر جاتین تو بھی غم نہ
 کیند گرد و دل پرای دل آہ سے
 موت ہنستی ہی خضر کے حال پر
 موسم گل ہو جنون کا جوش ہو
 کان رکھ کر وہ مرے نالی سے
 مین وہ غلیل ہوں جسی نو بین لیک
 نذر سر کر ہا ہوں مین ای شاہ جن
 رنگ لایا ہی لڑکپن آپ کا
 کیا قیامت ہی برا ہو موت کا
 بار الہا یوں او ٹھین محشر کو ہم
 ظاہر و باطن مین ای دل فرق ہو
 ان رقیبوں کو حسد غارت کرنے

تم بڑے سفاک ہو جگلا د ہو
 دیر ویران ہو حرم بر باد ہو
 آوے کو چاہیے آزاد ہو
 تاسے کیونکر سیکہ آبا ہو
 بندہ پرور اپ عنکلام آزاد ہو
 باغ ویران ہو قفس آبا ہو
 قرب سید باغ مین شمشاد ہو
 جای حیرت ہو عجب روداد ہو
 عیش ہو عشرت ہو خوش ہو شاد ہو
 کچھ نہ کچھ آفت پڑی افتاد ہو
 تاجا ہستی سبے بنیاد ہو
 جابجا حساد ہو نقصاد ہو
 زلف دوو شعلہ رفسد یاد ہو
 باغ ہو یا خانہ صبا د ہو
 حکم ہو جگلا د کو ارشاد ہو
 فوہب رگشتہ ایحباد ہو
 ہم نہ ہوں یہ عالم ایحباد ہو
 ہاتھ ہو اور دامن جگلا د ہو
 بت غفل مین ہو حسد کی یاد ہو
 آپ ہوں یہ عاشق ناشاد ہو

کوئی نہ خوش ہو کوئی نہ شاد ہو
نقشِ مہرِ سبقتی بچا پیسے برباد ہو
کیا توار دمصرعِ شمشاد ہو

آپ کو اپنی خوشی سے کام ہے
آہ آہ ہی بھی مٹا شیکہ لیے
جانی کا شوق میں جو تو ای نہ مال



خوبی ہی اوس گل کو لاتی راہ پر
ای صبا تم بھی پڑی اوستاد ہو

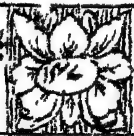


رفتہ رفتہ مار ڈالیکی وطن کی آرزو
ساقی ہی انتقامِ انجمن کی آرزو
غیب سی برآتی ہی اہل سخن کی آرزو
دل کی دل ہی میں رہی اہل وطن کی آرزو
خاک میں کیسی ملا دی کوہِ کن کی آرزو
ای فلک پہ کو نہیں تجھ سی کفن کی آرزو
کیا ہی برائی جو امانِ چین کی آرزو

کینچے ہی جھوکا ٹوٹن چین کی آرزو
صورتِ مینا میں تعظیم و تواضع میں
کھل گیا جھوکا ہر مضمون کمری یار کے
وحشتِ دل لی اور بھی جھوکا بیا باکی طر
ای فلک پر تر پڑی تجھ پر غصے کی کیا
مثل گل اپنی ہی جابہ ہو لباسِ آخر
بانغ میں تو فی قدم رکھا جو ای سر



بانغ عالم کا زالا رنگ دیکھا ای صبا
واغ پاتا ہی جو کرتا ہے چین کی آرزو



دل کی لگی بیان ہوا کہنوں کی لگی نور ہو
سید بہت پندار تو شد دل ہی دور ہو
پہر وہی رات آئی پھر روشن چراغِ طور ہو
پنبہ سنائی حی مقرر سرِ منصور ہو
وانع سودا لالہ و امان کوہِ طور ہو
شمع کا شعلہ ساقی ویدہ فی نور ہو

فی الحقیقت تم بہت مرغوب اور منظور ہو
بندگی کرنی پر ای زائد نہ یوں غور ہو
سیر ہو پھر جلوہ فرما وہ سرِ ایا نور ہو
وہ موجد میں جو سب کو جی کشتی منظور ہو
اوس سرِ ایا نور کا عاشق جو قلیس ہو
روشنی کی سیر اوس گل کو جو نور ہو

کو کہیں ہم دیکھنا جسکا ہمیں منظور ہے
 یوں جنگ کرتو مری آئندہ دل کو بندے
 زندہ مغلس میں بہت نام و نعتیں کلال
 عاشقوں کو شکرت کرنا چاہیے ہر حال میں
 شہا، بگل کر نہ اسی صیاد عشق آئی کہیں
 دل کی سوچنے چرخ جان کو یوں چکا دیا
 می نہی ساتی تو ایسی گمن کج نام کو کوئی
 پہنا مار کے کس طرح ہر دم لگا کر طعن
 کچھ بھی شب بکونی ادب پس بجا عشق
 کوئی - دوی غم نہیں کوئی مرے پر نہیں
 یہی بھی حالت تو پہلوئیں کہ کوئی گاہی
 توڑ ڈالا جام لیکر مجھہ خیر مت کا
 بندہ دھکا دھکا تیرے خوشی ہی کا
 خوب ہی ہی آج تو ادوی کشا چلتی ہو
 کوئی سرکش ہو کوئی عاف ہو یہ کیا بات
 کیا ہوا ہے ہتھارا میرزا یا نہ فرمان
 چاہیے پانی کی بدلی آگ برسی اسی فلک
 اسی تصور تیرے گنگے دل کیا اور چر کیا
 کون پوچھ گیا اسی زلف تبا کو چور کیا
 فصل باران ہو منو منو گلستان ہو منو

کیا تانا تبا ہو جوسیدہ عفت کا پرہ دورہ ہو
 کو کیڑا کو کافر یہ شیشہ ہی نہ چکنا چور ہو
 اکا ایک بوتل کا تورا دین اگر مقدور ہو
 اسی بتو آئندہ کی جانب سے تم نامور ہو
 خون بدیل کا دریا صحن صحن سی دور ہو
 خوب روشن جسطرح شمع شبنم چور ہو
 چرخ عینائی زمین پر گر کے چکنا چور ہو
 کیا کری وہ جسکے دل میں عشق کا ماہور ہو
 دور ہو ناصح ہمارے ساتی ہی دور ہو
 اسی بتو آئندہ کبر کس قدر مغرور ہو
 کوئی موا سین جگر ہو یا دل رنجور ہو
 ہمرہ ہمیشہ تو اسی مقلب محشور ہو
 ہلکو بھی منظور ہی جو کچھ تھے منظور ہو
 ساقیا مان برق کوئی ساغر ملور ہو
 آپ ہی مختار ہو تم آپ ہی مجبور ہو
 اوس طرح پیش آؤ جو معمول ہو ستور ہو
 ابر کا کلمہ اگر آؤ دل محسور ہو
 ایک عالم چاہیے نزدیک ہو یا دور ہو
 راہ را بالقرص فلک ہے پر خدا کا نور ہو
 کچھ منواک میں ہوں اور اک ساتی مجبور ہو

قیس سے توجہ نہیں سکتی کی محبت
 شوق موسیٰ کو بت ہی جلوہ دیدار کا
 جس کا مخلص ہی اوس بات کی کیا

ایک پرہیزگار جو سو پرہیزگار
 بیچ میں سر سر اکسین چل کر نہ کوئی
 شہرہ کیسے اور ریشہ اور مشہور ہو



صورت منہ و زبان کی بول دو ہو
 اختیار امر ہے کب ہی صفا مجھ پر ہو



تیاب غم سے جان بہ دل خیزن
 انطا یوز عشق دم واپسین شو
 مر جاوے گا میں دیکھ تو چین چین
 اوٹھی خرام ناز کو وہ دھوم پرکھی
 ان نعمتون کا روز قیامت حساب ہے
 گر پاس ابرو ہے تجھے کفر و تنہ
 مجرم ہوں میری لاش نہ تو کٹارن
 اوٹھیں گی حشر تو بھی نہ ہم کو یار سے
 اتنا ہی عیب ہی کہ وہ بت بہ خزان
 ملبوس خاک شیک ہی تن پر فقیر کے
 دریا ولی دکھا ہمیں گلشت باغ میں
 لانی پہ ہی کچھ آج حرارہ وہ ہمیں
 ہا شیر قلعہ دل سوزان سے لے لے
 محشر کو چاہیے بے لوگ لہجہ ہی
 انکار کی نہ عشق جتانے پہ جانو

کچھ ہی شو جو عشق زبان میں
 اس دم چہراش پافس آتشین
 بڑی غضب میں فکھ فکھ گھر ہو
 قندہ پا جو اسے قیامت میں ہو
 ای منو فقیر کے نام جو میں ہو
 بدتر جاب ہی ہی جو وہ نشین ہو
 اس جرم پر فشار تجھے ای زمین ہو
 سید اعکاف زاہر غلت گزین ہو
 منہ صاف آئینہ ہے جو چلی چین ہو
 پروا نہیں کلیم ہو پوسستین ہو
 ساقی لکان کشتی جی کا کہین ہو
 دھبے طلوع مہر قیامت اکسین ہو
 مہر خاک ان کیلین کردہ آتشین ہو
 کہا کر تو مت خاک کو خوش ای زمین
 کوئی بکا کرے زلزلے نارین ہو

دو چار گز کفن منو وہ گزین منو
کیا سیر ہی کچھ اور تاشا کمین منو
مرنی کا دہیان تا نفس امین منو
واعنی بزمک لالہ گل یا سین منو
وہ بوجہ الی مستعمل زمین منو

پیش خدا غریبی موتی غریب کا
تک جو چین میں دیکھ کے کیوں نہ گل اڑا
انجام بین کو خاک نہیں لطف زندگی
آپا ہی اوس صبح کو گلگشت کا خیال
گو کاہ ہوں یہ قصہ ہی کوہ وقار



وہ حال دل کا ہی جو صیحا ہم بیان کرین
اللہ جانا تا ہی بتوں کو نصتین منو



انجام ہو بخیر کہ شرب بشر کی ساق
مکمل نہیں صفائی ولی اس کے راس
معلوم ہو جو نہ دل ہوان اثر کی ساق
کشتی ہماری گھوم رہی ہی ہنور کی ساق
خاتل بھی ہنس پڑا مری زخم جگر کی ساق
جلنی کا لطف اور ٹھانی اہل سیر کی ساق
ہی لطف اس سفوف کا آب گری کی ساق
پڑتی ہی مو گری مری دل ریگری کی ساق
گلگشت کو چلین جو چلو تم نگر کی ساق
کو لو میں عضو تن نہ پڑیں نیشکر کی ساق
دل کیا لپٹ میں او کی مکر کے ساق
کرتی ہی چہرے کوین رگ جان نیش کی ساق
پہ چاند ہو غروب طلوع سحر کی ساق

دنیا کی بدینا و کا سوا ہی مری ساق
بجھستے تم ملو جو محبت ہی رنکے ساق
رہتی تو میں رقیب بہت اوس قمر کی ساق
گردش سی آسمان کی چکارہ ہی میں ہم
ہنستی ہوئی کو دیکھ کر آجاتی ہی میں
جنت میں چین کبھی بہت سی ہی بعد
عشق غبارِ خطا میں رہی آبرو کا ساق
صبح شبہ سال ہی کیوں لغوہ زون
چلے مٹا وین بزمک جو انان باغ کا
شیرین بلوچ عشق میں اگر دوس
پکا اداسی باندہ کی کناج کر گئے
کشتی نہیں حقیقت عشق مرہ میں
پہرے میں باغ عشق ہو دیا رنگ کیا

<p>روئے پر ہم تھے مجھے بین ابر تر کی تہ کیا دیکھ کر سے دل سوزان سفر کی تہ وزی بھی ہوں بلند گرد سفر کی تہ آئی بلا صدف پہ نکل کر کھر کے تہ کیا لاگ اس ہوا کو ہے اس سحر کی تہ بیل کو چور کوئی مجھ نوچ کر کی تہ کس نوک جہنم سی مین رہا اور کی تہ دو زنج کو جاتے توڑے کر و فر کے تہ دل بستگی سی ہو گئی اہ جگر کی ساتھ</p>	<p>ساقی بغیر سوکھ کے کا نیا ہوئی گر مرنے پہ بھی مہی جو حرارت ہی عشق کے جاہ و چشم کا کام نہیں اہ عشق میں دل کی سبب جسم کی مٹی ہوئی خراب نخل حیات کی لمبی سم ہی سمو عشق ہمدرد ہو تو نالہ دل کی ہمارے اہل جہان تو کیا نہ دیا آسمان سے دنیا سے چلیے لیکے گناہوں کی بھر بھار زلف پری کی طرح جو چپان ہوا</p>
--	--



اللہ ری شوق منزل مقصد کا ای جہا
تک تک گئی ہوا مری گرد سفر کی تہ



<p>ہی عاشقون مین یاری اک کمتر آئینہ کشتی تھی کا ہو گیا ہے لنگر آئینہ اوس غیرت پری کو ہوا شہر آئینہ رکتا ہی جو ہر دن خطہ محضر آئینہ توڑ گیا اپنی ہاتھ سے ہکندہ آئینہ مجھ رند بادہ نوش کا ہی ساغر آئینہ امی خود پسند دیکھ نہ بن بکر آئینہ رکتا ہی منہ کیسے کو نہ تا محشر آئینہ کھا نڈ کی شکل ہو گیا ہی لاشہ آئینہ</p>	<p>کیا منہ مری طرح سی جو ہوشدار آئینہ چٹا نہیں ہی ساقی خود مین کی تہ دید صفائی رخ نے ہوا پر چڑا دیا نمازت ہی خون عاشق خطہ عذار یاد گر مہسری کر گیا کف پای یار سے کیفیت شراب جو صورت پذیر ہے صورت کا آتشا نہ موعنی کی تہ دیکھ جو در یار تہ الیا جواب ہو ناشر عشق مصحف خسار دیکھنا</p>
---	--

کما گنگا اپنی جوہر دن سے شستر آئینہ
 بذرین ہی ایک سیلک بہتر آئینہ
 جائے سے اپنے ہو گیا ہی باہر آئینہ
 سنگ نشان ہدیگاتہ جخہ آئینہ
 منہ پر چار سے مارتا ہی تچہ آئینہ
 جل کر ہی ورنہ لک کف خاکستر آئینہ
 گل تکیہ کی جگہ پہ رہا شب ہر آئینہ
 گرداب کی طرح سے کرو مگر آئینہ
 گوجاہ نہ کار کے کبتر آئینہ
 بن جائے صورت ورق مسطر آئینہ
 یہی جائے اپنی گوہرین اسکندر آئینہ

ہو گا جنون عشق جو تیرگان یار کا
 کہتا ہی وہ سنم دل تاتق کو تو رک
 مملکت کیلے ہی ویکے رخسار بار کا
 اگر عشق پر سے گی الفت ابرویا زینا
 سو دین عشق روی صدمہ کی فیکل ہے
 اوس شعلہ سو کی مانتہ نہ ملٹی خواب
 منہ رکھے کے اذکر منہ پین سو یا تیشہ
 وریا عشق کی جو کجی پیرین پٹ
 دو ٹکڑے ہو گا پرتی ہی تیغ نگاہ یار
 ہمارا نسو دنگا باندہ کے دیکھو نہ جبریا
 مشتاق مدوی یار کو مد نظر نہین



اشد ری صفائی رخ یارای حبیب
 نیران بین ہوا جو ہوا شستر آئینہ



بخر خاک گل نہیں ہے میان فرا کچھ
 ایجان زندگی کا منین اعتبار کچھ
 اس حسن عارضی کا نہیں اعتبار کچھ
 مجبور مومن ہیں دل پر نہیں اعتبار کچھ
 نازک ہیں برگ گل سیا ہی اوکی غذا کچھ
 کج حیا میں زیت کا ہوا اعتبار کچھ
 بی آب ہو گئے گھر آباد کچھ

ہی آج اغینا کو میسر نہ رہا کچھ
 مٹا لو نہ کل پہ آج کا تم وعدہ وصال
 آئینہ دیکھ کر نہ بہت کیجیے غروب
 کیونکر نکال کر اسے پہلو سے ہٹا کچھ
 کچھ منہل چمن چو ہی طرہ ہی اوکی لطف
 ہی تھیں میں رنج مثل موی سر حجاب
 دیکھیں جو بد کی دردندان کی آہ تاب



دایان مژدہ کے مین کو تاملون می صید
ریتا ہی جب مجھے مرا پروردگار کہے



آئینہ لیکے دستہ بین خالق کی نشان کہ
کیا کیا تر ب تر ب کی نکستی ہی جان کہ
رو رہے یوں گلون کو نہ ای بی جان کہ
اس جنس کی تلاش میں الالک دکھان کہ
اپنی ذرا بسا تو ای آسمان دیکھ
کیسے جگر میں تر گئی یہ سنان دیکھ
پائیگا پھر نہ خانہ دل سا مکان دیکھ
اپنی زبان دیکھ ہمار زبان دیکھ
اشا ہی آپ کو نہ ہمار مان اپنی دیکھ
جس جاز میں پر تو لہ کا نشان دیکھ
ناحق بگڑ نہ جای کہیں آسمان دیکھ
اچھا نہیں ہے عاشقوں کا آستان دیکھ
محزون غریب ساتھ ہی ای سادہ بن دیکھ
یتور کر دی میں مری آن بان دیکھ

نصیر اپنی جان سے ای نوجوان کہ
اپنی ستم کا لطف ذرا ای جوان کہ
ایسا نہو کہ بخت کس اور رنگ لاس
محکم نہیں کہ یوں در مقصد تجھے ملے
بیجا ہی بام بار سے دعوے ہر سے
ای یار حال الفت شرکان ہی دیدے
جانا ہے میرے پاس سو کیوں خیال
ہم دین دعائیں تجھ کو تو دی گالیان
کیا دیکھتا ہی قتل کرای ناز بن میں
خافل یہ جان کہ فشانہ ہر موت کو
محکم نہیں کہ تیری فرشتوں سے میں
ایسا نہو کہ یار تو پیوستا ہی بعد ازین
پیلے سے اسکے عرض ہونا قی کو کر
کیا کیا دکھا ہی سچ والم تو نہ ای خاک



گسب تک بیان کی سیر کریگا تو باے حسیا
لے مل میں اس جہان ہی آب وہ جہان دیکھ



کو تار اوٹکی زلف رسا ہو تو جائے
مبار کسی پری کا تپا ہو تو جائے

شخیت جہر ام بلا ہو تو جائے
حسن ای جنوں چر عشق نما ہو تو جائے

جو ربتان میں شکر خدا ہو تو جانے
چھوٹے کسی طرح قفس تن سے نزع رہ
آگاہ میری حالت دل سے نہیں ہیں
سننے میں مدد تو فیسح زمانہ تین
بار معن و شیون کے لیے سنگ کو دوکان
بیمار خال بار کو صحت نصیب ہو
پلٹے وہ بت خود کے مری جسم راز
اوس بت کا کوچہ کعبہ ہو یا سونات
کچھ جای دم زدن نہیں اسرار عشق
یار پر ہوا ہوشن تری میں حسن کا
کیونکہ کسے حقیقت آغاز خط یار
بیجا ہی ناز و دولت حسن شباب پر
اونکی نظر پرمی آشکو کج حار پر
وہ خوب رو کبیں دوسے کئے کو مانج

وقت قضا ناز او اہو تو جانے
پہلے اسیر رہا ہوا تو جانے
کچھ رنج و شغون کو ہوا ہوا تو جانے
کچھ اپنی دروہ کی دوا ہو تو جانے
لو یا جو بیڑی کی طلا ہوا تو جانے
بہشت کے گانہ حب شفا ہو تو جانے
تفکے میں جذب کاہ رہا ہو تو جانے
جب اپنی مستجاب دعا ہو تو جانے
میرہ ماجرا کسی سی شاہ ہو تو جانے
رسوائی خلق دزدنا ہو تو جانے
مقسوم کا گدا جیڑیا ہو تو جانے
ساحب اگر کیسا پہلا ہو تو جانے
مرغ نگاہ رشتہ بیا ہو تو جانے
مقبول شاہ عجز گدا ہو تو جانے



اوس شکل کی دلیں مر جا ہوا ی جہا
کندہ نگین پہ حرف وفا ہو تو جانے



نہیں دیکھی کسی بیاں کھتی آباں سے
چراغ انھوں نے روشن ہو گئے رشتہ نگاروں
وہ لاغر ہون کہ سنہلی کم سنہلی ہی تھی
نہیں کچھ واسطہ ملا نظر کو چشم سون

خیال خا آئی امید کسنا فیض شمع سے
شب قہ میں جب سہ رو اندھیرا دیکھ کر گما
خمید جہان لبان حلقہ زنجیر و حشر میں
نظر آئی تر آسمان غیب زار کو کیونکر

<p>خفتش کہ چہ خاکساروں کے نہیں غارتوں کو ہمیں چشم شوق دیدین زنجیر آسائوں نہ کہا یا رحم چرخ کینہ پرورد نے ضعیفوں کو ستم عشاق پر اچھا نہیں اس کی جلائیوں کو لگا کر ناک ساغر کو جو سو گناہوں کی حقیقتیں کیا اگر لایا لعل عقل فی محبتوں کو فراق یا دین ہی کے دور میر جو اساقی لگا کر تیغ ای قاتل مجھے ٹھنڈا کیا تو ہو ہی ہم خاک ہی مرکز پر اوچھل کی تو</p>	<p>کوئی کاٹا کبھی ادب نہیں صحرای وادی سے لگی رہی ہیں انگھیں تیری ویرانہ روزوں سے نصیب کب نہ ہوا انجم کی خرم سے حذر کر آہ سی فریاد سی نالی سی شیون سے چرخ بادہ کو روشن کیا کیا شمع روغن سے ہوا فاتر تپا تو پوچھ کر ترل کا رہن سے نہیں ہی ساغر بلور کم سنگ فلاخن سے بھائی آتش شوق شہادت آہن سے پیسے نہیں بزرگ گرد رقیل کی دکان سے</p>
--	---



نئی سوجھی ہی شوق دید گل میں اچھا محلو
 بدلتا ہوں میں انگھیں روزانہ دیوار گلشن سے



<p>چڑھاؤں تربت مجنونہ تارابی گریبان بٹے رعبان باز ہو سنہ پرچہ شمشیر آگ گلی لگ لگ کی رویا فوب میں رو گلستان شہادت لکھی تھی ماتہوشی کی طعن آستان نکل جائیگ بل ساری اتھارے لفظ پیمان بہت پھبتی ہم پر ہے اولو کر دیوان تصدیق میں چھین قید می تی چاہی جوان خفتش کہیں کیوں مجھے خفا کی بیان ہر یون منتشر بہر خدا اوراق قرآن کے</p>	<p>پیارائی کہیں میں سی خوار و کجین ہو قیامت کے صبا لے لے شکار و غاناں ترا بوٹا ساقہ گلگشت میں یاد گیا محلو قلم کی طرح مہر کے قلم مونا تھا قسطن ہوا اگر شل شانہ و ستر سید پانہ زنگا جون لک شغل تھالی اپنی ماتھون کی ہوا آغا و خاں دم ہی ہی ای نو جوان بہر انکی طرف سی ابلی کی طرح میں بھی مدی تو نقشے کھینچو اگر لک کو معصیت کے</p>
--	--

نیکوئی اکل چور و شمس و یک گنگے
خدا ہی بے نیاز اور سب ہی پر دامن شدت
فروز ماہ ہو کیا رو برو و ہر درخشان
مجھے آتا چرونا حال پر گیر و مسلماں

۱۵۶
مزا دیتے منین بعد فنا بھی خلد کے میوے
صبا بوسہ لینے یا دین سینہ زرخندان کے

مرے حال پر جسم کرتا نہیں ہے
کون کیوں نہ میں عرش کا او سکوتارا
لیے میں ترے صحیفہ رخ کو بوسے
کروں تجر ساقی میں کیا بادہ نوشے
پتا کوئے قافل کا دیتا ہوں نامہ
رکھے طرف کیا کوئے کم مایہ ہو کر
قضا کی نشانی ہے الفت ہون کی
نہیں دزد کو کام خود بکنے زر سے
نہ کیا کسی ہنسنے طامع کو شکر

خدا سے بھی ایسا بت تو دوتا نہیں ہے
وہ مہ بام پر سے اوترتا نہیں ہے
مسلمان ہے بندہ کرتا نہیں ہے
کہ پانی گھسے اوترتا نہیں ہے
کوئی اوس طرف سے گذرتا نہیں ہے
جباب آبر دین اور ہوتا نہیں ہے
وہ جیتا ہے جوانہ مڑتا نہیں ہے
کوئی جیب گل کو کترتا نہیں ہے
کبھی میٹ ظالم کا بھرتا نہیں ہے

۱۵۷
صبا بیچہ رہ بانہ کما تھ دھر کر
کوئی کام تجھے سورتا نہیں ہے

عاشق قد ہوں پس کی رفعت ہوگی
نارے کر نیکی جو بندگی اجازت ہوگی
ای صدمہ وصل ترا جھکو میسر ہوگا
حال انجام کا آقا دین معلوم نہ تھا
مجھے باتین نہ قلی کی کیا کرد اعطی
ساق پا عرش کی شمع سر تربت ہوگی
حشر ہو جائیگا ایمان قیامت ہوگی
کچھ لگے عشق مجازی کی حقیقت ہوگی
کیا سمجھتے تھے ہم میں مصیبت ہوگی
قیامت یا ہے بڑھ کر نہ قیامت ہوگی

<p> فخر نسان کہ بر سر ہم کی کیا سے پر ابھی ابھی نہ شب وصل میں باتیں کیجے ہی شب وصل میں گزریں کیا بھنڈا پھر قیامت پار کے عاشق جو اڑھیکے سر لاش کو دفن تو کر دے جو کیا عجز مقل آپ ہی اپنی ذرا جو رستم کو دیکھیں بغل گو میں بیابانی دل کے ماتون جان جان ظلم ہے خاطر سکنی عشق کی سخت جانی کی سبب شرم میں کتا ہوں مجھ سے اک روز معام سے بگڑیائے گی نہ ملا خاک میں اسی چہن دل سوزان کو خون عاشق کی گواہی کی تو محشر میں </p>	<p> ایک دن خاک پیٹھی کی عمارت ہو گی دام غم جان کو نوح میں عشرت ہو گی صبح ہو جائیگے تو کیا مرے نوبت ہو گی حشر میں حشر قیامت میں قیامت ہو گی دیکھ ایسا کوئی مفید تو قیامت ہو گی ہم اگر عرض کر نیلے تو شکایت ہو گی مر گئے پر بھی مہین خاک نہ راست ہو گی کعبہ دل کو جو تو رو کے تو بدعت ہو گی بات کہہ جائیگے قاتل کو اذیت ہو گی بحث اسی طفل دستان سے بابت ہو گی وزن میں گرمی خوشید قیامت ہو گی تیغ جلاو کی انگشت شہادت ہو گی </p>
---	--



چاہیے عشق حقیقی نہ بتوں کو دل سے
 ای صبا دیکھ امانت میں خیانت ہو گی



بتا ہے آدمی سے پر یاد کس لیے
 یہ آہ آہ اسی دل ناشاد کس لیے
 یہ ظلم وجود سے تم ایجاو کس لیے
 پیدا ہوا ہے ظالم ایجاو کس لیے
 عسر و روزہ کیجیے یہاں کس لیے
 اسی جان سے در اول ناشاد کس لیے

اور آہ ہے مجھ سے او ستم ایجاو کیلے
 دعویٰ جو عشق کیا ہے تو فریاد کس لیے
 ہر دم ہی تیر خیر پیدا کس لیے
 کہ صورت مجاز و حقیقت معائنہ
 ہنس کر لگو کی طرح گلستان ہرین
 تران کیجیے اسے صد تمہ اتار لے

کیسا ای منہم تری دل عاشق میں جانے
 فرمائیں حضور نہ اغیار پر کرین
 رونے کی جا ہی بس میں کی نہ کوئی
 اوس مروت کا عشق جو ہوتا پیشوا
 کو چھی ہی اوس منہم کی ہنوتی اگر مثال
 اوس مروت کی ہی زلف سی شانے کو مست
 یہ وہ دگر رخ ہی صورت تصور عار
 شہرستان ہی ای ل نالان خوشتر
 یار چین میں کون سا بلبل ہوا

پہلو کیا رقیب کا آباد کس لیے
 موجود ہی یہ تابع ارشاد کس لیے
 ہنستا ہی میرے حال پہ صبا کس لیے
 ماتحتی پہ کہینتے الف آواز کس لیے
 بنتا بہشت گلشن شاد کس لیے
 طرہ نہ سمجھے آپ کو شمشاد کس لیے
 ای بت غرور حسن خدا واد کس لیے
 پوچھیکا کون کرتا ہی فریاد کس لیے
 سجدے نہ اردن کرتی میں صبا کس لیے



طوبی سی ہی مثال قیامت ہی ای صبا
 معراج و تہ یار پہ ایراد کس لیے



بغیر سا غری احتقار میں گزری
 کبھی خزان میں کسی نو بہار میں گزری
 جنوں کا دامن لگا کر چٹا ہیر موع
 بتوں کے عشق میں مجھ کو ہلاک کر ڈالا
 بہار خندہ گل کی کہی نہ بھولی گی
 کہ درخت کے سبب دل رناتہ و بالا
 ہمارا طائر دل صیغہ کیا دم میں
 عجیب شکل تھی اپنی سیاہ خانگی
 ضرور رتبت مجھ نہ گل چڑھائیں گے

عجب طرح کی قیامت غار میں گزری
 کب ایک سی چمن روزگار میں گزری
 ہزار رنگ کی آفت بہار میں گزری
 یہ کیا مشیت پروردگار میں گزری
 بڑی خوشی چمن روزگار میں گزری
 بسان شیشہ ساعت غبار میں گزری
 دیر بھی دیر نہ تم کو شکار میں گزری
 حقیقتاً شبِ وقت فرار میں گزری
 جو اکی خیر سے فصل بہار میں گزری

فلک فی شام ہی ہی ہوا گردیاں	نہ دو گھڑی بھی شبِ انتظار میں گزری
ہزار حیف چمن میں جہانہ رنگ اپنا	بزمِ برگِ نذرانی سبار میں گزری
بہارِ عمر و وزہ پہ جانی عبرت ہی	گھلونہ کیا چمنِ روزگار میں گزری
حلقے عدم کو نہایت بد تنگ ہو کر	نہ گنبدِ فلک کج مدار میں گزری

صبا کوئی نہ پس مرگ پوچھنے آیا	۱۳۰	۱۳۱
کہو فرشتوں سے کیسی نرا میں گزری		

وجہِ حرمتِ کلال کی ہوتے	دستِ زرخِ حلال کی ہوتی
کچھ جو شکرِ مال کی ہوتے	خوب صورت وصال کی ہوتے
آئینے میں نہ تھنے منہ دیکھا	قدرِ محبوبِ مال کی ہوتے
ابر آیا ہے دلِ تربت ہے	کسین بھٹی کلال کی ہوتے
کبھی آتی نہ روحِ قالب میں	گر جنبہ کچھ مال کی ہوتے
تم نہ آتے تو شب کو چادر ہے	بوٹ گردِ حلال کی ہوتے
کھتی ہی فوجِ آرزو دل سے	ٹوٹ قارون کی مال کی ہوتے
موسم گل میں ابکی و اعظ	بطحی تک حلال کی ہوتے
حیف میں او نکا آئینہ ہوا	خوب ہی دیکھ بہال کی ہوتے
موت آتی جو عشق کیسو میں	مفرت بالِ بال کی ہوتے
او مکی رفت رناز اور دلیتا	کیک نے کچھ تو چال کی ہوتے
توڑتے گر نہ آئینہ دل کا	روزِ صورتِ مال کی ہوتے

ای صبا پیش ابروی جانان	۱۳۱	۱۳۲
خاکِ رویتِ ہلال کی ہوتے		

تری قطر سے جو دورے ابو تراب کرے
 تمہارے دو مین گر خاک پر شراب کرے
 جلو مین ساتھ جو مجھ سانیا زندہ نو
 مرے مین دہر کے کیفیت الٹ ہے
 زمین نے بھی نہ سٹے عزیز کی اپنی
 بغیر پایہ ہوئے بزم سے تہ بالا
 حیا یار اقدار سے ہماری آہوں نے
 وہ شوق قتل سمائی لہو کے جاوے قتل
 وہ آفتاب چڑھتے رات کو جو کوٹھ پر
 ترقیوں پہ ہے رونما نراق ساقی مین
 ہوا یی عشق کی جہو کو لے بن عالمین
 نہ کیجیو اثر ای بقراری شب بھر
 مثال دیر بھر ہے مین بتوں کے تصویر
 تری نگہ سے سب مرے ایک طائر دل پہ
 کو کمانیہ خط اقدار حشر کو اسے دل
 ہو بہر رو سے زمین چشم خوشناتھی کہ
 ہو آب بحر فنا جسم زار و رشتہ جان

فلک زمین پہ دے پر آفتاب کرے
 پڑے زمین پر آفتاب آفتاب کرے
 سمن دے تو ہی نہ کباب کرے
 کباب عام پست شرف کباب کرے
 تری نظری جو ہم ای فلک جناب کرے
 شراب غم سے ہی سین سے کباب کرے
 ہوا کچھ ایسی چلی پردہ حجاب کرے
 وہ مان زخم سے تلوار کالعب کرے
 فلک پہ دیدہ انجم سے ماستاب کرے
 کہیں نہ رتق کنس کی طرح سحاب کرے
 ہزار ناخبر گلشن شہاب کرے
 پلنگ سے نہ کہیں رہ میان خواب کرے
 اتنی آتش زل خانمان خواب کرے
 ہزار دن باز گری سیکر دن عقاب کرے
 نہ بند سے یہ چشم تادم حساب کرے
 جو ٹوٹ کر ترے شیدائی کی رکاب کرے
 طناب موح کئے جہد حباب کرے



کروں مین غور جو فکر دباں سر مین
 مثال برف حساب یہ سحاب کرے

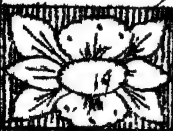


نفس سر دے باندی ہی ہوا ساون

چشم بر آب ہی نشو و نما ساون

تختہ سینا گلشن بہ گندہ سون کے
 شمع ز مورت خورشید ہو اسون کے
 ہی نسیم چین خلد ہو اسون کے
 اگر میون میں جو پریشان ہو سو بد پرست
 جو لا جملو آئینہ لیا کے چین میں ٹھکرو
 اپنی نظرون میں سب اندر ہی جا شتر
 و وفون آنکھیں مری روئید میں دن دن
 خون مجھ عاشق گریان کا کیا شوخی سی
 سوز دل میں جو روتا ہو چین مہر کریم
 ویدہ ترکے چین دن کیوں اعلیٰ تر
 موسم حش کو دنیا میں نہیں کچھ وقفہ
 سہاگتی ہے یہ مری بارش چشم تر سے
 اوکی منظر سے ہم رند و نکو شرفا حش سے

مشت چان سب بہ اک مینج ہو اسون کے
 کوہ غم ہی مجھے فرقت تن گمشا سون کے
 نجد سایہ یونی اسے چکشا سون کے
 مانگے سہا دل کے ساتی فردا سون کے
 رت کہیں آئے قوائے حور قفا سون کے
 کیوں کن آنکھوں سے ساتی میں قفا سون کے
 ایک بہادون گمشا ایک گمشا سون کے
 سید لگائی مرے قافلے خاسون کے
 جیتھ بیا کہ میں طہی ہی ہو اسون کے
 آبرو کچھ نہیں پیش شعر اسون کے
 کم ہی یان برق کی چشک سی بقا سون کے
 چہیتی پہرتی ہی سپارون میں گمشا سون کے
 رت کہیں خیر سے لائے تو خدا سون کے



قربت الفت کیسویں جھانا انسو
 ای صیارات اندر ہی بی بلا سون کے



کہک بہا گسٹے سے شوکرین کیا ہو
 سہل کیا گہرے تیرے قالب میں موج آؤ ہو
 اوٹھتے کو کچھ نہیں ہے ویر سو جا ہو
 یوں ہی دیکھا تھا کسی کا دم کل جا ہو
 نامی پہنچی عرش پر قصر فلک مانی ہو

وہ کیا یک باغ میں پہنچی جو اٹھلائی ہو
 پاؤں پہیلائی ہیں اب سو دم جاتی ہو
 عشق کہتے ہیں جی وہ موت کا پیغام
 تم ذرا پہلو سے اوٹھے ہم بڑک کر گئے
 ولہ رہی تیا پاؤں یا رجب تک اسی آئے

خضر زہ جائیکے چھپو کرین کہانی ہو
 فائدہ پھر قمر پر آئی جو بچپاتی ہو
 عمر گزری ہی اسی گنتی کو سلجھاتی ہو
 صورت ناقوس بت رہ جائیں چلائی ہو
 بوٹی ہی قادر سپہ چلتا آئین ٹٹائی ہو
 واعظ آئین بیہیون پر ہو لیان گائی ہو
 منہ نہ کا جاتا ہی کیا اتوار فروائی ہو
 سبزہ خوابیدہ کو چلتی ہو چوٹ کائی ہو
 ویکسی بین کیا کیا سنہری رنگ تپائی ہو
 اونسی ہم کہتے رہی کہہ کر چمکتی ہو
 کیا شگفتہ ہو گیا ویکسا جو گل کہانی ہو
 بروی نہ اب درگ سی اوٹھیں گے برائی ہو
 چڑھ گئی کرشمی بہ تم جو بال سکھائی ہو

منزل مقصد پہ ہم پہنچیں گی راہ شوئی
 تنوع میں ہم ہیں وہ کیوں ایسی میں مائی
 عقدہ خاطر ہی بس اور ناخن ہر سر
 یوں نکل اس جھکے سی ای ل غار خرا
 چھائی جاتی ہو چمن میں سرور پر شاو
 سیکشو ابکی تورنگ ایسا جایا چاہے
 وصل کا وعدہ ہی ہو سکتا نہیں ہے نین
 ہی نسیم صبح کا عالم خرام ناز میں
 خبر و کپدتی ہیں اوس خوشی و کی سا
 ہای اب کیا کہنے بھائی میں دل تپا کہ
 غنچہ لب میری انہیں بات نکالو میں آج
 ای مری نالو صدای صورت کا دم کا دم
 یار کیسے اوس برج سنبھل پر پڑ گئے



مژدہ فصل بہاری ای صبا سا نصیب
 گڑوی لیکر آئین مگر نا چیتی گاتی ہو



رگ جان مجھے تیغ قاتل ہوئے
 کشتش دل کی تیغیر عامل ہوئے
 کسی راہ سے طے نہ منزل ہوئے
 تو زہرہ اسیر سلاسل ہوئے
 ترقی مستندل میں حاصل ہوئے

ازیت سید الفت میں حاصل ہوئی
 ملاقات یوں سی حاصل ہوئی
 بہتر طریقے کے اختیار ہوئے
 دم رقص اوسنے جو کی زلف وا
 دیا خاکساری نے بکوعرون

ہوئی اس قدر مجھ کو منظور دید
 محرم کہ گئے تیرے دل سے
 میں نالان ہواں تیرے فیض سے
 کمان میں بخت اور کہان کو دانیہ
 مجازی سی عشق سے تیرے سلا
 ہمیں کو ملا درحسبم و انج عشق
 بہت چہرے گر زین فی کی جستجو

تیرے یاد کو ہر دمک عمل ہوئے
 بھون میں یہ شمع محفل ہوئے
 یہ فوجت محبت میں ہی دل ہوئے
 مگر روت جنت میں مرا غم ہوئے
 ہمیں بات میں بات حاصل ہوئے
 یہ رات کی کو نہ حاصل ہوئے
 زمین بھی کف دست ساز ہوئے



تیرے یاد پر جب چٹی زلف یار
 بلا ای صبا ہمہ نازل ہوئی





گل کو وہ چھیر میں باغین آئی جاتی
 رخ زمین میں ہر اک گل کو کہلاتی جاتی
 ایک تلوار لگاویں ہر مقصد ہو تمام
 اپنی مقصود کا دنیا میں وہی اور تھا
 ماز و انداز سگھاتی ہی اونہیں جاتی
 سرکشی پر جو وہ گلگشت میں آجاتی ہیں
 دیکھ کر پاؤں مری جان زمین پر کو
 ہشتا نو نکاحا اول کی خدا حافظ
 حقہ کس ناز سی پتی وہ پری ہر تری ہیں
 سیکشی میں چھری آپس جا
 اونکی بازیب کی آواز سی حشر ہی بیا

باقیں میل کو ہر اردن میں بناتے جاتی
 رنگ ہنسنا و چہر میں میں بناتے جاتی
 اپنی مائتوں وہ کہ پڑاؤں جاتی
 کہا کیا جو ہن گو زمین جاتی جلتے
 رنگ کیا کیا میں خلعت میں آتی جاتی
 فوجان میں کو میں وہ پتی جاتی
 اکتھیں قہر نو کی تیرے ہر میں چھاتی جاتی
 چھوڑے باغ میں صبا میں چھاتی جاتی
 فی کنیا کی طرح سی پتی بجاتی جاتی
 جام کو تو تیرے شیشے کو لکھاتی جاتی
 نواب است سی میں ہر نہ کو لکھاتی جاتی

دورین او کی صیفو کی بھی مٹی خوباب دماغ پر داغ مری دل کو نیا کرتی ہیں یون نہ دیو انوکھی مانند جلو کا ٹوپیر بعد مرث تھی مزار شہد پر ہے	صورتیں خاک میں کیا کیا ہیں ملتی جاتی آگ میں آگ و دھن اور لگتی جاتی سر کشو کیوں جو ضعیف نہ کھو باقی چاہیے فاسخ کے توبہ لئے مارتا اور ٹھانی جاتی
---	---

ای صبا ہوتی ہیں دنیا میں تماشے کیا کیا اپنی قدرت کی ہیں وہ کھیل دکھاتے جاتے		
--	---	---

کس ن شب غم جان کو آفت نہیں ہوتی اللہ بہین عشق کی سپید سے نکالے مضمون تری زلف کا باندہ نہید تیا لائی نہ اوسے کہن کی اکشت شل تقدیر پر انسان کبھی شاکر نہیں ہوتا کہتے ہیں صینان جہان کیلئے جھکو تم گئے ورنہ ابھی ہم مر گئے ہوتے اولیٰ ہی تھے سو جتنی ہی ای فلک و حیرت کی ہی جا ایست خود میں اتنا صبر و خود و ہوش گئے یار سد ہارا اک رشتہ جان سیکڑوں پسند نہیں ہوتا	کب شام سے یان صبح قیامت نہیں ہوتی وہ قوت دے ہیں قطع محبت نہیں ہوتی جب تک کہ پریشان طبیعت نہیں ہوتی کچھ عشق مجازی کی حقیقت نہیں ہوتی شکوہ نہیں ہوتا کہ شکایت نہیں ہوتی میرہ آن یہ شوخی بہ شرارت نہیں ہوتی کچھ زیت کی اتی جان حقیقت نہیں ہوتی سید ہی کبھی مجھ سے مری قسمت نہیں ہوتی مد نظر آئینی کی صورت نہیں ہوتی ایسی بھی پریشان کوئی صحبت نہیں ہوتی دنیا کی بکھر دیں سنہ مرا نہیں ہوتی
---	---

لکنا ہی صبا حال جو دنیا کی دل میں مضمون مر سے فطری عبارت نہیں ہوتی		
کچھ عناد دل سے جو وصف رخ جانان ہو جا کینت سر سونکا بنے رُز گلستان ہو جا		

پروہ اوٹھ جائی عوحد زانسان ہو جا
 سحر و صقل نظر سے جو وہ نہ پھان ہو جا
 پی گھاگشت جو وہ طفل و بستان ہو جا
 ہرچہ من تصور مہنکے شکر کا سامان ہو جا
 رات کو دوا جو نقاب رخ جانان ہو جا
 اشک بیل سبب غرق گلستان ہو جا
 بادشاہ ہونکے لب گور سے آتی جی صدا
 اسی جنون آپ کو مین خاک کا پیو کر پون
 وصل منظور کرو خط غلامی لکھ دوں
 ہی پی مصحف نسخ تاز نگہ کا چسلا
 کما می وہ ساقی موش جو کیا پیاسی
 رقص مین ماتمہ نہ اس طرح کمال کی
 کو نین آغوش مین اوس ماہ کو ہالی کی طرح
 انکی اس طرح سے پہر جا سکند ریشہ
 وانت پیسے جو وہ مجھ پر تو مری موت
 کری وہ حور جو تیر دن کا نشاندہ مجھ کو
 تیری دانتوں چھ پل ٹوٹ ہو اچی چہرہ
 مرض جبر مین جینی سے تنگ آیا ہوں
 مستعل آتش سودا بھو دیوانو مکی
 الفت ابروی قاتل مین لہو ز تابو

سب حقیقت ابھی کھل جائی جو عرفان
 نور انکھوں کا چراغ شب جوان ہو جا
 بوستان و فخر اوراق پریشان ہو جا
 گل جو ہونما ہی وہ آج ای لال لالان
 رخ پر نور کا مالہ سہ تابان ہو جا
 سپر سو قطرہ شبنم سی جو طوفان ہو جا
 مور کو سی نہ ستانی جو سلیمان ہو جا
 چاک تھوڑا سا اگر دشت کا دامان ہو جا
 عہد ہو جا مرے آپ کو بیان ہو جا
 ہندوی زلف کسین اونکا مسلمان ہو جا
 حوت گردون طیش مری بریان ہو جا
 بزم عشرت نہ کسین گنج شہیدان ہو جا
 ایسی اک رات ہی اسی گردش ہو جا
 اسی خضر خشک ترا چشمہ حیوان ہو جا
 قطع کنشکے سے ابھی مارگ جان ہو جا
 گل فردوس ہر اک غم پر بیان ہو جا
 رگ جان موج آب و در غطان ہو جا
 موت آہائے تو شکل مری آسان ہو جا
 ریشہ شمع ہر اک تار گریبان ہو جا
 واسن تیج نہ کیوں اسن ترکان ہو جا

<p>کافذ شو می نامنه عصیان ہو جا روشنی چاند بین سورج سی و چاند استیغ غیر کامیرا میریدان ہو جا خود شہ مصر غلام مکہ کنعان ہو جا ق کلفزار و نکو حسین خانہ زندان ہو جا شیشہ تسخیر کار یون کو پرستان ہو جا</p>	<p>حال مجہدست کار کاتب اعمال کسین ایک شب گریہ جانان سی کری کسینا پاؤن پرٹا ہون ایکسچ فیض قائل دولت حسن کی خوبی سی اگر ہو آگاہ قید الفت کی بکھیر میں جوڑ جا حسین اہل و ذریعہ کی طرح ملدین حورین گھر میں</p>
--	--



ای صبا ہون وہ سبکار جو اعمال میں
سب گل سی سبک پلہ میزان ہو جا



<p>ہر گل ہی اپنی حبیب میں یار ہو میں کج محل جو امین کہو تر مہر ہو و کوئی ہو دیو غنیمت میں تہر مہر ہو کیا کیا مہتاری دل میں ہر ہو اکثر ہی میں زندگ میں خنجر مہر ہو آگہو میں اشک عاشق مضطر مہر ہو پانی کی جالوس میں چتر مہر ہو خالی چنچے کر تو شکر مہر ہو و بیلوئی جابین آگہو غنیمت مہر ہو گلشن میں جسطر حسنہ جل عطر مہر ہو زمین جانی کلاب سی ساغر مہر ہو اس باغ میں میں سرو صنوبر مہر ہو</p>	<p>دولت سی میں تمام سن برہر ہو لیجای مجہد غریب کا خطا کون یار ہو اتنی بہادر ہوتی میں دیوانی شگسار آئینہ ہو صفائی میں غصے میں شمع ہو عالم میں گرد و گشت آیام سی خراب جانی میں آئینی کی طرح رو بروی یار کا تونپہ لوٹا ہون میں دیوانہ وین گوئی کی موت بیو تری ماتھوئی بھی ایسی سہائی تم مری نظروں میں ای ہو سینہ میں اپنی دیون لہوزان ہو رہ تہا ہی مجھ کو وقت ساقی میں شام نوشہ قیامت کا ہی حل پر دانہ خیال</p>
---	--

کیا کشمکش تہ محفل جانان میں ای صبا
اک جاہر سوئے عاشق مضطر ہے میری

تو سر و سرخ ہوا فاختہ کباب ہوئے
غریب صبا فنا مویون کی آب ہوئے
طرب عمر جاری ارگو سحاب ہوئے
ایہ بر بنی ہی عمارت اید بر خراب ہوئے
دبان ماہی اریای مضطر آب ہوئے
وز جوہر تری ای فلک خلاب ہوئے
شعل مہر درخشان مد حساب ہوئے
جو لوح قبر خشت خم شراب ہوئے
لیم بلع ہوائی سحاب ہوئے
مراو آئی دعا اپنی مستجاب ہوئے
کباب آتش می سی بھاشراب ہوئے
نیام شب میں نمان تنہا قباب ہوئے
زمین کلبہ احسان فلک جناب ہوئے
صدای تمنا مجھ کو نیر جواب ہوئے
کبھی نہ دید رخ یار بی نقاب ہوئے
شب فراق مری جان کو صدا آب ہوئے
قلم شراب کی میل رہ ثواب ہوئے
ہماری چشم صبا ابر کا جواب ہوئے

کنا رنج و اوہنین تو ہمیش شراب ہوئے
حیان بویار کی دھوکا کی آب و تاب ہوئے
فراق یار میں چشم اسعد پر آب ہوئے
سہین ثبات کسی سنی کو در فراق میں
وہ رند ہون میں کنارہ جو آب ہوئے
عذاب حشر کمان پر سس کنا کنا
سایض صبح ہوا اپنا نامہ اعمال
کھد میں تر پون نگا میں بادہ کش پیا
بغیر بار کی گلشت میں سید کرم
نہر ارشکریان تک متھیں خد الایا
پنی گزگ جو ہوا گرم یار ساقی پر
ہلال بارودی قاتل نے مگر کہ مارا
اوس آفتاب فی جہن کیا قدم
خونگی سی ساتھ جو سویا میں ہی یو
اوٹھان پر وہ غفلت ہمدی اکھوٹے
اندھیری قوی دکھائی جیتی جی مجھ کو
دکھائی منزل عرفان طریق و کھن
سوال مصلح جب یار بقی و شانی

گیار ہد نیشک مستی مہبائی سنا
 کرتا ہوں سوجھوے اور پت کینا کی سنا
 طوبی ہی پست یوں تر بالا کی سنا
 چلتا ہے اونکے بزم میں جاہ زور
 ہر سح ہی کہ اس جنوں کا کر کیا کوئی
 بغضیں دہری ہی سیلیمان کی رور
 دل دیکر اوس پر ہی کو پری کس غذا
 جادو سپہ شہید تری اگلوں کو رور
 ارشاد ہو تر انودہ جنوں ہوں آپری
 دی جان یار کے قد بالا کو دیکھ کر
 دیکھیں کہہ اپنا طرف تو سنہ یار کی یہ
 دکھلائی چشم یار کے شوخی تو اچی خون
 مشتاق اونکی دیک کے حیران کیوں
 چشم اوس صنم کی دیکھ کر رہ رہے حسین
 لوگ رہی ہی شمع رخ یار کی مہین
 جہان نشانی دی مجھے اسی بادشاہ جن
 چپکے سے کہہ جو کیے تو کتا ہی نہیں
 کچھ مال دل کا یار کے آگے نہ کہہ سکا

موج سراب گرد ہی دینا کی سنا سنے
 نقش حسین ہی نقش کف پاکی سنا
 ادنی ہو جس طرح کوئی اعلیٰ کی سنا
 طاقن قص کرتا ہی مینا کے سنا
 نسخہ میں پھرتا ہوں اطلبا کی سنا
 یوسف ہی وہ عزیز لینا کی سنا
 روزخ ہی سرتاقش سودا کی سنا
 رستی ہی سانپ زلف چلیبا کی سنا
 لون و حیان میں قیس کی لیدا کی سنا
 پائین گئے قصر محمدین طوبی کی سنا
 اگلوں کی جام کیا لب دریا کی سنا
 انگہن بچاؤن آہوی صحرا کی سنا
 سٹی ہی آئینہ رخ زیبائی سنا
 گورون کی چاؤن ہلیسا کی سنا
 روشن چراغ طہری سوئی کی سنا
 کیا مال ہی یہ ہمت والا کی سنا
 کساو گے مار بولی جو چلا کی سنا
 پہلا میں اپنا درو سیا کی سنا



یہ دید وخت رز کی قیمت ہی اسی صبا
 رکھ چشم و دل کو ساغر دنیا کی سنا

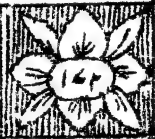


ایسا اوس بی مرگ و ای جذبات کچھ جو نہیں
 چمن کو دیکھ کر رہ رو کے دلمین جوتیں اپا ہے
 کسی عقیقی کا دہین ای زامانی جوتیں
 خدا محفوظ رکھی نعمت دنیا کی چکے سے
 بہار صحن کا جلوہ کسی صورت نہیں چھٹا
 نہیں معلوم کیا اوس بے باک کی
 کہیں کچھ ذکر ہوتا ہی جواور کان ملا
 کیا ہی بخود کی کا حال صحن غش ہے
 خدا کو انتہا یعنی تے ای ل کو زد و

مہ نو کی طرح کھولی ہوئی آغوش ہے
 خدا چاہے تو بچہ رنگا نوشا ہوش ہے
 ہم اپنی مست ہستی میں ہیں کیسے
 خیال نہیں آتا ہی جو ذکر نوش اپا ہے
 رنگ چمن کیوں اسی گھٹن پہنچا
 اکی غیر ہو کچھ نامہ بر خاموش اپا ہے
 تو دل سینی سی سنی کی لمی تگموش ہے
 نہ اذ کو ہوش آتا ہی نہ ہکو ہوش اپا ہے
 دگر نہ کب عدم سے ہما آفت کو



صبا اکبر جہ توام شادی عم میں مانی ہیں
 شہ صلت سی روز ہجر ہم آغوش آتا ہے



شریعت ہی شرط محبت علی کی
 ملک میں فلک پر رعیت علی کے
 ہی اعدا سی الین جماعت علی کی
 حمید کو معلوم ہے اوسکا رتبہ
 زمانے کا مالک نہ اویا ہے
 سمجھ عین تقدیر تدبیر اوس کے
 یہ ہی منزلت اوسکی اعدا کبر
 مسیحا ہی اک بن فلک سی اور کر
 معافی میں کچھ ہی سنن ہی تفاق

مسلمان پر واجب ہی طاعت علی کی
 کیزین میں حوران خبت علی کی
 پناہ خدا ہے حمایت علی کی
 خدا جانتا ہے حقیقت علی کی
 ہر اقلیم میں ہے ولایت علی کی
 شیت ہی خالق کی مکت علی کی
 حرم میں ہوئی ہی ولایت علی کی
 گناہ کبھی اگلو فے تربت علی کی
 جدا گو نجی سی ہی صوت علی کی +

کبھی نور ویدہ نہ یعقوب پاستے
 نہ کیوں بو تراب او سکو کتے محمد
 کرین کس طرح ہم نہ مستانہ نعر
 فضا کل میں دروزبان بلینو کو
 محمد فی معراج میں او سکو دیکھا

شوقی جو چشم عنایت علی کی
 کہ آدم سے پہلے ہی خلقت علی کی
 پی میں شراب محبت علی کی
 گھلون میں ہی بوی محبت علی کی
 عجبات ہی فی الحقیقت علی کی



صبا مر و مہ کی طرح سے ہی روشن
 بنوت تھا کی اماست علی کے *



آبروی ہی مری قدر خندہ تو مجھے
 خاک چنوا تا ہی عشق نرگس و مجھے
 روی روشن پر جواو سن روزی نفیس تو مجھے
 صورت گل باغ عالم میں ہندستی ہی
 سری ان ہی لگا ہو نہیں ہی ای دریا ہی
 بادہ نوشی میں جو زلف یار کو کر گیا
 بیخلاء عشق پہ ہر دم کیوں نگاہ تو مجھے
 مضطرب کتاب ہی عشق کو پیر نادان ہی
 بہان غریب دشت میں سو درآ چشم یار ہی
 کہہ نہیں سکتا لب بجز ناسی حال دل
 ویدہ حیران اگر ہوتا نہ فکھل آیت
 لوثا ہون اپنی تانوں کی حقیقت کیلک
 بیقراری عشق کی ہی باغی ملکین حسن

یار آنکھوں پر بٹھائی صورت آبرو مجھے
 تو تیا ہی چشم ہی گردم آبرو مجھے
 چاند دکھائی دیا شمع شب کیسے مجھے
 ہی نہ ہاتھ آتی خم گردون اک چلو مجھے
 بیقراری فی کیا ہی لہر کا اتو مجھے
 طق میں ایسا پڑا پسند ہوا آبرو مجھے
 گر نہ تیر دکھان شانہ ای کمان آبرو مجھے
 کل نہیں بھل میر غلطان کسی پہلو مجھے
 رکھتے ہیں اکھو نہیں مردم کی طرح آبرو مجھے
 بت نہا دی ہی او کی زرگس جاو مجھے
 کس لی پہر منہ بٹائی دیکھ کر سر تو مجھے
 وجہ میں رکھتے ہی شغل مغرہ پاو مجھے
 ہی وہ قابو میں اگر دل پر پائی تو مجھے

باغ ہستی کی کیا غلاب ہوا ی غمش
ہی کی چشم امید یار تو نبی دید

اور گئے یاد تو میں لیکر بیک بوجھے
گرنہ چار انگھمیں نہ کر آئندہ آئے



ای صبا بدلی جواب خط کی اوس سفر گزرا
تو کر نیچے کبوتر کے پر بازو بچھے



سندھ اب نا صبور ہوتا ہے
وہ زمین پر قدم نہیں رکھتے
دولت حسن کے ٹانے میں
سر مہ انگھوان میں وہ لنگان ہیں
ہم میں محبوب ایک میں مختار
سایہ اوس آفتاب طلعت کا
نہا کہ محل ہی اس سے مراد ہے
سیکھتے بن میں دما دم لے زہد
وصل ہوتا لیے نہ بوسے پر
فکر کرتے بہتین میں دیوانے
پر نور سے اوکھا جیب قبا
خوب عاشق کا پاس کرتے ہو
ایک ہی نور کا زلمے میں
مجھ کو ناحی حلال کرتے ہو
کشتی می چلی تو ای سانی
ای صبا جب بہا ر آتی ہے

عفو ہووے قصور ہوتا ہے
حسن کا کیا غور ہوتا ہے
حشر کیا اسے حضور ہوتا ہے
دیکھیے کیا مشور ہوتا ہے
کہیے کس سے قصور ہوتا ہے
دیدہ مہ کا نور ہوتا ہے
زرجو صرف مت ہو ہوتا ہے
غصہ یا غفور ہوتا ہے
اس سی کیا ای حضور ہوتا ہے
باعث غم شعور ہوتا ہے
دہن کوہ طور ہوتا ہے
ہر گھڑی دور دور ہوتا ہے
سو طرح سے ظو ہوتا ہے
خون یہ بے قصور ہوتا ہے
بحر غم سے عبور ہوتا ہے
ہکو سودا ضرور ہوتا ہے

<p> منکر بنج و راحت کیسے بدلی اوسکے عادت کیسے ہر شے میں ہی اوسکا جلوہ آپس میں ای کبیر بڑسا مان الفت میں ذلت رکھی ہے زہد زائد لا حاصل ہے سنکر میرے سینہ کو بی چشم وحدت میں کی آگے مرجائیں گے ہم فرقت میں عالم ہے ای مرد بخت پر اوٹھیں گے جب وہ صحبت سے بخود ہو جا میری صورت دنیا کے جھگڑوں سے چھوٹے زلفوں کے بندوں سے نکلے </p>	<p> دوزخ کیسا جنت کیسے اولیٰ اپنی منت کیسے کثرت میں ہے وحدت کیسے نافع ماحق حجت کیسے عزت کیسے حرمت کیسے بیگاری کو اجرت کیسے بوسے وہ یہ لذت کیسے آئینی کی صورت کیسے رہ جائیگے حسرت کیسے شہر و عین ہے شہرت کیسے پرہم ہوگی صحبت کیسے اسی صوفی یہ حالت کیسے مر کر پائی فرصت کیسے ٹالی سر سے آفت کیسے </p>
---	---



فصل گل کے آتے آتے
 ہو جاتی ہے وحشت کیسے



ور ویش آستانہ سلطان ہی دور ہے
 اک خارجی کہ معین گلستان ہی دور ہے
 جب تک کہ ماتمہ دامن جاناں دور ہے
 مدد ضعیف ملک سلیمان دور ہے

بستر پایا کی ایوان سی دور ہے
 صد شکر غیر کو چہ جانان سحر دور ہے
 یونہی اور اگر نیک گریباں کی جویاں
 جہد عاشق غریب چوں کہ یہ کوہ پایاں

کیفیت شراب میں تبلی کھنے
کا ذیادہ جو عاشق روی منہ نہیں
کیا دولت وصال کی ہم آزر و لڑین
نالی میں عنذ لیب کے تاثیر چاہتے
اوس بشتے پاس خاطر عاشق ہمیت
آنی ہی ہمہ ہر ایک لب گور سے صدا
اک خال نام کو بھی نہیں رہا پر
پڑھتا ہوں شعر کو چہ جانان کہ سنوں
رکھے نہیں میں رسم محبت سے الٹی
فصل جنوں ہی جا سہ دیکھی باہر

یہ سنا اوب مجالس نذران ہی درو
رحمت نذران کی شکر قرآن ہی دور
بوسہ یہ بہت جانان بوسہ
مسیار ایک دم میں گلستان دور
آنی ہماری پاس یہ جانان دور
فکر مال خاطر انسان کے دور
بند و بنور کعبہ ایمان کے دور
گلزار عنذ لیب غر مخوان کے دور
راو و فاطمہ حبیباں کے دور
وٹے وہ ہاتھ جو گرہ بیان کے دور



کہتے ہیں جبکو منزل عرفان ہاں
ہندو سی ہی عبید مسلمان سے دور ہے



مکن نہیں کہ نقش کف پاؤں
کا ہیکو صد مہ تب سودا اوٹھائے
کیسے نہ ہاتھ سے جو پیالا اوٹھائے
تشنہ لبی کا غم لب دریا اوٹھائے
یہاں سے نہ ہاتھ سپا اوٹھائے
ہو بار تو روانہ جنازہ اوٹھائے
منہ پر سی اپنی زلف کا سہ اوٹھائے
تسبیح کہتے ساغر و مینا اوٹھائے

اقتادگی سی خاک سراپا اوٹھائے
کیون چہ او کی زلف سیہ کا اوٹھائے
ابھی مبار آئی تو مانند شاخ گل
دل ہو ترے نفس کشی کی جوشنا
پہلو تھے نہ عاشق خستہ سی کہے
بعد از فنا ہی آپ کو منظور ہی ہو
و کہد کی محبت گل رخسار کے ہمار
مے پیکے عیب کچھ گد زامہ صیام

قوان سر پہ کیے کہ لنگا اوٹھا
کب تک فراق یار کی ایذا اوٹھا
دنیا میں آج کیوں غم فردا اوٹھا
بوسی کی مانگنی پہ طمانچہ اوٹھا
غفلت کا چشمہ دل سے جو رواٹھا
کیا بات ہی جو ناز کیسا اوٹھا
کیونکر قدم نہ خواب صحر اوٹھا
زادہ کی کیا بساط مصلا اوٹھا

اوس بت کو اعتبار کسی بات کا نہیں
جی چاہتا ہی جان پر اب کین نہیں
زادہ بلای جان خیال خدا بشیر
ای جان آپ سے ہر توقع منتی نہیں
پہلو میں اپنی شاہد مقصد کو بھیجے
ہمت خدا جو دی تو محبت کا لطف
اوس وطن کی بات سہی چشت یمن
جی نہ شراب پیچھے مسجد میں بیکر



ہی تحت بار منت ابنا روزگار
احسان اوصیا کیسا اوٹھا

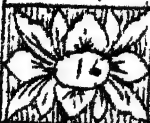


اکھون ہی طوق پیش کریں طلب مجھے
ای حور خدا کی لیے یہ طلب مجھے
عیش و سرور ہو گئے یخ و قوب مجھے
شمیر مونس ہے ہی ہلال خواب مجھے
ہو ساز و ار صحبت بنت العجب مجھے
رکھا دمان گورین ہی جان مجھے
دنیا کو دیکھ کر ہی مقام عجب مجھے
رہتی ہی سوزش غم وقت ہی مجھے
ای یاز خاک میں نہ ملائی سب مجھے
و کھلا رہی زنگ مقد عجب مجھے

اس بات کی ہی منتظر رہو مجھے
ترسانہ بہر اوسہ خدای اب مجھے
بی یار محکمہ ہوئی بزم طرب مجھے
پیش نظر جو مصحف رو ضم نہیں
کیفیتیں نصیب ہوں دو بیان
ما سحر بوسہ لب جاناکلی سوتی
ما تہ عدم ست اگر سین حیرت زدہ
بلکہ جو نغ دل ہی میں غور مجھے
میں صاف دل ہوں محنتیں دل میں
القدری آسمان کی نیزنگت ازبان

خوشیدرند جو گیا ماہ رجب
رکتا ہے دور یاد سے ہاں آؤں
بہ آئینہ دکھائے مین سیر خلج
جام بلور ہو گیا برق غضب خج

اوستہ جو انی مصحف رخ کو چھایا
ذری کی طرح ہو نہیں جدا آفتاب
آکھون سی دیش رخ شفا یابی
بی یار میکشی تے مراد دل چاہ دیا



شکرا مدد گاہی صبا ہو داکس بان
ساتی فی جام می سی کیا لب لب خج



بین الگ کو نہیں ٹوٹی شیشہ ساعہ
کیا تماشا ہو جو جو ماخون کا کھنڈ
پہر گلہیں طوق ہو پہر بادین لشکر
مزرع امید پر پالا پڑا پتھر
جیسے لشکر کی مقابل انکر لشکر
آج سی کل تک میں کل دیکھ کر
اکہل پر سیکر وں شیر کے خنجر
گو بکونے کی طرح سے راہین چکر
مہر ای بیل تراصیا دو چین پر
خاک کی بدلی وہاں گورین شکر
رات دن کیا گیا مٹہ نور شد کو چکر
دھول پر پول آت و غنچ پر سر
چاک کیا کیا وریاں ان میں شکر
پر نہ نامی کی اور چہرے کو تو پر

وقت ساتی مین پہنچو م پر پھر
دک جرم با می ہری قاتل کا خنجر
پہر سارامی اگسی پہر جنون کا خنجر
مرد مہری سی قاتل کو غم جان مو
یوں چوم خط ہوا پیش صف خنجر
آج کی دیکھو لاکل پراوس جرم
قتل از کی جہنم کمان ابرو نی کیا
منزل مقصود تک آخو مین سر شکر
کی ہی ان دونوں کی کیا خانہ خنجر
کشتہ عشق لب شہرین کو نہیں ای
الفتاح رخ جانانیدہ ہر گز نہ
روز لایا کرتا ہی ہم می پرتو نہ خدا
خاک سی لکھا جو ہم جاہ و درخشاں
حال لکھ جو بھیجا اوس بت نہ خاک

معا تو ائی سے سینہ ہم صورت نقش قدم
ا برنیان کو طرٹ ای بت دیا امتد

پھر نہ او سے عشق کا لیکر جو درد سر
آبرو پائی جو کانوں میں تری گو بر شری

ی صبا کہتے ہیں سب شکر مری فریاد کو
دیکھیے کس کس پہ آہ دل مضطر ہے

طوفان یہیہ اوٹھامری چشم پر آب سے
زخم کمن نئی ہونی کیف شراب سے
تجنتتہ ہیں عاشقوں کے گلے کباب سے
مکھن نہیں ہی حسن کا چننا عجب سے
زہد و وضو کرے جو ہماری شراب سے
سفر سوال وصل نہ چپ ہو حجاب سے
کرنابے فصل گل میں بہت شراب سے
چرخ چہارمین تری بزم نشاۃ ہی
بجلی گری نہ فرین ہستی غیر مجھ
روتا ہوں الفت عرق روی یار میں
حافظ میں ہکو حرف محبت سی کام سے
مزدہ مستعین قدر امی اگر اختیار مجھ
ہمیدالم میں باوٹ قیدیات تھی
میں گئی نبل میں کہ مجھی کو کیا دلیل
وہ رنہ میں کہ غم نہیں روز شمار کا
جب چاہے اس سے ریون میں کرنی

بدلی ہے آفتاب نے ٹہنی حباب سے
انگور سپٹ گئے چلش آفتاب سے
لب مل ہی ہیں وہ لب عالم شراب سے
چشتا ہی نور یار تمہاری نقاب سے
جھکی نہ آنکھ حشر کے دن آفتاب سے
کچھ تو جواب دو دہن لا جواب سے
واغضا کے منہ کو دافینہ کباب سے
دف کم نہیں ہی دائرہ آفتاب سے
اسید اوٹھ گئی دل پر اضطراب سے
تحریریک نزلہ ہوتی ہی بوی گلاب سے
تلا کا لٹا پہرے مطلب کتاب سے
خیم چین لین فلک سے قوج آفتاب سے
مکھ بن سے جان تو چوٹ خدا سے
نفرت سی ہو گئی دل خانہ خراب سے
باہر ہی یہ حساب ہماری حساب سے
چشم برآب غم نہیں ہے حجاب سے

یہاں رنگین سے دون پائینیا اسے رے نبات جاننا ہے

کس کس کو یاد کیجیے کس کو روئے
سرخ کی طرح ہی صاحبِ فتنہ کو زیرِ غزل
نکلی ہی جان بھر کی شب کس غلبے
کیا کیا نہ آسان کی ہوا انقلاب سے
جھڑتی ہنیں کرن کلاہ آفتاب سے



مین رنڈ بادہ نوشِ جرمِ جانِ اسی چھپا
لکھ دینا چند شعرِ کفن پہ شراب سے



بالا رہے دنیا میں سدا بات تمہاری
کس دھوم سے کرتا میں مدارات تمہارے
جس در پہ ہو چشمِ عنایات تمہارے
سورج ہی بند کو ملاقات تمہارے
کیا بات ہی اسی پر خوابات تمہارے
رکھی رہی سب طاق پہ مشکات تمہارے
چلتے سرِ عسکرا پہ رستہ لات تمہارے
کچھ فیض ہو جس سے وہ ہنیں آفتاب
ہر جگہ نکلتے ہے جو حیرات تمہارے

ہے عاشقِ قاسم پہ عنایات تمہارے
اسد جو دنیا مجھے قارون کا خزانہ
نورِ شید قیامت سے بھی وہ لکھ لکھ لکھ
میں جانتا ہوں عشقِ مجازی کی حقیقت
ہوتا ہے مجھے بادہ کی یہ ارشاد
ایں وا غلطو دیکھو جو خطِ عارفِ جان
رفقار سے کرتے رہو ہمالِ تبوں کو
کافر ہو جو پوسے کی بھی رکنا ہو قیاس
مانند گدا کا سہ بگفت آتا ہے خورشید



وہ سیمِ بدن تمکو اگر منہ نہ لگاے
کوڑی کی چھپا پر نہ ہے بات تمہارے



ہمارے دل کی اونہیں کچھ خبر نہیں ہو
کہ آج تک تری سیدی ہی نظر نہیں ہو
گو تھے خیرای بے خبر نہیں ہو
رسائی باز گدا ای ماہِ برہنہ ہو

کبھی رسائی آہ جگر ہنیں ہوتے
ہوا یہ بارِ مراو کیسا تجھے اوس دن
ہمارے نالوں نے خلقت کی نیند کو
پنی تسلی دل دی دیا ہے خطِ تھمکو

نہو اگر شب غم کی سحر مہین ہو
یہ بات آدمی مہین بی اثر نہیں ہو
وہ شکل ہو کہ جو نوع دیگر نہیں ہو
وزا بھی فشک مگر چشم تر نہیں ہو
بغیر صبح قیامت سحر نہیں ہو
چمکی سیر کبھی ای قمر نہیں ہو
نصیب ہو وگرنہ یہ لک نہیں ہو
تسلی دل ٹھہرن مگر نہیں ہو
کیسے دل کی کیسے خبر نہیں ہو

امید نہ دیت کسی ہی فراق جا نہیں
ہمارا حالہ دل شکی یار کتنا ہے
خوابان مہین ہو لا زحیٰ ہو نہیں
جگر کا داغ ہی خورشید شری افز نہیں
وراز می شب تار محمد معاذ اللہ
شراب چلے شباہ مہین بین ہم تم
نہیں ہے اہل ہوس کی لپی حلاوتی
فراق یار مہین دیکھو جسے وہ ناصح ہے
عجب نہیں مری رونی پتا پہ کا نہیں



خلاف خلق سے خلقت ہی ان جہنوں کی
صلیبا دہن مہین ہوتا مگر نہیں ہو

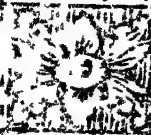


سب سے سوار حریفی گئی ہو یا پھر
بای کیسی تری مت ای بت عیار پھر
ٹھو کرین کھاتی زینھا سر باز پھر
شمع روتی تری جھپٹے ہو یا پھر
لی مبارک ہو ہوا بیل گلزار پھر
گر تری پرمی نہ کمان آہ دل آ پھر
سایگی طرح مرے تہا شب آ پھر
مردنی سنہ پہ تری گرس جا پھر
ایسی نیت تری ای چرخ ستم گار پھر

بت پرستی سنی طہنت دری ز نہا پھر
اولیٰ تقدیر میری قسمت انبار پھر
عشق یو صفائی یہ کی خاتہ خرابی پھر
بار یا قہقہہ عین تونے اوڑا یا سی پھر
چل لسی فصل خزان ہویم گل آنو پھر
ایک جا بھی نظر آتی نہ از کی صوت پھر
مراضہ جانا لگی جو سوکھ مہین ہو پھر
شوق دیدارنی اوس گل کی کیا ز پھر
ہیکہ شکوئی فقیر و کی طرح شاہنو کو

یہ بل جان قفس تن میں گنہگار ہے
کیا ہی تجھ پر جی ہی بیل گلا ہے
بان میں آوتے کل دلالہ کی دشا ہے
بات رہ جو نیلے منہ پر سی جو بولا ہے
روت جھونکی تیرے پیسے بولا ہے

کیا کہوں ہجر میں گلشن میں کینے
سودہ باد قرآن فی کین بی تنہا
کیسے عزت ہوئی برباد خراکی ناتوا
سخت جانی کسین قاتل سنی خوب کے
تہ چٹا خانہ برنجی سی میں دیوانہ



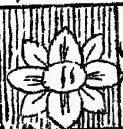
ای صبا دیکھ لیا بنے اسی کس
پہر گیا سارا جہاں جب نظر یہ ہے



اس ایک جان پہ کیا کہ
فلک پہ طائر سدرہ کہ رہتا ہے
کہ دھندلے منہ پہ پی فی نقاب ہے
کمان ہی ماہ کہ ہر آفتاب ہے
بغل میں کیوں مل خانہ خراب ہے
کمان قورات کو اسی آفتاب ہے
مدام والے جام شراب رہتا ہے
اخیر ماہ کمان ماہتاب رہتا ہے
ہاری یار کی سپرون صاب رہتا ہے
کس بروسی ہوا پر سحاب رہتا ہے
زمانہ صورت موت و حجاب رہتا ہے
خفا خفا دل خانہ خراب رہتا ہے
مری طرح سے اونہیں اضطراب رہتا ہے

خدا کا قہر تو بن کا عتاب رہتا ہے
جو آفتاب جو مسیت شراب رہتا ہے
وصال میں ہی سیدہ اونکو حجاب رہتا ہے
آفتاب و لٹ کی وہ منہ پہ سی پی رہتا ہے
ہوا ہی شمع کی پہلو میں جان کا رہتا ہے
تری تلاش میں بہ کھڑے ہیں رہتا ہے
جو اہل ظرف میں منہ پہ سترے عین رہتا ہے
تہ کس طرح ہو سیری من داخل رہتا ہے
شب وصال میں جو سوئی گنتی ہوتی ہے
عروج اہل کرم کی لمبی ہی میان رہتا ہے
آفاق مابین طوفان اپنا رہتا ہے
مختاری در پہ کسی دن جو ہم رہتا ہے
خدا بر گری تا شہر عشق کامل کا رہتا ہے

ہزار ایک کو بھی سفر جانبِ عدم و پیش
آفتابِ ہلال سے پاور رکاب ہوتا ہے



یہ دویسے ہی صبا آت کل زمانی میں
کہ غصہ کا کلیبا کباب رہتا ہے



نہ اسی صورت کا دھوکا دیا ہستی کی فکر
جگر خون کر دیا صبا دکھنا کوں کیل نے
پریشانی اوٹھائی سرِ بنیر لغو نہی سے
یہ ستغنی کیا ہی ہم فقیر دن کو توکل نے
کیا کیا کیا نہ گزشتہ عجیب سودا کا کل نے
جگر خون کر دیا قاتل ترے پیچِ قاتل نے
نہ بانگِ صورت کو سنے دیا بھری گل نے
کیا ہی جبر دل کی بیقراری پر غل نے
کھل غنچے نے اپنی پہنکا دی پتھر قاتل نے
رکھا صبا کی گردن پر اپنا خون بکھل نے

کیا فی یا سامانِ قیامت مانعِ دل سے
سہارا ہی جہول دامن چھین گیا کل نے
رخِ نکسیر پہ قیامت کسرا یا نہیں گل نے
کبھی جہول ہی ہو کر نہ پانچ شاخ ہی کو
خدا ہی نہیں تار کو تار سی حسن کو
لہو کیا کیا رولا یا آرزوی قاتل فی جھکو
رکھا جھکو خون نے بیخبر شور قیامت سے
کمان کا پاس سوائی محرابِ رحمت سے
چمن میں جب تجھی عریان ای گل نے
نقص من آتش شوق چمن ہی گل نے



صبا جھکو ملنی لک غنچہ لب کی یاد دلو اک
ر دلیا صورتِ شبنم چمن میں خندہ گل نے



میں وہ شجر ہوں کہ پیدا ہوا تیرے لیے
دعائیں مانگتا ہوں شام سی سحر کے لیے
بڑے نامتہ قدم چلے نامتہ کبر کے لیے
فلک کو چاہیے غارہ رخِ قر کے لیے
مسحِ چرخ سی آیا مر جبر کے لیے

اڈل سی خنجر قاتل ہے میری سگریے
بلا طویل شبِ پھر ہے نہیں کھٹے
خطاؤ کا لیکے پر پناہ ہے ہنسنے نہ
کو اپنی پاؤں کی صدی چہر کی دی نمی
او ترک یارنی کو مٹی سی حال دل پوچھا

سرشک چشم بہانا جوان عشق و نہدین
اسیر زار بین کھجک کو نہدین ہی بہانا
ایر تہہ ہون مندر کو مین کہ کہیے
ضرور کیا ہی نفس کی ت پکھیے



صبا یہہ اور سکا ہی موخوہ اسکا موخہ



بش ہی تم کے سے اور عم و بش کے سے

مکان کسی ہا اور سکا کہ کہی
اور شوہن ہا نہدین ہی بہانا
گور جانیہ نہدین ہی بہانا
کلا لادین و نہدین ہی بہانا
کہ اور ٹھین ہم مختاری نہدین
ہو آباد یہ گہر سہوان
جو واقف ہون مری از نشان
قوی سایہ ہی جسم تا توان
اوٹھا جسوقت پردہ اور میان
نہ پڑتے مین واعظ کی بیان
جدا ہوتا ہے یوسف کا بیان

تو ہا عرش کم ہے آسان
نہ لکھو پیشہ امید آسان
نہدین واقف سے آہ و فغان
فلک نے صورت برگ خزان
نہدین ایسی ڈھنسی دی گر ٹپی ہن
غم الفت فی دل کو منزلت نے
چہا پتا بھول جائین دو کر کا
غم الفت مین اوس شک پر ہی
پاس عشق مکلا جائہ سن
نہ لی اپنی سے تو مول حجسکا
نہدین اعضا ہی تن ہی وجہ پی



صبا یہہ چ پڑ جائے نہ تم بہا



لڑو کشتی نہ دیو آسان

بہت ضعیف تھی بارگراں اور کھانہ
خدا کیسکا کہ جو رہاں اور کھانہ
ترا تو یو ہی اسی آسان و کھانہ

تر ہی طرف سی لای جان و کھانہ
خیم کو ایسے اوٹھکر نہ تکدی لسی گئے
جو ہا عشق مین سر اوتار کر کھانہ

نگاہ ہم طرف بوستان اوٹھانہ سسکا
زمین رو پڑی کہ ہفت آسمان اوٹھانہ سسکا
دراپہ صد مہ قید گران اوٹھانہ سسکا
جو دل سے غمضہ این دان اوٹھانہ سسکا
سید ناتوان بے کہ لطف بیان اوٹھانہ سسکا
پس آفتاب بھی کوئی ہدیان اوٹھانہ سسکا

پیر پیر ہمارا سہ بیس اوی صباو
نہ اوٹھانہ اوٹھانہ کوئی یارے نہ
بیر لطف جو ہر قسم پر تو وہ نہ
اسید و ہم میں کسی پر نہ
سینہ چہ یار کی باتیں خوش نگیا ہر
تو کوئی مری اوی سوز غم رہے قائم



جہاں فی دایع محبت اوٹھانہ لیا کیونکہ
سیر نال وہ ہے جسے پہلوان اوٹھانہ



کہ آئینہ دیکھا تو حیرت ہوئی
سیحہ کو مرنے کی حسرت ہوئی
حد ساز ایبت یہ صورت ہوئی
بتوں کی بھی اتنی حقیقت ہوئی
نہ مسدود راہ محبت ہوئی
سحر ہو گئی شمع رخصت ہوئی
فرشتے پکاری قیامت ہوئی
نہوار بھر شام فروغ ہوئی
زمین تو وہ گرد کھفت ہوئی
تب غم کی ایسی حرارت ہوئی
تو مجھ رہا کو خوب فرحت ہوئی
کلائی گل باغ عشرت ہوئی

صدقاتی سے یہ زکوٰۃ ہوئی
لب یار کی جب زیارت ہوئی
مجھے ویران کی اجازت ہوئی
غضب ہی خدائی کا دعویٰ کرنا
ہوئی سنگ وہ لاکھ کوہ طلال
ہوئی سیراب و انوار الفت کمال
شب غم جو بند کی نالہ سنے
پہانہ میر کیسا ہے اسی آسمان
ہوے ہم کدڑ جو پونہ خاک
رگین رشتہ شمع سوزان بنین
منظر آئی جب میکہ کی بہار
کلا جام سے غنچہ آرزو

وہ بت راہ پر کیا رات کو سہے ہم گدائے درمیکہ	دری آہ سہج پدایت ہوئی بطائے ہائے قناعت ہوئی
سوار پنج و غم کا عدم قافلہ میرا دم جو نکلا تو او سے کما	ہماری جو دنیا سے رحلت ہوئی بکھیرا چکا لو فراعنت ہوئے
نشان بھی لے گا نہ کل خبر کا پس زمرگ ہمسے بتوں کے لیے	نہ خوش ہو اگر آج غوث مہدی کھدین فرشتوں سے محبت ہونی



نہ سمجھا وہ بت خاک حق و وفا
صبحا سفت بر باد محنت ہوئی



رات دن محو تماشا فی تباہ رہتا ہے ہجر کتے ہیں کسی فرق کد نہ رہتا ہے	آئینہ صورت چشم نگران رہتا ہے ہم بھی رہتے ہیں وہیں یاد جان رہتا ہے
کوئی جا نہیں وہ جلوہ کنان رہتا ہے چلے گا دوس چمن کو نہیں کرتا پال رہتا ہے	پر کوئی کہہ نہیں سکتا کہ یہاں رہتا ہے سہیڑی چال تو ای سرو دلان رہتا ہے
جین و دنیا کا نہیں ہوش تری الفت رہتا ہے فصل گل نے نہیں مدد کرم فرمایا رہتا ہے	ہو کچھ اور ہی عالم مری جان رہتا ہے مارہ زن باغ میں ہر برگ خزاں رہتا ہے
کچھ فوج نہیں دامن اثر تک پہنچ رہتا ہے گہر کی دروازے میں نہ تیرگی رہتی رہتا ہے	رات دن قافلہ اشک ہواں رہتا ہے میری وحشت سی او نہیں ہی خفاں رہتا ہے
سبیلان ہی کسی جا کسین ارجا رہتا ہے نقش پر آب میں سب تلخ و خوش تر رہتا ہے	کیا پریشان مرے تہو نکا جو ان رہتا ہے کسا دنیا میں سدا ہم و فشان رہتا ہے
عشق پر خاتمہ ہے مفہ و پردہ رہتا ہے مرے پڑ بھی نہیں چن بخار دل سے	سو کہ روز میان دل و جان رہتا ہے خاند کو میں موقع کا دھواں رہتا ہے

موت سی چینی مجسین آب روان چشما
جان کا ہوش فحش میں کہاں رہتا

عاشقوں کی نہیں لگاؤ کی روانی تا
شمع رویا سے پروانہ صفت پتا ہوتا



آفت جان ہی تصور مرثوہ جاناں کا
ای صبا دل ہر ف نوک سنان رہتا



واہ کیا نیرنگ ہیں افلاک کے
نور کے بجائے ہیں پتلی خاک کے
امتحان ہیں ایک مشت خاک کے
بیج سی پرزی اوٹھا افلاک کے
قصے ہیں جمشید کے منیاک کے
سوانح ویکو گردش افلاک کے
مہارانی حبابہ صد چاک کے
ولولے ویکو تو مشت خاک کے
پہول پوٹے بنگے پوشاک کے
کہول دی پر طائر ادراک کے
توڑتے ساتون نوی افلاک کے
عاشق اونکے سرستی پوشاک کے
غول ہیں صحرائی و مشت ناک کے
جم گئی نقشہ ہمارے خاک کے
سوگ میں ہی کس گریبان چاک کے
عاشق صادق ہیں حسن پاک کے

دھیر نہ کیے گھرنوں کی خاک کے
جا بجا جلوے ہیں حسن پاک کے
ہو رہے ہیں ظلم و ہفت افلاک کے
عاشقوں ہی یہیہ حجاب اچھان
سرکشوں کا نام باقی رہ گیا
جائے پہلے میں وہ غور کی تھتھ
بنگے سووے میں موتی لفظیہ
ادبی دعویٰ انا اکھن کا کرے
پہوٹ بکھارنگ جسم یار کا
تورنہ اہد رشتہ شیش کو
امتحان ہو جائے تیر آہ کا
مالے کر سکتے نہیں خاموش ہیں
اہل دنیا کے نہ ہوکانے پہ جا
غازہ روئے حنیان ہو گئے
جامہ نیلی فلک پہنے ہوئے
ہی بعینہ چشم موسیٰ داغ دل

نقش پای یار پرست جاسنگے معا کسارون سے نکر پہلو تھی جانبہ گل یکمکر سو دا ہوا ہو گیا بے چین تو اچھا ہوا المددای قابض روح المند	مہر و مہ پیوندیوں کے خال کے ایک دن جانا ہے نیچے خاک کے چیمٹرے اوڑھے گئے پوشاک کے اور سن مائے دل غمناک کے کب سے قیدی بن طلحہ خاک کے
--	--

۱۹۲	بہن رگ ابرہاری ای حصا دوری اپنے ویدہ مناک کے	۲۳
-----	---	----

دوڑ چلنا راہ الفت میں کب بھی آجائے نالا شکیگر میں تاثیر ای دل چاہیے ہو گیا ثابت انا الحق سی بہن تصویر کی آرزو کے گو مقصد میں در پار کو نامہ اعمال لی جانجہ شہید ناز کو تیرہ بختی فی اندر میر میں ٹہا یا بھی کوئی جہان سے اوٹھایا نہ مارا پہلے صاف کہہ دیا اگر یوسف بھی نہ کھو گیا خوبی گل دیدہ زکس میں بدلو کر ہم فقیر عشق میں تو باو شاہ حسن باغ میں مجاہدست سی گرجت نالا پرچا دولت عقی بہت ہی ہم فقیر کو کھو اتحان میں ٹھہرن اٹھانہ قیدیوں کا سین	رفتہ رفتہ چاہیے منزل منزل چاہیے کہینچ کر لائے اسے دُخدا کا چاہیے اس عدالت میں سدا دعویٰ ٹہل چاہیے آستین ہو صورت دامن ساحل چاہیے روز محشر ماتھے میں دامن قاتل چاہیے اس طرف بھی روشنی ای شمع محفل چاہیے آسمان کو بھی بہت پر جا بشکل چاہیے منہ تری آئینہ عارض کی قابل چاہیے مردہ کی جاتری خیر سار کا مل چاہیے بستر اپنا تری در کے مقابل چاہیے بیٹھ جائی دم میں آواز عنادل چاہیے باو شاہوں کے لیے دنیا کا حاصل چاہیے جان نبی کو کچھ چاہیے دل چاہیے
---	--

چاہیے طاہرین کچھ پردہ میان عشق
پانی پانی سخت جانی سی ہوا جانا ہون
نفس گل ہی نور کر برہ برہ ایک سب خون
کو تپہ قاتل میں ہر جانب سی جتنی صفا
محکم کہتے ہو پڑا اچھا ذرا پیر تو کھو
ترغ کی کا کچھ بہر وسادہ و فرقت میں
خیریت میتاد و گلچین کی نظر آتی نہیں
میں خرم ہوں نہوگا خاک ہی جس سے دل
جام ہم بادہ کشو کا توڑنا اچھا بن

قدیس عریان تھی لیلیٰ کو محل چاہیے
یا آکھی بروی تیغ قاتل چاہیے
دوہری ہو ہو جاتیں اغلاہ سال چاہیے
امتحان ہی معرکہ و پیش ہی دل چاہیے
اپنی منہ سی آب تم ہو جاؤ قاتل چاہیے
موم گل چاہیے انیسمن آمو کی شام چاہیے
گل کھلائی کچھ نہ کچھ خون عداوت چاہیے
ہاتھ اپنی لکڑیہ جانی محس چاہیے
ٹوٹ جانی محسب کا شیشہ رسول چاہیے

بہر سستی کی صبا ہر موع طوفاں خیر
عقل کامل نا خدا کی کشتی دل چاہیے

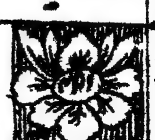
اکہ جس سی فرق جو راہان پرین
سنا میتا ہے عاجز و ہر سی تقریرین
مکروہ کام جس سے فرق کچھ قریب میں
کسی وہ بات جو فہم جان پرین
پریر و غل مجھ پاتی خانہ ذخیرین
خضر دم بھر حویری سایہ شہین
چمن سی اصر کو بل گلشن نقورین
کسی جو کچھ مزاج کافو بی پرین
ہماری دوا میں وہ ادھکا ہم تر پرین

اگر ایسا کمان ہی نہ کہے بکیرین
ولایت رجو و صف مالک تقدیرین
نہ کہ وہ بات جس سی شکستہ تقریرین
کبھی غرق پرائی نہ ہم تقریرین
وہ یونانی میں جب ہم ہر شہا یا دیدین
غروب آفتاب نہ کی ہو جا ائی قاتل
مربع میں حج کہیں اوس یا ضحین کا
سین کی ہم خدا کا نہ کوئی بن
لو کا بار و پ جس عشق کی نیرنگ سازی

لیدو نہ انہ بنایا اوس پر کی بوی کا کل نہ
 حقیقت میں کبھی تدبیر کی قانع نہیں ہو
 خزان میں دماغ غم حفا فصل گل میں زین
 مشاحیہ زیادہ وصف جنت کا جو واصل
 کسان کا نقد دل ہم دولت ایمان بنا
 ہماری مالہ دل کی طرح گردون پہ چسپا
 نہ دکھائی گئے اپنا آفتابے اغ دل تجھ کو
 کشی عمر دوزخ الفت شرکان و ابروین
 سی میں دیکھتا ہوں مدقون آج پر کیا
 ہوا خوریز کب سر سبز لالہ عالم
 شب غم میں سرکلہ ذرا اونچے جو ہو جان
 نہ راس آتی ہو افتخار ہستی کی بندگی
 کچھ کا بننا ہی دیکھو اس مرد مری کو
 ہمارا خوش و خوش یمن میں لایا بیا بین
 لکھوں کیونکر میں حال زحل کہا فیض
 جب اوس کو چین نہ آتا کھلتے ہیں کو چین
 مگر چرنگ مجھ سے عاشق پزیرہ خاطر کو
 تودہ غور شد ہے تیری اگر کیسویں نشین

غزال میں ملک بکری ہوی انجیر میں
 یہ کیا انکس ہے فرق ای ل خطا کین
 جیسے تیرا لم سے خانہ رنجیر میں آسے
 ہر مٹی مسجد سے جو کوئی بت بی پر ہے
 نہ سپر ہی خیال کا فر ہے پیر میں
 پر جو بل ای قائل کہا سے پیر میں
 مسبا و فرق ای رو تری تویر میں
 گئی خنجر تلے گسایہ شمشیر میں
 جب آئی آپ سے قتل کی تدبیر میں
 ہوا کیا کلا علی پر پہل نہ شائع تیر میں
 تر نزل کجیہ نہ کجہ افلاک کی تعمیر میں
 سدا چکرہ چکر و پر پر میں آتے
 ستاری گز میں کیا آئی کہ ہم کثیر
 کہ جیسے حین سی اپنی کوئی جاگیر میں
 حقیقت میں یہ مضمون کس طرح حیر میں
 مقام شکری کوئی بت بی پر میں آتے
 کہیں زردی نہ قائل سبز و شمشیر میں
 ترپ کر جوت گدوں دھام ہی گز میں آتے

جیسا بعد خدا چکر کہیں کی کج مرقد میں
 نیا عالم نظر آئے عقیب میں آتے



یہی ہی طور تو ہوتے رسم و رادہ ہے
 جلو میں ساتھ جو ہر سانسہ خیر خواہ ہے
 یہ حال ہی جو کبھی لب پر آہ آہ ہے
 نشانِ سدا نہیں بہتا ہی نامِ رشاہ ہے
 بسر و وضع سی غم ہو کہ اس میں شادی ہو
 طریقِ راست پہ دونوں میں ایک تو ہوگا
 زمانہ صورتِ خوابِ خیال ہے اسی نل
 شرابِ بندہ درگاہ کو پلاتا ہے
 خدا کریم ہے ای دل معاف کر دیگا
 اسی کا خانہ دل میں سراغ پایا ہے
 صباغِ حشر سراپا تصور دار اوٹھے
 اسی ہی تو میں بحرِ جان میں آیا ہوں
 سہوہ زمانہ ہی ہرگز خبر نہ لی کوئی
 چہا نہ حالِ شہادتِ ہمارا ہی تھا
 طریقِ عشق میں وہ بھی نہ پاسے ہو
 رہ تیر و سخت ہوں میری اگر ہوا گنج
 سنیں ہی انہی حقیقت ہوگا گاہی

کسان تلک کوئی ابو چن تباہ ہے
 یہ ططراق نہ ای ترک کج کلاہ ہے
 زمینِ خواب رہے آسمان تباہ رہا
 وہ کام کر کہ زمانہ میں واہ واہ رہا
 نہ آہ آہ ہے دور تہا تہا ہے
 ملاپ گہرے سون ہی رسم و رادہ رہا
 ہر ایک حال میں اندر پر نگاہ رہا
 علوی ساقی چشمیدہ بارگاہ ہے
 یہی نزا ہے نہ باقی کوئی گناہ رہا
 بہت دنوں جسے ڈھونڈھکیے تباہ
 ہر اک گناہ کی انحصار کو گواہ ہے
 ہوائی عشق سی کشتی تن تباہ رہا
 تمام عمر جو یوسف اسیر چاہ رہا
 دہلیزِ نغم لب گو ترک گواہ رہا
 مرے فوٹے مرے واسطے تباہ رہا
 صباغِ حشر تلک گج چارغ ماہ رہا
 چلین جو راہ سے تو غرض ہر گاہ رہا



بجائ تھی جو کوئی روکتا زمانے میں



ہم اپنے دم سے صبا تیغ فی پناہ رہا

تیری جبار کی صورت سی شفا جلی ہے

اگر اس میں دوسرے دو جلی ہے

میں جنم میں جلون یا نہ جلون کو کیا
 شب نرقت میں پہلا سا تہہ رکنا کی
 آتش حرص پی مرزع دل آفت ہے
 سوز دل سے ہوئی ہی آگ ہی پانی پانی
 شکس آتشی غیشہ ہو روئے پر جیسے
 خون عشاق کا جانا نہیں بالا بالا
 عشق فی اکیا اور ہی عالم پیدا
 صحت سوزیش دل کی جود کا کرتا ہوں
 کام ہشت او کی آیا نہ بہشت شداد
 دل میں وہ آگ کی ہی جو ذرا کی ہوں
 چاہتے ہیں وہی سے پر وہ نہیں جیتا
 آتش عشق فی آگ آگ لگا کھی ہے
 شکوہ بیجا ہی مرے مال آتش نہ آتا
 کیا تاشا ہی نہ وہ مجھے کرتی سینا
 سوز دل کا تو کبھی حال نہیں سناتا

وہ غلطی ہی طبیعت مری کیا جلتی ہے
 شمع کو دیکھتا ہوں تابیہ کجا جلتی ہے
 دیکھ کپتی تری ہی مرد خدا جلتی ہے
 سٹڈی سٹڈی مری اسون ہو جلتی ہے
 کٹہ فقر تہ خلق ہا جلتی ہے
 برف سے پالی ہی ہر سال خنا جلتی ہے
 زندگی رنگ ہی صورتے خفا جلتی ہے
 آگ لگ او شمتی ہی محراب جلتی ہے
 روح دون میں پڑی بعد خفا جلتی ہے
 سقف گردو دن دہی ای مرقا جلتی ہے
 گرمی جن ہی کیا او کی جیبا جلتی ہے
 دل جدا بدتا ہی ورنج جدا جلتی ہے
 کیسے تواب کی کسر وقت قبا جلتی ہے
 دوسرے دیکھتے ہی او رضا جلتی ہے
 جان کیسی مری ہی ناشوا جلتی ہے



اسی صبا بلخ میں تم غایہ سوزان نہ کر
 شکس سی بل بل پرگ و نما جوتا ہے



نہ جب کھ ہی نہ دامن کا نہ باقی ہے
 محمد میں ہی طیش عشق بار باقی ہے
 سوز دل کا تو کبھی حال نہیں سناتا

بہتر بجا جوش ہی فصل سبار باقی ہے
 کہ ہرگز نہ پانی ہی نہ کب بجا باقی ہے
 سوز دل کا تو کبھی حال نہیں سناتا

پہنسا نیک مجھے دشت جزئی کا ٹھونکنا
 نہ فراق سی پچ جائیکے تو جانیر گے
 خدا کی دل سے کلمہ ہون کا پرہ وہ خط
 ہزار بار قیامت گذر گئے ہم پر
 ابھی تک میں تری پیچ سے نہیں نکلا
 جگر کو داغ دیار و روح کو طال دیا
 نہ پہول غم و روز پر اس قدر ای گل
 میں دیکھ لوں اسے اب بھی لا کر وہاں
 ہو اسے عشق سے گرد طال ہی اٹال
 غلاب میں تری منہ کا چرنگ دیکھا ہر
 سیاق پرہ کے نہ دنیا کو لوٹ ای بی در
 خدا صاف پہ خط کا منو ہوا تو کیا
 بزار حیف اسی ہی فلک مٹا دی گا
 می الست کا اندر سے اثر اٹال
 ہی ایک سا چمن حسن یار بر سو سے
 مری طرح سی بکرا ہی اک دن او سکھو بھی
 شب فراق میں تھامیج دیکھتے کیا ہو
 رٹی ہی مری میں ترنگان یار کے عاشق
 اوڑھتے اسی برباد کیجیے اس کو
 نشان ہی نہ ہے گا مزار کا اپنے

سید ایک آوہ جو۔ امن کا تاریقی ہے
 کچرہ اور زرنگی مستعد باقی ہے
 زبان تر ہے ابھی اختیار باقی ہے
 مگر سنوڑ شب انتظار باقی ہے
 وہ ہی مل آج تک ای زلف یاد باقی ہے
 کوئی ستم فلک پر شعار باقی ہے
 کوئی دن اور یہ فیصل بہار باقی ہے
 ابھی تک رقی جان زار باقی ہے
 ہی جب تک کہ یہ اندھی غبار باقی ہے
 بدن میں جان نین ای نگاہ باقی ہے
 حساب پیش روز شمار باقی ہے
 تری نمود ابھی ای نگار باقی ہے
 کہیں کہیں جو یہ نقش و نگار باقی ہے
 او سی شراب کا اب تک خمار باقی ہے
 خدا کی شان جواب تک بہار باقی ہے
 خرابی فلک کچہ دار باقی ہے
 ابھی نورات دل ہی قمر باقی ہے
 وہی خلش وہی آپس میں خار باقی ہے
 اسی لیے مرا مشعب عہد باقی ہے
 تر ابھی نام بسلی کی کڑہ کار باقی ہے

<p>بہشت اہل میں کو ذلیل سے گا اسی میں ہو گا رات کی بھر غروب طالع ہی نہ رہا جس سے بحث نالہ کیا شہر امیون کو نہ کس طرف کہہ تو ای بو غلط کیسکو دیکھ کے قابو میں لائیں غبار کس سے کہ رو طالع کس سے</p>	<p>فلک کی دوسٹ بے تک و بار تھی ہے کوئی گزری جو شب انتظار میں ہے وہ دیکھ کہ ہی نہیں اسی برابر تھی ہے ابھی تو جام جسم بادہ نوش تھی ہے یہ روگ آج تک ای بیان نہ رہا تھی ہماری خاک ہی امی شہسوار تھی</p>
---	--



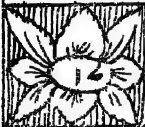
جہاں نفس بھی ہی ای جیسا تمہیں دیش
 برائے محسوس کہ کارزار یافتی ہے



<p>چرخ کجروا ہی سید ہا ہو تو مقصد کیا خود پرستی کی طریقی کے اگر جد کیا مرگے پرتری کو چے کی جو حد کیا گھر چے شہر چے سارا زمانہ چوٹ ای پری سج ہی کہ استنہ نہ اگر خوش ہو کیس تو نہیں ہی کہ چاہ دقن پاد میں ہے ساک راہ حقیقت ہی تو ہوتا جانا وضع ہی مرد و روزہ کو گذاری نشان خوب عنوان ہی پتی جو پس مرگای حرم و دیر میں دو بہول بیہان ہی میں وہ نہ نصف ہون یہہ چو کہ عالمگیر باوہ نوشی کا ارادہ ہی بہار آلو پھی</p>	<p>رہ اس آئی مرا پھر ناوہ سہی قد کیا نعمت شمس سے دولت سرور کیا روح کو غلہ سے لاش کو برقد کیا ایک وہ منتخب چیدہ و مفرد کیا مشک نانی سے تری زلف محمد کیا اوٹھو نہ بتا ہون دل گم گشتہ کیا کعبہ و دیرو کلیسا کوئی معبد کیا بوریاخت سی مہائی کہ مسند کیا بہر مدفن تری کو چے کی جو حد کیا وہ چلن حل کہ تجھے شاید مقصد کیا دولت خراگر صورت سر مد کیا خوب ماتی یہ جو کرد کوئی اراد کیا</p>
--	---

ای سکنہ تر کین جاکین سجدہ مل جا
جاکی گر عرش سی مہ قصر ز جہل جا
سونگنے کو تو دراز لاف محمد مل جا
کین تنہا ہوا یارب سہی قد جا

بجز ہستی میں کدورت میں بہت پانا ہوں
منزلت کو تری کو ٹھی کی نہ پہنچی تو
کون کتا ہی کہ بوسہ مجھے تم لینے دو
سرو باغی کی شانی کو چمن میں لیٹیں



پردہ رہ جای صبا مے گنہ گاروں کا
حشر کو سایہ دامن محمد مل جائے



جس سمت نہ کیجیے تری تصویر نیکی
اوجھے کہیں نہ پاؤں میں زنجیر کیجیے
کیا شہدہ کہی خاک پر نیکی
اپ اپنی آتشی میں توبہ کیجیے
کیا گل کھلائی دانہ زنجیر کیجیے
اس دم تو سوی عاشق دگر کیجیے
شوقی کہیں نہ رفت میں شمشیر کیجیے
بچہ نہیں بہا آپ تان کیجیے
اوی سا جذبہ ناکہ بگہ کیجیے
بوجہ بگہ کوئی بہت نہ کیجیے
یہ اور خوبی خطہ قصہ کیجیے
آئی میں آپ کرتے نہ کیجیے
لا سے ہیں آپ بچہ میں نہ کیجیے
کیونکہ نکال کر خطہ قصہ کیجیے

اتنی تو دید عشق کی تاثیر کیجیے
حد سے بڑھی سی زلف گرہ گیر کیجیے
شہر سے نہ شہر وصل کی نہ کیجیے
ہم عاشقوں کو خوبی تقدیر کیجیے
ابلی کہ اور سی دل و حسی کا کیجیے
پھر دیکھ بیٹھے گزشتہ وقت کیجیے
مجھ سخت جان پہ باتہ سنبھل کر کیجیے
دگر کر قیامت شیدا کی سانسے
کیسے چاہی پاس چلے آئی صبر کو
اچھا نہیں یہ طور نگاہ حضور کا
کیسا جواب خطہ نہ پڑا خطہ ہی کیجیے
خجک کی راہ لوں گا گریبان پہ کیجیے
کل کی طرح سی آج ہی کر کیا کیجیے
ای دل آلی کار کا بکھو خیال ہے

دیکھا جو دور سے مد کو کو تو لطف کیا
 آتنگا مرنے روح سکندر کا دم میں
 اس تو نہ کہ کی لہو پی مہلی شمشیر دیکھے
 آئینے میں تو زلف گرہ گیر دیکھے

کیا کیا ان آنکھوں نے نہیں دیکھا ہی اسے
 کیا کیا دکھاتی ہے ابھی تقدیر دیکھے

زادہ کورسی حسم پیر بخان دور ہے
 قرب حق سے سبب ہم و گمان دور ہے
 اس طرح عاشق بی صبر تو ان دور ہے
 منزلت چاہیے غفا کی طرح غزلت کی
 پھر کوئی بیل و گلچیں کا تماشا دیکھے
 کام جتنے ہیں وہ موقوف مقدر ہیں
 قابل دیکھنے بزم ہی ماشارہ سعد
 غیر تو کیا ہی مرا رنگ اگر جم جا
 بعد مر نیلے سعد میں نہ کوئی کام آیا
 اپنی ہم قافلہ والوں کے بہت بڑھ
 گالیان عشق میں ہی لی کوئی تن پرور
 عشق اللہ ہوا راہ بتوں سے نہ
 خشک ہو جائیگا دریا شربا ساقی
 پیش قاضی تری فریاد کریگی جا کر
 مر گئے پر نہ مجھے کوئی بتان میں گارا
 کیا ہوا دور زمانہ میں جو تمہارے دل سے
 آمد و رفت سی آندہ ہی کی کنواں دور ہے
 کس قدر عقل سے ابتغا جہاں دور ہے
 دل سے ایمان ذرا یہ خفتان دور ہے
 ایک سی ایک کا دنیا میں سکان دور ہے
 اور دون جو گلشنی قرآن دور ہے
 بات رہ جای جو مطلب زبان دور ہے
 نظریہ سے الہی یہ سماں دور ہے
 تجھ سے سایہ ترا ہی سرشان دور ہے
 وقت پر ہے سب ابتغا جہاں دور ہے
 رفقا کچھ نہیں معلوم کمان دور ہے
 پر یہ ممکن نہیں کہ لبان دور ہے
 یہ طریق اور ہی وہ سنگ نشان دور ہے
 زادہ خشک سی یہ آب و ان دور ہے
 وقت رز سے جو ہم ای پیر غمان دور ہے
 خانہ گور سے دور ہی جناب دور ہے
 میری لہ سی تو نہ تم اسی مری جان دور ہے

چمن کوچہ جہان نام کا رہے یاں فی ال
 سیرکے واسطے چو اندر تہا عالم پیدا
 سرسبز بادشہ بہ بڑے بہت لاد رہے
 ہی محل چو نہ بھی تہا وصل ہی برابر
 کس طرح منزل ہستی سی عدم کو پہنچے
 دل کیسے نہ دیکھائے سخن ہی سے
 کوچ ہستی سی عدم کو جو ہوا شامو کا
 جوشش عشق میں یوں دور سے غفلت
 اودن مقامونہ مقدر کے مجھے پہچانا
 تپ فروغ نے بہت دق میں کر گما
 سو کپاس گلستان میں بختیں جاتا
 ادھر ہی راہ سے ہم منزل مقصد پہنچے
 عند لیو کے دفریاد سنی جانے گی
 واپاد قرب مصلا معین ہم زندہ نہیں

اے کہ بظن سم آہون کا دیوان دور رہے
 کیا تماشا جو جودل سے یہ جان نہ رہے
 میر تیاہت ہی کہ وہ آفت جان دور رہے
 کان لیا پاس سی آمد اودان دور رہے
 یار اگتہ غنی جا کے کمان دور رہے
 خون ناحق سی سدا تیغ زبان دور رہے
 قوج سے ذوق پڑا بھل و نشان دور رہے
 صحبت پیر سے جس طرح جو ان دور رہے
 منزلوں مجھے مرے وہم و گمان دور رہے
 یہ ہزار دگ ہی وہ راحت جان دور رہے
 چال چو کی جو تم ای سرور وان دور رہے
 چو کیا ان دور رہ میں سنگ نشان دور رہے
 بار اعلیٰ چمنستان سے خزان دور رہے
 اس محلے سے خدارا یہ دکان دور رہے



سببستان میں وہ جاتے ہوئے گہلے ہیں
 اے چھپا ہوئے یہ آہون کا دیوان دور رہے



خشت بر خرم لوح طلسمات جہاں ہے
 سودیکا سا عالم ہی نہایت مختار ہے
 کچھ وہ ہم ہی ہی دل نہ کر ہی نہ دکان
 چکی ہوئی ان روز وینوں کو غلطی کا

کہا جانی فتوحات خرابات مغان ہے
 وہ گسوسے مشکین کے آنکھوں کی
 نادان و بان و کر بار کمان ہے
 ہم رند پریشان زمین ماہ رمضان ہے

نور ز کا دنیا میں نقطہ نام روشن ہے
 میری رمل زمین کو بہت شوق تھا
 جو دیکھے گا او سکودہ اہو کی سی کیسکا
 اعمال نہا رہے پشامت ہوا سکو
 اوس کیسے ہشکیر سے سیاہی میں
 ای ترک ہدف ہکو تباہم ہی تو کہیں
 چہ پی نہیں ای پارسائی پونی پانین
 اس چہ میں تم توہین ہزار کوئی ہم
 پیش حکما و اہمہ خلاق ہی مایہ دل
 اور دکی طرح جیلہ کی پانین نہیں
 گھر ہی چہ پابل ہی فزون تر شہ غم
 ای ترک تری باو بہاری ہی جلو میں
 توا رہن ہم لوگ گڑھی پن کی سبب
 تشبیہ اسی ہی کمرار کو دینے
 کیا مال ہی رز دولت ویدار کے
 اوٹھ اوٹھ کے شے صل میں کشاؤ
 پچھنا سکا تو تباہ جو مری کعبہ جل کو

پچھ ہی نہیں کہ دن کیسے ہی
 ہر رگ گل اس باغ کا بیس کی جن
 تیرا کوئی اہی جل دیہاں نہ وہاں
 اک باج ہی ہشکاف ہی تو رہے بیان
 معلوم نہیں نامہ اعمال کھان
 کس طرح ہی تیرے میں کسی بہ کمان
 جو حال ہی دکھا تیری چہ لیے میں
 اہمہ سلامت نہ ہو سکودہ تباہ
 جو کہ ہی جان میں سب ہم کمان
 منصور میں ہم کلمہ حق و در زبان
 گھٹا ہوا ۱۱ پساہی آہونکا دہون
 اوڑیا ہو جاتا ہو وہ گلون نہ رہے
 گردش کی سبب جو فلک سنگ شہاں
 نازک رنگ گل ہی ہی زیدہ رگ جان
 قیمت نہیں یوسف کی زین کو گل
 کیسی یہ پھر ہی نہ گویا وادان
 کچھ خیر ہے ہی وقت تو تباہ کمان



لک رنگ پر عالم نہیں رہا ہی
 کہ باو بہاری ہی گویا وادان ہے



موت کی نام سے آنا خفقاں کیا

شدنی امین یہ وہم و گمان کیا ہے

انی موزن شب صلت میں اذان کیا معنی
 حال الفت نہ کیا اوستے بیان کیا معنی
 سب کو معلوم ہی صورت جو ہوئی کیوسف
 معاند کو زمین نا حشر تجھے رہنا ہے
 کامیاب ہی مجھے دنگے جو رہا کہتے ہو
 چاہیے رنگ طبیعت کی رعایت ہو
 جس طرف یار نہ دیکھا او دہر آفت آئی
 کس قدر وحشت ہی تقدیر میں رہا رفتہ
 ترک کر بھر خدا لفظ انا سے منظور
 ہم فقیروں کو بھلا دیو حرم سنی مطلب
 یہ تہ ترپنا تو ترپنا ہی جو مریجی جائیں
 اہل دنیا کو میں پاتا ہوں بہت بین
 کچھ سمجھ میں نہیں آتی ہیں ہنسی باتیں
 اپنی باتوں سی تو ای طالب دنیا باز آ
 دل ہی اس جانتا ہی سوزنمان کا عالم
 کوئی جہان میں کیسی ہی کوئی ستارہ
 ترک الفت کی لہی جسے نہ کہہ ای ناصح
 ضبط ناکہ کسی صورت سی نہیں ہو سکتا
 اس طرف وہ بیان ہی اپنی تو خضر فی اہل
 ایسے کیونکہ نہ کہا جانی براخیزوں کو

انی اعمال پر اس وقت فرما کیا معنی
 دل کی کچھ کاٹم آتی یہ زبان کیا معنی
 گہمی ہلکی کرین اپنا ہی جہان کیا معنی
 چاروں کے لیے دنیا میں مکان کیا معنی
 مشفق من نہ بگڑ جائے زمین کیا معنی
 موسیٰ گل میں علاج خفا تان کیا معنی
 کیسے کئی ہو جو مگر کان کی شان کیا معنی
 خط سافر کی میں امی یہ مغان کیا معنی
 ایک ہی بات کا رہے بیان کیا معنی
 جبکہ آنا ہو قید مکان کیا معنی
 رحم آئی تجھی ای دشمن جان کیا معنی
 اس خطر گاہ میں یہ خواگاہ کیا معنی
 مہربان کیسے ہی ہنسنے آتی ہو کیا معنی
 سنہ کی گھلوا اچھی نہ جو کیا معنی
 کوئی دیکھی مری آہوں گاہ ہزن کیا معنی
 یہ بھلی دل نالان یہ فغان کیا معنی
 کچھ تجھے خبر ہے رہتا ہی کہاں کیا معنی
 راز الفت کا ہی مل میں نہان کیا معنی
 اس قدر محو تماشا ہی جہان کیا معنی
 آپ انتوں میں جانی ہیں بیان کیا معنی

تم جبر جادو کی سیلگی کیج سادہ پنجم
 کہیں رہ جاسیے ای سروان کیاستی
 تاقیامت ہی نہیں ننگ چلی جائیں گے
 ایک عالم پر ہے باغ جہان کیاستی



ای صبا خوب ہی بختی کی طرح خاموشی
 غل مچانا صفت برگ خزان کیاستی



کیونکر گلے سے گھونٹ اوتارین
 زہاد کی منہ دیکھ جیسے شراب کے
 تو تھی تو محتسب ہی تیشی شراب
 تو بلبل و اعطو کے خدائے شراب کے
 ساتی کی سر سے تو تھے شیشے شراب کے
 نقشے پڑی ہیں آج جہان خراب کے
 اپنے لیے ہم آپ تھی باعث خراب کے
 پچھن جھڑی ہوئی ہیں آفتاب کے
 دل سامکان حوالی کیا جو خراب کے
 مطلب ہیں حاشیے میں تمام شراب کے
 کیا نجات جاگتے ہیں شہاب ہتاب کے
 یہ کون ڈھنگ میں دل خانہ خراب کے
 زہاد رہیں شمار میں روز حساب کے
 طالع حسد ہوئی نہ بغیر آفتاب کے
 دو گھونٹ اگر ملین تی جوئی شراب کے
 اللہ رہی تو کوئی مری عہد شراب کے

چکی ملی ہی دیہان میں اکی آفتاب کے
 ہم میکشون ہی یہ کھلے آفتاب کے
 آئینے گزریکے فرشتے خدایک کے
 اچانک شراب پیچھے دن میں شراب کے
 لای اگر فراق میں اوس آفتاب کے
 یہ نقش عشق دل میں پڑی تو آفتاب کے
 مکی جو روح جسم کے پڑے سے آفتاب کے
 اللہ سے خواست ایام ہم ہر یار کے
 کعبہ بناتے کہ کھینسا بناتے
 تقدیر کے کلمے پہلے دل کا دار کے
 سو ہم ہی چاندنی میں جو آفتاب کے
 جب کچھ کوئی یار ہی ہیں آفتاب کے
 رند و لکھو کچھ غرض نہیں اس پانچ کے
 پیری کاموی سر کی سفید بوبلی کے
 زخم جگر کو خوب ہی ای ترک دیوہ کے
 کیا کیا خواہیاں نکل کر پیر ہرین کے

سیاہ وار عشق میں ہم بھیرا رہیں
ہم ہی ہوتے فراق کی آفتاب بہ
میں وہ تہہ جو تہا ہوں تو کنگہ بھی
ساتی بغیر موسم باران ہوا نصیب
بازارِ مہو سے مہکھان کا اندون
دربارِ حسن پار کا ہوتا ہر سو ج زن
فوجِ خزانِ بار کو تاراج کر دیا
ہرگز نہ کوئی ملک عدم سے ہر گشت گیا
شوقِ شب وصال میں کہیں جوتیہ
جوشِ خروشِ عالم پیری نے کھودیا
مجھ سے غیر مست کو ایسی شراب صاف

قابو میں رنج ہی بدل پڑا خطر اب
نزدک لاکھ وصف کری آفتاب کے
پہچے پچاسی کیوں دل خانہ خراب کے
آہوں سے کیوں دہو میں اور اویس
سکی پڑی ہوئی میں مری آفتاب کے
لہرائی میں ہوا سے جو گونجی نقاب کے
لوگ گئی گئی گلی ہوئی ٹخنے ٹکلا کے
عالم اگر بھی پہن جان خراب کے
ٹکڑے اور ٹکڑے سب آفتاب کے
ہی ہی گمان سے لادہ ن سب کے
صدے میں اپنے پیرنگ کی جاب کے



خاک کیسا نامہ بر کے بھی پرے اور نمان
ہم ای ہعبا ہے متر صد جواب کے



پہر وہی کل کی طرح و خور و خور
تابِ نظارہ خورشید نہ وہاں
سر نہ آنکھ نہ کیلے طور سے موسا کا
جلد لانا کوئی ساغر کوئی عینا کا
قاصدِ امینا نہو پیغامِ اجل کالا
سکہ و انجِ جنوں نہیں ہے بکمال
لو کہ یہ سوانگ نہ ہی ملے غلاماں

طالب و صل سے تم آج ہی جہاں آئے
تپِ لفت کا حرارہ جو سیلا
ای صم جو تھک جو منظور ہوئی آتش
منچو دور ہو وہ ابر بہار آہو بجا
نیر کے ماتہ میں پہنچا موٹھا شہر
دل کی سود میں ہوئی دوست توڑی
ویر گیسو کے تیل میں خطر سودا

مجلس شہنشاہی عدالت

CHECKED

تاریخ
عدالت آصفی

میر باسط علی خان - اہم اے کتب بارات لا

History of the Asafi Courts

BY

MIR BASIT ALI KHAN

M. A. (Central)